سلسلۂ تصوف نمبر ۱۲۸

عربی سے اُردو ترجمہ کتاب

فتح الرّبّانی والفیض الرّحمانی

مُلقّب بہ

تحفۂ سبحانی فیضِ سبحانی

یعنی

مجموعۂ خطبات و مواعظ حضرت محبوبِ سُبحانی قطبِ ربانی غوث صمدانی میراں محی الدین سید شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

جسے

اللہ والے کی قومی دُکان اور رسالہ "اسرارِ تصوف" کے

مالک و ایڈیٹر

ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین ککے زئی مجددی نقشبندی تاجر کتب

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں بازار کشمیری

لاہور نے

بصرف زرِ کثیر بامحاورہ اُردو ترجمہ کراکر نہایت صحت سے چھپوایا

سلسلۂ تصوّف نمبر (۱۲۸)

عربی سے اُردو ترجمہ کتاب

فتح الربّانی والفیض الرّحمانی

اعنی

وعظ محبوب سبحانی

تحفۂ سبحانی ملقب بہ فیض سبحانی

مع ارشادات محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

مجموعۂ خطبات و وعظ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی میراں محی الدین حضرت سید شیخ عبد القادر گیلانی قدس سرہ العزیز

تصنیف و تالیف

خلیفہ اعظم حضرت شیخ عفیف الدّین ابن المبارک قادری نور اللہ مرقدہ

جسے

اللہ والے کی قومی دکان مالک حسن الدین تعلیمیٔ مالک فضل الدین لکھے زئی تاجر کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں بازار کشمیری لاہور

نے بصرف زرکثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی پرنٹر چھپوائی

بار دوم

قیمت فی جلد پانچ روپے آٹھ آنے

فہرست مضامین فیوض غوث محبوب سبحانی ترجمہ اردو فتح الربانی

حضرت غوث صمدانی میران محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

فہرست ارشادات محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ

تمت بالخیر

دیباچہ

از جانب مؤلف کتاب حضرت خلیفہ اعظم خفیف الدین ابن المبارک

قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ تیری حمد و ثنا سے میری بے بسی اور عاجزی تجھ پر خوب روشن ہے۔ لہذا جس ذات اقدس نے تیری کامل مدح کی ہے (یعنے حضرت احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم) ان کے وسیلے سے میں التجا کرتا ہوں۔ جس ذات پر تو نے اپنے اسماء اور صفات کی حقیقت اور اپنے ذاتی تجلیات کے دقائق کا کشف کر دیا ہے۔ انہوں نے تیرے کمالات کے لائق تیری معرفت حاصل کی۔ اسی معرفت کی وجہ سے تو نے اپنی حمد کے ایسے طریقے آپ کے قلب مبارک پر جاری فرمائے۔ کہ اور کسی کو ان کی ہوا تک نہ پہنچی۔ جیسا کہ عنقریب (قیامت کے روز) اُن کی فردانیت کے ظہور کے دن جبکہ وہ (تیرے اسماء اور صفات کا) پورا نمونہ اور کامل مظہر ہونگے۔ تو اس سے بھی کئی گنے زیادہ ان پر الہام کریگا۔ میرا سوال یہ ہے کہ تو صلوات اور سلام اس ذات قدسی آب پر بھیج۔ جو ان کے وجود ذاتی اور تیرے کمالات پاک کے شایان شان ہو۔ اور عام طور پر تیرا انقدس سلام اور صلوۃ اُن کے وجود ظاہری اور باطنی پر اور ان ارواح پاک پر جو عالم امر اور عالم خلق میں آپ سے علاقہ کامل رکھنے والی ہیں پہنچتا رہے۔ یہاں تک کہ اے ہمارے پاک

پروردگار اپنے تمام رسولوں اور نبیوں اور فرشتوں اور جملہ نیک بندوں پر اپنے فضل و کرم سے عام طور پر صلوٰۃ اور سلام کا تحفہ ارسال فرمائے +

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ اس طرح ہے:-

حضرت شیخ الکل غوث الاعظم ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز (ابن) حضرت سید ابو صالح موسیٰ قدس سرہ العزیز (ابن) سید عبد اللہ الجیلی قدس سرہ العزیز (ابن) سید یحییٰ زاہد قدس سرہ العزیز (ابن) سید محمد قدس سرہ العزیز (ابن) سید داؤد قدس سرہ العزیز (ابن) سید موسیٰ قدس سرہ العزیز (ابن) سید عبد اللہ المحض قدس سرہ العزیز (ابن) سید حسن المثنیٰ قدس سرہ العزیز (ابن) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ (ابن) امام المشارق والمغارب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ +

آغاز کتاب فتح الربانی والفیض الرحمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی مجلس

ہمارے سردار حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اتوار کے روز صبح کے وقت ۳ شوال ۵۴۵ھ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا ۔

اللہ تعالےٰ جلشانہ سے امور تقدیری کے نزول کے وقت روگردانی کرنی دین اور توحید اور توکل اور اخلاص کو ضائع کر دیتا ہے ۔ ایماندار کا دل تقدیری حادثوں میں کسی قسم کی چون وچرا نہیں کرتا ۔ بلکہ آزمائش ربانی کے وقت سب طرح سے نفس سرکش کی مخالفت وسرکوبی کے درپے رہتا ہے ۔ تو جس شخص کی اصلاح نفس منظور ہو اس کی مخالفت کرے تاکہ شرارت نفس سے محفوظ رہے ۔ کیونکہ نفسانی خواہشات شرارت در شرارت ہیں ۔ جب تم بذریعہ مجاہدہ اطمینان حاصل کر لوگے ۔ تو سب خواہشات نفسانی نیکیوں کا ذخیرہ ہو جائینگی ۔ اور نفس عبادت الٰہی اور ترک گناہوں میں سب طرح سے تمہاری موافقت کریگا ۔ اس مقام کے حصول کے وقت درگاہ خداوندی سے ارشاد ہوگا ۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (اے اطمینان والی روح اپنے رب کی طرف رجوع کر ۔ اس حال میں کہ تو رب سے راضی ہے ۔ نزول رحمت ومغفرت کے باعث اور تیرا رب تجھ سے راضی ہے تیری اطاعت اور فرمان برداری کے باعث) اس مقام پر سالک کے واسطے ذوق سلیم حاصل ہو کر سب طرح کی شرارتیں دور ہو جاتی ہیں ۔ اور ماسوے اللہ تمام مخلوقات سے قطع تعلق ہو جاتا ہے ۔

اس مقام پر نفس مطمئنہ کے واسطے نسبت کامل اپنے روحانی باپ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صحیح ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ حضرت خلیل اللہ

علیہ السلام نے (حادثہ چخہ نمرود کے وقت) سب طرح کی خواہشات کو ترک کر کے اپنی ہستی سے ہاتھ دھویا۔ قلب کو تسکین حاصل ہوئی۔ اور مقام رضا میں سر تسلیم خم کر دیا۔ سب قسم کی مخلوقات نے حاضر ہو کر آپ کے سامنے اپنی خدمات پیش کیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے (حاضرین نے عرض کی۔ اگر ہماری مدد نہیں چاہتے تو اللہ ہی سے مدد مانگو) جواب دیا کہ میرے حال کا اس کو خوب علم ہے ایسی درگاہ میں سوال کی کیا حاجت ہے ؛

اِدھر حضرت کا مقام توکل و تسلیم صحیح ہوا۔ اُدھر ذات خداوندی نے ارشاد فرمایا۔ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (ہم نے حکم دیا کہ اے آگ (اپنی خلاف علاوت) ابراہیم پر سرد اور سلامتی والی ہو جا۔ اللہ جلشانہٗ مصیبت میں صبر کرنے والے کی دنیا میں بے حساب مدد کرتا ہے۔ اور آخرت میں بیشمار نعمتیں عنایت فرماتا ہے ؛ اللہ تعالےٰ کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (صابروں کو نیکی کا معاوضہ بھرپور عنایت کیا جائے گا) جو لوگ خدا کے لئے مصائب برداشت کرتے ہیں تو خدا پر اُن کی تکلیفیں پوشیدہ نہیں ہیں۔ جب تم اس کی مہربانی اور انعام کئی برس ملاحظہ کر چکے ہو۔ ایک گھڑی کی تکلیف پر صبر بھی کر لو۔ ایک ساعت کا صبر اعلےٰ درجہ کی بہادری ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (تحقیق اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں سے جدا نہیں ہے) اس کی نصرت اور مدد ہمیشہ شامل حال ہے مصائب کے ساتھ ساتھ صبر کرو۔ خدا کے لئے ہوشیار رہو۔ اس کے راستہ میں کسی قسم کی غفلت نہ برتو۔ موت کے بعد کی ہوشیاری پر نہ رہو۔ کیونکہ اس وقت کی ہوشیاری تمہارے لئے ذرہ بھی مفید نہیں ہے۔ لقائے ربانی کے پہلے ہوشیار ہو جاؤ۔ بیدار ہو جاؤ پہلے اس کے کہ خود بخود بیدار کئے جاؤ۔ ورنہ تم شرمندہ ہو گے۔ ایسے وقت میں کہ اس شرمندگی کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ اور اپنے دلوں کی اصلاح کر لو۔ کیونکہ دلوں کی اصلاح سے تمہاری سب حالتیں درست ہو جائینگی۔ اسی واسطے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ فِی ابْنِ اٰدَمَ مُضْغَۃٌ اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ لَھَا سَائِرُ جَسَدِہٖ وَاِذَا فَسَدَتْ

فَسَدَ لَهَا سَائِرُ جَسَدِهٖ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ (انسان کے جسم میں گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ تندرست ہو جائے تو تمام جسم تندرست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سمجھ رکھو وہ قلب ہے) پرہیزگاری۔ توکل برخدا۔ توحید۔ عمل خالص۔ اِن چیزوں کے وجود سے دل کی حالت درست رہتی ہے۔ اور ان چیزوں کی نفی سے دل کی حالت بگڑ جاتی ہے جسم کے پنجرے میں دل بمنزلہ پرندے کے ہے۔ جیسے موتی ڈبیہ میں یا مال صندوق میں عاقل کی نگاہ پرندے اور موتی اور مال پر ہے نہ کہ پنجرے اور ڈبیہ اور صندوق پر (یعنے انسان کو لازم ہے۔ کہ مقصود ذاتی اور عرضی کو ملحوظ خاطر رکھے) ۔

اے اللہ ہمارے اعضاء کو اپنی بندگی میں اور دلوں کو اپنی معرفت میں قائم رکھ اور عمر بھر رات اور دن غرض ہر وقت اپنی ذات میں مشغول رکھ۔ اور نیک بندے جو پہلے گذر چکے ہیں اُن کے مراتب کے ساتھ ہمارے مراتب مساوی کر دے۔ اور جو کچھ اُن کو عنایت فرمایا ہے ہمیں بھی عنایت فرما جیسے اُن کے مفاد کا خیال رکھا ہے۔ ہمارے مفاد کا بھی خیال رکھ۔ آمین!

اے قوم اللہ ہی کے ہو رہو۔ جیسے کہ نیک بندے اُسی کے ہو رہے۔ تاکہ تم پر بھی وہی انعام ہو جو اُن پر ہوا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تمہارا ہو رہے۔ تو عبادت میں لگے رہو۔ مصیبت میں صبر کرو۔ اُس کی رضا میں راضی رہو۔ امور الٰہی میں اپنے اور پرائے کی بابت دخل نہ دو۔ ایک گروہ نے دنیا کو ترک کیا۔ پرہیزگاری اور دیانت داری سے طرح طرح کے فائدے اٹھائے۔ پھر آخرت کی طرف ہوئے۔ اور اُس کے مناسب عمل کئے۔ نفسانی خواہشات کو مارا اور اپنے پاک پروردگار کی تابعداری کی۔ پہلے اپنے نفسوں کو پھر غیروں کو وعظ و نصیحت کرتے رہے (یعنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اُن کا شعار رہا) ۔

بیٹا پہلے اپنے حالات درست کرو۔ پھر دوسرے کی طرف توجہ کرو۔ تم پر لازم ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح سے پہلے دوسروں کو وعظ و نصیحت نہ سناؤ کیونکہ تم میں ابھی

بہت سے عیب باقی ہیں۔ کہ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے ۔
افسوس ہے کہ خود غرض ہو رہے ہو۔ دوسرے کو کیسے تیراؤ گے۔ خود اندھے ہو اوروں کے کیسے رہبر بنو گے۔ رہبر بننا تو آنکھ والے کا کام ہے۔ دریا میں ڈوبتے کو چالاک تیراک بچا سکتا ہے۔ اللہ جلشانہٗ کی طرف عارف کامل ہی رجوع کرا سکتا ہے۔ جو شخص خود گم ہے دوسروں کی کیا رہبری کریگا ۔
جب تم اللہ سے محبت رکھتے ہو اور اسی کے لئے نیک عمل کرتے ہو، غیر کیلئے نہیں! اور اُسی سے خوف کھاتے ہو۔ دوسرے سے نہیں۔ تو یاد رکھو تمہیں تصرفاتِ الٰہی میں کسی قسم کی بھی چون چرا نہ کرنی چاہیئے ۔
یہ مقام اصلاحِ قلب سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ زبانی گفت گو سے نہیں ۔
یہ بات مقام وحدت میں ہے کثرت میں نہیں۔ (اگر دل کو یکسوئی نہیں تو وحدت کثرت ہے۔ اگر قلب ماسوی اللہ سے خالی ہے تو کثرت وحدت کا حکم رکھتی ہے) اگر توحید گھر کے دروازے پر ہے اور شرک گھر کے اندر۔ بس یہی تو نفاق ہے ۔
افسوس ہے کہ تم زبان سے پرہیزگاری جتاتے ہو اور دل گنہگار ہے۔ زبانی شکریہ ادا کرتے ہو۔ دل ناشکر گذار ہے ۔
اللہ تعالےٰ جلشانہٗ نے (حدیث قدسی میں) ارشاد فرمایا ہے۔ یَا ابْنَ اٰدَمَ خَیْرِیْ اِلَیْکَ نَازِلٌ وَّ شَرُّکَ اِلَیَّ صَاعِدٌ (اے فرزند آدم میری طرف سے تجھ پر خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے اور تیری طرف سے برائی آتی ہے) ۔
افسوس ہے کہ بندۂ خدا ہونے کا دعوےٰ اور غیر کی تابعداری۔ اگر تم اس کے سچے بندے ہو۔ تو اللہ ہی کے لئے دوستی اور دشمنی رکھو ۔
پکا مسلمان اپنے نفس اور شیطان اور خواہش کی پیروی نہیں کرتا۔ شیطان کو پہچانتا بھی نہیں کہ اس کی تابعداری کرے۔ دنیا کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ اُس کے سامنے ذلیل ہو۔ بلکہ اس کو ناکاری سمجھتا ہے۔ آخرت کی طلب کرتا ہے اس کے حصول کے بعد اس کو بھی ترک کر کے اپنے مالک جلشانہٗ سے جا ملتا ہے۔ ہر وقت اُس کی عبادت اسی

حصول کے واسطے کرتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا کلام سنتا ہے وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ (اُس کو تو یہی حکم ہے کہ اللہ کی عبادت خالص دیندار ہر ایک چیز سے بے رُخ ہو کر کریں) خلقت میں سے کسی کو بھی اُس کا شریک بنا۔ حق جل شانہٗ کو ایک جان۔ اُس نے سب چیزیں پیدا کیں۔ اور اُسی کے دستِ قدرت میں سب چیزیں ہیں ٭

غیر سے مرادیں مانگنے والے! تجھے ذرا بھی عقل نہیں۔ کیا کوئی ایسی چیز بھی ہے جو خدا کے خزانے میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ (ہمارے پاس ہر ایک چیز کے بہت خزانے ہیں) ٭

بیٹا! تقدیر کے پرنالے کے نیچے صبر کا تکیہ لگا کر راضی برضا کا ہار گلے میں پہنکر کشائش کے انتظار میں عبادت گذار ہو کر میٹھی نیند سے سو رہو۔ جب تم ایسا کروگے۔ تو تقدیر کا مالک اپنے فضل اور احسان سے تم پر ایسی نعمتیں نازل کریگا۔ کہ جن کی تم اچھی طرح طلب اور تمنا نہ کرسکتے تھے ٭

اللہ والو! تقدیر کے موافق ہو جاؤ۔ اور یہ ارشاد عبدالقادر رضہ سے جو تقدیر کی موافقت میں کوشش کرنے والا ہے۔ قبول کرو۔ تقدیر کی موافقت نے مجھے قادر تک پہنچا دیا ہے ٭

اللہ والو! آؤ کہ تم اور ہم تقدیر اور امر الٰہی کے سامنے جھک پڑیں۔ ظاہر اور باطن ہر دو حال میں سر تسلیم خم کرکے شہسوار قدر کی رکاب کے ساتھ ساتھ چل پڑیں۔ کیونکہ وہ شاہی قاصد ہے۔ بادشاہ کی خاطر اس کی تعظیم فرض ہے جب ہم اس طرح تعمیل کرینگے تو قاصد کی رہبری میں قادر تک جا پہنچیں گے۔ فَھُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ (وہاں تو کسی پیادے اور سوار کو دخل ہی نہیں) خاص شہنشاہی حکم و احکام ہیں ٭

وہاں قادر کے پاس بحرِ علم سے پانی پیو اور دسترخوانِ فضل سے کھانا کھاؤ۔ اس کی محبت غمخوار اور رحمت پردہ پوش ہوگی۔ یہ قادر کا مقام دنیا کے تمام قبیلوں اور کنبوں کے لاکھوں انسانوں میں سے کسی ایک شخص صاحب نصیب کو حاصل ہوتا ہے ٭

بیٹا! پرہیزگاری اور پابندی شریعت لازم سمجھ نفس اور حرص اور شیطان اور بروں کی صحبت سے بچتا رہ! ایماندار اُن کے جہاد میں اپنے سر سے خود نہیں اُتارتا۔ اور تلوار کو میان میں نہیں ڈالتا۔ اپنے گھوڑے کی پشت زین سے برہنہ نہیں کرتا۔ جب خواب غلبہ کرے۔ تو اولیاء اللہ کی طرح سوتا ہے۔ کہ جن کی خوراک فاقہ۔ کلام ضرورت خاموش رہنا عادت ہے۔ اللہ کے امر سے بات چیت کرتے ہیں یہی اُن کے واسطے مقدر ہوچکا ہے۔ تحریکِ الٰہی پر اولیاء اللہ دنیا میں کلام کرتے ہیں۔ جیسے قیامت کے روز سب اعضاء امرِ الٰہی سے کلام کریں گے۔ اللہ جلّ شانہٗ اُن میں قوت کلام پیدا کرتا ہے جس نے کہ ہر ایک بولنے والے میں قوت گویائی عطا فرمائی ہے۔ ان کو اس طرح بلاتا ہے کہ جیسے جمادات بولتے ہیں۔ اُن کے واسطے گویائی کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ جب کسی امرِ خاص پر ان کا بلانا مقصود ہوتا ہے۔ تو انہیں قوتِ گویائی عنایت کر دیتا ہے۔ جب ذاتِ خداوندی نے چاہا۔ کہ خلقت کو عذاب سے ڈرائے۔ اور رحمت کی خوشخبری سُنائے۔ اتمام حجت کے واسطے نبیوں اور رسولوں میں قوتِ گویائی بخش دی۔ جب اس گروہ پاک کو اپنی طرف بلا لیا۔ تو ان کے قائم مقام عالم باعمل کر دئے۔ اور اُن میں قوتِ گویائی عنایت فرمائی۔ جس سے کہ نبیوں کے نائب بن کر اصلاح خلق کر سکیں ؂

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ (عالم نبیوں کے وارث ہیں) ؂

اللہ والو! اللہ جلّ شانہٗ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکریہ ادا کرو۔ اور خاص اُسکی عنایت فرمائی ہوئی خیال کرو۔ کیونکہ اُس نے ارشاد فرمایا ہے وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ (جتنی نعمتیں تمہیں پہنچ رہی ہیں سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں) اُس کی نعمتوں میں عیش کرنے والو! شکریہ کہاں ہے۔ غافل! نعمتیں وہ عطا کرتا ہے اور تم غیر سے سمجھتے ہو۔ اور جو تمہیں ابھی حاصل نہیں ہوئیں اُن کی انتظاری میں رہتے ہو۔ اور لگاہے تم نعمتوں کے ذریعہ سے نافرمانی پر کمر باندھتے ہو ؂

بیٹا! کُنج تنہائی میں پرہیزگاری اختیار کرو۔ جو تمہیں نافرمانی اور بد چلنی سے نجات دے۔ اور مراقبہ میں بیٹھو کہ تمہاری طرف خدائے تعالیٰ کی نظرِ رحمت کی یاد دلائے۔ تم گوشہ تنہائی میں محتاج اور بے قرار ہو کر چاہتے ہو کہ یہ تمہارے ساتھ ہو۔ پھر تمہیں نفس اور حرص اور شیطان سے محاربہ کی سخت ضرورت ہے۔ بزرگ لوگوں کی خرابی لغزشوں سے اور زاہدوں کی خرابی خواہشات نفسانی سے اور ابدالوں کی خرابی خلوت میں خطرات اور فکر سے اور صدیقوں کی خرابی پلک جھپکنے سے ہے۔ ان کا وظیفہ تو یہی ہے کہ اپنے دلوں کو غیر اللہ سے نگاہ میں رکھیں۔ کیونکہ وہ سرکاری دروازے کے چوکیدار ہیں۔ دعوت کے مقام پر کھڑے ہیں۔ مخلوق کو معرفت الٰہی کی دعوت دیتے ہیں۔ ہر وقت زندہ دلوں کو پکارتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اے سلامتی والے قلوب اور راستی والی ارواح اور اے انسان اور جن اے طالبانِ مولے (سرکاری محل کے) دروازہ پر آؤ۔ اپنے سچے دل اور تقوےٰ اور توحید اور کامل پرہیزگاری اور ترک دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ اور معرفت ان سب چیزوں کے قدموں کے ساتھ (مقامات طے کرتے ہوئے) دوڑے چلے آؤ۔ اس گروہ پاک کا یہی فرض منصبی ہے۔ اُن کا کام مخلوق کی اصلاح ہے۔ آسمان اور زمین عرش سے لیکر فرش تک (غرض سب جگہ) اُن کا تصرف جاری ہے ❖

بیٹا! اپنی نفسانی خواہشات اور حرص کو چھوڑ کر اس گروہ پاک کے قدموں کے نیچے بچھ جاؤ۔ ان کے سامنے خاک کی طرح ناچیز ہو جاؤ۔ اللہ جلشانہٗ یُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ (مردے سے زندے کو اور زندے سے مردے کو نکالتا ہے)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے والدین سے جو کفر کے باعث مُردہ تھے نکالا۔ ایماندار زندہ ہے اور کافر مُردہ ہے۔ خدا پرست زندہ ہے۔ بُت پرست مردہ ہے۔ اسی واسطے اللہ جلشانہٗ نے اپنے کلام (حدیث) قدسی میں ارشاد فرمایا ہے۔ اَوَّلُ مَنْ مَاتَ مِنْ خَلْقِي اِبْلِيْسُ (میری مخلوق میں سب سے پہلے ابلیس مرا) یعنی میری نافرمانی کرکے گناہ میں مرا۔ یہ آخری زمانہ ہے جھوٹ اور نفاق

کا بازار گرم ہے۔ اہل نفاق جھوٹوں دجالوں کے پاس ہرگز نہ بیٹھو ؛
افسوس تمہارا نفس نفاق والا جھوٹا، ناشکرا، گنہگار، بت پرست تمہاری اور اس کی کیسے بن آئے۔ اس کے خلاف کرو۔ موافق مت کرو۔ اس کو پابند کرو۔ آزاد نہ چھوڑو۔ اُس کو قید کرو اور جو مشقت کا کام اس سے لینا ہے ضرور لو۔ عبادت کے ذریعہ سے اُس کو کچل ڈالو۔ بہر حال خواہش نفسانی پر سوار ہو جاؤ۔ اور وہ تم پر سوار نہ ہونا پائے۔ اور طبع کا تو ساتھ ہی مت دینا۔ کیونکہ وہ بمنزلہ طفل شیرخوار کے ہے جس کو کسی طرح کی عقل ہی نہیں ہے۔ تم طفل شیرخوار کی بابت مان کر اُس کے شاگرد کس طرح بن جاؤ گے۔ اور شیطان تمہارا اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا دشمن ہے تم کس طرح اُس کی طرف مائل ہو گے اور اس کی بات مانو گے حالانکہ تمہارے اور شیطان کے درمیان قدیمی عداوت اور خون (ہابیل والا) ہے۔ اس پر بھروسہ نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارے ماں باپ (حضرت آدمؑ و حوّا) کا قاتل ہے۔ جب تم پر قدرت پائیگا جیسے ان کو مار ڈالا ہے تمہیں بھی مار دیگا۔ پرہیزگاری کو اپنا ہتھیار بنالے۔ اللہ کی توحید اور اُس کا مراقبہ اور خلوت میں پرہیز اور صدق اور مدد الٰہی کا لشکر تیار کر۔ یہ ہتھیار اور فوج شیطان کو شکست فاش دے کر اُس کی قدرت کی بیخکنی کر دینگے اور اُس کے لشکر کو تتر بتر کر دینگے۔ تم شیطان کو کیسے نہ بھگاؤ گے حالانکہ حق تعالےٰ تمہارے ساتھ (ردیر) ہے ؛

بیٹا! دنیا اور آخرت کو ملا کر ایک ہی ٹھکانے لگا دو۔ اور دونو جہان سے فارغ ہو کر مالک کی طرف یکسوئی اختیار کرو۔ تمہارے دل میں دُنیا اور آخرت کی محبّت نہ رہے۔ ماسوی اللہ کو ترک کر کے اُس کی طرف بڑھو خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی قید میں مت پھنسو۔ اسباب سے قطع تعلق کرو۔ اور ان معبودوں (یعنی خواہشات نفسانی) سے پیچھا چھڑاؤ جب تمہیں اس طرح قدرت حاصل ہو۔ تو دنیا نفس کے واسطے اور آخرت قلب کے واسطے اور حب مولےٰ باطن الباطن کے واسطے رہنے دو ؛

بیٹا! نفس اور حرص اور دنیا اور آخرت کا پیچھا نہ کرو۔ صرف مولےٰ ہی کے

ہور رہو۔ اب تمہارے ہاتھ ایسا خزانہ لگے گا کہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ہدایت حاصل ہوگی۔ کہ جس کے بعد گمراہی نہیں ہے۔ گناہوں سے توبہ کر کے ذاتِ خداوندی کی طرف بھاگ چلو۔ جب توبہ کرو۔ تو زبان اور دل دونو سے کرو۔ کیونکہ توبہ دولتِ خداوندی کا دل ہے۔ گناہوں کا لباس! خالص توبہ اور حقیقی طور پر خدا تعالیٰ سے شرمسار ہو کر اُتار ڈالو۔ پہلے ظاہری اعضا کی طہارت عمل شریعت سے کرو۔ کیونکہ توبہ خالص دل کا فعل ہے +

جسم کے واسطے الگ عمل ہے اور دل کے واسطے الگ۔ قلب جب عالم اسباب اور خلقت کے علاقوں کو ترک کر دیتا ہے۔ تو بحرِ توکل اور بحرِ معرفت اور بحرِ علم میں (ہمّت کی کشتی پر) سوار ہو جاتا ہے۔ سبب کو چھوڑ کر سبب بنانے والے کو طلب کرتا ہے۔ اس بحرِ ناپیدا کنار کے درمیان پہنچکر پکارتا ہے اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ (میرا خالق مجھے رستہ بتائے گا) خالق تعالےٰ شانہٗ اس سالک کو ایک کنارے سے دوسرے کنارے اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک رستہ بتا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ سیدھے راستے حقانی کا واقف ہو جاتا ہے (اسی سفر میں) جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو راستہ روشن اور بھول بھلیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ طالب کاول منزلوں کو طے کرتا ہوا ہر ایک چیز کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اگر کسی راستہ میں خوف ہلاکت ہو تو وہیں نورِ ایمان ظاہر ہو کر دل کی ڈھارس بندھا دیتا ہے۔ وحشت اور خوف کی آگ سرد پڑ جاتی ہے۔ اور اس کے عوض وصل کی خوشی اور بوئے محبت کا نور آجاتا ہے +

بیٹا! اگر بیماری آئے تو اُس کو صبر کے ہاتھ سے بوسہ دے۔ دوا کے پہنچنے تک تسکین خاطر رکھو جب دوا آئے تو شکر کے ہاتھ سے بوسہ دے۔ اس حالت کے وارد ہونے پر تمہیں بہت جلدی عیش و شادمانی نصیب ہوگی +

دوزخ کا ڈر ایماندار وں کے جگروں کو چھلنی اور چہروں کو زرد اور دلوں کو غمگین بنا دیتا ہے جب یہ حالت ان میں اچھی طرح سے قرار پکڑتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ

ان کے دلوں پر اپنی مہربانی اور رحمت کا پانی برساتا ہے۔ اور آخرت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ان کو اپنے اپنے ٹھکانے نظر آجاتے ہیں۔ جب انہیں سکون اور اطمینان اور تھوڑی راحت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن پر اپنے جلال کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ان کے دِلوں اور اسرار کے ٹکڑے اُڑجاتے ہیں۔ اور پہلے سے بھی زیادہ خوف کھاتے ہیں۔ جب یہ حالت کامل ہوجاتی ہے۔ تو ان پر اپنے جمال کا دروازہ کھولدیتا ہے۔ تو انہیں سکون اور اطمینان اور ہوشیاری اور اپنے مقامات کے درجات یکے بعد دیگرے حاصل ہوجاتے ہیں +

بیٹا! اپنی ضرورت کھانا اور پینا اور لباس اور نکاح اور مکان اور ذخائر جمع کرنا نہ سمجھ۔ یہ تو نفس اور طبع کی ضرورت ہے۔ قلب اور باطن کی ضرورت کہاں ہے؟ وہ تو مولیٰ کی طلب ہے۔ تمہاری ضرورت وہی ہے جو تمہیں فکر میں ڈال رکھے۔ اللہ تعالےٰ اور جو کچھ اُس کے پاس ہے وہی تمہاری ضرورت ہونی چاہئے۔ دُنیا کا عوض آخرت اور مخلوق کا عوض خالق ہے۔ جو کچھ تم دُنیا میں چھوڑ دو گے۔ اس کا بدلہ اور اس سے بہتر آخرت میں پاؤ گے۔ فرض کرو۔ اگر تمہاری زندگی کا ایک ہی دِن باقی ہے تو آخرت کی تیاری کرو۔ فرشتہ موت کی آمد کے واسطے نشانہ بن رہو +

اے قوم انسان کے واسطے دنیا باورچی اور آخرت معمار ہے۔ جب غیرت الٰہی جوش میں آتی ہے۔ تو ان میں اور آخرت میں حائل ہوجاتی ہے۔ آخرت کی جگہ خاص نعمتیں ملتی ہیں۔ تو انہیں نہ دنیا کی اور نہ آخرت کی حاجت رہتی ہے +

جھوٹے! تو نعمت کی حالت میں اللہ سے محبت رکھتا ہے جب بلا آتی ہے تو اس طرح بھاگتا ہے گویا کہ اللہ تعالےٰ سے تجھے محبت ہی نہ تھی۔ بندے کی اصلی حالت آزمائش کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے بلا آئے اور تم ثابت قدم رہے۔ تو تم محب ہو۔ اگر ڈگمگا گئے۔ تو پہلا کیا کرایا اکارت اور ساتھ ہی تمہارا جھوٹ ظاہر ہوجائے گا +

ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ مصائب فقر کے باندھنے کے واسطے ایک چادر تیار رکھو۔ اور ایک دوسرے شخص نے عرض کی۔ کہ میں اللہ تعالےٰ کو محبوب رکھتا ہوں حضور نے ارشاد فرمایا۔ تم بلا کے واسطے چادر سلوار رکھو۔ اللہ اور رسول کی محبت میں بلاء اور فقر کی برداشت لازمی ہے۔ اسی واسطے ایک عارف کامل نے بیان فرمایا ہے محبّت میں سب قسم کی مصیبتیں ہیں۔ اگر تم دعوائے محبت نہ کرو تو بچ رہو۔ ایسا نہ ہو! تو ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ کی محبت کا دم بھرنے لگ پڑے۔ اس محبّت کا تازیانہ بلا اور فقر پر ثابت قدم رہنا ہے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت فرما اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچائے رکھ۔

دُوسری مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ۵ شوال ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں وعظ فرمایا۔

اللہ تعالےٰ کے ساتھ تمہارا غرور تم کو اس سے دُور راہ اور راہ اگ پھینک دیگا۔ اپنے غرور سے باز آؤ پہلے اس سے کہ تم پر مار پڑے اور بے عزت کئے جاؤ۔ اور بلاؤں کے سانپ اور بچھو تم پر ڈنگ مارنے لگیں۔ تم نے بلاء کی مار کا مزہ چکھا ہی نہیں اسی واسطے غرور میں پڑے ہو۔ موجودہ نعمتوں میں پڑ کر اتراؤ مت۔ کیونکہ وہ عنقریب زائل ہونے والی ہیں۔ اللہ جل شانہ نے بیان فرمایا ہے حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْا اَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً (جب وہ ہمارے دیئے پر اترانے لگے تو ہم نے ان کو ایک دم دبوچ لیا) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصّوں میں صبر ہی سے کامیابی ہوتی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے صبر کیلئے سخت تاکید فرمائی ہے۔ فقر اور صبر کے مجمع کا حقدار مرد ایماندار

ہے محبت والے آزمائش میں صبر کرتے ہیں باوجود بلا کے ان پر نیک کاموں کا الہام ہوتا ہے
اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ان پر جو نئی نئی مصیبتیں نازل ہوں تو صبر سے برداشت کرتے
ہیں۔ اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھے اپنی مجلس میں نہ دیکھتے۔ میں ایک ایسے جال میں پھنس رہا ہوں
جو ہر ایک رات میں پرندوں کا شکار کرتا ہے۔ میری آنکھ سے کھولا جاتا ہے اور پاؤں
سے چھڑایا جاتا ہے۔ دن کو آنکھیں بند حالانکہ پھر پھندے میں کسا ہوتا ہے۔ یہ قضا
اور قدر کا فعل تمہاری اصلاح حالت کے واسطے ہے مگر تم نہیں پہچانتے۔ اگر میں راضی
برضا نہ ہوتا۔ تو کون عقلمند ہے جو اس شہر میں بیٹھ کر اس کے باشندوں میں بود و باش
اختیار کرتا۔ اس شہر میں ریا اور نفاق اور ظلم عام ہے۔ شبہ اور حرام بکثرت ہے۔
خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کے علاوہ ان سے فسق و فجور پر مدد حاصل کی
جاتی ہے۔ ایک ہی شخص کے حالات بکثرت ہیں۔ گھر میں عاجز۔ دکان میں پرہیزگار
شراب میں زندیق (غیر شرع) کرسی پر صدیق۔ اگر مجھے امر الٰہی ہوتا۔ تو میں تمہارے
گھروں کے اندرونی حالات سب کچھ بیان کر دیتا۔ مگر میں ایک مکان کی بنیاد رکھ رہا ہوں
جس کو عمارت کی ضرورت ہے۔ میرے (مرید) بچے ہیں۔ جن کو تربیت کی احتیاج ہے
میرے پاس علم الٰہی کے بعض معلومات ایسے ہیں۔ اگر میں اُن کا اظہار کر دوں۔ تو
وہی میرے اور تمہارے درمیان فراق کا باعث ہو جائیں۔ جس حالت میں میں ہوں
مجھے اس میں نبیوں اور رسولوں کی طاقت کی ضرورت ہے۔ مجھے آدم علیہ السلام سے
لے کر میرے زمانہ تک جو نیک انسان گذرے ہیں۔ اُن کے صبر کی ضرورت ہے۔
(اس سے بڑھ کر) میں ربانی قوت کا محتاج ہوں۔ یا اللہ میں تیری مہربانی اور مدد اور
رضا چاہتا ہوں۔ آمین ؛

بیٹا! تم دُنیا میں ہمیشہ کی زندگی اور حصولِ خواہشات کے واسطے نہیں پیدا
کئے گئے! اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو مکروہات پیش آ رہے ہیں۔ ان میں تبدیلی کر ڈالو۔
تم نے صرف کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان سے پڑھ کر سمجھ لیا کہ عبادتِ الٰہی کا
سے عہدہ برا ہو گئے۔ یہ تمہارے واسطے کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ یہاں تک کہ تم اُس کے

ساتھ کوئی اور چیز نہ ملاؤ - ایمان قول اور عمل ہے - صرف کلمہ شریف کا پڑھنا تم سے قبول نہ کیا جائیگا - اور نہ تمہیں نفع دیگا - اس حال میں کہ گناہ اور نافرمانی اور اللہ کی مخالفت اور اس پر اصرار اور ترک نماز روزہ صدقہ اور نیکی کے کاموں کا ایسے ناشائستہ افعال تم سے سرزد ہوتے رہیں کلمہ شریف کی دونوں شہادتیں تمہیں کس بات کا نفع دینگی جب تم لاالٰہ الا اللہ کہکر مدعی بنے - تو تم سے تصدیق دعوے کے واسطے گواہ طلب کئے جائینگے - تم جانتے ہو کہ گواہ کیا ہیں؟ حکم کا مان لینا اور جس چیز سے منع کیا ہے - اس سے باز رہنا - آفتوں پر صبر اور تقدیر الٰہی کو تسلیم کر لینا - اس دعوے کے یہ گواہ ہیں - اور جب تم ان اعمال پر بھی کاربند ہو جاؤ گے - تو یہ اخلاص ربانی کے بغیر قبول نہ کئے جائینگے - قول بغیر عمل کے اور عمل بغیر اخلاص اور اتباع شریعت کے مقبول نہیں ہے ✤

اپنے مالوں سے فقیروں کی تکلیف ہٹا دو - حتی المقدور تھوڑا بہت جو کچھ ہو دو ڈالو - سائل کے سوال کو رد نہ کرو ✤

خیرات کی محبت میں اللہ تعالےٰ کی موافقت کرو - اور شکر گذار رہو - کہ اس نے تم کو سخاوت کے لائق اور اس پر قدرت عنایت فرمائی ہے ✤

تم پر افسوس ہے کہ سائل اللہ کے لئے ہدیہ مانگتا ہے اور تم میں بھی دینے کی قدرت ہے - تو ہدیہ دینے والے (اللہ) سے ہدیہ کو کیوں روکتے ہو - (اللہ فرماتا ہے کہ) مجھے سنانے کی کوشش کرتا ہے اور روتا ہے اور جب سوالی آتا ہے تو دل کٹھن کر لیتا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ تمہارا سنانا اور رونا خالصاً للہ نہ تھا ✤

میرے پاس سماع (سننا) پہلے باطن سے پھر دل سے پھر اعضا سے جو نیکی میں مشغول ہوں مقبول ہے - جب میرے پاس آنا چاہو تو اپنا علم اور عمل اور زبان اور حسب و نسب اور اپنا مال اور قبیلہ سب کچھ چھوڑ کر چلے آؤ - ماسوی اللہ سے دل کو خالی کر کے میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ - تاکہ میں اس کو اپنے قرب اور فضل اور احسان کا لباس پہنا دوں - جب میرے پاس آتے وقت تم اس پر عمل کرو گے - تو تمہاری حالت ایسے پرندے کے مشابہ ہوگی کہ جو صبح کو بھوکا اور شام کو پیٹ بھرا ہوتا ہے - قلب کا

نور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے۔ اسی واسطے حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ایمان والے کی قیافہ شناسی سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے) +

اے بدکار مومن سے بچ پارہ۔ اپنے گناہوں کی نجاست سے لتھڑ کر اس کے پاس جا۔ کیونکہ وہ ربانی نور کے ساتھ جو کچھ تجھ میں ہے دیکھ لیگا۔ تیرا شرک اور نفاق اس پر کھل جائیگا۔ تیری رسوائیں اور ذلتیں اور تیرے بدعمل جو تیرے جامے (جسم) کے نیچے پوشیدہ ہیں سب کچھ دیکھ لیگا۔ جو شخص خلاصی والے کو (نیک نیتی سے) نہ دیکھیگا خلاصی نہ پائے گا۔ تو مجسم حرص ہے حرص والوں کے ساتھ ملا جلا رہتا ہے +

کسی سائل نے سوال کیا۔ کہ یہ اندھا پن کب تک رہیگا۔ جواب دیا یہاں تک کہ طبیب کے پاس جائے۔ اور اس کی دہلیز پر تکیہ لگائے طبیب کے ساتھ نیک گمان رکھے۔ اپنے دل سے اُس کی طرف سے تہمت بدگمانی نکال ڈالے۔ اپنی اولاد سمیت اُس کے دروازے پر بیٹھ رہے۔ اور تلخ دوا کو صبر سے نوش کرے۔ اس وقت تمہاری آنکھوں سے اندھا پن دُور ہوگا +

اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل ہو جاؤ۔ اپنی سب حاجتیں اسی کے سپرد کر و اپنے نفس کے لئے کسی عمل کا شمار نہ کر۔ اس کو مفلسی کے قدموں پر گرا دے۔ خلقت کے دروازے بند کر کے اپنے اور خدا کے درمیان دروازہ کھول لے۔ اپنے گناہوں کا اقرار کر۔ اپنی تقصیر کا عذر کر۔ اور یقین کر کہ اس کے سوا نفع دینے والا، عنایت کرنے والا، منع کرنیوالا، اور کوئی نہیں ہے +

اب تیرے دل کی آنکھ سے اندھا پن دُور ہو کر دانائی اور بینائی تحریک کریگی +

بیٹا! شان (فقر) کھُردرے لباس اور خوراک (ناقص) میں نہیں ہے شانِ فقر تو قلب تارکِ دنیا میں ہے۔ پہلے پہل صادق صوف کا لباس اپنے باطن پر پہنتا ہے پھر اپنے ظاہر کی طرف بڑھاتا ہے۔ اپنے باطن الباطن کو پہناتا ہے۔ پھر قلب کو پھر نفس کو۔ پھر اعضائے ظاہری کو۔ جب ظاہر اور باطن کھُردرا ہو جائے۔ تو ہاتھ شفقت اور

رحمت اور احسان (ربانی) کا جلوہ فرما کر اس بڑی بھاری مصیبت کی اُلٹا پلٹی کر دیتا ہے۔ سیاہ لباس (ماتمی) اُتار کر خوشی کا جوڑا پہنا دیا جاتا ہے۔ مشقت نعمت سے۔ بغض سرور سے۔ خوف امن سے۔ دُوری نزدیکی سے۔ فقر غنا سے بدل دیا جاتا ہے ؛

بیٹا! قسمت کا لکھا (رزق) زہد کے ہاتھ سے تناول کر۔ رغبت کے ہاتھ سے مت کھا۔ کھا کر رونے والا اور کھا کر ہنسنے والا مساوی نہیں ہے۔ قسمت کی روزی اِس طرح کھاؤ۔ کہ تمہارا دل اللہ کے ساتھ ہو۔ جس چیز کی تم اصلیت نہیں جانتے۔ اس کا طبیب کے ہاتھ سے خود بخود کھانے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں تم اس چیز کی بدی سے سلامتی میں رہو گے۔ تمہیں کس چیز نے سخت دل بنا دیا ہے؟ دیانتداری تم سے جاتی رہی۔ اور آپس میں سے رحمت بھی دُور ہوئی۔ شریعت کے احکام تمہارے پاس امانت تھی۔ اُن کو تم نے ترک کر کے ان میں خیانت روا رکھی ؛

تجھ پر افسوس اپنے پر امانت کو لازم کیوں نہیں جانتا۔ عنقریب تیری آنکھ میں پانی اتریگا۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں آہنی زنجیر سے جکڑے جائینگے۔ حق تعالٰے اپنی رحمت کا دروازہ بند کر کے اپنی مخلوق کے دِلوں میں تم پر سختی ڈال دیگا۔ اُن کو تم پر عنایت کرنے سے روک دیگا۔ اپنے سروں کو اپنے رب کے ساتھ محفوظ رکھو۔ اور اس سے خوف کھاؤ۔ کیونکہ اس کا مواخذہ نہایت ہی دردناک سخت ہے۔ تمہیں تمہاری جائے امن اور عافیت اور غرور اور اترانے سے پکڑیگا۔ اِسّے خوف کرو۔ کیونکہ وہی مالک آسمان کا اور وہی مالک زمین کا ہے۔ اس کی نعمتوں کو شکر کے ساتھ نگاہ رکھو۔ اس کے امر و نہی کو سمع اور طاعت کے ساتھ قبول کرو۔ تنگی کو صبر کے ساتھ اور اور کشادگی کو شکر کے ساتھ تسلیم کر لو۔ اِسی پر تم سے پہلے نبیؑ اور رسولؐ اور صالحین گذر چکے ہیں۔ جو نعمت پر شکر گذار اور مشقت پر صابر تھے۔ اِسکی نافرمانی کے خوانوں سے الگ ہو کر اس کی تابعداری کے خوانوں سے کھاؤ۔ خدائی حدّوں کی حفاظت کرو۔ آسانی آئے تو شکر کرو۔ تنگی آئے تو اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اور اپنے نفسوں سے سوال و جواب کرو۔ کیونکہ اللہ تعالٰے کی ذات اپنے بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتی

ہے۔موت اور اس کے بعد کے حالات کو یاد کرو۔خدائے تعالیٰ اور اس کا حساب اور اس کی نظریں جو تمہاری طرف پڑتی ہیں یاد رکھو۔بیدار ہو جاؤ۔یہ خواب غفلت اور نادانی اور بیہودگی میں اُلٹا پلٹی نفس اور حرص اور عادت پر قائم رہنا کب تک؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پابندی شریعت ادب کے ساتھ کیوں نہیں کرتے۔ترکِ عادت کا نام عبادت ہے۔آداب قرآن اور (حدیث شریف) کلامِ نبوی ع کا ادب کیوں نہیں کرتے؟

بیٹا! لوگوں کے ساتھ اندھا ہو کر نادانی اور غفلت اور خواب کی حالت میں میل جول نہ کر۔دلی نگاہ اور علم اور بیداری سے مل۔اگر ان سے کوئی اچھی بات معلوم ہو تو تابعداری کرو۔اگر کوئی ایسی بات دیکھو۔جو تمہیں بُری معلوم ہو تو پرہیز کرو۔دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی ہدایت کرو۔حق سبحانہ تعالیٰ سے تمہیں کامل غفلت ہے۔تم پر لازم ہے کہ احکامِ الٰہی کی تعمیل کے لئے بیدار ہو جاؤ۔اور مسجدوں ہی کے ہو رہو۔اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود شریف بھیجو۔کیونکہ آنحضرت ص نے ارشاد فرمایا ہے۔لَوْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ نَارٌ لَمَا نَجَی مِنْهَا اِلَّا اَهْلُ الْمَسَاجِدِ (اگر آسمان سے آگ اُترے۔تو مسجد والوں کے سوا اور کوئی شخص اس سے نجات نہ پائے گا) جب تم نماز میں غفلت کرو گے تو تمہاری نماز خدا تک نہ پہنچیگی۔اسی واسطے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اقرب مایکون العبد من ربّه اذا کان ساجدا۔(سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے)

تجھ پر افسوس کتنا ردّو بدل کریگا اور رخصت منا ئیگا۔ردّو بدل کرنے والا بیوفا ہے۔کاش! کہ جب ہم آپ کے ارادے پر سوار ہوں اجماع (اُمت) کے ساتھ تعلق رکھیں اور اپنے اعمال میں اخلاص کریں۔اللہ تعالیٰ سے ہمیں خلاصی حاصل ہو تو کیا حال ہے جب ہم تاویل کریں اور رخصت (ناجائز) حاصل کریں۔عزیمت گئی۔اور عزیمت والے بھی گذر گئے۔یہ رخصت کا زمانہ ہے عزائم کا نہیں۔یہ ریا اور

نفاق اور ناحق مال چھین لینے کا زمانہ ہے۔ ایسے بہت لوگ ہیں کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ اور نیکی کے کام خلقت کے واسطے کرتے ہیں خالق کے واسطے نہیں اس جہان کا مقصد اعظم تو یہ ہے۔ کہ مخلوق کو مخلوق کیسے راضی رکھیں۔ اور خالق کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ تمہارے سب کے دل مُردہ ہیں اور نفس مع خواہشوں کے زندہ اور دنیا کے طالب ہیں۔ زندگی قلب کی تو یہ ہے کہ مخلوق سے نکل کر معنوی حیثیت سے خالق کے ساتھ قائم ہو جائے۔ کیونکہ اس مقام میں صورت کا تو اعتبار ہی نہیں ہے۔ قلب کی زندگی احکام الٰہی بجا لانے اور نہی سے باز رہنے اور بلاؤں اور حادثوں اور تقدیری امور پر صبر کرنے سے ہے ؎

بیٹا! اس کی تقدیر تسلیم کر کے اس کے ساتھ رہو۔ اس کام کے بعد تجھے ایک بنیاد اور عمارت کی ضرورت ہے۔ رات اور دن تمام وقتوں میں اسی پر مداومت کر ؎

تم پر افسوس! اپنے کام میں فکر کرتے ہو۔ فکر تو قلب کا کام ہے۔ جب تم اپنے لئے نیکی دیکھو تو اللہ کا شکر کرو۔ اگر بدی دیکھو تو اس سے رجوع کرو۔ اس فکر سے تمہارا دین زندہ ہوگا اور شیطان مر جائیگا۔ اسی واسطے ارشاد کیا گیا ہے تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ (ایک گھڑی کا فکر رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے) ؎

اے اُمتِ محمدؐ! اللہ کا شکر کرو۔ کیونکہ اُس نے تمہارے تھوڑے عمل پر بہ نسبت پہلی امتوں کے زیادہ اعمال کے قناعت کر لی ہے۔ تم آئے سب سے پیچھے اور قیامت کے روز سب سے پہلے ہوگے۔ جو شخص تم میں سے صحیح ہو اُس کے مثل اور کوئی (کسی امت کا) صحیح نہیں ہے۔ تم سردار ہو اور دوسری امتیں رعیت۔ جب تک اپنے نفس اور حرص اور طمع کے گھر میں بیٹھا رہیگا صحیح نہ ہوگا۔ جب تک تو مخلوق سے اس کی نعمتوں میں جھگڑا کرنے والا اور اپنے ریا اور نفاق سے منفعت کو حاصل کرنے والا ہے تو تندرست نہیں ہے۔ جب تک تو دنیا میں رغبت کرنے والا ہے۔ تیرے لئے صحت نہیں ہے۔ جب تک تو دل سے ماسوی اللہ پر اعتماد کرتا ہے تیری صحت اچھی نہیں ہے۔ اے اللہ! تو اپنی ذات کے ساتھ ہمیں صحت عنایت فرما۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عنایت فرما اور عذاب دوزخ سے بچائے رکھ)۔

تیسری مجلس

حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۸ شوال ۵۴۵ھ ہجری کو دار العلوم میں ارشاد فرمایا۔

اے فقیر! مالدار بننے کی آرزو نہ کر شاید کہ مال تیری تباہی کا باعث ہو۔ اے بیمار! تندرست ہونے کی تمنا نہ کر شاید کہ تیری صحت ہلاکت کا سبب ہو جائے دانائی اختیار کر اور اپنے حاکم کی تعریف کر کے اپنے پہلو کی چوکسی کر۔ موجودہ نعمت پر صبر کر کے زیادہ کی طلب سے بچ۔ تمہارے مانگنے پر جو کچھ اللہ تعالےٰ عنایت کرے تمہیں اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ اس میں راحت اور آسائش نہ ہوگی۔ ہاں البتہ جو بندے نے القائے ربانی سے سوال کیا ہے اس میں برکت ہوگی۔ اور اس سے سب طرح کے مکروہات دُور ہونگے۔ تمہیں سوال میں اکثر اسی پر قناعت کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش اور تندرستی اور دین و دنیا و آخرت میں ہمیشہ کی صحت مانگو۔ اللہ تعالےٰ پر اپنی خود مختاری نہ جتا۔ اور نہ اپنے جبر کا اظہار کر ورنہ بھاری نقصان اُٹھائے گا۔ ذاتِ خداوندی اور مخلوق الٰہی پر اپنی جوانی اور طاقت اور مال سے گھمنڈ نہ کر۔ کیونکہ وہ اپنے قہر کے پنجے سے دوسروں کی گرفت کی طرح تمہیں بھی دبوچ لیگا۔ اس کی گرفت نہایت سخت دردناک ہے۔

تم پر افسوس! زبانی مُسلمان ہو دل سے نہیں۔ بات چیت مسلمانوں والی عمل کافروں کا۔ محفل میں مُسلمان گوشہ تنہائی میں کافر۔ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ نماز اور روزہ اور نیکی کے کاموں میں اگر تمہاری مراد اللہ کی ذات نہیں ہے تو تم پکے منافق ہو۔ اللہ تعالےٰ سے نہایت دُور۔ اب درگاہ الٰہی میں اپنے تمام عملوں اور قولوں اور

گندے مقاصد سے توبہ کرو *

اللہ والوں کے کاموں میں خوشامد نہیں۔ وہی مراد پانے والے۔ وہی یقین والے، خدا پرست، اخلاص مند ہیں۔ آزمائش الٰہی اور آفتوں میں صبر کرتے ہیں۔ اس کے احسان اور نعمتوں پر شکر گذار ہیں۔ اپنی زبانوں سے، پھر دلوں سے۔ پھر خاص لخاص باطن سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ خلقت سے تکلیفیں اُٹھا کر اُس کے سامنے مُسکراتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دنیا کے بادشاہ ناکارے، اہل زمین مردے، عاجز، بیمار، تنگدست ہیں۔ ان کے خیال میں بہشت خراب۔ دوزخ کی آگ سرد۔ نہ زمین نہ آسمان۔ نہ اُن میں کوئی آباد ہے۔ ان کی توجہ سب طرف سے ہٹ کر ایک ہی طرف ہوگئی۔ پہلے وہ دنیا داروں کے ساتھ پھر آخرت اور آخرت والوں کے ساتھ۔ پھر دنیا اور آخرت کے رب اور اُس کے دوستوں کے ساتھ جا ملے۔ اپنے دلوں سے خدا کے ساتھ سیر کر کے واصل ہو گئے۔ انہوں نے رستہ چلنے سے پہلے رفیق کو حاصل کر کے اپنے اور اس کے درمیان دروازہ کھول لیا۔ جب تک وہ اللہ کا ذکر کریں اللہ ان کا ذکر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ یاد الٰہی سے ان کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ غیر سے گم ہو کر ان کی ہستی ذات کے ساتھ قائم ہوگئی۔ انہوں نے خدائے پاک کا کلام سُن لیا۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا میرا شکریہ ادا کرو ناشکرے نہ بنو) یاد الٰہی کے شوق کے باعث وہ ہمیشہ ذکر میں رہتے ہیں۔ اُنہوں نے بعض کلمات حدیث قدسی کے ارشاد کو سُنا أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي (جو شخص میرا ذکر کرتا ہے مَیں اُس کا ہمنشین ہوں) اللہ والوں نے مخلوق کی محفلیں ترک کر کے یاد الٰہی پر قانع ہو کر حق تعالےٰ کی ہمنشینی حاصل کر لی *

اے قوم! حرص نہ کرو تم تو مجسم حرص بن رہے ہو۔ یہ علم بغیر عمل کے تمہیں نفع نہ دیگا۔ تمہیں سخت ضرورت ہے کہ یہ سیاہی جو سپیدی پر ہے (قرآن شریف) اُس پر عمل کرو۔ یہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے۔ روز بروز سال بسال اس پر عمل کرو۔ تاکہ اُس کا

نیک ثمرہ تمہارے ہاتھ لگے ÷

بیٹا! تمہارا علم تمہیں پکارتا ہے اگر مجھ پر عمل نہ کرو گے تو تمہیں تمہارے خلاف حجت ہوں۔ اگر عمل کرو گے تو تمہارے موافق سند ہوں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہٖ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ یَهْتِفُ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ فَاِنْ اَجَابَهٗ وَاِلَّا ارْتَحَلَ تَرْتَحِلُ بَرَكَتُهٗ وَتَبْقٰى مِحْنَتُهٗ تَرْتَحِلُ شَفَاعَتُهٗ لَكَ مِنْ مَوْلَاهُ وَيَنْقَطِعُ دُخُوْلُهٗ عَلَيْكَ فِىْ حَوَائِجِكَ ارْتَحَلَ لِكَوْنِهٖ بَقِىَ قُشُوْرًا فَاِنَّ لُبَّ الْعِلْمِ الْعَمَلُ (علم عمل کو آواز دیتا ہے اگر عمل سن لے تو بہتر ورنہ چل دیتا ہے۔ برکت چیز اٹھ جاتی ہے۔ عالم کے پاس محنت رہ جاتی ہے۔ خدا کے پاس تمہاری شفاعت نہ کریگا۔ ضرورت کے وقت اس کی آمد رک جاتی ہے۔ پوست (بلا مغز) رہنے کے باعث تم سے الگ چل دیا۔ کیونکہ علم کا ست (جوہر) عمل ہے ÷

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اس پر عمل کیا جائے۔ جب حضرت کے حکم پر عمل کرلوگے تو حضور تمہارے قلب اور باطن پر توجہ فرما کر دونوں کو حق تعالٰے کے مہمان بنا دینگے۔ تمہارا علم تمہیں آواز دیتا ہے مگر تم اس کو نہیں سنتے۔ کیونکہ تمہارے پاس قلب سلیم نہیں ہے اس کی بات دل اور باطن کے گوش سے سن کر توجہ کرو۔ کیونکہ اس کی نصیحت سے تم فائدہ اٹھاؤ گے۔ علم عمل کے ساتھ عالم (خدا جو علم کا نازل کرنے والا ہے) کے قریب کر دیتا ہے۔ جب اس حکم پر عمل کرلوگے۔ جو علم اوّل ہے۔ تو تم پر دوسرے علم کا چشمہ پھوٹ نکلے گا۔ تمہارے پاس دو علموں کے دو چشمے بہ نکلیں گے۔ تمہارے قلب میں حکم اور علم ظاہر و باطن کا بھر دیا جائیگا۔ اس وقت تم پر اس (مال لازوال) کی زکوٰۃ فرض ہے۔ اس سے بھائیوں اور مریدوں کی غم خواری کر۔ علم کی زکوٰۃ تو یہی ہے کہ اس کا درس عام کر دیا جائے۔ اور حق تعالٰی کی طرف خلقت کو دعوت دی جائے ÷

بیٹا! جس نے صبر کیا قادر بنا۔ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یُوَفَّی

اَلصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (صبر کرنے والوں کو اُجرت بے حساب بھرپور عنایت ہوگی) اپنی کمائی سے کھاؤ۔ دین کے ذریعے نہ کھاؤ۔ کسب کرکے کھاؤ۔ اور اپنی کمائی سے دوسرے کی بھی غمخواری کرو۔ ایمان والوں کی کمائی صدیقوں کے طباق ہیں۔ ان کے پیشے میں فقیروں اور مسکینوں کے سوا دوسرے کا حصہ نہیں ہے۔ خلقت پر رحمت کرنے کی انہیں آرزو ہے۔ اس خیرات سے ان کی غرض رضائے الٰہی اور محبت حقانی ہے۔ ایمان والوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُنا ہے۔ اَلنَّاسُ عَيَالُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ (سب لوگ اللہ تعالےٰ کے لواحق ہیں۔ اور محبوب تر لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک وہی شخص ہے جو اُس کے لواحقوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچائے)۔

اولیاء اللہ خلقت کے حساب سے گونگے، بہرے، اندھے ہیں۔ جب اُن کے دل خدا کے پاس ہوتے ہیں۔ تو غیر اللہ کی سنتے نہیں اور نہ غیر اللہ کو دیکھتے ہیں۔ ان کو قربت بلا تکلف حاصل ہے۔ ہیبت ان پر طاری ہوتی ہے۔ اور محبوب کے پاس محبت میں جکڑے رہتے ہیں۔ ان کی حالت جلال اور جمال کے مابین ہوتی ہے۔ داہنے اور بائیں نہیں جھکتے۔ انکا پیش نظر بے نہایت ہے۔ جن اور انسان اور فرشتے غرض سب طرح کی مخلوقات اُن کی خدمت کے واسطے کمربستہ رہتی ہے۔ حکم اور علم ان کے خادم اور فضل ان کی غذا ہے۔ اور بوئے محبت اُنہیں تروتازہ رکھتی ہے۔ اس کے فضل کے طعام سے کھاتے ہیں۔ اور اس کی اُنسیت کے شربت سے پیتے ہیں۔ اپنے شغل کے باعث خلقت کا کلام نہیں سنتے ہیں۔ غرض ان میں اور عام خلقت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ خلقت کو امر الٰہی سُناتے ہیں اور جن باتوں سے خدا نے منع کیا ہے اُن سے روکتے ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نائب اور حقیقی وارث ہیں۔ ان کا مشغلہ خلقت کو دروازہ حق پر پہنچانا اور الٰہی حجت اُن پر ختم کر دینا ہے۔ سب چیزوں کو قرینے سے رکھتے ہیں۔ ہر ایک صاحب فضل کو اُس کا فضل دیتے ہیں۔ اُن کی حق تلفی نہیں کرتے۔ اپنی طبیعتوں اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہیں کرتے۔

اللہ ہی کے لئے محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ ہی کے لئے نفرت کرتے ہیں۔ ان کا سب کچھ اللہ ہی کے واسطے ہے۔ غیر کو ان میں کچھ دخل نہیں ہے۔ جس شخص کے واسطے یہ حالت کامل طور پر حاصل ہو جائے تو اس پر کمال محبت ختم ہو جاتا ہے +

منافق! مخلوق اور اسباب پرست! حق تعالےٰ کو بھولنے والے۔ تم چاہتے ہو کہ باوجود ان بدخصائل کے یہ دولت تمہارے ہاتھوں میں آپڑے۔ تمہاری عزت نہیں تمہاری قدر نہیں مسلمان بن۔ پھر توبہ کر۔ پھر علم پڑھ اور نیک عمل کر۔ اور اخلاص پیدا کر ورنہ ہدایت نہ پائے گا +

تم پر افسوس! مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں سوائے اس بات کے کہ مَیں حق کہتا ہوں اور اللہ تعالےٰ کے دین کی تعمیل میں تم سے نہیں ڈرتا۔ مَیں نے مشائخ کے کلام کی سختی اور سفر اور فقر کی مشقت میں پرورش پائی ہے۔ جب میں تمہیں مخاطب کر کے کوئی کلام کہوں۔ تو اللہ کی طرف سے سمجھو۔ کیونکہ اسی نے مجھ کو بلوایا ہے۔ جب میرے پاس آؤ۔ تو اپنے آپ سے اور اپنے نفس سے اور اپنی خواہش سے خالی ہو کر آؤ۔ اگر تمہیں نور قلب ہو۔ تو مجھے بھی ان سب آفتوں سے خالی دیکھو۔ مگر تمہاری آفت تمہاری اُلٹی سمجھ ہے +

مرید! میری صحبت اور مجھ سے فائدہ اٹھا۔ میری حالت میں نہ خلقت نہ دنیا نہ آخرت ہے۔ جو شخص میرے ہاتھ پر توبہ کرے۔ اور میری صحبت میں رہے اور میرے ساتھ حسن ظن رکھے اور میرے کہے پر عمل کرے۔ انشاء اللہ تعالےٰ وہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ نبیوں کی اپنے کلام سے اور اولیاء اللہ کی اپنی حدیث سے پرورش فرماتا ہے (اولیاء اللہ کے دلوں میں القائے ربانی کا نام حدیث ہے) کیونکہ وہ نبیوں کے وصی اور خلیفے اور نیچے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی۔ اسی نے کلام کی مخلوق نے نہیں۔ اس کے ساتھ خالق نے کلام کی علام الغیوب نے کلام کی۔ اس سے ایسی کلام بلا واسطہ کی جو اس نے سمجھی اور عقل تک پہنچی۔ اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی بلا واسطہ کلام کی۔ یہ قرآن شریف کا مضبوط رشتہ

ہے۔ تمہارے اور رب کے درمیان تنا ہوا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے اُس کو آسمان سے اللہ کے پاس سے آپ پر اُتارا حسب ارشاد اور حسب خبر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا۔ اس بات کا انکار اور نفی جائز نہیں ہے۔ اے اللہ سب کو ہدایت دے اور سب کی توبہ قبول کر۔ اور سب پر رحم فرما +

امیر المؤمنین المعتصم باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا۔ خدا کی قسم مَیں اللہ تعالےٰ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اُس ظلم سے جو مَیں نے (امام) احمد بن حنبل کے حق میں روا رکھا۔ باوجود اس بات کے کہ مَیں نے ان کے امر سے کسی چیز کی تقلید نہیں کی۔ مجھ سے علاوہ اور لوگ ان کی بات کو ماننے والے تھے +

اے مسکین! جس مسئلہ میں کلام کرنے کا فائدہ نہیں۔ کلام نہ کر۔ مذہب کے بارے میں بیجا تعصب کو ترک کر۔ اور ایسے کلام میں لگ جو تمہیں دنیا اور آخرت میں نفع دے۔ تمہیں بہت جلد اپنی خبر معلوم ہو جائیگی۔ اور میری بات یاد کروگے عنقریب نیزہ بازی کے وقت دیکھوگے کہ تمہارے سر پہ خود نہیں۔ کس چیز پہ پورے زخم پڑ رہے ہیں۔ (سر پر) افکار دنیاوی سے اپنے دل کو خالی کرو۔ کیونکہ عنقریب تم سے ان کا مواخذہ ہوگا۔ خوشی کی زندگی دنیا میں نہ مانگو تمہارے ہاتھ نہ لگے گی۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلْعَیْشُ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ (عیش آخرت کی عیش ہے) اپنی امید کو گھٹاؤ۔ حالانکہ زہد دنیا کی خبر تمہیں پہنچ چکی ہے۔ کیونکہ زہد کے معنی امید کو کوتاہ کرنے کے ہیں۔ بُرے دوستوں کو چھوڑو۔ اپنے میں اور اُن میں محبت کو توڑ ڈالو۔ اور صالحین کے ساتھ جوڑو۔ اگر بُرے ہمنشینوں سے اپنا قریبی ہو اُس کو چھوڑ دو۔ اگر کوئی پرایا نیک ہمنشینوں سے ہو اُس کو ملا لو جس کے ساتھ تم محبت کروگے اُس کے اور تمہارے درمیان قرابت ہو جائے گی۔ تو نگاہ رکھو کس شخص سے محبت رکھتے ہو +

کسی بزرگ سے سوال کیا گیا کہ قرابت کیا چیز ہے۔ فرمایا محبت۔ جو چیز تمہارے

نصیب میں ہے اور جو چیز نصیب میں نہیں دونوں کی طلب چھوڑ دو۔ پہلی کی طلب بیفائدہ مشقت ہے (خود ہی مل رہیگی) دوسری کی طلب رسوائی اور عذاب ہی (کبھی نہ ملیگی) اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ جُمْلَةِ عُقُوبَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِعَبْدِهٖ طَلَبُ مَالَمْ يُقْسَمْ لَهٗ (خدائی عذابوں میں سے بندے کے لئے ایک یہ بھی عذاب ہے کہ اس چیز کی طلب کرے جو اس کی قسمت میں نہیں ہے) ؎

بیٹا! اللہ کی مصنوعات کو دیکھ کر اللہ کا پتہ لگالو۔ بنے ہوئے ہیں فکر کرو۔ بنانے والا مل جائیگا ؎

ایمان والے عارف کامل کی دو آنکھیں ظاہر میں اور باطن میں ہیں ظاہری آنکھوں سے زمین پر پیدا کی ہوئی چیزیں دیکھتا ہے۔ اور باطنی آنکھوں سے جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں پیدا کی ہیں اُن کو دیکھتا ہے۔ پھر اُس کے قلب سے حجاب اُٹھا دئے جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی ذات کو بلا تشبیہ اور بغیر کیفیت کے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور مقرب محبوب ہوجاتا ہے۔ اور محبوب سے تو کوئی راز چھپا ہی نہیں ہے۔ جو قلب مخلوق اور نفس اور طبع اور حرص اور شیطان سے خالی ہو۔ اُس سے حجاب اُٹھا دئے جاتے ہیں۔ اور اس کے ہاتھ سے زمین کے خزانوں کی کنجیاں گر پڑتی ہیں۔ اس کے نزدیک قیمتی پتھر اور ناچیز روڑے برابر ہیں عقلمند بنو! میرے بیان کو سوچو سمجھو۔ میں نہایت قیمتی کلام کرتا ہوں۔ اس کے جوہر میں اس کے باطن میں معنی خیز نصیحت ہے ؎

بیٹا! خالق کا شکوہ مخلوق سے نہ کر بلکہ خالق ہی سے کر۔ اسی نے سب اندازے لگائے ہیں۔ دوسرے نے نہیں۔ رازِ الٰہی اور مصیبت اور بیماری اور صدقہ کا چھپانا نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ داہنے ہاتھ سے صدقہ دو۔ تو اس بات کی کوشش کرو۔ کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ دنیا کے دریا سے ہوشیار رہو۔ کیونکہ اس میں بہت خلقت ڈوب چکی ہے۔ سوائے توحید والوں کے

کسی نے نجات نہیں پائی ہے۔ وہ گہرا دریا ہے۔ سب کو ڈبو دیتا ہے۔ بسوائے اس امر کے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے دریائے دنیا سے نجات میں رکھے۔ جیسا کہ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ ایمان والوں کو دوزخ کی آگ سے بچا دیگا۔ کیونکہ سب کو اس پر سے گذرنا ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا نجات دیگا۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔ (تم میں سے ہر ایک اُس پر وارد ہوگا یہ امر تمہارے رب پر لازم فیصل شدہ ہے) ٭

اللہ کا حکم آگ کو ہوگا۔ کہ سرد اور سلامتی والی ہو جا۔ تاکہ میرے بندے میرے ساتھ ایمان لانے والے میرے لئے اخلاص رکھنے والے، مجھ میں رغبت رکھنے والے، مجھ میں رہ کر غیر کو ترک کرنے والے گذر جائیں۔ جیسے نمرود کی آگ کو حکم ہوا۔ جو اس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جلانے کے واسطے روشن کی تھی۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ دنیا کے دریا، پانی، اس میرے بندے مراد محبوب کو غرق نہ کرنا ٭

یہ شخص صاحب باطن ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو اس دریا سے نجات عنایت فرمائی۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنا فضل مرحمت فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ ساری نیکی اس کے قبضے میں۔ دنیا نہ دنیا اس کے قبضے میں۔ تونگری اور تنگ دستی اس کے قبضے میں۔ عزت اور ذلت اُس کے قبضے میں۔ کوئی اس کا شریک کسی چیز میں نہیں ہے۔ عقلمند تو وہی ہے جو اُس کے دروازے کا ہو رہے اور غیر کے دروازے سے منہ پھیرے۔ بدبخت! میں دیکھتا ہوں۔ کہ تو خلقت کو راضی اور خالق کو غصے کرتا ہے۔ دنیا کی عمارت بنا کر آخرت کو خراب کرتا ہے۔ تو عنقریب پکڑا جائیگا۔ تجھ کو پکڑ لیگا۔ جس کی گرفت نہایت دردناک سخت ہے۔ اس کی گرفت کے بہت رنگ ہیں۔ تجھے تیری ولایت سے الگ کر دے۔ بیماری اور ذلت فقر میں مبتلا کر دے سختیوں اور غموں اور فکروں کو

تجھ پر لاڈ لے۔ مخلوقات کی زبانوں اور ہاتھوں کو تجھ پر مسلط کر دے۔ تیرے نقصان پر تمام خلقت کو اُبھار دے۔ سونے والے! بیدار ہو جا۔ اے اللہ! ہم کو اپنے ساتھ اور اپنے لئے بیدار کر۔ آمین ؎

بیٹا! دُنیا کی طلب میں رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے جیسا نہ ہو۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ کیا لگے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنی ایرا پھیری میں رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کے مشابہ ہے۔ رات اندھیری ہے چاندنی نہیں۔ اور وہ شخص بھی بلا مشعل ہے دہشت ناک ریگستان اور مارنے والے موذیوں میں ہے۔ قریب ہو کہ کوئی چیز (سانپ۔ بچھو) اس کو مار ڈالے۔ (اندھیرے میں ممکن ہے کہ لکڑی کے بھلاوے سانپ کو اُٹھا لے) تجھ کو چاہئے کہ لکڑیاں دن کو جمع کرے۔ کیونکہ آفتاب کی روشنی ضرر ناک چیز کے اُٹھانے سے تجھے روک دیگی۔ دُنیا کی ایرا پھیری میں شمس توحید اور شرع اور تقوے کے ساتھ رہو۔ کیونکہ یہ سورج تم کو حرص اور نفس اور شیطان اور مخلوق پرستی کے پھندے میں پھنسنے سے بچاتا رہیگا۔ اور (دنیا) کی سیر میں جلد بازی کرنے سے روکیگا ؎

تجھ پر افسوس! جلدی نہ کر۔ کیونکہ جس نے جلدی کی خطا کی یا قریب بخطا ہوا۔ اور جس نے آہستگی کی مراد کو پہنچا یا قریب بمراد ہوا۔ جلدی شیطان سے اور آہستگی رحمان سے ہے۔ اکثر تمہیں جمع دنیا کی حرص جلدی پر اُبھارتی ہے۔ صبر کر کیونکہ صبر ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ جو چیز تمہاری قسمت میں نہیں اس کی طلب کیوں کرتے ہو۔ وہ تمہارے ہاتھ کبھی نہ لگے گی۔ اپنے نفس کو روک۔ راضی برضا رہو۔ غیر اللہ سے کنارہ کشی کر۔ ان باتوں کا التزام کر۔ یہاں تک کہ تو خدا شناس ہو جائے۔ اس وقت تم ہر ایک چیز سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ تمہارا دل پکا اور باطن صاف ہو جائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ تمہیں تعلیم دیگا۔ تمہارے سر کی آنکھ میں دُنیا ذلیل اور دل کی آنکھ میں آخرت اور باطن کی آنکھ میں ماسوی اللہ کے سب کچھ ذلیل ہو جائیگا۔ تمہارے نزدیک اللہ تعالےٰ کے سوا کسی چیز کی قدر و منزلت نہ رہے گی۔ اس وقت تم سب خلقت کے نزدیک

صاحب عظمت ہو جاؤ گے ؏

بیٹا! اگر تم چاہتے ہو۔ کہ تمہارے سامنے کوئی دروازہ بند نہ رہے۔ تو اللہ تعالٰے سے ڈرو۔ کیونکہ خوف خدا ہر ایک بند دروازے کی چابی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (جو شخص خوف خدا کرتا ہے اُس کے واسطے اللہ تعالٰے سبیل بنا دیتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کو اس جگہ کا کبھی گمان بھی نہ تھا۔ اللہ جلشانہٗ (کی تقدیر) کا اپنے نفس اور کنبہ اور مال اور دنیاوی دوستوں کے بارے میں مقابلہ نہ کر۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تقدیر کے تغیر اور تبدل کا خدا پر حکم کرتا ہے۔ تو اس سے زیادہ حاکم زیادہ عالم زیادہ رحم کرنے والا ہے (نہیں ہرگز نہیں) تم اور خلقت سب اُس کے بندے ہو۔ وہ تمہاری اور اُن کی حسن تدبیر کرنے والا ہے۔ اگر تم دُنیا اور آخرت میں خدا کی صُحبت چاہتے ہو۔ تو سکون اور خاموشی کے ساتھ گونگے بن رہو ؏

اولیاء اللہ خدا کے سامنے باادب ہیں کسی قسم کی بے جا حرکات نہیں کرتے۔ جب تک ان کے دلوں کو صریح حکم نہ آجائے وہ ایک قدم اُٹھانے کے بھی روادار نہیں ہیں مباح چیزیں نہیں کھاتے اور نہ کپڑا پہنتے اور نہ نکاح کرتے اور نہ اپنے اسباب کو برتتے۔ مگر صریح اذن کے ساتھ جو بذریعہ الہام ان کے قلبوں میں وارد ہو وہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ قائم ہیں۔ جو ذات دلوں اور نگاہوں کو پلٹنے والی ہے۔ اس کے ساتھ ثابت ہیں۔ خدا تعالٰے کے ساتھ ان کو قرار نہیں۔ یہاں تک کہ دُنیا میں دلوں کے ساتھ اور آخرت میں جسموں کے ساتھ ملاقات نہ کرلیں۔ اے اللہ! دُنیا اور آخرت میں اپنی ملاقات ہمارے نصیب کر۔ اپنی قربت اور زیارت سے ہمیں لذت عنایت کر۔ ہمیں اس گروہ میں داخل کر۔ جو تیرے ماسویٰ کو چھوڑ کر تجھ سے راضی ہے۔ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دُنیا اور آخرت میں نیکی عنایت فرما۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا۔ آمین!) ؏

چوتھی مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اتوار کے روز صبح کے وقت ۱۰ شوال ۵۴۵ھ ہجری کو مسافرخانہ میں ارشاد فرمایا:-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا مَنْ فُتِحَ لَہٗ بَابٌ مِّنَ الْخَیْرِ فَلْیَسْتَبْشِرْہُ فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ مَتٰی یُغْلَقُ عَنْہُ (جس شخص کے واسطے نیکی کا دروازہ کھولا جائے۔ چاہیئے کہ خوشی منائے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس سے کب بند کیا جائیگا)۔

اے قوم! خوشی مناؤ اور غنیمت سمجھو جب تک کہ دروازہ حیات کا تم پر کھلا ہے عنقریب بند ہو جانے والا ہے۔

نیکی کے کاموں پر جب تک قادر ہو غنیمت سمجھو۔ دروازہ توبہ کو غنیمت سمجھو جب تک کھلا ہے۔ اس میں داخل ہونے کی کوشش کرو۔ دروازے دعا کو غنیمت سمجھو جو تمہارے لئے کھلا ہے۔ نیک بھائیوں کی ملاقات کے دروازے کو جو کھلا ہے غنیمت سمجھو۔

اے قوم! جو تم نے توڑا ہے اس کی بنا رکھو۔ جو ناپاک کیا ہے دھو ڈالو۔ جو گندھلا کیا ہے صفا کرو۔ جو بگاڑا ہے سنوارو۔ جو لیا ہے واپس کرو۔ اپنی نافرمانی اور دوڑ دھوپ چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرو۔

بیٹا! یہاں خالق کے سوا کوئی نہیں۔ خالق کے ساتھ رہے تو اس کا بندہ ہے مخلوقات کے ساتھ رہے تو اُن کا بندہ ہے۔ تو کسی گنتی میں نہیں۔ جب تک دل سے بیابان اور چٹیل میدان کو طے نہ کرے اور باطن سے ہر ایک چیز سے جُدا نہ ہو جائے۔ کیا تجھے علم نہیں کہ طالب مولیٰ سب سے جُدا ہے۔ یقین جانو کہ ہر ایک چیز مخلوقات میں سے بندے اور خدا میں حجاب ہے۔ جس چیز پر نگاہ ٹھیر جائے

نہ ہی حجاب بن جاتی ہے ؂

بیٹا! سُستی نہ کر۔ کیونکہ سُست ہمیشہ محروم اور ندامت اُس کے گلے کا ہار ہے۔ عمل کھرے کر۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تجھ پر دنیا اور آخرت کھری بنائی ہے ؂

حضرت شیخ ابو محمد عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ اے اللہ! ہمیں جیّد بنا دے۔ آپ کے فرمان کا مفہوم جس کو آپ زبان سے ادا نہ کر سکے۔ یہ تھا۔ اے اللہ! ہمیں خالص مخلص بنا دے۔ جس نے رزق پیدا کیا اُس نے معرفت الٰہی حاصل کی۔ مخلوقات سے اچھا برتاؤ شرع کے حد کے موافق رب کی رضا کے اندر مبارک نیکی ہے اور اگر یہی حدود شرعی کو توڑ کر رضائے رب کے خلاف ہے تو کسی مصرف کا نہیں اور ایسے لوگوں کی کچھ بھی قدر و منزلت نہیں ہے۔ اہلِ صفا اور برگزیدہ لوگ عبادت کے قبول اور نا قبول ہونے کو خاص علامتوں سے جان لیتے ہیں ؂

بیٹا! دُعا کا پھندا لگا۔ رضا الٰہی کی طرف رجُوع کر۔ اس حال میں کہ دل اعتراض کرے۔ زبان سے دُعا نہ مانگ۔ انسان نے دنیا میں جو نیکی اور بدی کی ہے۔ قیامت کے دن یاد آ جائے گی۔ وہاں پر شرمندگی نفع نہ دیگی اور ریا اکارت جائیگی۔ تمہاری عزت تو اسی میں ہے کہ موت سے پہلے اس دن کو یاد کرو۔ فصل کی کٹائی کے وقت لوگوں کو کاٹتے دیکھ کر ہل جوتنے اور بیج بونے کا فکر فضول ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ فَمَنْ زَرَعَ خَیْرًا حَصَدَ غِبْطَۃً وَمَنْ زَرَعَ شَرًّا حَصَدَ نَدَامَۃً (دُنیا آخرت کی زراعت ہے۔ جس نے نیک بیج بویا خوشی سے کاٹا۔ اور جس نے شرارت کا تخم بویا شرمندہ ہو کر کاٹا) اگر موت آئی پر تم بیدار ہوئے تو یہ بیداری ذرا بھی مفید نہ ہوگی۔ اے اللہ! ہمیں غافلوں اور بے خبروں کی نیند سے بیدار کر۔ آمین!

بیٹا! بُروں کی صحبت تمہیں نیکوں سے بدگمان کرے گی۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب اور نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت کے سایہ کے نیچے چل کر نجات

حاصل کرو ؎

اے قوم! اللہ تعالےٰ سے حیا کرو جتنا کہ کرنا چاہیئے۔ چند روزہ زندگی کو غفلت سے ضائع نہ کرو۔ تمہارا شغل تو یہی ہے جمع کرتے ہو کھا نہیں سکتے۔ اُمید کرتے ہو پا نہیں سکتے۔ عمارت بناتے ہو رہ نہیں سکتے۔ رضائے ربّانی کے مقام سے یہ سب چیزیں تمہارے لئے حجاب ہیں۔ اللہ کا ذکر عارفوں کے دلوں میں خیمہ لگا کر اُن کو گھیر لیتا ہے۔ اور ماسوی اللہ کی یاد بھلا دیتا ہے جب یہ مقام حاصل ہوا جنت میں ٹھکانا ملا۔ جنت بھی دو ہیں ایک نقد ایک اُدھار۔ جس کا وعدہ ہے۔ نقدی جنت دنیا میں ہے یعنے راضی برضا۔ اللہ تعالےٰ سے دل کا نزدیک ہونا۔ اور اس سے سرگوشی کرتے رہنا۔ قلب اور ذات کے درمیان سے رکاوٹ کے پردوں کا اُٹھ جانا۔ ایسے قلب والا شخص خلوت اور کثرت میں بغیر کیف اور تشبیہ کے ذات الٰہی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (اس کی مثل کوئی چیز نہیں وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے) جنت موعودہ وہ ہے کہ جس کا اللہ تعالےٰ نے ایمانداروں کے واسطے وعدہ کیا ہے۔ جس میں بزرگ چہرے پر نظر بلا حجاب پڑیگی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں۔ کہ سب خیر اللہ سے ہے اور شر غیر سے۔ اللہ کی طرف توجہ کرو تو خیر ہے اس سے منہ موڑو تو شر ہے ؎

جس عمل سے ارادہ معاوضہ کا رکھو تمہارے لئے ہے۔ اور جس عمل سے مقصود رضائے الٰہی ہو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جب عمل کر کے عوض طلب کرو۔ تمہاری جزا مخلوق کے پاس ہے۔ اور جب عمل خالص اللہ کے واسطے کرو۔ اس کی جزا قربت رب اور دیدار الٰہی ہے۔ یاد رکھو اعمال بامید معاوضہ نہ کرو۔ ذات الٰہی کے بالمقابل دنیا کیا چیز اور آخرت کیا چیز اور ماسوی اللہ کیا چیز ہے۔ نعمت کی جستجو نہ کر۔ نعمت دینے والے کو ڈھونڈ۔ مکان بنانے سے پہلے نیک پڑوسی کی طلب کر۔ وہ ہر ایک چیز سے پہلے ہے ہر ایک چیز کو بنانے والا ہے۔ ہر ایک چیز

کے بعد ہے ؛

موت کی یاد، آفات پر صبر، سب حالات میں توکل بر خدا التزام رکھو جب یہ تین خصلتیں تم پر ختم ہو جائیں۔ تمہارے پاس فرشتہ (ملک الموت) موت کا ذکر کریگا۔ تمہاری دنیا سے بے رغبتی ظاہر ہو گی۔ خدائے تعالےٰ سے جو تمہاری اُمیدیں وابستہ ہیں اُن میں صبر کے ساتھ کامیاب ہو گے۔ توکل کے ذریعہ دل سے سب چیزیں نکل کر رب کے ساتھ علاقہ قائم ہو گا۔ دُنیا اور آخرت اور ماسوی اللہ کا خیال جاتا رہیگا۔ پُورب۔ پچھم۔ دکن۔ اُتر۔ اوپر۔ نیچے۔ غرض سب طرف سے راحت، حمایت، حفاظت، خداوندی میں آجاؤ گے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی تمہیں ضرر نہ پہنچا سکیگا۔ خوف کے دروازے اور اطراف بند کر دی جائینگی۔ جس گروہ پاک کے حق میں اللہ تعالےٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ تم بھی انہیں میں شامل ہو جاؤ گے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (میرے خاص بندوں پر تیرا زور نہ چلیگا) اہل توحید اخلاص والوں پر (جو خلقت کو دکھاوے کے عمل نہیں کرتے) اس کا زور کارگر کیسے ہو سکتا ہے۔ قوت گویائی اخیر منزل میں ہے۔ شروع میں نہیں۔ ابتدا گل گونگا ہے اور انتہا گل گویائی ہے۔ مخلص کے ظاہر پر نہ جاؤ۔ اس کا ملک دل میں اور بادشاہ باطن میں ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ کہ جنہیں ظاہری اور باطنی سلطنت ملی ہو ؛

اپنی حالت کو ہمیشہ پوشیدہ رکھ۔ یہاں تک کہ کامل بن کر تیرا تقرب رب کو واصل ہو جائے۔ جب کامل ہو گئے اور جہاں پہنچنا تھا پہنچ گئے کچھ پرواہ نہ کر وہاں کیسے پرواہ کرو گے حالانکہ تم نے حال کو ثابت اور مقام کو قائم کر لیا ہے۔ اور اپنے محافظوں کی زیر نظر ہو گئے۔ اور مخلوق تمہارے نزدیک (حقیر) بن بن کی لکڑی جیسے ہے۔ تمہارے نزدیک ان کی مدح اور برائی۔ آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا مساوی ہے۔ تمہیں تو ان کی بنی کے بنانے والے اور بگڑی کے بگاڑنے والے اور ان کے خالق کے اذن سے ان میں تصرف کرنے والے ہو۔ کھولنا اور باندھنا تمہارے اختیار

تمہارے دل کے ہاتھ میں پروانہ اور باطن کے ہاتھ میں نشان۔ جب تک یہ صحیح نہ ہو کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ ورنہ عقل سے کام لے ٭

جو مرشد کو تو ڈھونڈھتا ہے۔ ایسے کی تلاش کر جو تیرا رہبر بنے۔ تو بے خبر ہے باخبر کی جستجو کر۔ جب ملے تو اُس کو لپٹ جا۔ اس کی رائے اور فرمان کو قبول کر۔ اس سے رستہ کا نشان دریافت کرلے۔ جب رستہ مل گیا۔ تو ٹھیر کر اطمینان کرلو۔ تاکہ تمہیں اُس کی حقیقت معرفت حاصل ہو جائے۔ تو اس وقت سب بھولے بھٹکے تمہارے پاس سہارا لیں گے۔ اور فقیروں اور مسکینوں کے واسطے تمہارے پاس خوان تیار رہیگا ٭

رازِ الٰہی کی حفاظت اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا جوانمردی کی شان ہے بطلب مولیٰ اور اس کی رضامندی اور سب سے قطع تعلق تم میں کہاں ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا ارشاد نہیں سُنا۔ مِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (تم میں سے کوئی دنیا کا طالب ہے اور کوئی آخرت کا) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (انہیں صرف رضائے الٰہی مطلوب ہے) اگر تمہارا نصیب یاور ہو تو غیرت خداوندی کا ہاتھ نکل کر ماسوی اللہ کے ہاتھ سے چھڑالیگا۔ اور درگاہ الٰہی کے دروازہ پر لا کھڑا کرے گا۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (وہاں کی حکومت صرف اللہ تعالےٰ ہی کی ہے) جب یہ مقام تمہارے لئے حاصل ہو جائے۔ تو دنیا اور آخرت بلا محنت و مشقت خادم بن کر حاضر ہو جائینگی ٭

اللہ کا دروازہ کھٹکھٹا کر اسی پر ثابت قدم ہو جاؤ۔ جب وہیں کے ہو رہو گے تو خطرہ نفس اور خطرہ حرص اور خطرہ قلب اور خطرہ شیطان اور خطرہ فرشتہ غرض سب طرح کے خیالات و خطرات ظاہر ہو جائینگے۔ اور تمہیں بتا دیا جائیگا کہ یہ خطرہ حقانی ہے اور یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ ہر ایک کو خاص علامت سے پہچان لوگے۔ اس مقام پر تمہارے پاس خطرہ ربانی آئیگا۔ جو تمہیں ادب سکھائیگا۔ اور ثابت قدم کرے گا۔

کھڑا کریگا۔ بٹھائیگا۔ حرکت دیگا۔ سکون دیگا۔ نیک باتوں کا امر دیگا۔ اور بُری باتوں سے بچائے گا ❖

اے قوم! کمی اور زیادتی اور آگے اور پیچھے کی طلب نہ کرو۔ کیونکہ تقدیر ہر ایک پر الگ الگ چھا رہی ہے۔ ہر ایک کی کتاب اور روزنامہ خاص ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے فَرَغَ رَبُّکُمْ مِنَ الْخَلْقِ وَالرِّزْقِ وَالْاَجَلِ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ کَائِنٌ (تمہارا رب ہر ایک کی پیدائش اور رزق اور موت سے فارغ ہے جو ہونا تھا ہو چکا قلم سوکھا پڑا ہے) اللہ ہر ایک چیز سے فارغ ہے۔ اس کا حکم پہلے سے لگ چکا ہے۔ مگر جب حکم امر اور نہی اور الزام کا لباس پہن کر آیا۔ تو کسی شخص کو اپنی بریت میں سابقہ مقدر کا بہانہ پیش کرنا روا نہیں ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (وہ جو کچھ کرتا ہے پوچھا نہ جائیگا لوگ اپنے کئے پر پوچھے جائینگے) ❖

اے قوم! اس ظاہر پر اس سیاہی پر جو سفیدی پر ہے عمل کرو۔ تاکہ اس امر کے باطنی عمل پر شوق پیدا ہو۔ اس ظاہر پر عمل کرنے سے باطن کا فہم آتا ہے۔ پہلے تمہارا باطن سمجھتا ہے۔ پھر قلب تمہارے نفس پر املا کرتا ہے پھر نفس زبان اور زبان خلقت پر املا کرتی ہے۔ یہ سلسلہ خلقت کے منافع اور مصلحت کے لئے یکے بعد دیگرے جاری ہے۔ تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ اگر تم خدا سے محبت رکھو اور اُس کی موافقت میں چلو ❖

تم پر افسوس! خدا کی محبت کے مدعی ہو۔ تمہیں علم نہیں کہ محبت کی کتنی شرطیں ہیں۔ اپنے اور پرائے میں اس کے تابع رہو۔ غیر کو نہ چاہو۔ اسی کے ساتھ انسیت رکھو۔ اس کے ساتھ کبھی وحشت نہ آئے ❖

جب اللہ تعالیٰ کی محبت بندے کے دل میں قرار پکڑتی ہے۔ اس سے دل لگتا ہے۔ اور جو چیزیں اس سے روکیں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ اپنے بندھوے

دعوائے سے باز آؤ۔ یہ محبت چیز خلوت اور آرزو اور جھوٹ اور نفاق اور بناوٹ سے نہیں ملا کرتی۔ توبہ کرو۔ اور توبہ پر ثابت قدم رہو۔ توبہ کرنا کمال نہیں توبہ پر قائم رہنا کمال ہے۔ پودا لگانے میں خوبی نہیں۔ اس کے ثابت رکھنے اور شاخیں نکالنے اور پھل لگنے میں خوبی ہے۔

اور حضور رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تنگی اور ترشی۔ امیری اور غریبی۔ سختی اور نرمی۔ بیماری اور تندرستی، نیکی اور بدی بخشش اور محرومی ہر حال میں تقدیر الٰہی کی موافقت لازم جانو۔ میں تمہارے لئے راضی برضا کے سوا اور کوئی دوا نہیں دیکھتا ہوں۔ جب اللہ کسی چیز کا حکم لگاوے وحشت نہ کھاؤ۔ اور نہ اس میں جھگڑا کرو۔ غیر اللہ کے پاس گلہ اور شکایت نہ کرو۔ کیونکہ اس سے تم پر اور بلا بڑھے گی۔ بلکہ خاموش اور ساکن اور گم ہو رہو۔ اس کے سامنے ثابت قدم رکھو۔ اور دیکھو کہ تمہارے ساتھ اور تمہارے درمیان کیا کرتا ہے۔ اس کے تصرفات پر اظہار خوشی کرو۔ اگر تم اس کے ساتھ اسی طرح پیش آؤ گے۔ تو ضرور وحشت کو انسیت سے اور رنج تنہائی کو خوشی سے بدل دیگا۔ اے اللہ! ہم کو اپنی درگاہ میں اپنے ساتھ رکھ۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عنایت فرما اور عذاب دوزخ سے بچا) آمین!

پانچویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے روز عشا کے وقت ۱۲ ارشوال ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

بیٹا! اللہ کی بندگی کہاں۔ اصلی بندگی حاصل کرو۔ سب کاموں میں کفایت شعار بنو۔ تم اپنے آقا سے بھاگے ہوئے غلام ہو۔ اس کی طرف لوٹ چلو۔ اور تابع ہو جاؤ اس کا امر بجا لاؤ اور منع کئے سے رکو۔ اس کی قضا پر صبر اور موافقت کرو۔ جب

یہ صفات تم میں تمام ہوں۔ تو اپنے آقا کے واسطے تمہاری بندگی کامل ہو جائیگی۔ اور اللہ کی طرف سے تمہیں کفایت پہنچیگی۔ اللہ جلّ شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (کیا اللہ اپنے بندے کے لیئے کافی نہیں؟) جب تمہاری بندگی صحیح ہوگی تو تم سے پیار کریگا۔ اور اس کی محبت تمہارے دل میں زوردار ہوگی تمہارا انس اس کے ساتھ۔ اور اُس کی قربت بلا محنت حاصل ہوگی۔ اس کے غیر کی صحبت نہ چاہو گے سب حالوں میں تم اس سے راضی رہو گے۔ اگر زمین کو باوجود فراخ ہونے کے تم پر تنگ کردے اور دروازوں کو باوجود کشائش کے بند کردے۔ تمہیں اس سے کسی طرح کی شکایت نہ ہوگی۔ اور نہ غیر کے دروازے کے پاس جاؤ گے۔ نہ غیر کے پاس کھانا کھاؤ گے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملجاؤ گے۔ جس جگہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (اور ہم نے پہلے سے دائیوں کا شیر اس پر حرام کردیا) ہمارا پاک پروردگار ہر چیز کو دیکھنے والا ہر چیز میں حاضر اور ہر چیز پر نگھبان اور ہر چیز سے قریب ہے۔ اس سے تم کسی حالت میں مستغنی نہیں ہو سکتے ہو۔ معرفت کے بعد انکار تلخ ہے۔ کیونکہ پہچان کر اوپرے بن جانا نہایت ہی تلخ ہے ؎

تجھ پر افسوس! اللہ کو پہچانتا ہے اور منہ پھیر کر انکار کرتا ہے! اس سے نہ پھر۔ ورنہ سب طرح کی خیر سے محروم رہیگا۔ اس کے ساتھ صبر کر غیر کی طرف نہ جُھک۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ جس نے صبر کیا قادر بنا۔ یہ عقل کیا چیز؟ اور یہ جلد بازی کیا چیز ہے؟ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تعلیم دو۔ اور ربط پیدا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ خلاصی پاؤ) صبر کے بارے قرآن مجید میں بہت سی آئتیں ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صابر کے لیئے خیر اور نعمت اور ایک بدلہ اور بخشش علاوہ ازیں دنیا اور آخرت کی راحت ہے۔ صبر کو اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ تم نے دنیا اور آخرت کی خیر کو دیکھ لیا ہے ؎

قبروں کی زیارت ضرور کرو۔ اللہ والوں سے ارادت اور نیکی کا فعل اپنے اوپر ضروری سمجھ لو۔ اس صورت میں تمہارا کام پکا ہو جائیگا۔ ان لوگوں جیسے نہ بنو۔ کہ جب انکو نصیحت کی گئی قبول نہ کی۔ اور جب سُنا تو عمل نہ کیا۔ تمہارا دین چار چیزوں سے جاتا رہتا ہے۔ (۱) جن چیزوں کا علم ہے اُن پر عمل نہیں کرتے (۲) جن پر عمل کرتے ہو اُن کو جانتے نہیں۔ (۳) جن کو جانتے نہیں اُن کو سیکھتے نہیں (۴) سیکھنے والوں کو منع کرتے ہیں کہ نہ سیکھیں +

اے قوم! جب تم مجلس وعظ میں آتے ہو۔ تو صرف تفریح کی غرض سے۔ نہ علاج کے قصد سے۔ اور واعظ کی نصیحت سے منہ پھیرتے ہو۔ اور اس کی خطا اور لغزش کو یاد رکھ کر مسخری اور ہنسی اور مذاق اُڑاتے ہو۔ سروں کو ملا کر اللہ کے ساتھ خطرات میں پڑتے ہو۔ ان حرکات سے توبہ کرو۔ خُدا کے دشمنوں (کافروں) کے ساتھ مشابہت نہ پیدا کرو۔ سُن کر فائدہ اُٹھاؤ +

بیٹا! تم عادت کے پھندے میں پھنسے ہو اور طلب مقسوم میں خُدا کے بھی پابند ہو سبب پر بھیر کر سبب والے اور اس پر توکل کرنے کو بھلا دیا ہے۔ تمہیں نئے سرے سے عمل کو اخلاص سے کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (میں نے جن اور انسان کو صرف عبادت کیلئے پیدا کیا ہے) ان کو حرص اور کھیل اور کھانے اور پینے اور سونے اور نکاح کے لئے نہیں بنایا ہے) +

غافلو! غفلتوں سے بیدار ہو جاؤ۔ تمہارا دل اُس کی طرف ایک قدم چلتا ہے اور اُس کی محبت تمہاری طرف کئی قدم بڑھتی ہے۔ اس کو اپنی محبت والوں کی ملاقات کا ان سے بھی زیادہ شوق ہے۔ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے) جب کسی بندے سے کوئی خدمت لینی چاہتا ہے تو اُس کو اُس کے لئے تیار کر دیتا ہے۔ اس مسئلہ کا تعلق باطن سے ہے ظاہر سے نہیں +

جب بندے میں مذکورہ بالا صفات پوری ہو جائیں تو اس کا زُہد دُنیا اور آخرت اور ترکِ ماسوی اللہ میں صحیح ہو جاتا ہے۔ اس کے پاس صحت اور قربت اور ملک اور سلطنت اور امارت حاضر ہوتے ہیں۔ اس کا ذرہ پہاڑ سے، قطرہ دریا سے، تارا چاند سے، چاند سورج سے، تھوڑا بہت سے، عدم وجود سے، فنا بقا سے، حرکت ثبات سے بدل جاتے ہیں۔ اس کا درخت اس قدر بڑھتا ہے کہ چوٹی عرش تک اور جڑھ زمین کی تہ تک پہنچتی ہے۔ اور اس کی شاخیں دنیا اور آخرت میں سایہ کرتی ہیں۔ یہ شاخیں کیا ہیں؟ حکم اور علم ہے۔ اس کے نزدیک دنیا انگشتری کے حلقہ کی طرح ہے۔ دنیا اس پر زور نہیں کرتی۔ آخرت اس کو قید نہیں کرتی۔ کوئی بادشاہ یا غلام اُس پر حکم نہیں چلا سکتا۔ کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ کوئی اُس کو پکڑ نہیں سکتا۔ گندھلا اس کو میلا نہیں کرتا۔ جب یہ اوصاف تکمل ہوں تو یہ بندہ مخلوقات میں رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ ان کے ہاتھ پکڑ کر دریائے دُنیا سے پار اُتارے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ بندے سے بہتری کا ارادہ رکھے تو اُس کو مخلوقات کے واسطے رہبر اور طبیب اور آدب سکھلانے والا اور صلاح کرنے والا اور ترجمان اور محسن اور منتظم اور چراغ اور سورج بنا دیتا ہے۔ اگر ایسا چاہتا ہے تو ہوتا ہے ورنہ ایسے بندے کو اپنے پاس پردے میں رکھتا ہے۔ اور غیروں سے غائب کر دیتا ہے۔ اس قسم کے اولیاء اللہ میں سے خاص لوگ ہیں جو مخلوق کی طرف پوری حفاظت اور کامل سلامتی کے ساتھ اللہ کی طرف سے واپس آئیں۔ ان کو مخلوقات کی اصلاح اور ہدایت کی توفیق ہوتی ہے۔ تارک الدنیا آخرت سے آزمایا جاتا ہے۔ اور تارک دنیا و آخرت اب دنیا و آخرت سے پرکھا جاتا ہے۔ تم نے ایسی غفلت اختیار کی ہے گویا تم نے مرنا نہیں اور نہ قیامت کے روز تم کو اُٹھانا اور اللہ کے سامنے تم نے حساب دینا اور نہ پلصراط پر سے تم نے گذرنا ہے۔ یہ تمہاری صنعتیں ہیں۔ حالانکہ تم اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہو۔ اس قرآن اور علم پر اگر تم عمل نہ کرو۔ تو

تمہارے خلاف حجت ہیں۔ جب تم عالموں کے پاس آؤ۔ اور اُن کے فرمان پر عمل نہ کرو۔ تو تمہارا ان کے پاس حاضر ہونا تمہارے خلاف حجت ہے۔ اُس کا گناہ تم پر ہوگا جیسے تم نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ملاقات کرو۔ اور آپ کے فرمان کو نہ مانو۔ سب خلقت پر قیامت کے روز اللہ کا خوف اس کے جلال اور عظمت اور کبریائی اور عدل سے عام ہوگا۔ دنیاوی سلطنتیں جاتی رہینگی۔ اور اس کا ملک باقی رہیگا۔ اس دن سب اُسی کی طرف رجوع کرینگے۔ اولیاء اللہ کی سلطنت اور عزت اور غنا اور اکرام الٰہی ظاہر ہوگا۔ آج کے دن بندوں اور شہروں اور پہاڑوں پر غالب ہیں۔ زمین انہیں کے ساتھ قائم ہے۔ وہ خلقت میں امیر اور رئیس اور اللہ تعالٰے کے نائب ہیں۔ یہ ان کا حال باطن کے لحاظ سے ہے ظاہر کے اعتبار سے نہیں۔ آج باطن کا دن ہے کل ظاہر ہوگا ❊

غازیوں کی بہادری یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں کافروں کے بالمقابل ثابت رہیں۔ اور صالحین کی شجاعت یہ ہے کہ اپنے نفسوں اور خواہشوں اور عادتوں اور شیطانوں اور بُرے ہمنشینوں (جو انسانی شیطان ہیں) کے مقابلہ میں ڈانواں ڈول نہ ہوں۔ اور اولیاء اللہ کی بہادری یہ ہے کہ دنیا اور آخرت اور ماسوے اللہ سے بے رغبتی اختیار کریں ❊

بیٹا! بے اختیاری کی بیداری سے پہلے بیدار ہوجاؤ۔ دیندار بنو۔ اور اہل دین سے میل جول رکھو۔ یہی لوگ انسان کہلانے کے مستحق ہیں۔ لوگوں میں عقل والا وہی ہے جو اللہ کا تابعدار ہو۔ اور سب سے جاہل وہ ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے۔ حضرت نبی کریم علیے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تَرِبَتْ يَدَاكَ يَعْنِي اِفْتَقَرْتَ وَاتْرِبْ اِذَا اسْتَغْنٰی (تیرے ہاتھ مٹی لگے (یعنے محتاج ہوجائے) اور جب غنا طلب کرے تو منہ میں خاک پڑے) دینداروں کی ملاقات اور ان کی محبت سے غنا ہاتھ لگتی ہے۔ نفاق اور نفاق والوں سے تمہارا دل کوسوں بھاگے گا۔ منافق ریاکار کا عمل اکارت ہے جس عمل میں رضائے

الٰہی چاہو گے مقبول ہو گا۔ عمل کی ظاہری عبادت قبول نہ ہو گی۔ قبولیت کے لائق باطنی حالت ہے۔ اللہ کی ذات ایسے عمل کو درجہ قبولیت عنایت فرماتی ہے کہ جس میں تم اپنے نفس اور خواہش اور شیطان اور دنیا کی پوری مخالفت کرو۔ عمل میں اخلاص پیدا کرو۔ عمل پر ناز نہ کرو۔ خلقت کی خوشنودی پر خیال نہ رکھو۔ خوشنودی خدا چاہو ٭

افسوس رضائے مخلوق کے لئے عمل کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ خالق شرف قبولیت کا درجہ بخشے (اس میں رکھا ہی کیا ہے) یہ تو خالی حرص ہی حرص ہے۔ خوشی اور غرور اور ہوس کو ترک کرو۔ خوشی کم کرو اور غم زیادہ کھاؤ۔ کیونکہ تو رنج کے گھر قید خانہ میں ہے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم ہمیشہ فکر مند غموں میں لدے ہوئے خوشی تھوڑی کرتے اور ہنستے کم تھے۔ البتہ دوسرے کا دل خوش کرنے کے لئے مُسکرا لیتے تھے۔ آپ کا دل غموں اور شغلوں سے پُر تھا اگر صحابہ کرام کی محبت اور دُنیا کے کام نہ ہوتے تو جناب حجرہ مبارک سے نہ نکلتے اور نہ کسی کے پاس بیٹھتے ٭

بیٹا! جب اللہ تعالیٰ سے تمہاری خلوت صحیح ہو گی۔ تمہارے اندر دہشت اور دل میں صفائی اور نظر میں عبرت اور قلب میں فکر اور روح و باطن خدائے تعالیٰ سے واصل ہو جائینگے دُنیا کا فکر عذاب اور حجاب ہے آخرت کا فکر علم اور زندہ دلی ہے جس بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فکر نصیب ہو اُس کو دُنیا اور آخرت کے سب احوال کا پتہ لگ جاتا ہے ٭

تجھ پر افسوس دنیا کی طلب میں اپنے دل کو لگاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا دنیاوی نصیب مقرر کر کے اُس کے وقتوں کا بھی اپنے علم میں اندازہ لگا لیا ہے۔ تمہیں ہر روز نئی روزی عنایت کرتا ہے سوال کرو یا نہ کرو۔ تمہاری حرص اللہ اور مخلوق کے سامنے ایمان کو نقصان پہنچا کر رسوا کرے گی۔ رزق ہی کا سوال کرتے رہتے ہو۔ اگر گذارے سے زیادہ ملجائے تو سوال ہی ندارد۔ اگر اتنا

ملے گا رکھنے کو جگہ نہ ہے تو خدا کے وجود سے بھی انکار ہے۔

بیٹا! دور اندیشی کو پھکڑپن سے نہ ملا۔ جب تمہارا دل مخلوق سے قرار نہیں پکڑتا۔ خالق کے ساتھ کیسے ملے گا۔ سبب کے شرک میں گرفتار ہو کر مسبب الاسباب کو کیا سمجھو گے۔ خالق اور مخلوق ظاہر اور باطن عقل میں آنے والی چیز اور عقل سے باہر والی کو کیسے جمع کرو گے۔ جو شخص مسبب کو چھوڑ اور سبب میں مشغول پہلے کا تارک دوسرے پر ٹھیرا ہو۔ اور باقی کو بھلا کر فانی سے خوش ہو تو اس سے بڑھ کر اور کون بے وقوف ہے؟

بیٹا! نادانوں کی صحبت میں بیٹھتے ہو۔ ان کی نادانی تم میں بھی اثر کرتی ہے احمق کی صحبت خسارے کی صحبت ہے۔ ایمان والوں یقین والوں عالم باعملوں کی صحبت میں بیٹھو۔ ایمان والوں کے حالات ان کے برتاوے میں کیا ہی اچھے ہیں۔ ان کو اپنے مجاہدے اور نفسوں اور خواہشوں کے مغلوب کرنے پر کس چیز نے قوی بنا دیا ہے۔ اسی واسطے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ بِشْرُ الْمُؤْمِنِ فِیْ وَجْهِهٖ وَحُزْنُهٗ فِیْ قَلْبِهٖ (ایمان والے کا چہرہ خوش اور دل غمناک ہے) یہ اس کی قوت ضبط ہے۔ کہ مخلوق پر خوشی ظاہر کرتا ہے۔ اور محبت الٰہی کو (تاکہ افشائے راز نہ ہو) دل میں چھپاتا ہے۔ اس کا غم ہمیشہ کا غم ہے فکر بہت رونا زیادہ ہنسی کم ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا رَاحَةَ لِلْمُؤْمِنِ غَيْرَ لِقَاءِ رَبِّهٖ (وصل الٰہی کے سوا ایماندار کو راحت نہیں ہے) مومن خندہ پیشانی سے غم کو چھپاتا ہے۔ بظاہر کسب میں چلتا پھرتا ہے اور باطن میں اپنے رب کے پاس ٹھیرا ہوا ہے۔ اس کا ظاہر عیالدار اور باطن رب کا مشتاق ہے وہ اپنا راز (حقانی) اپنے اہل اور اولاد اور اپنے متعلقین اور دیگر مخلوق الٰہی کے پاس ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ اس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا ارشاد سنا ہوا ہے۔ اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى اُمُوْرِكُمْ بِالْكِتْمَانِ (اپنے کاموں پر رازداری میں مدد چاہو) اپنی حالت کو

ہمیشہ چھپاتا ہے۔ اگر جذبہ میں آجائے۔ تو اس کی زبان سے کوئی پورا کلمہ (اسرار کا) نکل جائے۔ تو اُس کا فوراً تدارک کر کے عبارت کو اُلٹ پلٹ کر ظاہر شدہ راز کو غائب کر دیتا ہے۔ اور بقدرِ ضرورت اعترافِ عذر کرتا ہے +

بیٹا! مجھے اپنا آئینہ بنا۔ اپنے دل اور باطن اور عملوں کا آئینہ بنا۔ مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ کیونکہ قرب کی حالت میں تم اپنے نفس میں ایسی چیز دیکھو گے جو مجھ سے دُور رہ کر نہیں دیکھی ہے۔ اگر تمہیں اپنے دین کے بارے میں کوئی سوال ہے تو مجھ سے دریافت کرو۔ میں اللہ تعالیٰ کے دین کی بابت تمہیں مخالفت کا موقع نہ دُونگا۔ تعمیلِ شریعتِ الٰہی کے لئے میں نہایت بے باک لادھڑک ہوں۔ تم نے نفاق والے فضول سخت ہاتھ میں پرورش پائی ہے۔ دنیا کو اپنے گھر میں چھوڑ آؤ۔ مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ میں ٹھیک آخرت کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ میرے پاس ٹھیرو۔ میری نصیحت سُنو۔ اور چند روزہ زندگی میں اس پر عمل کرو۔ نجات کا دارومدار خوفِ خدا پر ہے۔ اگر تمہیں خوفِ خدا نہیں تو دنیا اور آخرت میں کہیں بھی امن نہیں۔ خوفِ خدا اور علم ایک ہی چیز ہے۔ اسی واسطے اللہ جلشانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (اُس کے بندوں میں سے خوفِ خدا کرنے والے صرف عالم ہی ہیں) اللہ سے نہیں ڈرتے۔ مگر عالم باعمل جو اللہ تعالےٰ سے اپنے عملوں کا بدلہ نہیں مانگتے۔ بلکہ اُس کی قربت اور رضا کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس کی محبت کا ارادہ رکھ کر اس کی دُوری اور حجاب سے خلاصی چاہتے ہیں۔ اُن کی تمنا ہے کہ دُنیا اور آخرت میں درگاہِ خداوندی کا دروازہ ان پر بند نہ کیا جائے۔ دُنیا اور آخرت اور ماسوی اللہ سب سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں۔ ایک گروہ کے لئے دنیا اور ایک کے لئے آخرت ایک کے لئے حق تعالےٰ کی ذات ہے۔ یہی لوگ ایمان والے یقین والے عرفان والے۔ خدا کے محبوب۔ پرہیزگار۔ اُس کے سامنے عاجز۔ غم رکھنے والے۔ اس کے لئے ذلت اُٹھانے والے ہیں۔ یہ قوم غیب میں خوفِ خدا رکھتی ہے! اللہ کی ذات اُن کی

ظاہری آنکھوں سے غائب اور دل کی آنکھوں کے سامنے حاضر ہے۔ اس سے کیوں نہ خوف کھائیں۔ وہ ہر روز نئے رنگ ڈھنگ میں ہے۔ ذات سے ذات حال سے حال میں ایرا پھیری کرتا ہے۔ اس کی مدد اور اس کو ذلیل کرتا ہے۔ اس کو زندہ اور اس کو مارتا ہے۔ اس کو قبول اور اس کو مردود کرتا ہے۔ اس کو قریب اور اس کو دور کرتا ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (وہ جو کچھ بھی کرے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور کریں تم پوچھے جائیں)٭

اے اللہ! ہم کو اپنی قربت عنایت فرما۔ اپنے سے دور نہ کرنا۔ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی رحمت کر اور دوزخ کے عذاب سے آزاد فرما)٭

چھٹی مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن ۵ ارشوال ۵۴۵ھ کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا٭

اللہ والوں کے دل پاک اور صاف ہیں خلقت کو بھولنے والے۔ اللہ کو یاد کرنے والے دنیا کو بھولنے والے۔ آخرت کو یاد کرنے والے ہیں۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو بھولنے والے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس کو یاد کرنے والے ہیں۔ تم ان سے اور ان چیزوں سے جن میں وہ ہیں حجاب میں ہو آخرت کو چھوڑ دنیا میں مشغول۔ اللہ تعالیٰ سے حیا کو ترک کرنے والے۔ اس کے احکام پر شرم کو کھونے والے ہو۔ اپنے ایماندار بھائی کی نصیحتوں کو قبول کرو۔ اس کی مخالفت کو راہ نہ دو۔ وہ تمہارے لئے ان چیزوں کو دیکھتا ہے۔ جو تم اپنے نفسوں کے لئے نہیں دیکھتے۔ اسی واسطے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ (ایماندار ایماندار کے لئے آئینہ ہے) مومن اپنے بھائی

کے لئے ناصح صادق ہے جو چیزیں اس پر پوشیدہ ہیں اُن کو ظاہر کرتا ہے۔ نیکیوں اور بدیوں میں فرق ظاہر کرتا ہے۔ نفع اور نقصان کی تمیز کرا دیتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس نے میرے دل میں خلقت کی خیر خواہی ڈال دی ہے۔ اور اُس کو میرا اعلےٰ ترین مقصد ٹھیرایا ہے۔ مَیں ناصح شفیق ہوں۔ خیر خواہی کا بدلہ نہیں چاہتا۔ اللہ تعالےٰ کے پاس مجھے آخرت حاصل ہے۔ مَیں طالب دنیا نہیں۔ مَیں آخرت اور ماسوے اللہ کا پجاری نہیں۔ مَیں سوائے خالق۔ واحد۔ احد۔ قدیم کے کسی کی پرستش نہیں کرتا ہوں۔ تمہاری نجات سے خوش اور تمہاری تباہی سے غمناک ہوں۔ جب مَیں اپنے مرید صادق کا چہرہ دیکھتا ہوں کہ اُس نے میرے ہاتھ پر نجات پائی۔ پھر اور تر و تازہ ہو جاتا ہوں۔ لباس پہنتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں۔ کہ اس کا وجود میرے ہاتھ سے کیسی عمدہ پرورش پاکر نکلا۔

بیٹا! مَیں تمہیں چاہتا ہوں اپنے آپ کو نہیں۔ تمہاری حالتیں بدلینگی میری نہیں۔ مَیں سب منزلیں طے کرتا ہوں۔ تم اپنے لئے مجھے محبوب سمجھتے ہو۔ مجھ سے لپٹ جاؤ۔ تاکہ بہت جلد مقامات سے گذر جاؤ۔

اے قوم! اللہ اور مخلوق پر تکبّر کو ترک کرو۔ اور اپنے قدر کو پہچانو۔ اپنے نفسوں میں انکساری پیدا کرو۔ تمہاری ابتدا ایک بوند میلی کمزور پانی سے ہے۔ اور تمہاری آخیر ایک مُردار پھینکا ہوا ہے۔ اُن لوگوں سے نہ بنو کہ جن کو طمع کشاں کشاں لئے پھرتی ہے۔ اور حرص کا شکار بنتے ہیں۔ اور اُن کو خواہشِ نفسانی بادشاہوں کے دروازوں پر ایسی چیز کی طلب میں اُبھار کر لیجاتی ہے جو اُن کے نصیب میں نہیں ہے یا نصیب میں تو ہے۔ مگر ان سے طلب نہایت ذلّت اور حقارت کی حالت میں کرتے ہیں حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَشَدُّ عُقُوْبَاتِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ لِعَبْدِہٖ طَلَبُہٗ مَالَمْ یُقْسَمْ بِہٖ (اللہ تعالیٰ کے سخت ترین عذابوں میں سے اپنے بندے کے لئے یہ ہے کہ وہ ایسی چیز کی طلب کرے جو اُس کی قسمت

میں نہیں ہے) ؎
تجھ پر افسوس! اپنی تقدیر اور مقسوم سے جاہل۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ دنیادار اس امر پر قدرت رکھتے ہیں۔ کہ جو تمہارے نصیب میں نہیں ہے تم کو دے ڈالیں گے۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے جو تمہارے دل اور دماغ میں بس گیا ہے۔ تم اللہ کے بندے نہیں۔ بلکہ اپنے نفس اور حرص اور شیطان اور عادت اور درہم اور دینار کے بندے ہو۔ اس بات کی کوشش میں رہو کہ کوئی نجات یافتہ ملے تاکہ اس کے طریقے سے تم بھی نجات پاؤ ؎
ایک کامل بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ مَنْ لَمْ یَرَ الْمُفْلِحَ لَا یُفْلِحُ (جو شخص نجات والے کو نہ دیکھے نجات نہیں پاتا ہے) ؎
تم نجات والے کو دیکھتے ہو۔ مگر سر کی آنکھ سے قلب اور باطن اور ایمان کی آنکھ سے نہیں دیکھتے۔ ایمان تو تمہارے پاس ہی نہیں ہے۔ تو نگاہ کہاں سے لاؤ گے۔ جس سے نجات والے کو دیکھ سکو۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (وہ آنکھوں کو اندھا نہیں کرتا ولیکن جو سینوں میں دل ہیں ان کو اندھا کرتا ہے) جو شخص خلقت کے ہاتھوں سے دنیا کے چھیننے کی حرص کرتا ہے۔ ایک کارے تنکے پر دین کو فروخت کرکے باقی کے عوض فانی کو مول لیتا ہے یقیناً ایسے شخص کے ہاتھ نہ دنیا لگتی ہے نہ آخرت۔ جب تک تمہارا ایمان ناقص ہے تم سب کچھ چھوڑ کر اکل حلال کے حصول کی کوشش کرو۔ تاکہ مخلوق کے محتاج نہ بنو۔ اور دین بیچ کر ان کے مال حاصل نہ کرو۔ جب تمہارا ایمان قوی اور کامل ہو جائے تو سب کچھ چھوڑ کر اللہ تعالےٰ پر توکل کرو۔ اور اسباب کے سلسلہ سے نکل جاؤ۔ اپنے دل کے ساتھ سب چیزوں سے سفر کرو۔ اور بہت سے ربوں سے الگ ہو جاؤ۔ تمہارا اغلب تمہارے شہر اور اہل اور دکان اور جان پہچان سے نکل جائے۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اپنے اہل اور اپنے بھائیوں اور دوستوں کو دے ڈالو۔ تمہاری حالت ایسی ہو جائے۔ کہ گویا

ملک الموت نے تمہاری روح قبض کر لی ہے۔ اور موت کے اچکنے والوں نے چک لیا ہے۔ زمین پھٹ گئی اور تم اس میں سما گئے۔ قضا و قدر کی سابقہ موجوں نے تمہیں اُٹھا کر بحرِ علم میں غرق کر دیا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچا اس کو عالم اسباب کچھ ضرر نہیں دیتا ہے۔ اسباب کا اثر اس کے ظاہر پر پڑتا ہے باطن پر نہیں۔ دوسرے کے لئے اسباب ہوتے ہیں اُس کے لئے نہیں ٭

اے قوم! اگر مذکورہ بالا مسائل پر عمل نہ کر سکو یعنے ترک اسباب اور ان کا تعلق دلوں سے کلی طور پر نہ نکلے تو جتنے سے بچ سکو بچو۔ بہت نہیں تو تھوڑا ہی سہی۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ تَفَرَّغُوْا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ (جس قدر ہو سکے دُنیا کی بکھیڑ دل سے بچو) ٭

بیٹا! اگر دنیاوی تفکرات سے خالی ہو سکتے ہو تو ہو جاؤ۔ ورنہ اپنے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ کر اس کا دامن رحمت پکڑ لو۔ تاکہ دنیا کا فکر تمہارے دل سے نکل جائے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے سب کچھ اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اسی کے دروازے کے ہو رہو۔ اور دُعا مانگو کہ تمہارے دل کو غیر سے خالی کر دے! ایمان اور اپنی معرفت اور اپنے علم اور غیر سے بے پرواکر کے پُر کر ڈالے۔ اس سے سوال کرو کہ تمہیں یقین عنایت فرمائے۔ اور تمہارے دل کو اپنا اُنس۔ اور تمہارے اعضا کو اپنی عبادت میں لگائے رکھے۔ سب کچھ اسی سے مانگو غیر سے سوال نہ کرو۔ اپنے جیسے بندوں کے سامنے ذلیل نہ بن۔ بلکہ غیر کو چھوڑ اسی کا ہو رہو۔ اور اپنا معاملہ اسی کے ساتھ اسی کے لئے رکھ اس میں دوسرے کا تعلق نہ ہونے پائے ٭

بیٹا! زبان کی سوجھ بوجھ قلبی عمل کے سوا حق تعالیٰ کی طرف ایک قدم بھی نہ بڑھنے دیگی۔ سیر دل کی سیر ہے۔ قربت باطن کی قربت ہے۔ عمل معنیٰ کا عمل ہے ساتھ ہی شرعی حدود کی حفاظت اعضا سے ہونی چاہئے۔ اور اس کے بندوں کی تواضع انتہا ہی

کے لئے کی جائے۔ جو شخص اپنے نفس کو وزن دار بنائے۔ سمجھ لو کہ اُس شخص کا کوئی وزن نہیں ہے۔ جس نے خلقت کے دکھلانے کے لئے عمل کئے۔ اُس کے عمل اکارت ہیں۔ حقیقی عمل تو خلوتوں ہی میں ہوتے ہیں۔ کثرت سے وہی فرائض ادا کئے جاتے ہیں۔ (مثلاً نماز روزہ وغیرہ) کہ جن کا اظہار لازمی ہے۔ تجھ سے بنیاد کی پختگی ہی میں کمی رہ گئی ہے۔ اس کے اوپر جو اور مضبوط عمارت بناؤ گے اُس کا کیا نفع ہوگا۔ اوپر کی چھت وغیرہ کو اوپر ہی اوپر دوبارہ مضبوط کر سکتے ہو۔ مگر نیچے کی بنیاد کی کمزوری کا کیا علاج ہے۔ عملوں کی بنیاد توحید اور اخلاص ہے۔ جس کے پاس توحید اور اخلاص نہیں اس کے عمل نہیں۔ توحید اور اخلاص کے ساتھ اپنے عمل کی بنیاد مستحکم کرو۔ پھر اللہ کی حفاظت اور قوت کے ساتھ اپنی حفاظت اور قوت کے ساتھ عملوں کی عمارت بناؤ۔ اصلی معمار توحید کا ہاتھ ہے۔ شرک اور نفاق کا نہیں حقیقی توحید والا وہی ہے۔ کہ جس کے عمل کا چاند بلند ہو کر روشنی کرے۔ منافق سے تو کچھ بھی کئے دھرے نہیں بنتا ہے ؎

اے اللہ! ہماری سب حالتوں میں ہم میں اور نفاق میں دوری ڈال۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہم کو دینی اور دُنیاوی نیکی عطا فرما۔ اور عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ) ؎

ساتویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اتوار کے دن ۱۷ شوال ۵۴۵ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَکَثِّرْ عَطَاءَکَ لَنَا وَارْزُقْنَا الشُّکْرَ عَلَیْہِ اِلٰی اٰخِرِ الدُّعَا۔ (اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت بھیج۔ اور ہم کو توفیق صبر عطا فرما۔ اور ہمارے قدموں

کو ثابت رکھ اور ہمارے لئے اپنی عطا زیادہ کر۔ اور اپنی نعمت پر شکر یہ ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ آخر دعا تک ۔

اے قوم! صبر کرو۔ کیونکہ دنیا کی زندگی آفات اور مصیبتوں سے پُر ہے کوئی بچا تو بچا مگر بہت کم۔ دنیا کی کوئی نعمت نہیں۔ مگر اس کے پہلو میں عذاب ہے۔ کوئی خوشی نہیں مگر اس کے ساتھ رنج ہے۔ کوئی فراخی نہیں مگر اس کے ساتھ تنگی ہے دنیاوی زندگی کے مفاد شریعت کے دائرے میں رہ کر حاصل کرو۔ دنیاوی لذائذ سے جو مرض پیدا ہو۔ اُس کا شریعت ہی علاج ہے ۔

بیٹا! جب مرید ہو تو قسمت کا لکھا شرع کے ہاتھ سے لے جب خاص صدیق کے مرتبہ پر پہنچے تو امر الٰہی کے ہاتھ سے حاصل کر۔ اور محب، واصل، مقرب، عارف بن جاؤ تو تمہیں حکم دیا جائیگا۔ حاکم امر دے گا۔ اور منع کرے گا۔ تمہارے دل میں فعل کی خود بخود تحریک ہوگی ۔

محبوبانِ خدا کی تین قسمیں ہیں۔ عام اور خاص اور خاص خاص۔ (۱) عامی ہر مسلمان پرہیزگار صاحب شریعت جو شرع سے ایک دم جدا نہیں ہوتا ہے۔ اور اللہ کے فرمان پر عمل کرتا ہے۔ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (جو کچھ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) نے دیا ہے لیلو اور جس چیز سے روکا ہے رُک رہو) جب اُس کے حق میں یہ تمام ہوا اور اس کے ظاہر باطن پر عمل کر چکے تو اس کا قلب روشن صاحب بصیرت ہو جاتا ہے۔ جو چیز از روئے شریعت حاصل کرے۔ اُس کا دل لاپروا ہو کر الہام ربانی کا منتظر رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ کا الہام ہر ایک چیز میں عام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا۔ (اُس نے نیکی اور بدی اُس کے دل میں ڈال دی ہے) اس کا دل دہشت میں آکر الہام الٰہی کی طرف نظر کرتا ہے۔ اُس کا نشان یہ ہے کہ ظاہر امر پر عمل کرتا ہے۔ کیونکہ اس خوش عیش کی دکان میں جو کچھ ہے اُس کے ہاتھ اور ملکیت میں ہے ۔

(۲) پھر یہی عام خاص بن کر جرح بجدا ہوتا ہے۔ اور اپنے دل کے نور سے

روشنی حاصل کرکے اس بارے میں امر خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ یہ مقام شریعت پر عمل کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جب ایمان اور توحید قوی ہو۔ اور اس کا دل مخلوق اور دنیا کے میدانوں کو کاٹ کر اس کے سمندروں میں سے گذر جائے۔ تو اس وقت صبح صادق۔ نور ایمان۔ نور قربت الٰہی۔ نور علم۔ نور صبر۔ نور تحمل و اطمینان غرض اس کو سب طرح کے انوار حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ثمرہ شرعی حقوق کے ادا کرنے کے بعد اس کی متابعت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے ؛

(۳) خاص الخاص یہ لوگ ابدال ہیں۔ شریعت سے فتوے حاصل کرنے کے بعد اللہ کا امر اور اس کا فعل اور تحریک اور الہام حقانی دیکھتے ہیں۔ ان تینوں گروہوں کے علاوہ تباہی در تباہی۔ بیماری در بیماری۔ حرام در حرام۔ دین کے سر میں درد۔ قلب میں پھوڑا۔ جسم میں سل کا مرض ہے ؛

اے قوم! وہ تمہاری حالتیں بدلتا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ ثابت قدم رہتے ہو یا شکست کھاتے ہو۔ آیا تصدیق کرتے ہو یا جھٹلاتے ہو۔ جو شخص راضی برضا نہ ہو۔ تو تم بھی اللہ نا موافقت کیا جائیگا۔ جو خدا کی قضاؤں پر راضی نہیں۔ خدا بھی اس سے راضی نہیں۔ جو خود نہ دے اس کو بھی نہ دیا جائیگا۔ جو کسی کی زیارت نہ کرے اس کے پاس بھی کوئی سوار ہو کر نہ آئے گا؛

جاہل! تو چاہتا ہے کہ خدا تیرے حسب منشا تغیر و تبدل کرے۔ کیا تو دوسرا خدا ہے جو چاہتا ہے کہ اللہ تیری موافقت کرے۔ یہ تو الٹی بات ہے۔ اس کا الٹ کر کے ہدایت پاوے۔ اگر اللہ کی قدریں نہ ہوتیں تو جھوٹے دعوے نہ پہچانے جاتے۔ جواہرات تجربوں میں پرکھے جاتے ہیں۔ ایمان کے قدم تو وہی ہیں جو شیطان (انس اور جن) کے مقابلے پہ ثابت رہیں۔ آفتوں اور بلاؤں کے نزول پر نہ ڈگمگائیں۔ میں تو یہی دیکھتا ہوں کہ تمہارے ایمان کے قدم ہی ثابت نہیں۔ لہذا ایمان کا دعوے مت کرو۔ کل سے نفرت کرو اور کل کے خالق کو پیار کرو۔ اگر وہ چاہیے تو تمہاری محبوب ایسی چیز کو بنا کر محفوظ رکھے۔ کہ جس سے تم نفرت کرتے تھے کیونکہ

محبت کو پیدا کرنے والا وہی ہے تم نہیں ہو - اسی واسطے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے - حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (تمہاری دنیا سے تین چیزیں (زبردستی) میری محبوب بنائی گئی ہیں - خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں کی گئی ہے) آپ کی طرف سے نفرت اور ترک اور بے رغبتی اور روگردانی کے بعد یہ چیزیں محبوب بنا دی گئیں - ماسوی اللہ سے اپنے دل کو خالی کرو - اللہ کی ذات جس کو چاہے تمہارا محبوب بناوے +

آٹھویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے روز عشا کے وقت ۱۹ شوال ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا :-

ریاکار کا کپڑا ستھرا اور دل گندا ہے - معمولی چیزوں میں زہد کرتا ہے - اور کسب خیر میں سُست - دین کے ذریعہ کھاتا ہے - پرہیز بالکل نہیں کرتا صریح حرام کھاتا ہے - اس کی کرتوت بد عام سے پوشیدہ اور خاص پر ظاہر ہے - اس کا زہد اور عبادت ظاہری ہے اس کا ظاہر آباد باطن خراب ہے +

تجھ پر افسوس ! اللہ کی عبادت قلب سے ہے قالب سے نہیں - یہ سب چیزیں قلب اور باطن اور معنی سے تعلق رکھتی ہیں - تم جس لباس میں ہو اس کو اُتار ڈالو اس کے عوض ! میں اللہ تعالےٰ سے ایسی پوشاک لے دونگا - جو کبھی پرانی نہ ہوگی یہ اُتار ڈالو تو وہ پہناؤں - حقوق الہٰی میں غفلت کرنے کا لباس اُتار ڈال - خلقت پر بھروسے اور ان کے ساتھ شریک کرنے کا لباس اُتار - خواہش اور بد دماغی اور غرور اور نفاق اور خلقت کے نزدیک قبولیت کی حب اور ان کی توجہ اور عطیوں کے کپڑے الگ کر - دنیا کے کپڑے نکال کر اور آخرت کے پہن - اپنی

ہستی اور طاقت اور قوت سے کنارہ کش ہوکر اللہ کے سامنے عاجز کمزور سبب کو چھوڑ مخلوق سے شرک کو ترک کر کے آرام حاصل کر۔ جب ایسا کروگے تو اپنے ارد گرد الطاف ربانی دیکھوگے۔ اس کی رحمت تمہاری جمع خاطر کریگی۔ اور نعمت و احسان کے کپڑے پہنوگے۔ اور تم رحمت سے لپٹاؤگے۔ سب کچھ اُتار کر قطع تعلق کر کے اس کی طرف بھاگ کھڑا ہو۔ نہ تم رہو نہ غیر رہے غیر سے توڑ کر جدا ہوکر اس کی طرف سیر کر۔ اُس کی طرف جدا ہوکر اور جدائی ڈال کر چل پڑ۔ تاکہ تیری ظاہری اور باطنی قوتوں کو جمع کر کے مار دے۔ اگر تم پر سب جہانوں کے دروازے بند کر دئے جائیں اور سب طرح کے بوجھ لاد دئے جائیں۔ تو اس سے تمہیں ذرا نقصان نہ پہنچے گا۔ بلکہ حافظ حقیقی تمہاری مدد کریگا ۞

جس شخص نے اپنے توحید کے ہاتھ سے مخلوق کو اور زہد کے ہاتھ سے دنیا کو اور رغبت کے ہاتھ سے ماسوی اللہ کو فنا کر دیا ہے۔ تو اس نے کامل نجات اور رضا مندی حاصل کی۔ اور دنیا و آخرت میں برخوردار ہوا۔ تم پر لازم ہے۔ مرنے سے پہلے اپنے نفسوں اور شیطانوں اور خواہشوں کو مار ڈالو۔ عام موت سے پہلے خاص موت کے ساتھ ضرور مرجاؤ ۞

اے قوم! میں اللہ کا منادی ہوں۔ میرا فرمان مانو۔ میں اس کی عبادت اور اس کی درگاہ کے دروازے کی طرف تمہیں بلاتا ہوں منافق خلقت کو اللہ کی طرف نہیں بلاتا۔ بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے۔ وہ خطاب نفسانی اور قبول کا طالب دنیا کو پیار کرنے والا ہے۔ جاہل! تو میری نصیحت کو نہیں سنتا۔ اپنے تکبر میں خواہش اور نفس کو لے کر پوجتا ہے۔ تمہیں پہلے شیخ کامل کی ضرورت ہے اور نفس اور حرص اور ماسوی اللہ کو قتل کر ڈال۔ اپنے پیران عظام کے دروازے کو لازم پکڑ فیض حاصل کر۔ پھر ان سے الگ ہوکر اپنے گھر میں تنہا خدا تعالیٰ کے ساتھ بیٹھ۔ جب تمہارے لئے یہ حالت تمام ہو جائے۔ تو تم خلقت کی دوا ہدایت کرنے والے اللہ کے حکم سے ہدایت قبول کئے گئے ہو جاؤگے ۞

تمہاری زبان پرہیز گار اور دل گنہگار ہے۔ زبان اللہ کی تعریف کرنے والی اور دل انکار کرنے والا ہے۔ تمہارا ظاہر مسلمان اور باطن کافر۔ ظاہر توحید والا۔ اور باطن بُت پرست ہے۔ تمہارا زہد اور دین ظاہری ہے۔ اور باطن خراب ہے۔ جیسے سفیدی بول پر اور قفل گندگی کے ڈھیر پر۔ جب تم ایسے ہوجاؤ گے تو شیطان تمہارے دل پر خیمہ لگا کر اپنا ڈیرہ جمائے گا۔

ایمان والا پہلے اپنے باطن کی عمارت بناتا ہے پھر ظاہر کی۔ جیسے کوئی شخص حویلی بناتا ہے۔ تو اُس کی باطنی تعمیر میں بڑی رقم خرچ کرتا ہے دروازہ خراب ہوتا ہے۔ اندرونی عمارت مکمل ہوجانے کے بعد دروازہ بناتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے ساتھ ابتدا کرو اور اس کی رضا مانگو پھر اس کے حکم کے ساتھ خلقت کی طرف توجہ کرو۔ ابتدا تحصیل آخرت کے لئے ہے پھر اپنی قسمت کا لکھا دنیا سے حاصل کرو۔

نویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۲ شوال ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ حَبِیْبَہٗ وَلٰکِنْ قَدْ یَبْتَلِیْہِ (اللہ تعالٰے اپنے پیارے کو عذاب نہیں دیتا ہے لیکن گاہے آزمائش میں ڈالتا ہے) مومن راہ خدا میں ثابت قدم ہے۔ اللہ کسی چیز کے ساتھ اس کو آزمائش میں نہیں ڈالتا مگر کسی مصلحت کیلئے جس کا بعد کو ظہور دنیا یا آخرت میں ہوتا ہے۔ وہ بلا کے ساتھ راضی اور اُس پر صابر ہے۔ اپنے پاک پروردگار پر کسی قسم کی تہمت نہیں رکھتا ہے۔ بلا کو چھوڑ کر وہ اپنے رب سے مشغول ہے۔ دنیا میں شغل والو! ان مقامات میں

تمہیں کلام کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ تم اپنی زبانوں سے کلام کرتے ہو دل سے نہیں۔ خدا سے اور اس کے کلام سے اس کے نبیوں سے روگردانی کرنے والے ہو۔ نبیوں کے تابعدار حقیقت میں وہی لوگ ہیں کہ جو ان کے خلیفے اور وصی ہیں۔ تم مقدر اور قدرت میں جھگڑالو ہو۔ تم نے اللہ کے عطیئے اور احسان ترک کر کے مخلوقات کے عطیوں پر قناعت کر رکھی ہے۔ تمہاری کلام اللہ اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک نہ سُنی جائیگی۔ یہاں تک کہ توبہ کرو۔ اور اخلاص سے توبہ کرو اور اُس پر قائم رہو۔ اپنے نفع اور نقصان میں راضی برضا ہو جاؤ۔ جس چیز میں کہ عزت دے اور ذلت دے۔ امیری میں اور فقیری میں صحت میں اور مرض میں۔ اُن چیزوں میں جن سے محبت رکھتے ہو اور ان چیزوں میں جن سے نفرت رکھتے ہو۔

اے قوم! تابعداری کرو یہاں تک کہ متبوع ہو جاؤ۔ خدمت کرو۔ یہاں تک کہ مخدوم بن جاؤ۔ قضا اور قدر الٰہی کی تابعداری اور خدمت کرو۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے تابع اور خادم ہو جائیں۔ ان کے سامنے جھک پڑو۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے سامنے جھکیں۔ کیا تم نے سُنا نہیں! کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ (جیسا تم برتو گے ویسا ہی تم سے برتا جائیگا) جیسے تم عمل کرو گے ویسے ہی تم پر حاکم بنائے جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ بندوں پر ظالم نہیں ہے۔ تھوڑے عمل۔ اُجرت بہت دیتا ہے۔ صحیح کا نام فاسد نہیں رکھتا۔ سچے کا نام جھوٹا نہیں رکھتا ہے۔

بیٹا! جب خدمت کرو گے مخدوم بنو گے۔ جب ٹھیرنے کا ارادہ کرو گے ٹھیرائے جاؤ گے۔ خدا تعالےٰ کے خادم بنے رہو۔ اس کو چھوڑ کر دنیاوی بادشاہوں کی خدمت میں مشغول نہ ہونا جو نہ ضرر دے سکتے اور نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ تمہیں کیا چیز دینگے۔ کیا وہ دے سکتے ہیں جو چیز تمہارے نصیب میں نہیں ہے۔ یا وہ قادر ہیں کہ ایسی چیز تمہاری قسمت میں کر دیں جو اللہ تعالےٰ نے تمہاری قسمت میں نہیں کی ہے۔ ان کے پاس تو نئی چیز کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ وہ نئی چیز (قسمت سے باہر کی)

دے سکتے ہیں۔ تم نے کفر بکا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ سوائے ذات اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی دینے والا۔ نہ روکنے والا۔ نہ ضرر دینے والا۔ نہ نفع پہنچانے والا۔ نہ پہلے نہ پیچھے ہے۔ اگر تم کہو کہ میں یہ جانتا ہوں۔ تو میں تم سے کہونگا۔ کہ تم کیسے جانتے ہو جب غیر کو اس پر بڑھا دیتے ہو۔

تجھ پر افسوس! تم دنیا کے عوض آخرت کو کیسے خراب کرتے ہو۔ اپنے نفس اور خواہش اور شیطان اور خلقت کی اطاعت کرکے اپنے مالک کی تابعداری کیسے فاسد کرتے ہو۔ غیر کے پاس شکایت کرکے اپنے تقویٰ کو کیوں ضائع کرتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ پرہیزگاروں کا حافظ اور ناصر ہے۔ اور ان سے بدی کو روکنے والا اور ان کو تعلیم دینے والا اور ان کو اپنی معرفت عنایت کرنے والا ہے۔ ان کے ہاتھ پکڑنے والا۔ ان کو مکروہات سے نجات دینے والا ہے۔ ان کے دلوں کو دیکھنے والا اور ان کو ایسی جگہ سے رزق عنایت کرنے والا جس کا ان کو شان اور گمان بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے۔ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَحْیِ مِنِّیْ کَمَا تَسْتَحْیِیْ مِنْ جَارِكَ الصَّالِحِ (اے فرزند آدم مجھ سے حیا کر جیسے اپنے ہمسایہ نیک بخت سے حیا کرتا ہے) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:-

اِذَا غَلَقَ الْعَبْدُ اَبْوَابَهٗ وَاَرْخٰی اَسْتَارَهٗ وَاخْتَفٰی مِنَ الْخَلْقِ وَخَلَا بِمَعَاصِی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ یَا ابْنَ اٰدَمَ جَعَلْتَنِیْ اَهْوَنَ النَّاظِرِیْنَ اِلَیْكَ ۔

جب بندہ اپنے دروازوں کو بند کرتا ہے۔ اور ان کی چقیں چھوڑ دیتا ہے اور خلقت سے چھپ جاتا ہے اور اس خلوت میں اللہ تعالےٰ کے گناہ کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم دیکھنے والوں میں سے تو نے مجھ کو نہایت کمزور سمجھا ہے۔

دسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتوار کے دن صبح کے وقت ۱۴ ر شوال ۵۴۵ھ ہجری کو ارشاد فرمایا :-

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اَنَا وَالْاَتْقِيَاءُ مِنْ اُمَّتِیْ بُرَاءُ مِنَ التَّكَلُّفِ (میں اور میری اُمت کے پرہیزگار تکلف سے بیزار ہیں) پرہیزگار عبادت الٰہی کو بلا تکلف ادا کرتا ہے۔ کیونکہ عبادت اس کی عادت میں داخل ہو گئی ہے۔ وہ اللہ کی بندگی اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ بلا مشقت ادا کرتا ہے۔ منافق اپنے احوال میں تکلف کرتا ہے خصوصاً اللہ کی عبادت کو اپنے ظاہر سے بامشقت ادا کرتا ہے۔ اور باعتبار باطن عبادت کا تارک ہے۔ پرہیزگاروں کے مقام میں داخل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ ہر ایک مقام کی بات الگ ہے۔ ہر ایک عمل کے لئے جداگانہ انسان ہیں۔ لڑائی کے لئے بھی خاص بہادر مرد پیدا کئے گئے ہیں +

نفاق والو! اپنے نفاق سے توبہ کرو۔ اور اپنے فرار سے باز آؤ۔ شیطان کو اپنے پر ہنسی اُڑانے اور راحت پانے کا کیوں موقع دیتے ہو؟ تمہاری نماز اور تمہارے روزے خلقت کے لئے ہیں خالق کے واسطے نہیں ہیں۔ اور یہی حال تمہارے صدقے اور زکوٰت اور حج کا ہے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (عمل کرنے والے دکھ پانیوالے) اگر تم نے تدارک نہ کیا۔ توبہ نہ کی، عذر نہ کیا تو عنقریب جہنم میں جھونک دیے جاؤ گے۔ نئی باتیں پیدا نہ کرو۔ تابعداری کو اپنا شیوہ بناؤ۔ سلف صالحین کا طریقہ لازم پکڑو۔ صراط مستقیم پر چلو۔ خدائے تعالیٰ کو کسی سے تشبیہ نہ دو۔ اور نہ تعطیل مذہب اچھا سمجھو۔ بلکہ سنت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تابعداری کرو۔ جس میں تکلف اور بناوٹ نہ ہو۔ فریب دینے کی کوشش نہ کرو۔ اپنے پرتا دان اور

سستی نہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر بھی نہ ہی الطاف وسیع کریگا۔ جو تم سے پہلوں پر کئے ۔

تجھ پر افسوس! حافظ قرآن ہو اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وصحابہ وسلم کی حدیثیں یاد کرتے ہو اور ان پر عمل نہیں کرتے۔ کس چیز کے لالچ میں ایسا کرتے ہو؟ لوگوں کو امر کرتے ہو خود عمل نہیں کرتے۔ ان کو منع کرتے ہو خود نہیں رکتے ۔ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (اللہ تعالےٰ کے نزدیک سخت غصہ ہے کہ ایسی باتیں منہ سے نکالو جن کو تم کرتے نہیں) کہو کہ کیوں عمل نہیں کرتے اور بے شرم بنتے ہو؟ کیوں ایمان کا دعوےٰ کرتے ہو اور ایمان نہیں لاتے؟ ایمان ہی آفتوں کا مقابلہ کرنیوالا ہے۔ ایمان ہی ہمارے بوجھ کے نیچے صابر ہے۔ وہی دشمن کو پچھاڑنے والا اور قتل کرنے والا ہے۔ ایمان ہی اپنی خوبیوں کے باعث مکرم ہے۔ ایمان اللہ کی تعظیم کرتا ہے۔ حرص شیطان اور نفس کی غرضوں کی آبرو کرتی ہے۔ جس کو اللہ کے دروازے پر رسائی نہیں ہے۔ وہ مخلوقات کے دروازوں پر بیٹھتا ہے۔ جس نے اللہ کا رستہ کھو دیا اور اس سے بھٹکا خلقت کا رستہ اختیار کرتا ہے ۔

جس بندے سے اللہ تعالےٰ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس کے چہرے پر مخلوقات کے دروازے اور ان کی عطا بند کر دیتا ہے۔ اس کارروائی سے اس کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس کو تالاب کے گہرے پانی سے نکال کر کنارے پر لا کر کھڑا کرتا ہے۔ اس کو ناچیز سے چیز بنا دیتا ہے ۔

تجھ پر افسوس! جاڑے میں تالاب کے پاس بیٹھ کر خوشی مناتا ہے عنقریب گرمی کا موسم آکر تیرے پاس سے پانی کو خشک کر کے تمہیں مار دیگا۔ تمہارا امکان جو پانی کے کنارے پر ہے۔ اس کا پانی گرم فصل میں سوکھتا ہے اور جاڑوں میں پھیلتا اور بڑھتا ہے۔ اللہ والے بن کر، مالدار اور عزت والے اور حاکم اور حکم چلانے والے ہو جاؤ۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے بے پروا کر دیا ہے اس کا ہر کوئی محتاج ہے۔ یہ مقام جتنے پہن کر تمنا سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایسی چیز کہ جو نے سینے میں

قرار پکڑا ہوا اور اس کی تصدیق عمل نے کردی ہو حاصل ہوتا ہے ؛

بیٹا! تمہاری عادت خاموشی اور تمہارا لباس گمنامی اور تمہارا مقصود خلقت سے دور رہنا چاہئے - اگر ہوسکے - تو زمین میں نقب لگا کر، سرنگ کھود کر چھپ رہو چھپے رہنا تمہاری عادت ہو جائے - یہاں تک کہ تمہارا دین تر و تازہ اور یقین کا قدم پکا ہو جائے - اور تمہارے صدق کے بازو میں پھر پرواز پیدا ہو کر دل کی آنکھیں کھل جائیں - اپنے مکان کی زمین بلند کر کے علم الٰہی کی فضا میں اڑتے پھرو - مشرق اور مغرب خشکی اور تری - ہموار زمین اور پہاڑ - اور آسمانوں اور زمینوں کا چکر لگاؤ اس حال میں تمہارے ساتھ رفیق رہبر ہادی ہو - اس وقت تمہاری زبان میں قوت گویائی عنایت ہو گی - اپنی گمنامی کا لباس اتار ڈالو - اور خلقت سے دوری ترک کر کے اپنی سرنگ سے نکل آؤ - کیونکہ تمام مخلوقات کے لئے دوا ہو - ان کی ملاقات سے تمہارے نفس کو ضرر نہ پہنچے گا - ان کی کمی اور زیادتی - تعریف اور برائی - آنے اور نہ آنے کی پرواہ نہ رکھو - کہاں گرے اور کہاں پڑے - دل سے نکال ڈالو - کیونکہ تم اپنے رب اللہ تعالےٰ کے ساتھ حضوری میں ہو ؛

اے قوم! اس خالق کی معرفت پیدا کرو - جب تک کہ تمہارے دل اس سے دور ہیں - اس کے سامنے باادب رہو - کیونکہ تم نہایت گستاخ ہو - مقام قربت حاصل ہو جائے تو خوب ہی ادب کرو - بادشاہ کی سواری کی آمد سے پہلے خدمت گار شور و غل میں لگے رہتے ہیں - جب سواری آجائے تو باادب بن کر خاموش ہو جاتے ہیں - کیونکہ وہ اس سے قرب کی حالت میں ہیں - ہر ایک گوشہ بگوشہ میں چھپنے کے لئے بھاگ جاتا ہے - خلقت کی طرف متوجہ ہونا خالق سے منہ پھیرنے کے برابر ہے - تمہیں نجات حاصل نہ ہو گی - یہاں تک کہ بہت سے سببوں سے کنارہ کشی کر کے اسباب کے سلسلہ کو توڑ ڈالو - اور اپنے نفع اور نقصان میں خلقت کے منہ نہ لگو - تم دیکھنے کو تندرست درحقیقت بیمار صورت مالداروں کی اصل میں مفلس - چلتے پھرتے زندہ ہو مگر مردے - موجود ہو مگر معدوم - یہ گریز اور روگردانی ذات

الٰہی سے کب تک ؟ دنیا کی آبادی آخرت کی ویرانی ہر ایک شخص کا ایک دل ہے ۔ ایک ہی
دل میں دنیا اور آخرت خالق اور مخلوق کیسے سما سکے ۔ یہ صریح جھوٹ ہے ۔ ایک ہی
حالت ایک ہی دل میں یہ مجمع کیسا ؟ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ارشاد
فرماتے ہیں ۔ اَلْکِذْبُ مُجَانِبُ الْاِیْمَانِ (جھوٹ ایمان کے پہلو میں نہیں ٹھیر
سکتا ہے) کُلُّ اِنَاءٍ تَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (برتن میں جو کچھ ہوگا وہی اُس سے ٹپکے گا) ۔
تمہارے عمل تمہارے اعتقاد کے نشان ۔ اور ظاہر باطن کی دلیل ہے ۔ اسی واسطے بعض
بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے ۔ اَلظَّاہِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ (ظاہر باطن کی خبر دیتا
ہے) تمہارا باطن اللہ اور اس کے خاص بندوں پر ظاہر ہے ۔ جب تمہیں کوئی خاص
بندہ ملے تو اُس کے سامنے باادب ہو ۔ ملاقات سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ
کرکے جاؤ ۔ اُس کے پاس جاکر ناچیز اور ذلیل ہو جاؤ ۔ صالحین کی تواضع اللہ کی تواضع
ہے ۔ تواضع کرو کیونکہ تواضع کرنے والے کے اللہ تعالےٰ مراتب بلند کرتا ہے ۔ بڑے
کا ادب کرو ۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ۔
اَلْبَرَکَۃُ فِیْ اَکَابِرِکُمْ (بڑوں میں برکت ہے) راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت
کی مراد بڑے سے عمر کا بڑا نہیں ہے ۔ یہاں تک کہ بڑی عمر کے ساتھ پرہیزگار ہو ۔
امر کو بجالائے نہی سے باز رہے ۔ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سنّت کا پابند ہو ۔ ورنہ بہت سے بوڑھے ہیں کہ ان کا احترام کیسا اُن سے
سلام تک بھی جائز نہیں ہے ۔ اور نہ ایسوں کے دیکھنے میں برکت ہے ۔ بڑے
وہ ہیں جو پرہیزگار ۔ صالح ۔ خوف خدا کرنے والے ۔ عالم باعمل ۔ عمل میں اخلاص
کرنے والے ۔ بڑوں کے دل ماسوی اللہ سے اعراض کرنے والے ۔ بڑوں کے دل
علم والے اللہ کی معرفت والے، اس سے قربت والے ہیں ۔ جتنا علم قلبی زیادہ ہوگا
اتنا ہی اپنے مالک سے قریب ہوگا ۔ جس دل میں دنیا کی محبت ہے اللہ سے
محجوب ہے ۔ جس دل میں آخرت کی محبت ہے ۔ قرب الٰہی سے دور ہے جتنی آخرت
کی محبت زیادہ اتنی اللہ تعالےٰ کی محبت کم ہوتی ہے ۔ اپنی قدر پہچانو ۔ اپنے نفسوں

کہ ایسی جگہ نہ اُترو - کہ جہاں خدا تعالےٰ نے اُن کو اُتارا ہے - اسی واسطے بعض عارفوں نے ارشاد فرمایا ہے - مَنْ لَمْ یَعْرِفْ قَدْرَہٗ عَرَّفَتْہُ الْاَقْدَارُ قَدْرَہٗ (جو شخص اپنی قدر خود نہ پہچانے تو تقدیر الٰہی اس کو اس کی قدر کراتی ہے) ایسی جگہ نہ بیٹھو کہ جہاں سے اُٹھائے جاؤ - جب کسی کے گھر جاؤ تو ایسی جگہ نہ بیٹھو کہ جہاں پر گھر والے نے تم کو نہیں بٹھایا ہے - کیونکہ وہاں سے بے اپ چپے اُٹھائے جاؤ گے - اگر حیل و حجّت کرو گے تو اٹھا کر ذلیل کر کے نکال لے جاؤ گے +

بیٹا! تم نے عمل نہ کیا اور اپنی عمر کتابیں پڑھ کر اُن کو یاد کر کے ضائع کر دی - تمہیں کیا نفع پہنچا - نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :-

یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْاَنْبِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ اَنْتُمْ کُنْتُمْ رُعَاۃَ الْخَلْقِ فَمَا صَنَعْتُمْ فِیْ رِعَایَاکُمْ وَیَقُوْلُ لِلْمُلُوْکِ وَالْاَغْنِیَاءِ اَنْتُمْ کُنْتُمْ خُزَّانَ کُنُوْزِیْ ھَلْ وَاصَلْتُمُ الْفُقَرَاءَ وَرَبَّیْتُمُ الْاَیْتَامَ وَاَخْرَجْتُمْ مِنْھَا حَقِّیَ الَّذِیْ کَتَبْتُہٗ عَلَیْکُمْ +

اللہ تعالےٰ قیامت کے دن نبیوں اور عالموں کو فرمائیگا - تم میری مخلوق کے نگہبان تھے - تم نے اپنی رعیت کا کیا بندوبست کیا؟ بادشاہوں اور مالداروں کو ارشاد کریگا - تم میرے خزانوں کے خزانچی تھے - کیا تم نے محتاجوں تک پہنچایا؟ اور یتیموں کی پرورش کی؟ اور تم نے اُن سے میرا حق نکالا؟ جو مَیں نے تم پر فرض کیا تھا +

اے قوم! نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم کے وعظوں سے نصیحت حاصل کرو - اور آپ کے فرمان کو مانو - تمہارے دل کس چیز نے سخت کر دئے ہیں +

اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے کہ جس نے اپنی مخلوق کے رنج اُٹھانے کی مجھے قدرت عنایت فرمائی ہے - جب مَیں اُڑنے کا ارادہ کرتا ہوں - تو تقدیر کی قینچی میرا بازو کتر ڈالتی ہے - سوائے اس امر کے کہ مَیں تسلّی حاصل کرتا ہوں مَیں کیسے نہ تسکین پاؤں - حالانکہ مَیں بادشاہی فضا میں قائم ہُوں +

اے منافق! تجھ پر افسوس! تو اس شہر سے میرے نکلنے کی تمنا کرتا ہے - اگر

ہیں حرکت کروں تو امر بدل جائے۔ اعضا ٹوٹ ٹوٹ جائیں۔ اور بنی بات بگڑ جائے۔ لیکن مَیں جلد بازی میں خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ مَیں تو اس پر دشمن نہیں ہوں۔ بلکہ مجھ پر قدر والا ٹھہرا ہے۔ مَیں اس کے موافق اور اس کے سپرد ہوں۔ میرے اللہ! اسلامتی اور تسلیم عنایت فرما ٭

تجھ پر افسوس! تو میری ہنسی اُڑاتا ہے۔ حالانکہ مَیں اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوں۔ اُس کی طرف مخلوق کو بلاتا ہوں۔ عنقریب تو اپنا جواب دیکھ لیگا۔ مَیں کئی ہزار گز اونچی عمارت بنا رہا ہوں۔ منافقو! ذرا ٹھیر کر اللہ تعالےٰ کا عذاب دیکھ لوگے دنیا اور آخرت میں اس کی مار پڑیگی۔ زمانے کو حمل ٹھیرا ہوا ہے۔ جو کچھ جنیگا دیکھ لوگے۔ مَیں دست قدرت کے تصرّف میں ہوں۔ کبھی مجھ کو پہاڑ اور کبھی ذرہ کبھی سمندر اور کبھی قطرہ کبھی آفتاب اور کبھی بجلی اور چمک بناتا ہے۔ مجھے رات اور دن کی طرح بدلتا رہتا ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (وہ ہر ایک دن نئی شان میں ہے) بلکہ ہر ایک پل میں۔ آج کا دن (یعنے دنیا) تمہارے لئے ہے اور ایک پل تمہارے غیر (یعنے اولیاء اللہ) کے لئے ہے ٭

بیٹا! اگر تم سینے کی فراخی اور دل کی خوشی چاہتے ہو۔ تو خلقت کی ایک نہ سنو۔ اور اُن کی بات پر کان نہ دھرو۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ ان میں سے اکثر بے عقل اور اندھے اور بے ایمان ہیں۔ تصدیق نہیں کرتے بلکہ جھٹلاتے ہیں۔ ایسی قوم کی تابعداری کرو۔ جو غیر اللہ کو نہیں سمجھتے اور غیر اللہ کی نہیں سُنتے۔ اور غیر اللہ کو نہیں دیکھتے ہیں ٭

رضائے مولیٰ میں خلقت کی اذیت پر صبر کرو۔ طرح طرح کی بلاؤں کی آزمائش پر برداشت کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اپنے برگزیدہ عاجز بندوں کے لئے آداب ہیں۔ ان کو سب سے الگ کر دیتا ہے۔ اور قسم قسم کی بلاؤں اور آفتوں اور محنتوں میں مبتلا کرتا ہے۔ ان پر دنیا اور آخرت اور عرش سے لیکر فرش تک تنگ کر دیتا ہے۔ اُن کی ہستی فنا ہو جاتی ہے۔ جب ہستی فنا ہو گئی تو اُن کو اپنا بنا لیتا ہے نہ غیر کا۔ اپنے ساتھ قائم کرتا ہے نہ دوسرے کے ساتھ۔ ان کو دوسری ہستی عنایت فرما دیتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ثُمَّ اَنْشَأْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (پھر ہم نے اُس کو دوسری پیدائش عنایت کی بیس بابرکت ہے اللہ سب سے اچھا پیدا کرنے والا) پہلی خلقت مشترک ہے۔ اور یہ دُوسری تنہائی والی۔ جو اس کو اپنے بھائیوں اور اپنی جنس فرزندانِ آدم علیہ السّلام سے جُدا کر دیتی ہے۔ اُس کے پہلے معنی میں تغیر اور تبدّل ہو جاتا ہے۔ اُس کی بلندی پستی ہو جاتی ہے۔ اور اللہ والا روحانی ہو جاتا ہے۔ خلقت کے دیکھنے سے اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا باطنی دروازہ مخلوقات سے بند کیا جاتا ہے۔ اِس کے سامنے دنیا اور آخرت، بہشت اور دوزخ سب مخلوقات اور سب طرح کے عالم ایک ہی چیز کی صورت ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ چیز اس کے باطن کے ہاتھ میں دے دی جاتی ہے وہ اس کو نگل جاتا ہے۔ اور اس میں معلوم نہیں ہوتا ہے ایسے دستِ باطن میں قدرت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں جیسے اس کا ظہور حضرت موسٰی علیہ السّلام کے عصا مبارک میں ہُوا۔ پاک ہے وہ ذات باری تعالےٰ جو اپنی قدرت جس چیز میں جس کے ہاتھ پر چاہے ظاہر کرتا ہے۔ موسٰی علیہ السّلام کے عصا نے بہت سے بوجھ رسیوں وغیرہ کے نگل لئے۔ اس کے اندر کوئی تبدیلی وغیرہ نہ ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی ذات نے چاہا۔ کہ انہیں تعلیم دے کہ یہ قدرت ہے حکمت نہیں۔ کیونکہ ساحروں نے اس روز جو جادو کیا تھا۔ اس کا حساب حکمت اور علم ہندسہ پر مبنی تھا۔ اور جو کچھ مُوسےٰ علیہ السّلام کے عصا میں ظاہر ہُوا یہ اللہ تعالےٰ کی قدرت خلاف عادت معجزہ تھی۔ اسی واسطے ساحروں کے سردار نے اپنے کسی شاگرد سے کہا۔ کہ موسٰی (علیہ السّلام) کی طرف دیکھو کس حالت میں ہے۔ پھر سردار ہی نے جواب دیا۔ کہ موسٰی (علیہ السّلام) کا رنگ متغیر ہے اور عصا اپنا کام کر رہا ہے۔ پھر سردار نے کہا۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہے موسٰی (علیہ السلام) کا کام نہیں۔ کیونکہ جادوگر اپنے سحر سے اور صانع اپنی صنعت سے خوف نہیں کھاتا۔ پھر وہ ساحر موسٰی علیہ السلام اپنے شاگردوں سمیت ایمان لایا۔

بیٹا! حکمت کو چھوڑ قدرت کی طرف کب آنکھ اٹھاؤ گے۔ تمہارا عمل بذریعہ حکمت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کب ملا ئیگا؟ تمہارے عملوں کا اخلاص قربت الٰہی کے دروازے تک کب لیجائے گا؟ معرفت کا آفتاب عام اور خاص کے چہرے کب دکھا ئیگا؟ بلا سے ڈر کر خدا سے نہ بھاگ۔ تمہیں اسی واسطے مبتلا کرتا ہے کہ جان لے کہ تم سبب کی طرف رجوع کرکے اس کا دروازہ چھوڑتے ہو یا نہیں۔ ظاہر کی طرف رجوع کرتے ہو یا باطن کی طرف۔ پائے گئے کی طرف یا نہ پائے گئے کی طرف۔ دیکھے گئے کی طرف یا نہ دیکھے گئے کی طرف ؛

اے اللہ! ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔ اے اللہ! آزمائش کے بغیر اپنا قرب ہمیں عنایت فرما۔ اے اللہ! قرب مہربانی کے ساتھ۔ اے اللہ! قرب بغیر دُوری کے۔ ہم میں طاقت تجھ سے دُور رہنے کی نہیں۔ اور نہ بلا کی برداشت کی ہے۔ آفتوں کی آگ کو بجھا کر اپنا قرب عنایت فرما۔ اگر قرب کے لئے آفتوں کی آگ بالکل ضروری ہو تو ہمیں آتشی کیڑے جیسا کر دے۔ جو آگ ہی میں انڈے اور بچے دیتا ہے۔ آگ اس کو نہ جلاتی ہے نہ ضرر دیتی ہے۔ ہم پر اس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی آتش کے مشابہ کر دے۔ جیسے ان کے آس پاس گلزار لگائی ہمارے گرد بھی گلزار لگا دے۔ جیسے ان کو سب چیزوں کی امداد سے بے پرواکیا ہمیں بھی کر دے۔ جیسے ان کا والی اور غمخوار بنا ہمارا بھی بن جا۔ جیسے ان کی حفاظت کی۔ ہماری بھی کر۔ آمین!

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے طریق سے پہلے رفیق۔ گھر سے پہلے ہمسایہ۔ وحشت سے پہلے غمخوار۔ مرض سے پہلے پرہیز بلا سے پہلے صبر۔ قضا سے پہلے رضا طلب کی تھی ؛

اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے تعلیم حاصل کرو۔ اور اُن کے اقوال اور افعال کے تابعدار بن جاؤ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بحر بلا میں اُن پر مہربانی کی۔ اُن کو بحر بلا میں تیرنے کی تکلیف دی۔ اور تیرانے والا خود تھا۔ اُن کو دشمن پر

حملے کی تکلیف دی۔ ان کے ساتھ خود سوار تھا۔ ان کو بلند چوٹی پر چڑھنے کی تکلیف دی۔ اور اپنا ہاتھ اُن کی کمر میں ڈال رکھا تھا۔ ان کو طعام پر دعوت خلقت کی تکلیف دی۔ اور خرچ اپنے پاس سے کیا۔ یہ باطنی پوشیدہ مہربانی ہے ؛
بیٹا! قضا اور قدر کے آتے وقت اللہ تعالےٰ کے سامنے خاموش رہو تاکہ تم اس کی طرف سے بہت سے الطاف دیکھو۔ کیا تم نے حکیم جالینوس کے غلام کا حال نہیں سُنا۔ کہ زیادہ وہ ناسمجھ اور بے وقوف اور خاموش بنکر اس کا تمام علم حفظ کر لیا۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت تمہارے قلب کی طرف کثرت بکواس اور اعتراض اور جھگڑنے سے نہ آئیگی ؛

اے اللہ! ہمیں موافقت اور ترک منازعت کی توفیق عنایت فرما۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہمیں دُنیا اور آخرت میں نیکی عنایت کر۔ اور دوزخ کے عذاب سے آزاد فرما) ؛

گیارھویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۹ شوال ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

اے قوم! اللہ کی معرفت حاصل کرو۔ نادان نہ بنو۔ تابعداری کرو نافرمانی چھوڑ دو۔ موافق ہو جاؤ۔ مخالفت نہ کرو۔ قضا سے راضی رہو۔ اس میں جھگڑا نہ کرو۔ خدا کو اُس کی صنعت سے پہچانو۔ وہی خالق اور وہی رازق۔ اول اور آخر۔ ظاہر اور باطن۔ وہی سب سے پہلے قدیم۔ دائم ہمیشگی والا ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْئَلُوْنَ (جو کچھ وہ کرے پوچھا نہ جائے گا دُوسرے جو کچھ کریں پُوچھے جائینگے) وہی غنی کرنے والا۔ محتاج کرنے والا۔ نفع دینے والا۔ زندگی بخشنے والا۔ مارنے والا۔ عذاب دینے والا۔ ڈرانے والا۔ اُمید رکھا گیا ہے اس سے ڈرو۔

غیر سے نہ ڈرو۔ اُس سے امید رکھو۔ دوسرے سے اُمید نہ رکھو۔ اس کی قدرت اور حکمت کے ساتھ چکر کاٹتے رہو۔ تاکہ اس کی تقدیر تمہاری دانائی پر غالب آئے۔ اس سیاہی سے جو سفیدی پر ہے ادب سیکھو۔ (یعنے قرآن مجید سے) تاکہ جو چیز تم میں اور اس میں پھر رہی ہے حاصل ہو جائے۔ شرعی حدود کے توڑنے سے بچو۔ جس کی طرف ظاہری اشارہ ہے باطنی نہیں۔ اس امر پر عمل کرنے والے برگزیدہ صالحین ہیں۔ ہمارے لئے شرع کے دائرے سے باہر کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس امر کی معرفت اسی شخص کو ہے جو اس کے اندر آئے۔ خالی صنعت کرنے سے معرفت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اپنے سب کاموں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت گذار ہو جاؤ۔ کمریں باندھ کر آپ کی تابعداری اور امر و نہی کے پیچھے رہو۔ یہاں تک کہ فرشتہ موت اللہ کی طرف بلائے۔ اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت حاصل کرکے درگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ ابدال کا نام ابدال اسی وجہ سے پڑا ہے۔ کہ مشیت ایزدی کے خلاف اپنا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور اس کے اختیار کے ساتھ کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ ظاہر پر حکم اور ظاہری اعمال کرتے ہیں۔ پھر ایسے اعمال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ جو انہی کے ساتھ خاص ہیں۔ جب اُن کو اپنی منازل اور درجات میں ترقی ملتی ہے۔ تو امر اور نہی کے بجالانے میں اور زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ایسی منزل پر پہنچتے ہیں کہ جہاں نہ امر اور نہ نہی ہے۔ بلکہ شرعی اُمور ان سے اثر قبول کرکے ان کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ اور وہ کس کنج تنہائی میں حق تعالیٰ سے غائب رہتے ہیں۔ امر اور نہی کے بجالانے کے وقت حاضر ہو جاتے ہیں۔ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی حد حدود شرعی سے خراب نہ ہو جائے۔ کیونکہ فرض شدہ عبادتوں کی ترک بے دینی ہے۔ اور منع کی ہوئی چیزوں سے نہ رُکنا گناہ ہے فرض شدہ عبادت کسی شخص سے کسی حال ساقط نہیں ہوتی ہے۔

بیٹا! اس کے حکم اور علم پر عمل کر۔ دائرے سے باہر نہ نکل۔ (قالوا بلیٰ) کا عہد نہ بھول۔ اپنے نفس اور حرص اور شیطان اور عادت اور دنیا سے جہاد کر۔ اللہ کی

مدد سے بے اُمید نہ ہو۔ کیونکہ وہ تمہیں ثابت قدمی سے حاصل ہو گی۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ (خبردار! اللہ کا گروہ غالب ہے)۔

نیز ارشاد فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ (جن لوگوں نے ہمارے لئے جہاد کیا۔ ہم ان کو (اپنے دربار کے) کئی رستے بتا دیتے ہیں)۔ خلقت کے پاس اس کی شکایت کرنے سے اپنی زبان کو روک۔ رضائے الٰہی کے لئے اپنے نفس اور مخلوق کا دشمن بن جا۔ اس کی تابعداری کا حکم کر اور گناہ سے روک۔ ان کو گمراہی اور بدعت اور حرص اور موافقت نفس سے باز رکھ۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت کی تابعداری کا حکم کر۔

اے قوم! کتاب اللہ کی عزت کرو۔ اور اس سے ادب سیکھو۔ اللہ میں اور تم میں وہی وصال کرانے والی ہے۔ اس کو مخلوق نہ بناؤ۔ اللہ فرماتا ہے کہ یہ میری کلام ہے، اور تم کہتے ہو کہ یہ اس کی کلام نہیں۔ جس شخص نے اللہ کا رد کیا۔ اور قرآن مجید کو مخلوق بنایا۔ اُس نے صریح کفر بکا۔ اور یہ قرآن مجید سے بیزار ہے۔ یہ قرآن تلاوت کیا گیا۔ یہ سُنایا گیا۔ یہ دیکھا گیا۔ یہ صحیفوں میں لکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ کی پاک کلام ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں۔ قلم مخلوق ہے (قرآن) جو اس سے لکھا گیا غیر مخلوق ہے۔ قلب مخلوق ہے (قرآن) جو اس میں حفظ کیا گیا غیر مخلوق ہے۔

اے قوم! قرآن مجید سے عمل کے ساتھ نصیحت پکڑو۔ اس میں جھگڑا نہ کرو۔ اعتقاد کے کلمات تھوڑے اور اعمال بہت ہیں۔ اپنے دلوں سے تصدیق اور اعضا سے عمل کرو۔ جو چیز نافع ہے اس میں مشغول ہو جاؤ۔ ناقص اور زائل عقلوں کی طرف توجہ نہ کرو۔

اے قوم! نقل کا عقل سے نتیجہ نہیں نکلتا۔ نص شرعی قیاس سے ترک نہیں کیجاتی

ہے۔ شاہد کو چھوڑ کر صرف دعوے پر نہ ٹھیرو۔ لوگوں کے مال صرف دعوے کرکے بغیر شاہد کے حاصل نہیں ہو۔ تمہیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

اگر لوگ صرف دعووں سے قابل کئے جائیں تو ایک قوم دوسری قوم پر ضرور اپنے خونوں اور مالوں کا دعوے کرےگی لیکن یاد رکھو۔ مدعی گواہ لائے اور منکر قسم کھائے ؛	لَوْ اُخِذَ النَّاسُ بِدَعَاوِیْھِمْ لَادَّعٰی قَوْمٌ دِمَاءَ قَوْمٍ وَّ اَمْوَالَھُمْ لٰکِنِ الْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ وَالْیَمِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ۔

زبان دراز اور قلب جاہل سے کچھ نفع نہیں۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

میں خود خوف کرتا ہوں اور اُمت پر بھی خوف کرتا ہوں (کس سے) منافق زبان دراز سے ؛	اُخَوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ مِنْ مُنَافِقٍ عَلِیْمِ اللِّسَانِ ۔

علم والو! نادانو! حاضرو! غائبو! اللہ تعالےٰ سے حیا کرو۔ اپنے دلوں کے ساتھ اُس کو دیکھو۔ اُس کے سامنے ذلیل ہو جاؤ۔ اس کی قدر کے ہتھوڑوں کے نیچے اپنے نفسوں کو ڈال دو۔ اور اُن کی ضربیں نعمتوں پر شکر کرکے برداشت کرو۔ اُس کی عبادت میں رات دن ایک کر ڈالو۔ جب یہ تم سے ہو آئے تو اللہ کی طرف سے بزرگی اور عزت اور جنت دُنیا اور آخرت میں حاصل ہوگی ؛

بیٹا! اس امر کی کوشش کرو کہ دنیا میں کسی دنیاوی چیز کی محبت نہ رہے۔ جب یہ بات نصیب ہو جائے ایک پل بھی اپنے نفس کے ساتھ نہ چھوڑے جاؤ گے۔ اگر بھولو تو یاد کرائے جاؤ گے۔ اگر غفلت کرو گے تو بیدار کئے جاؤ گے۔ غرض تمہیں غیر کی طرف نظر کرتے نہ چھوڑا جائے گا۔ جس کو یہ ذوق حاصل ہوا اُس نے خدا کو پہچان لیا۔ اس جنس کے لوگ افراد خاص خلقت سے ہیں۔ جو مخلوق کے پاس ٹھیرنا نہیں چاہتے ؛

نفاق والو! آفتیں اور بلائیں تمہارے دلوں کے سروں پر سوار رہیں۔ اولیاء اللہ جب اپنے دلوں کی آنکھوں سے غیر اللہ کی طرف نظر کرتے ہیں (تو شرمندہ ہو کر) اللہ کے

پاس سکون کی طلب میں اپنی سلامتی کو معرض خطر میں ڈال دیتے ہیں۔اُس کے پاس آرام حاصل کرتے ہیں۔خلقت سے آنکھیں بند اور اللہ پر اعتراض سے ان کی زبانیں کٹ جاتی ہیں۔رات اور دن، مہینے اور سال ان پر گذرتے ہیں۔مگر وہ ایک ہی حالت پر قائم ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے حق میں اُن سے کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے عقلمند ہیں۔اگر تم انہیں دیکھو تو دیوانے کہو۔اگر وہ تمہیں دیکھیں تو یہ کہیں۔کہ یہ لوگ قیامت کے دن پر ایمان ہی نہیں لائے ہیں۔ان کے دل اللہ کے سامنے ٹوٹے ہوئے غمناک ہیں۔اور ہمیشہ خوف اور دہشت میں رہتے ہیں۔جب اللہ تعالےٰ اُن کے دلوں پر اپنے جلال اور عظمت کے پردے کھولتا ہے تو ان کا خوف بڑھ جاتا ہے۔قریب ہے کہ اُن کے دلوں کے ٹکڑے اڑ جائیں۔اور اُن کے بند بند جُدا ہو جائیں۔جب اللہ تعالےٰ اُن کی یہ حالت دیکھتا ہے۔تو اُن پر اپنی رحمت اور جمال اور مہربانی اور امید کے دروازے کھول دیتا ہے۔اس سے ان کی سب طرح کی بے قراری تھم جاتی ہے ؞

مجھے تو طالب آخرت اور طالب مولےٰ کے دیکھنے کی محبّت ہے۔مگر طالب دنیا اور مخلوق اور نفس اور حرص کو میں کیا کروں۔سوائے اس امر کے کہ مجھے اس کے علاج سے محبّت ہے۔کیونکہ وہ بیمار ہے اور بیمار پر طبیب کے سوا کون صبر کرتا ہے ؞

تجھ پر افسوس! اپنی حالت مجھ سے چھپاتے ہو حالانکہ وہ چھپتی نہیں ہے۔مجھ پر ظاہر کرتے ہو کہ تم طالب آخرت ہو۔حالانکہ تم طالب دنیا ہو۔یہ تمہارے دل کی حرص تمہاری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے۔تمہارا باطن تمہارے ظاہر سے واضح ہے تمہارے ہاتھ کا دینار کھوٹا ہے۔اس میں ایک دانگ سونا اور باقی چاندی ہے۔اس کا کھوٹ مجھ سے مت چھپاؤ۔میں نے ایسے بہت دیکھے ہیں۔یہ دینار مجھے سونپ دو۔اور اس پر مجھے پورا اختیار دو۔تاکہ اس کو چرخ دے کر سونا الگ کردوں اور کھوٹ کو پھینک دوں۔کھرا تھوڑی مقدار میں بہت سے ردی سے بہتر ہے۔اپنے دینار بابت مجھ پر بھروسہ کرو۔کیونکہ میں ٹکسال گر ہوں۔میرے پاس ٹھپا وغیرہ سب آلات موجود ہیں۔ریا اور

نفاق سے توبہ کرو۔ اپنے نفس پر گناہ کا اقرار کرنے سے نہ شرماؤ۔ کیونکہ اکثر اخلاص والوں میں سے پہلے منافق تھے۔ اسی واسطے بعض بزرگوں میں سے ارشاد فرمایا ہے لَا یَعْرِفُ الْاِخْلَاصَ اِلَّا الْمُرَائِیْ۔ (اخلاص کو نہیں پہچانتا ہے مگر ریاکار) ایسا شخص نادر سے نادر ہے۔ جو ابتدائی عمر سے آخر تک اخلاص مند رہا ہو۔ بچے ابتدائی عمر میں جھوٹ بولتے اور مٹی اور گندی چیزوں سے کھیلتے ہیں۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے، ماں باپ سے چوری کماتے اور چغلی کرتے ہیں۔ جب عقل آنے لگتی ہے۔ تو تھوڑے تھوڑے عیب کم ہونے لگتے ہیں۔ استادوں اور ماں باپ کا ادب کرتے ہیں۔ اللہ جس بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو باادب کرکے بدعات چھڑا دیتا ہے اور جس سے برائی کا ارادہ کرے اُس کو اُس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ لامحالہ دُنیا اور آخرت تباہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالے نے مرض اور علاج کو پیدا کیا۔ گناہ مرض ہے عبادت اُس کی دوا۔ ظلم بیماری اور عدل دوا۔ خطا بیماری اور صواب دوا۔ اللہ کی نافرمانی بیماری اور گناہوں کی مستی سے توبہ کرنی دوا ہے۔ تمہارا علاج اس حالت میں مکمل ہے کہ جب اپنے دل کو خلقت سے جُدا کرکے رب سے ملا دو۔ اس کو ایسا بلند کرو کہ وہ آسمان میں پہنچے اور تمہاری رُوح اور مکان زمین پر ہو۔ اپنے علم کے ذریعہ خدا سے خلوت کرو اور عمل و حکم کے ذریعہ مخلوق میں شامل ہو جاؤ۔ اُن سے کسی خصلت میں مخالفت نہ کرو۔ تاکہ اللہ اور مخلوق کو تمہارے خلاف حجت نہ رہے۔ باطن میں رب کے ساتھ اور ظاہر میں خلقت کے ساتھ رہو۔ اپنے نفس کو بے لگام نہ چھوڑو اگر تم اس پر سواری نہ کرو گے۔ تو وہ سوار ہو جائیگا۔ تم نہ پچھاڑو گے تو وہ پچھاڑے گا۔ اگر تمہارا نفس اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تمہاری تابعداری نہ کرے تو اُس کی بھوک اور پیاس اور ذلت اور برہنگی اور خلوت کے کوڑوں سے ایسی جگہ خاطر کرو جہاں اُس کا کوئی غمخوار نہ ہو۔ اُس کی کمر پر سے چابک کو نہ اُٹھانا یہاں تک کہ مطمئن ہو کر ہر حالت میں خدائے تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔ حالت اطمینان میں بھی اس کی طعن و تشنیع میں لگے رہو۔ اس سے پوچھو کہ کیا تو نے یہ اور وہ نہیں کیا۔ اسی طرح کرتے رہو۔ یہاں تک کہ نفس بالکل انکساری کی حالت میں

آ جائے۔ ان سب باتوں پر اللہ کی موافقت اور ترک گناہوں سے صرف اللہ کو مراد سمجھ کر امداد حاصل کرنی چاہیئے۔ تمہارا ظاہر اور باطن ایک ہو جائے۔ موافقت ہو مخالفت نہیں۔ عبادت ہو گناہ نہ ہو۔ شکر کے ساتھ ناشکری نہ ہو۔ یاد بغیر نسیان کے۔ خیر بغیر شر کے ہو۔ جب تک تمہارے دل میں غیر اللہ بسا رہے نجات ہرگز نہ ہوگی۔ اگرچہ ہزار سال تک دہکتی چنگاری پر سجدہ کرتے رہو۔ اس حال میں کہ تمہارا دل غیر اللہ کی طرف متوجہ ہو ذرا بھی فائدہ نہ ہوگا۔ اور نہ آخرت سدھرے گی۔ اس حال میں کہ دل مالک کے سوا دوسرے کو چاہتا ہے۔ اس کی محبت میں ہرگز سعادت نہ حاصل کرو گے۔ یہاں تک کہ سب کچھ ملیا میٹ نہ کر دو۔ بظاہر چیزوں سے بے رغبتی ظاہر کرنا اور دل سے ان پر جھکے پڑنا تمہیں کیا فائدہ دیگا! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ سب کے سینے کے رازوں سے واقف ہے۔ تمہیں شرم نہیں آتی! کہ زبان سے کہتے ہو کہ میں نے اللہ پر توکل کیا۔ حالانکہ دل میں غیر نے ڈیرہ جمالیا ہے۔

بیٹا! خدا کی بردباری کو دیکھ کر مغرور نہ ہو۔ کیونکہ اس کی گرفت نہایت سخت ہے۔ ان عالموں سے جو درحقیقت جاہل ہیں دھوکا نہ کھاؤ۔ ان کا علم ان کے لئے مضر ہے نافع نہیں۔ وہ اللہ کے حکم کے عالم ہیں اور اللہ کی ذات سے جاہل۔ لوگوں کو امر الٰہی بتاتے ہیں اور خود قبول نہیں کرتے۔ لوگوں کو چیزوں سے روکتے ہیں خود نہیں رکتے۔ خلقت کو حق کی طرف بلاتے ہیں اور خود بھاگتے ہیں۔ اپنے گناہ اور نافرمانیوں سے خدا کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اُن کے نام میرے روزنامچہ میں لکھ کر گنے ہوئے ہیں۔

اے اللہ! میری اور اُن کی توبہ قبول کر۔ اور ہم کو اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے طفیل بخش دے۔ اے اللہ! ہمیں ایک دوسرے پر قابض نہ کر۔ اور اس قابل بنا کہ ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کریں۔ اور ہمیں سب کو اپنی رحمت میں شرف باریابی عنایت فرما۔ آمین۔

بارھویں مجلس

حضرت پیرو مرشد غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اتوار کے روز صبح کے وقت ۲ ذی القعدہ ۵۴۵ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا :-

بیٹا! تمہاری ارادت اللہ کے لئے صحیح نہیں ہے۔ اور درحقیقت تم اس کا ارادہ بھی نہیں رکھنے والے۔ کیونکہ جو شخص اللہ کی محبت کا دعوٰے کرے اور غیر کا طالب ہو اس کا دعوٰے باطل ہے۔ دُنیا کے مرید بہت! آخرت کے کم۔ اور اللہ تعالےٰ کے مُرید ارادے کے صادق تھوڑے سے بھی بہت تھوڑے ہیں۔ وہ اپنی کمی اور نایابی میں کبریت احمر (گندھک سُرخ جو پارے کو زر خالص بناتی ہے) کا حکم رکھتے ہیں۔ وہ شاذ و نادر افراد انسان سے بہت ہی کم نکلتے ہیں۔ وہ قبائل کے جھگڑے مٹانے والے زمین کے معدن اور اس میں سلطنت کرنے والے ہیں۔ شہروں اور ان میں بسنے والوں کے کوتوال ہیں۔ ان کے ذریعہ خلقت سے بلا دُور ہوتی ہے۔ انہیں کے طفیل اللہ تعالےٰ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے۔ انھی کے سبب سے زمین رقم رقم کی انگوریاں نکالتی ہے وہ اپنی ابتدائی حالت میں پہاڑ در پہاڑ، شہر در شہر، ویرانہ در ویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں۔ جہاں پہچانے جائیں وہاں سے چل دیتے ہیں۔ رب سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ دنیا داروں کو دنیا کی چابیاں سونپ دیتے ہیں۔ ہمیشہ اُن کی یہی حالت رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اُن کے اردگرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں۔ الطاف ربانی کی نہریں اُن کے دلوں کی طرف جاری ہوتی ہیں۔ اللہ والا لشکر حفاظت کیلئے ان کو گھیر لیتا ہے۔ ہر ایک فوج الگ پہرا دیتی ہے۔ وہ مکرم محفوظ خلقت سے رو گرداں ہیں۔ یہ سب باتیں عقلوں سے بالا ہیں۔ اب ان پر خلقت کی طرف توجہ کرنی فرض ہو جاتی ہے۔ وہ طبیب ہیں باقی سب مخلوق بیمار ؛

تجھ پر افسوس! تو دعوٰے کرتا ہے کہ میں ان میں سے ہوں۔ تیرے پاس انکی کیا

علامت ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قربت اور اس کی مہربانی کا تمہارے پاس کیا نشان ہے۔ اللہ کے پاس تمہارا کونسا مقام اور منزل ہے۔ عالم بالا میں تمہارا کیا نام اور لقب ہے۔ تمہارا دروازہ ہر ایک رات کو کس پر بند رہتا ہے۔ تمہارا کھانا، پینا مباح ہے یا حلال خالص۔ تم دنیا کے پہلو یا آخرت کے پہلو یا قرب خدا کے پہلو میں لیٹے ہو۔ خلوت اور جلوت میں تمہارا کون ہم نشین اور غمخوار ہے ✦

جھوٹے! تمہارا خلوت میں غمخوار نفس اور شیطان اور حرص اور فکر دنیاوی ہے۔ اور محفل میں ہمنشین شیاطین بھوت انسان ہیں وہ بُرے دوست بہت بکنے والے ہیں ✦ ربّی مقام! صرف دعوے اور بکواس سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اس بارے میں تمہاری بات چیت محض حرص ہے جو ہرگز نفع نہ دیگی۔ اللہ کے سامنے ساکن اور گم ہو رہو۔ کسی طرح کی گستاخی نہ کرو۔ اگر تمہیں کلام کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔ تو تمہاری کلام اللہ اور اللہ والوں سے برکت حاصل کرنے کی طرز پر ہونی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم اپنے ظاہر سے دعوے کرو۔ اور دل بالکل خالی ہو۔ جس ظاہر کے موافق باطن نہیں ہے۔ وہ بکواس ہے۔ کیا تم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نہیں سنا۔ مَا صَامَ مَنْ ظَلَّ یَاْکُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ (اُس نے روزہ نہیں رکھا جو (روزے میں) لوگوں کے گوشت کھائے) حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے واضح طور سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ روزے کھانے، پینے، اور ترک جماع کا نام نہیں۔ بلکہ روزے میں گناہوں سے کنارہ کشی لازم ہے ✦

غیبت سے بچو! کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے۔ جیسے لکڑی کو آگ جلاتی ہے۔ جس نے غیبت کو چھوڑا۔ اس نے نجات پائی۔ اور جو شخص غیبت میں مشہور ہوا اُس کی حرمت لوگوں میں کم ہوئی ✦

شہوت کی نظر سے بچو! کیونکہ وہ تمہارے دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے۔ ایسے شخص کا انجام دُنیا اور آخرت میں اچھا نہیں ہے ✦

جھوٹی قسم سے بچو! کیونکہ وہ بستے گھروں کو ویران کرتی ہے۔ مال اور دین کی

برکت کو کھو دیتی ہے ؎

تجھ پر افسوس! جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچتا ہے۔ اور دین میں خسارہ اُٹھاتا ہے اگر تمہیں عقل ہو تو سمجھو۔ یہی تو پورا خسارہ ہے۔ تم پکارتے ہو! خدا کی قسم اس مال جیسا مال اس شہر میں کسی کے پاس نہیں ہے۔ خدا کی قسم اس کی قیمت اتنی اور اتنی ہے۔ اور مجھے یہ اتنے کو اور اتنے کو پڑا ہے۔ حالانکہ تم اپنی سب باتوں میں جھوٹے ہو۔ پھر تم جھوٹا گواہ پیش کرتے ہو۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ میں سچا ہوں عنقریب تجھ پر مصیبت آئے گی اندھا ہو گا۔ خدا تم پر رحم کرے اللہ کے سامنے باادب رہو۔ جو شخص شرع کے آداب کے ساتھ ادب حاصل نہ کرے اس کو قیامت کے دن دوزخ ادب سکھائے گا ؎

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا! کہ جس شخص میں یہ پانچ بد خصائل مذکورہ بالا موجود ہوں یا ان میں سے بعض ہوں کیا اس کے روزے اور وضو کے باطل ہونے پر ہم حکم لگا دیں۔ (آپ نے ارشاد فرمایا) کہ اس کا روزہ اور وضو باطل نہ ہو گا۔ ولیکن ہمارا وعظ بطور نصیحت اور خوف دلانے اور ڈرانے دھمکانے کے ہے ؎

بیٹا! شاید کل کے آنے تک تو زمین پر سے گم ہو کر قبر میں جا سوئے۔ اور شاید کہ دوسری ہی گھڑی میں ایسا ہو جائے۔ یہ غفلت کیسی۔ تمہارا دل کس چیز نے سخت کر دیا ہے۔ تم تو پتھر ہو۔ میرا وعظ بھی سنتے ہو اور دوسروں کا بھی۔ مگر تم ایک ہی رہتے ہو۔ تم پر قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے پہلے لوگوں کے قصے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں پڑھی جاتی ہیں۔ تم عبرت نہیں حاصل کرتے اور نہ کسی طرح سے پہلو بدلتے ہو۔ اور نہ تمہارے عملوں میں کچھ تغیر ہوتا ہے۔ جو شخص مجلس وعظ میں حاضر ہو اور نصیحت نہ قبول کرے وہ بہترین جگہ میں سب سے بڑا اہل مکان ہے ؎

بیٹا! تمہارا اولیاء اللہ کو اہانت کی نظر سے دیکھنا تمہاری کم معرفت الٰہی کے باعث ہے تم کہتے ہو کہ یہ لوگ تہمت لگائے گئے ہیں۔ ہمارے ساتھ کیوں نہیں ملتے جلتے

اور کیوں نہیں بیٹھتے۔ تم اپنے نفس کی نادانی کے باعث اس طرح کہتے ہو۔ میں کہتا ہوں کہ تمہارے نفس کی معرفت اور لوگوں کی قدر کی معرفت موقوف ہے۔ تمہاری معرفت دُنیا اور آخرت پر۔ تمہاری قدرِ آخرت کا جہل موقوف ہے۔ معرفت آخرت پر تم اسی واسطے معرفت الٰہی سے بےخبر ہو۔ دنیا کے شاغل! عنقریب تم پر ندامت اور خسارہ دنیا اور آخرت میں ظاہر ہوگا۔ تمہاری ندامت قیامت کے دن ہار جیت کے دن۔ رسوائی کے دن۔ شرمندگی اور خسارہ کے دن ظاہر ہوگی۔ آخرت کے آنے سے پہلے اپنے نفس کا حساب کرلو۔ اللہ کے کرم اور بردباری پر ناز نہ کرو۔ تم گناہوں اور لغزشوں کی نہایت بُری حالت پر قائم ہو۔ گناہ کفر کا قاصد ہے۔ جیسے تپ دِق موت کا پیغام ہے۔ تم پر لازم ہے کہ موت سے پہلے توبہ کرو۔ فرشتے مؤکل رُوح کے قبض کے کرنے والے کی آمد سے پہلے رجوع بخدا ہو جاؤ۔

جوانو! توبہ کرو۔ کیا تم نہیں غور کرتے کہ اللہ تعالےٰ تمہیں بلا میں گرفتار کرتا ہے تاکہ تم اُس کی طرف رجوع کرو۔ اور تم کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ اپنے گناہوں پر اصرار کر رہے ہو۔ اس زمانے میں سوائے خاص افراد کے کوئی مبتلا نہیں کیا جاتا ہے۔ جھوٹ عذاب ہے نعمت نہیں۔ گناہوں کی پاداش ہے۔ درجات اور مقامات میں زیادت نہیں ہے۔ اولیاء اللہ آزمائے جاتے ہیں۔ تاکہ بادشاہ کے نزدیک اُن کے مراتب بلند کئے جائیں۔ وہ آزمائش پر صبر کرتے ہیں۔ کیونکہ مقصود خاص ذات الٰہی ہے۔ جب ان کی یہ حالت قائم ہو جائے تو وہ خود بادشاہ بن جاتے ہیں۔ جب تک یہ مقام حاصل نہ ہو تو اُن کا اعتقاد یہی رہتا ہے کہ وہ برباد ہو رہے ہیں۔

اے اللہ! ہلاک نہ کیجئیو۔ ہم تم سے تیرا قرب اور تیری نظر رحمت کا دنیا اور آخرت میں سوال کرتے ہیں۔ دنیا میں تیرا دیدار دلوں کے ساتھ اور آخرت میں آنکھوں کے ساتھ ہو۔

اے قوم! اللہ تعالےٰ کی رحمت اور کشائش سے ناامید نہ ہو۔ کیونکہ وہ صانع تعالےٰ قریب ہے۔ مایوس نہ ہونا چاہئیے۔ تم نہیں جانتے۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا۔

(شاید اللہ اس ردی حالت کے بعد کوئی بہتر حالت پیدا کر دے) بلا سے مت بھاگو۔ کیونکہ صبر
کے ساتھ ہر ایک نیکی کی بنیاد ہے۔ نبوت اور رسالت اور ولایت اور معرفت اور محبت
سب کی بنیاد بلا ہے۔ جب تک بلا پر صبر نہ کرو تو تمہارے لئے بنیاد نہیں ہے۔ عمارت
کی بقا بنیاد ہی سے ہؤا کرتی ہے۔ کیا تم نے کوئی گھر ریت کے ٹیلے پر ہوا میں معلق
بغیر بنیاد دیکھا ہے۔ تم بلا اور آفتوں سے اسی واسطے بھاگتے ہو۔ کہ تمہیں ولایت
اور معرفت اور قرب حق تعالےٰ کی ضرورت نہیں ہے۔ صبر کرو اور عمل کرو۔ تاکہ تم اپنے
دل اور باطن اور رُوح کے ساتھ قرب حقانی کے دروازے کی سیر کرو۔ عالم باعمل اور
اولیاء اللہ اور ابدال نبیوں کے وارث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام دلال! اور یہ اُن کے
سامنے منادی کرنے والے ہیں۔ ایمان والا اللہ کے سوا نہ کسی سے ڈرتا ہے اور
نہ کسی وجہ کی اُمید رکھتا ہے۔ اس کے دل اور باطن میں اعلےٰ درجہ کی قوت رکھی گئی
ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایمان والوں کے دل کس طرح قوت نہ حاصل کریں۔
حالانکہ اس طرف اس کے ساتھ سیر میں لگے رہتے ہیں۔ قالب زمین پر اور قلوب
ہمیشہ خدا سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنَّهُمْ
عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ (اور وہ بیشک ہمارے نزدیک برگزیدہ
عزت والوں سے ہیں) وہ اپنے گھر والوں اور اہل زمانہ سے الگ ہیں۔ اُن کے باطن متمیز اور
جسم روشن ہیں اسی واسطے خلقت سے الگ خواہشوں سے کنارہ کش ہیں وہ آگے کو بڑھتے ہیں
اور جڑی بوٹی اُن کے پیچھے پیدا ہوتی ہے اُن کا واپسی کا ارادہ ہی نہیں ہے۔ وحدت سے انس اور
ویرانے کو اختیار کر رکھا ہے۔ آبادی کو چھوڑ دریا کے کنارے چٹیل میدانوں اور جنگلوں میں منگل
منا رہے ہیں جنگلی بھاجی ترکاری کھاتے اور تالابوں کا پانی پیتے ہیں۔ جنگلی وحشیوں کی سی
زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس مقام میں انکے دل اللہ کے قریب اور اسی سے اُنس پکڑے ہوئے
ہیں۔ ان کے جسم رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے جسموں کے ساتھ قائم ہیں۔ اور
ان کے باطن اللہ کے ساتھ قائم ہیں۔ رات اور دن خدمت میں کھڑے ہیں۔ خلوت
اور آرام کے مشتاق اللہ تعالےٰ کے انس سے خوش ہیں ✤

بیٹا! میٹھے کے ساتھ کڑوا، اصلاح کے ساتھ فساد، صفا کے ساتھ میلا ضروری ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ کلی طور پر صفائی حاصل ہو تو اپنا دل خلقت سے جدا کر کے حق سے ملا دو۔ دنیا اور دنیا داروں سے نفرت کرو۔ ان کو اللہ کے سپرد کر کے اپنا دل سب سے خالی کر کے نکال لو۔ آخرت کے دروازے کے پاس جا کر اندر داخل ہو جاؤ۔ اگر اللہ تعالےٰ کو وہاں نہ پاؤ۔ تو فوراً بھاگ کر واپس آؤ۔ اور اس کا قرب طلب کرو۔ اگر وہ مل گیا تو اس کے پاس سب طرح کی صفائی نصیب ہو گی۔ اللہ کا محبّ غیر کی خواہش ہی نہیں رکھتا ہے۔ جنت اور جات کے طالبوں کا گھر ہے۔ سوداگروں کا گھر! جنہوں نے دنیا کے عوض اس کو مول لیا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ (اور جنت میں تو وہی چیزیں ہیں جن کو نفس مانگتے اور آنکھیں چاہتی ہیں) قلب کی خواہش باطن کی خواہش باطن الباطن کی خواہش کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔ جنت روزے داروں کے لئے شب بیداروں کے لئے ہے۔ جنہوں نے خواہش کی ترک اور لذتوں سے بے رغبتی کی ہے۔ اُنہوں نے روزے کو روزے کے عوض باغ کو باغ کے۔ گھر کو گھر کے عوض خرید لیا ہے۔ مَیں تم سے بلا کلام نیک اعمال چاہتا ہوں ٭

عارف! جو خاص ذات الٰہی ہی کے لئے عامل ہے وہ بمنزلے سندان (اہرن) کے ہے۔ جس پر ضرب پر ضرب پڑتی ہے اور وہ بولتا تک نہیں۔ اور بمنزلہ زمین کے ہے۔ جس پر لوگ چلتے ہیں اور سب طرح کی ہل چل ہوتی ہے۔ اور وہ بے زبان بنا ہوا ہے۔ اللہ والے! اللہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے اور نہ کسی کی سنتے ہیں۔ اُن کے دل ہیں زبان نہیں۔ وہ اپنے لئے اور دوسرے کے لئے آلہ مقیاس ہیں۔ اسی حال پر ہمیشہ رہتے ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ کو ان کا پھلنا پھولنا منظور ہوتا ہے تو اُن کا دل زبان بن جاتا ہے۔ گویا کہ انہوں نے بھنگ پی رکھی ہے۔ اُن کو شہنشاہ حقیقی اپنے رافت اور رحمت کے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اُن کو اپنا بنا لیتا ہے۔ ان کا وجود اسی کیلئے ہوتا ہے۔ غیر کے لئے نہیں۔ ان کو اپنی ہی ذات کا بنا لیتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ

علیہ السلام سے ارشاد فرمایا۔ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے بنا لیا ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے) راحت بلا مشقت۔ اُنس بغیر وحشت۔ نعمت بغیر رنج۔ خوشی بغیر غم۔ شیرینی بغیر تلخی۔ سلطنت بغیر تباہی حاصل ہوتی ہے۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ (وہاں تو عرف حق تعالےٰ ہی کی سلطنت ہے) جو شخص اس حالت پر پہنچا اُس کو بہت جلد راحت ہوتی ہے ؀

اور تم جس حالت پر ہو۔ اس میں ہرگز راحت نہ پاؤ گے۔ کیونکہ وہ اندھیر کا گھر آفات کا مسکن ہے۔ تمہیں اس سے نکل جانا چاہئے۔ تمہیں لازم ہے۔ کہ اس کو اپنے ہاتھ اور اپنے دل سے نکال ڈالو۔ اگر نکالنے پر قدرت نہ ہو۔ تو اپنے ہاتھ اور دل سے ترک کر دو۔ اور جب قوت پوری حاصل ہو تو اپنے ہاتھ سے نکال کر فقیروں اور مسکینوں کو جو خدائی کنبہ ہے دے ڈالو۔ باوجود اس کے جو تمہارا نصیب ہے تم سے زائل نہ ہوگا ضرور ملیگا۔ خواہ تم غنی ہو یا فقیر۔ ترک کرنے والے یا رغبت کرنے والے۔ دار و مدار باطن اور قلب اور ان کی صفائی پر ہے۔ علم سیکھنے اور اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے اور خدا تعالےٰ کی سچی طلب سے دل اور باطن کی صفائی ہوتی ہے ؀

بیٹا! کیا تم نے نہیں سنا نہیں۔ سمجھ پیدا کر۔ پھر گوشہ نشین بن۔ ظاہری نفعہ حاصل کر پھر باطن کی طرف توجہ کرو۔ اس ظاہر پر عمل کرو۔ تاکہ ایسے علم کے عمل پر قربت حاصل ہو کہ جس کو تم نے نہیں کیا ہے۔ ظاہری علم ظاہر کی روشنائی ہے۔ باطنی علم باطن کی روشنی ہے۔ وہ تم میں اور اللہ تعالےٰ میں روشنی ہے۔ جب تم اپنے علم پر عمل کرو گے۔ تو تمہارا راستہ حق تعالےٰ کے قریب کر دیگا۔ تم میں اور اللہ تعالےٰ میں دروازہ کشادہ ہوگا۔ اور وہ کواڑ جو تمہارے لئے خاص ہے کھول دیا جائے گا ؀ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت کر۔ اور عذاب دوزخ سے بچا) ؀

تیرھویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے منگل کے روز عشا کے وقت ۲۸ ذی القعد ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

بیٹا! آخرت کو دنیا پر مقدم سمجھو۔ کیونکہ اس صورت میں دونوں سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ اگر دنیا کو آخرت پر مقدم سمجھا تو دونوں میں خسارہ اُٹھاؤ گے۔ تمہیں دُکھ کی مار پڑے۔ جس چیز کا امر نہیں اس میں کیوں مشغول ہوتے ہو۔ اگر دنیا میں مشغول نہ ہو گے۔ تو اس کی آفتوں کے دُور کرنے پر اللہ مدد کرے گا۔ اور اس کے حصول کی توفیق عنایت فرمائیگا۔ جب اس سے کوئی چیز حاصل کرو گے اس میں برکت دِئے جاؤ گے۔ ایماندار دنیا اور آخرت دونوں کے لئے عمل کرتا ہے۔ دنیا کے کام کو بقدر ضرورت انجام دے کر صبر کرتا ہے۔ جیسے سوار اپنے لئے دانہ پانی بہت کم اُٹھاتا ہے۔ جاہل اپنی پوری طاقت دنیا کیلئے اور عارف آخرت اور اللہ تعالےٰ کے لئے صرف کرتا ہے۔ جب تمہیں دنیا میں ایک روٹی ملے اور تمہارا نفس جھگڑنے لگے اور خواہشات کی طلب کرے۔ تو اس وقت ایسے شخص کی طرف دیکھو جس کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی نصیب نہیں ہوا۔ تمہارے لئے نجات حاصل نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اپنے نفس سے اللہ کے بارے میں پوری عداوت اور بغض نہ رکھو۔ صدیق لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ آپس میں صدق اور قبول کی خوشبو سونگھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے سچے بندوں سے منہ پھیرنے والے! خلقت کی طرف توجہ کرنے والے! ملے جُلے ہوئے! تم ان پر کب تک توجہ رکھو گے۔ تمہیں کیا نفع پہنچائیں گے۔ ان کے ہاتھ میں نہ نفع اور نہ ضرر، نہ عطا اور نہ منع ہے۔ ان میں اور جمادات میں کوئی فرق نہیں۔ ان سے نفع اور نقصان کی کیا اُمید رکھتے ہو شہنشاہ حقیقی ایک ہے۔ نفع دینے والا ایک نقصان دینے والا ایک۔ حرکت اور سکون دینے والا ایک۔ قابض ایک۔ قبضے میں رکھنے والا ایک عطا کرنے والا سلا سے روکنے والا ایک۔ خالق

اور رازق وہی اللہ کی ذات پاک ہے۔ وہ قدیم ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہ خلقت سے پہلے اور تمہارے ماں باپ اور غنیوں سے پہلے موجود۔ وہی آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ اُن کے اندر اور جو کچھ ان کے درمیان پیدا کرنے والا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ وہی سب کی سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے) ✢

ہائے تم پر افسوس! اللہ کی مخلوق! تم خالق کو جو پہچاننے کا حق ہے کیوں نہیں پہچانتے۔ اگر مجھے قیامت کے روز کوئی چیز اللہ کے یہاں سے ملی۔ تو تمہارے اگلے پچھلوں کے بوجھ اچھی طرح لادونگا۔ پڑھنے والے! اچھ اکیلے پر پڑھ۔ دوسرے دل آسمانوں اور زمین والوں کو چھوڑ۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرے تو اُس کے اور اللہ کے درمیان دروازہ کھُل جاتا ہے۔ جس دروازے سے اس کا دل اللہ پر داخل ہوتا ہے۔ اور لیکن تم اے عالم! اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔ اپنے قیل وقال اور جمع مال مشغول ہو۔ لہٰذا تمہارے ہاتھ علم کا ظاہر لگتا ہے باطن نہیں اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے پہلے اس کو علم دیتا ہے پھر عمل اور اخلاص عمل اُس کے قلب میں ڈالتا ہے۔ جو اُس کے نزدیک اور قریب کر کے معرفت الٰہی حاصل کراتا ہے۔ اور اس پر علم قلوب اور اسرار کا کھل جاتا ہے۔ اسی کے اختیار میں ہے غیر کے نہیں۔ ایسے شخص کو اپنا برگزیدہ کر لیتا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا۔ اور آپ کے حق میں فرمایا "میں نے تمہیں اپنا بنالیا نہ غیر کا" نہ خواہشوں اور لذتوں اور عادتوں کا، نہ زمین کے لئے، نہ آسمان کے لئے، نہ جنت اور دوزخ کے لئے، نہ سلطنت کے لئے اور نہ تباہی کے لئے۔ مجھ سے تمہیں کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ اور نہ کوئی شغل اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ مجھے کوئی صورت قید نہیں کرسکتی۔ اور نہ کوئی مخلوق میرے اور تمہارے درمیان حجاب بن سکتی ہے۔ اور نہ کوئی خواہش مجھے بے پرواہ کرسکتی ہے ✢

بیٹا! گناہ کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بلکہ اپنے دین کے کپڑے

کی نجاست توبہ کے پانی سے دھو ڈال۔ توبہ اخلاص سے کر۔ اور ثابت قدم رہ۔ اور دین کے کپڑے میں جو گناہ سے بدبو پڑی ہے اُس کو معرفت الٰہی کی خوشبو سے اُڑا دے۔ جس منزل میں تم ہو۔ اس سے بچو۔ تم جدھر توجہ کرو۔ تمہارے گرد درندے اور اذیتیں ہیں۔ جو تمہیں اچک لینا چاہتی ہیں۔ ایسے مقام سے بھاگ کر اپنے دل سے اللہ کی طرف رجوع کر۔ اپنی عادت اور حرص اور خواہش کے ساتھ نہ کھا۔ دو عادل گواہوں یعنے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی شہادت سے کھانا نوش کر۔ پھر اُن پر دو گواہ دوسرے اور طلب کر یعنی قلب اور امر الٰہی کی شہادت حاصل کر۔ جب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ اور قلب سے اجازت ہو جائے۔ تو چوتھے کی اجازت یعنی امر الٰہی کی انتظار کر۔ رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کے مشابہ نہ ہو۔ جو جمع کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ کیا لگے گا خالق اور مخلوق دونوں حاصل ہو جائیں۔ یہ بات آرزو اور تمنا اور تکلف اور بناوٹ سے سرے نہیں چڑھتی ہے۔ لیکن وہ تو ایک چیز سینے میں قرار پکڑنے والی ہے۔ اور عمل اُس کی تصدیق کرنے والا ہے۔ کونسا عمل کہ جس سے صرف مقصود رضائے الٰہی ہو +

بیٹا! عافیت اور غنا اور دوا تو یہی ہے کہ تم عافیت اور غنا اور دوا کی طلب ترک کر دو۔ پوری دوا یہ ہے کہ سب کچھ سپرد خدا کر دو۔ اور اسباب سے قطع تعلق اور بہت سے معبودوں کو دل سے چھوڑ دو۔ دوا توحید الٰہی ہے جو صرف زبانی نہ ہو۔ بلکہ دل سے ہو۔ توحید اور زہد جسم اور زبان سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ توحید دل میں۔ زہد دل میں۔ تقوائے دل میں۔ معرفت دل میں۔ علم الٰہی دل میں۔ محبت الٰہی دل میں۔ قربت الٰہی دل میں۔ عقلمند بن۔ حرص اور بناوٹ اور تکلف نہ کر۔ تم حرص اور بناوٹ اور تکلف اور جھوٹ اور ریا اور نفاق میں پھنس رہے ہو۔ تمہارا کامل مقصود یہی ہے کہ خلقت کو اپنی طرف کھینچ لو۔ تم نہیں جانتے۔ کہ جب تم دل سے ایک قدم خلقت کی طرف چلتے ہو۔ تو خدا سے دور پڑتے ہو۔ تمہارا دعوائے طلب حق کا ہے۔ حالانکہ طلب مخلوق کرتے ہو۔ تمہارا حال اس شخص کے حال کے مناسب ہے

جس نے کہا کہ میں مکے شریف کو جاتا ہوں۔ اور چلدیا خراسان کو لہذا بیت اللہ سے دور پڑا۔ تمہارا دعوٰے ہے کہ میرا دل خلقت سے نکل چکا ہے۔ تو پھر خلقت سے کیوں ڈرتے ہو۔ اور ان سے کیوں اُمید رکھتے ہو۔ تمہارا ظاہر حق کا اور باطن خلقت کا ہے۔ یہ امر زبانی بکواس سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اس حالت میں نہ خلقت نہ دُنیا نہ آخرت نہ ماسوی اللہ ہے۔ وہ واحد ہے واحد کو پسند کرتا ہے۔ واحد ہے شریک کو نہیں چاہتا۔ تمہارے امر میں تصرف کرتا ہے۔ جو کچھ تمہیں کہا جائے قبول کرو۔ مخلوق عاجز ہے جو تمہیں نفع اور نقصان نہیں دے سکتی ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے ہاتھوں پر اپنا فعل جاری کر کے تم میں اور اُن میں تصرف کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے علم میں تمہارے نفع اور نقصان پر قلم چل چکی ہے ؎

صالحین توحید والے! باقی خلقت پر اللہ تعالےٰ کی حجت ہیں۔ بعض اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ دنیا سے خالی ہیں۔ اور بعض صرف باطن کے ساتھ۔ اللہ تعالےٰ اُن کے باطن پر دنیا کی کوئی چیز نہیں دیکھتا ہے۔ یہی لوگ دلوں کی صفائی والے ہیں۔ جو شخص اس بات پر قادر رہوا۔ اس کو خلقت کی سلطنت ملجاتی ہے۔ یہی شخص بہادر بے باک ہے۔ شجاع تو وہی ہے کہ جس نے اپنا دل ماسوی اللہ سے پاک کیا اللہ کے دروازے پر توحید کی تلوار اور شرع کا تیغہ لے کر کھڑا ہو گیا۔ اپنے دل کی طرف مخلوقات سے کسی کو آنے نہیں دیتا مقلب القلوب کے ساتھ اس کی دلجمعی ہے۔ شرع ظاہر کو اور توحید و معرفت باطن کو مہذب کرتے ہیں ؎

اے شخص! اُنہوں نے کہا اور ہم نے کہا میں کیا فرق ہے۔ کسی چیز کو حرام کہہ کر قبول کرتے ہو۔ اور کسی چیز کو حلال کہکر ترک کرتے ہو۔ تو تم حرص در حرص ہو۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ وَيۡلٌ لِّلۡجَاهِلِ مَرَّةً وَّلِلۡعَالِمِ سَبۡعَ مَرَّاتٍ (جاہل کے لئے ایک دوزخ اور عالم کے لئے سات دوزخ ہیں) جاہل کے لئے ایک دوزخ کیونکہ وہ بے خبر ہے۔ عالم کے لئے سات دوزخ ہیں کیونکہ وہ جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا۔ علم کی برکت

اُس سے اُٹھ جاتی ہے۔ اور اس کے خلاف حجت باقی رہتی ہے۔ علم پڑھ پھر عمل کر پھر خلوت میں خلقت سے الگ ہو کر محبت الٰہی میں مشغول ہو۔ جب تمہاری خلوت اور محبت صحیح ہو جائے گی تو تمہیں اپنے قریب اور نزدیک کر کے اپنی ذات میں فنا کر دیگا۔ فنافی اللہ کے بعد اگر چاہے تو تمہیں مشہور کر کے خلقت پر ظاہر کرے۔ اور نصیب کا لکھا پورا کرنے کے لئے واپس کر دے۔ تقدیر سابقت کرتی ہے اور اس کا علم تمہارے اندر ہوتا ہے۔ تقدیر کی ہوا تمہاری خلوت کی دیواروں پر چل کر ان کو گراتی ہے۔ اور تمہارا امر خلقت پر ظاہر کرتا ہے۔ اور ان میں تم اللہ کے ساتھ ہوتے ہو اپنے ساتھ نہیں۔ اپنا نصیب پورا لیتے ہو۔ شامت نفس اور حرص اور خواہش کی نفی ہو جاتی ہے تمہیں قسمت کا لکھا پورا کرنے کے لئے واپس کر دیتا ہے تاکہ اس کا علمی قانون تم میں باطل نہ ہو جائے۔ اپنا نصیب بھرپور لیتے ہو حالانکہ تمہارا دل اللہ کی ذات کے ساتھ ہے۔ سنو اور عمل کرو! خدا سے اور اس کے پیاروں سے بے خبرو! اللہ میں اور اُس کے دوستوں میں طعن کرنیوالو! حق تو وہی حق تعالےٰ ہے اور تم مخلوق! باطل ہو! حق! دلوں اور باطنوں اور اسرار میں ہے۔ باطل! نفسوں اور خواہشوں اور حرصوں اور عادتوں اور دنیا اور ماسوی اللہ میں ہے۔ قلب نجات نہیں پاتا۔ یہاں تک کہ حق تعالےٰ قدیم۔ ازلی۔ دائم۔ ابدی کے قریب متصل نہ ہو جائے ؞

نفاق والے! جھگڑا نہ کرو۔ تجھے ان باتوں سے کیا نصیب ہے۔ تو اپنی روٹی اور سالن اور مٹھائی اور کپڑے اور گھوڑے اور بادشاہ کا بندہ ہے۔ سچا دل خلقت سے گذر کر خالق کی طرف سفر کرتا ہے۔ رستے میں جن چیزوں کو دیکھتا ہے اُن پر سلام کرتا ہے۔ اور عالمان باعمل کو اختیار کرتا ہے۔ جو سلف صالحین کے نائب اور نبیوں کے وارث اور سچے خلف باقی ہیں۔ وہ ان کے سامنے مقدم ہیں۔ شرع کے شہر کی آبادی کا حکم کرتے ہیں۔ اور اس کی ویرانی سے منع کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن جمع ہونگے اپنے رب تعالیٰ سے اُن کو اُجرت بھرپور دلوائینگے ؞

جو عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا۔ اس کی مثال اللہ تعالےٰ نے گدھے سے دی ہے

ارشاد فرماتا ہے۔ کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (گدھے کی مثل جو کتابیں اٹھاتا ہے) اسفار علمی کتابیں ہیں۔ کیا گدھا ان کو اٹھا کر کچھ فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ سوائے اس امر کے محنت اور رنج اٹھائے جس شخص کو علم زیادہ ہو۔ چاہئے کہ خوف خدا اور اس کی عبادت بھی زیادہ کرے۔ علم کے مدعی! خوف خدا سے تیرا رونا کہاں ہے۔ تیرا ڈر اور وحشت کہاں ہے؟ گناہوں کا اقرار کہاں۔ رات اور دن عبادت میں ایک کر دینا کہاں! نفس کو باادب بنانا اور للہ حب اور بغض کہاں! تمہاری ہمت قمیص اور دستار، کھانا اور نکاح، گھر اور دکانیں، خلقت کی محفل اور ان کا انس ہے۔ اپنی ہمت ان تمام چیزوں سے الگ کر۔ اگر تمہارے نصیب میں ہیں تو اپنے وقت پر مل رہینگی۔ اور تمہارا دل انتظار کی کوفت سے آرام پائے گا۔ اپنی حرص اللہ کے ساتھ قائم رکھ۔ تمہیں کیا ہوا! فارغ شدہ چیز میں مشقت کیسی؟

بیٹا! تمہاری خلوت فاسد ہے صحیح نہیں۔ پلید ہے پاک نہیں۔ تمہارے اندر کس چیز نے عمل کر لیا ہے! تمہارے دل میں اخلاص اور توحید صحیح نہیں ہے۔ سونے والو! نیند چھوڑو۔ اعراض والو! اعراض نہ کرو۔ بھولنے والو! بھولو مت۔ ترک والو! ترک نہ کرو۔ اللہ اور رسول اور اگلوں پچھلوں سے! جاہلو! تم کندہ ناتراشیدہ کی طرح کسی مصرف کے نہیں ہو۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہمارے پروردگا! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عنایت کر۔ اور آگ کے عذاب سے بچا) آمین۔

چودھویں مجلس

منافق! اللہ تجھ سے زمین کو پاک کرے۔ کیا تجھے تیرا نفاق کافی نہیں۔ کہ علما اور اولیا اور صالحین کی غیبت کر کے ان کا گوشت کھاتا ہے۔ تو اور تیرے بھائی منافق جو تجھ جیسے ہیں عنقریب تمہارے گوشت اور زبانوں کو کیڑے کھائینگے۔ تمہارے ٹکڑے

اور ریزے کر ڈالیں گے۔ اور زمین تم پر ملکر پیس ڈالے گی۔ اور تمہیں حال سے بے حال کر ڈالے گی۔ اس لیے عقوبت سے نجات نہیں ہے۔ جس کا اللہ تعالےٰ اور نیک بندوں کے ساتھ حسن ظن نہیں ہے۔ اور ان کی تواضع نہیں کرتا ہے۔ تم اُن کی تواضع کیوں نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ وہ حقیقتاً رئیس اور امیر ہیں۔ اُن کی نسبت تم ہو کیا چیز۔ کیونکہ بست وکشاد اللہ تعالےٰ نے اُن کے سپرد کر رکھا ہے۔ اُنہی کی برکت سے بارش اُترتی اور زمین اُگاتی ہے تمام مخلوق اُن کی رعیت ہے۔ ہر ایک اِن میں سے پہاڑ کی طرح ثابت قدم ہے۔ آفات اور مصائب کے جھونکے اِن کو کسی قسم کی حرکت اور زلزلہ نہیں دے سکتے ہیں۔ اور اپنے مالک کی رفتار اور توحید کے مکان سے جنبش نہیں کھاتے ہیں۔ اپنے اور غیروں کو برابر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ اُس کی طرف عذر کرو۔ اپنے اور اُس کے درمیان گناہوں کا اقرار کرو۔ اُس کے سامنے گریہ وزاری کرو۔ تمہارے سامنے کیا چیز ہے؟ اگر تم بچا تو تو تمہاری حالت ایسی نہ رہے۔ اللہ کی پیشی میں باادب حاضر رہو۔ جیسا تم سے پہلے لوگ باادب رہتے تھے۔ تم ان کی نسبت مخنث اور عورتیں ہو۔ تمہاری بہادری تو یہی ہے کہ تم پر نفس اور عادتیں اور خواہشیں امر کرتی ہیں۔ دین کی بہادری یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق کامل طور سے پورے کرو۔ داناؤں اور عالموں کے کلمات کی اہانت نہ کرو۔ کیونکہ ان کی کلام دوا ہے۔ اور ان کے کلمات اللہ کی وحی کے پھل ہیں۔ بظاہر تمہارے درمیان نبی موجود نہیں ہے۔ تاکہ اُس کی تابعداری کرو۔ جب تم نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل تابعداروں کی پیروی کروگے تو گویا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی۔ جب ان کو دیکھ لیا۔ گویا آپ کی زیارت کی۔ پرہیزگار عالموں کی صحبت اختیار کرو۔ کیونکہ اُن کی صحبت تمہارے لئے برکت ہے۔ اور ایسے عالموں کی صحبت نہ کرو۔ کہ جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی صحبت تمہارے لئے شامت ہے۔ جب تم ایسے بزرگ کی صحبت کرو۔ کہ جو تم سے پرہیزگاری اور علم میں بڑا ہے۔ تو اُس کی صحبت تمہارے لئے برکت ہے۔ اگر تم ایسے شخص کی صحبت کرو۔ کہ جو

تم سے عمر میں بڑا ہے۔ پرہیزگار اور عالم نہیں ہے۔ اس کی صحبت تمہارے لئے مذموم ہے۔
اللہ ہی کے لئے عمل کرو۔ غیر کو دخل نہ دو۔ اللہ ہی کے لئے چھوڑ غیر کے لئے ترک نہ کر۔
غیر کے لئے عمل کرنا کفر ہے۔ اور غیر کے لئے ترک کرنا ریاکاری ہے۔ جو شخص اس بات
کو نہ پہچانے اور اس کے برعکس عمل کرے ایسا شخص گرفتار حرص ہے۔ عنقریب موت
آکر ہوس کے ٹکڑے اُڑا دیگی ؛

تجھ پر افسوس! دل خدا سے جوڑ اور غیر سے توڑ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ صِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ تَسْعَدُوْا
(جو چیز تمہارے اور رب کے درمیان ہے اس کو ملا کر سعادت حاصل کرو) اپنے اور رب کے
درمیان صالحین کے دلوں کی حفاظت کر کے صفائی حاصل کرو ؛

بیٹا! اگر تم غنی اور فقیر کے آنے پر الگ الگ سلوک کرو تو تمہارے لئے
نجات نہیں ہے۔ صابر فقیروں کی تعظیم کرو۔ اُن سے اور اُن کی ملاقات اور اُن کے
پاس بیٹھنے سے برکت حاصل کرو ؛

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْفُقَرَاءُ
الصَّابِرُوْنَ جُلَسَاءُ الرَّحْمٰنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (صابر فقیر قیامت کے رحمان کے
ہم صحبت ہیں) ؛

دنیا میں اپنے دلوں سے اور آخرت میں اپنے جسموں سے۔ وہی لوگ ہیں کہ
جن کے دل دنیا سے بے رغبت ہیں۔ اور اُس کی زینت سے روگردان ہیں۔
اپنے غنا پر فقر کو اختیار کر کے اُس پر صبر کر رکھا ہے۔ جب اُن کی یہ حالت کامل
ہو جاتی ہے۔ آخرت اُن کی نسبت (منگنی) میں آکر اپنا آپ اُن کے پیش کرتی
ہے۔ وہ بھی اس سے مل جاتے ہیں حصول کے بعد ان کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی
حق تعالےٰ کے غیر ہے۔ اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو اُس سے پھیر کر
خدا تعالےٰ سے شرما کر بھاگتے ہیں۔ قدیم کو چھوڑ کر غیر کے پاس کیسے ٹھیریں اور اُس
پکڑیں۔ اس حالت میں اپنے اعمال اور خیرات اور سب طرح کی عبادت آخرت کو

سونپ کر مالک کی طلب میں صدق کے بازوؤں کے ساتھ اُڑ جاتے ہیں۔ آخرت کے پاس پنجرے کو چھوڑ کر اپنے وجود کے قفسوں سے نکل کر اپنے بنانے والے کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ رفیق اعلےٰ کو طلب کرتے ہیں۔ اوّل اور آخر ظاہر اور باطن کا کھوج لگاتے ہیں۔ اُس کی قربت کے برج میں پہنچتے ہیں۔ ان لوگوں میں ملجاتے ہیں۔ کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ (اور بے شک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ عزیزین سے ہیں) اُن کے دل اور اُن کی ہمتیں اور اُن کے باطن اور ان کی سمجھیں دنیا اور آخرت میں ہمارے پاس ہیں۔ جب اولیاء اللہ کے لئے یہ حالت قائم ہو جائے۔ اُن کے نزدیک دنیا اور آخرت نہیں ملتی۔ اُن کے باطنوں اور دلوں کی نسبت آسمان اور زمین اور جو کچھ دونوں کے درمیان ہے۔ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ غیر سے فنا ہو کر اسی کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر ان کا حصہ دنیا میں باقی ہو۔ تو آدمیت اور بشریت کے جامے میں واپس کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اپنی دنیاوی قسمت پوری کر لیں۔ اور علم اور قضا قدر الٰہی میں تبدیلی نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ اور اُس کے علم اور قضا و قدر کے ساتھ حسن ادب سے پیش آتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ دئے جاتے ہیں زہد اور ترک کے قدم سے تناول کرتے ہیں نفس اور حرص اور ارادے کا دخل نہیں رکھتے ہیں۔ تمام حالتوں میں ظاہری حکم ان کے پاس محفوظ ہے۔ خلقت پر دنیا میں بخل روا نہیں رکھتے ہیں اگر انہیں قدرت ہو تو سب کو اللہ کی قدرت میں حاضر کر دیں۔ ان کے دلوں میں مخلوقات اور نو پیدا چیزوں کا وزن ایک ذرہ کے برابر بھی باقی نہیں رہتا ہے۔ جب تک دنیا کے ساتھ ہو آخرت نہ ملیگی۔ اور جب تک آخرت کے ساتھ ہو مولا نہ ملیگا۔ عامل بن اور جہل کو چھوڑ۔ تو ان لوگوں سے ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے علم سے گمراہ کیا ہے۔ فقیروں کو اپنے مال سے خیرات کرنی یہ بھی اللہ سے وصل کرا دینے والی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ صدقہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ ہے جو سب طرح سے غنی اور کریم ہے۔ کیا کوئی شخص غنی اور کریم سے لین دین کر کے خسارہ اُٹھا سکتا

ہے؟ اللہ تعالےٰ کے رستہ میں ایک ذرہ خرچ کر پہاڑ ملیگا۔ ایک قطرہ خرچ کر سمندر ملیگا۔ تمہارا اجر اور ثواب دُنیا اور آخرت میں پورا پورا کیا جائے گا ؛

اے قوم! جب خدا سے دین لین رکھوگے۔ تمہاری زراعت بڑھیگی۔ نہروں میں پانی جاری ہوگا۔ تمہارے درختوں کو پتے اور شاخیں اور پھل خوب آئینگے۔ نیکی کا حکم کرو۔ بری بات سے ہٹاؤ۔ اللہ کے دین کی مدد کرو۔ دین کے بارے دوست سے دشمنی کرو۔ جس شخص کی صداقت خیر میں ہوگی۔ تو اس کی صداقت خلوت اور کثرت خوشی اور غمی، سختی اور نرمی میں ہمیشہ رہیگی ؛

اپنی حاجتیں خالق سے طلب کرو مخلوق سے نہ مانگو۔ اگر بالکل مخلوق ہی سے مانگنے کا موقع آپڑے۔ تو اللہ تعالےٰ کے پاس اپنے دلوں سے حاضر ہوجاؤ۔ وہ تمہیں کسی نہ کسی طرف سے طلب کا الہام کردیگا۔ اگر تم دئے جاؤ یا منع کئے جاؤ۔ تو یہ خالق سے ہوگا نہ مخلوق سے۔ اولیاء اللہ نے رزق کا فکر اپنے دل سے نکال رکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ رزق وقت مقررہ میں مقدر ہے۔ ضرور ملیگا۔ انہوں نے طلب کو چھوڑ کر شہنشاہی دروازے پر ڈیرہ جمالیا ہے۔ اللہ کے قرب اور علم اور فضل کے ساتھ ہر ایک چیز سے بے پرواہ ہوگئے ہیں۔ جب اُن کی یہ حالت کامل ہوجائے۔ تو وہ مخلوقات کے قبلہ اور بادشاہ کے دربار میں داخلے کے واسطے خطیب بنجاتے ہیں۔ اپنے دلوں کے ہاتھوں کے ساتھ مخلوق کو خالق کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور حق تعالےٰ سے اُن کے لئے قبولیت اور رضا کی خلعت طلب کرتے ہیں ؛

ایک عارف کامل رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے بندے وہی ہیں کہ جن کی بندگی خاص اُسی کیلئے ثابت ہوجائے۔ اس سے دنیا اور آخرت کا سوال نہ کریں۔ غیر کو چھوڑ کر اُس سے اُسی کو مانگیں۔ اے اللہ میرا تو ہمیشہ یہی سوال ہے کہ تمام مخلوق کو اپنے دروازے کی طرف ہدایت کر۔ آگے تیرا امر ہے۔ یہ عام کے لئے دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس پر ثواب عنایت فرمائے۔ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ جب دل صحیح ہوجائے تو رحمت اور مہربانی کیلئے

مخلوق پر بھر آتا ہے +

ایک ولی اللہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ صدیقوں کے سوا نیکی کا عمل بکثرت کرنے والا اور گناہوں سے بچنے والا اور کوئی شخص نہیں ہے۔ صدیق صغیرے اور کبیرے گناہوں کا تارک ہے۔ پھر نہایت احتیاط سے پرہیز کر کے تمام خواہشوں کو ترک کر کے مشتبہ چیزوں کو ترک کرتا ہے۔ اور خالص حلال کا طالب رہتا ہے۔ صدیق بڑے دنوں اور دراز راتوں میں متواتر عبادت کرتا رہتا ہے خلقت کے منافع کو چھوڑتا ہے۔ لہٰذا اُس کی عادت بھی چھوٹ جاتی ہے۔ اور ایسی جگہ سے رزق دیا جاتا ہے کہ جہاں کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ہے دیا جاتا ہے اور حصول کے واسطے امر کیا جاتا ہے۔ اس کو خالص اور صفا چیزیں ملتی ہیں۔ کیونکہ وہ بسا اوقات روکا گیا۔ اور اس کی حسرتیں سینے پر توڑی گئیں۔ اُس نے اپنے اغراض کے عدم حصول پر صبر کیا۔ ہر ایک حالت کا سوال اُس کے مُنہ پر مارا گیا۔ کچھ قبولیت نہ ہوئی۔ سوال کرتا اور اُس کا سوال پورا نہ کیا جاتا تھا۔ شکایت پر شکایت کرتا اور زیادہ رنج اُٹھاتا۔ خوشی کو طلب کرتا اور نہ پاتا۔ پرہیز کرتا اور مصیبت سے نکلنے کی سبیل نہ پاتا۔ خدا پرست ہو کر عمل خالص کرتا۔ لیکن جس کے لئے عمل کرتا اُس کے قریب نہ ہوتا۔ گویا کہ وہ ایمان والا اور خدا پرست ہی نہیں ہے۔ باوجود ان سب باتوں کے ان تمام چیزوں پر صبر اور مدارات کو ہاتھ سے نہ دیتا۔ اُس نے جان لیا کہ اُس کا صبر دل کے لئے دوا اس کی صفائی و قربت کا سبب ہے۔ اور آزمائش کے بعد اس کو خیر حاصل ہو گی۔ علاوہ ازیں یہ آزمائش ربانی اسی لئے ہے کہ مومن منافق سے خدا پرست۔ بُت پرست سے مخلص۔ ریاکار سے۔ بہادر نامرد سے۔ ثابت قدم ڈگمگانے والے سے۔ صبر کرنے والا گھبرانے والے سے، حق والا باطل والے سے، سچا جھوٹے سے۔ دوست دشمن سے۔ تابعدار بدعت والے سے الگ الگ ہو جائے +

ایک ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سُنو۔ دُنیا میں اس طرح رہ کہ جیسے کوئی

شخص زخم کا علاج کرتا ہے۔ دُکھ کے زوال کی اُمید پر دوا کی تلخی کو چھپاتا اور صبر کرتا ہے۔ تم پر تمام آفتیں اور بیماریں اس وجہ سے ہیں۔ کہ خلقت کو خدا کا شریک بنا کر اس سے نفع اور نقصان عطا اور منع کی نظر رکھتے ہو۔ اپنے ارادے اور قلب سے قضا اور قدر کے نزول کے وقت خلقت کو نکال دینا مصیبت کے زائل کرنے کے واسطے پوری دوا ہے۔ خلقت پر برتری اور ریاست کی طلب نہ کرو۔ اپنا دل صرف خدا کے واسطے خالی رکھ۔ اور اسی کے لئے باطن کی صفائی کر۔ اسی کی طرف ہمت کو بلند کر۔ جب تمہارے واسطے یہ بات ثابت ہو جائے۔ تو تمہارا دل بلند ہو کر نبیوں اور رسولوں اور شہیدوں اور صالحین اور مقرب فرشتوں کی صفوں میں جا گھسیگا۔ اس حالت کی برقراری میں تمہیں عظمت اور بزرگی اور بلندی اور قدامت اور ولایت اور حکومت عنایت ہوگی۔ وارد ہوگا کہ جو وارد ہوگا۔ والی ہو گے جس چیز کے ہو گے دئے جاؤ گے جو دئے جاؤ گے۔ جو شخص اس کلام کے سُننے اور اس پر ایمان لانے اور اس کے اہل کا احترام کرنے سے محروم رہا تو ایسا شخص بے نصیب ہے +

معیشت میں شغل والو! عیش میرے پاس۔ منافع میرے پاس۔ آخرت کا سامان میرے پاس ہے۔ گاہے میں منادی کرنے والا۔ گاہے دلال۔ گاہے مالک اسباب ہوں۔ ہر ایک کو اس کا حق دیتا ہوں۔ جب مجھے کوئی آخرت کی چیز ملے تو میں تنہا نہیں کھاتا۔ کیونکہ کریم اکیلا نہیں کھایا کرتا ہے۔ جو شخص اللہ کے کرم سے مطلع ہوا اسے بخیل نہ پاؤ گے۔ جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی۔ اُس نے ماسوی اللہ کو ذلیل جانا۔ بخل نفس کا حصہ ہے۔ عارف کا نفس مخلوق کے نفس کی نسبت مُردہ ہے۔ اُس کو اللہ کے وعدے پر اطمینان اور تسکین ہے۔ اور اس کے عذاب سے خوف رکھنے والا ہے +

اے اللہ! جو کچھ تو نے اپنے پیاروں کو عنایت کیا ہے ہمیں بھی عنایت کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت کر۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا) آمین!

پندرھویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اتوار کے دن ۹ ر ذی القعدہ ۵۴۵ھ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:-

ایمان والا زاد آخرت بناتا ہے ۔ اور کافر خود نفع حاصل کرنا چاہتا ہے! بچا ہوا سامان آخرت میں لگا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ تھوڑے مال پر قناعت کر کے بچتے کو آخرت پر لگاتا ہے ۔

اپنے نفس کے لئے اتنا بچاتا ہے کہ جتنا سوار اپنی ضرورت کے لئے اُٹھاتا ہے اس کا سب مال اور پوری ہمت اور دل آخرت میں لگا ہوا ہے۔ دنیا سے دل کو توڑ کر اپنی سب عبادت آخرت میں بھیجتا ہے۔ دنیا اور دنیا والوں سے سروکار نہیں رکھتا۔ اگر اس کے پاس اچھا کھانا ہو تو فقیروں کو اس نیت سے دے ڈالتا ہے کہ آخرت میں گیا۔ اس واسطے بہترین خوراک کھلاتا ہے۔ مومن عارف عالم کا دلی مقصود قربت الٰہی کا دروازہ ہے۔ اور آخرت سے پہلے اپنے دل کو خدا کے ساتھ دنیا ہی میں ملانا چاہتا ہے۔ ولی کے قدموں اور باطن کی سیر کی نہایت! قربت الٰہی ہے۔ میں تمہیں اکثر قیام اور قعود اور رکوع اور سجود اور بے خوابی اور مشقت میں دیکھتا ہوں۔ و لیکن تمہارا دل اپنے مکان سے نہیں سرکتا۔ اور نہ اپنے وجود کے گھر سے نکلتا اور نہ اپنی عادت سے پھرتا ہے۔ اپنے مالک کی طلب صادق کرو۔ تمہارا صدق بہت سی مشقت سے بے پروا کر دیگا۔ اپنے وجود کے بیضے کو صدق کی منقار سے پھوڑ و۔ توحید اور اخلاص کے کدالوں سے خلقت کی قید اور اس کے مناظر کی دیواریں گرا دے۔ زہد کے ہاتھ سے چیزوں کی طلب کا پنجرہ توڑ ڈال۔ اپنے قلب کے ساتھ اُڑ و تاکہ بحر قربت کے کنارے پر جا پڑو۔ اس وقت سابقے کا ناخدا عنایت کی کشتی لیکر آئے گا تمہیں اس پر سوار کر کے حق تعالےٰ

تک پہنچائے گا۔ یہ دنیا دریا اور ایمان کشتی ہے۔ اسی واسطے حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نصیحت ارشاد فرمائی ہے۔ بیٹا! دنیا دریا ہے۔ ایمان کشتی۔ عبادت ناخدا۔ اور کنارہ آخرت ہے ؎

گناہوں پر اصرار کرنے والو! عنقریب تم اندھے اور بہرے فقر اور مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ خلقت تمہارا دکھ بٹانے سے دل کو پتھر کر لے گی۔ تمہارے مال خساروں اور چوریوں اور تاوانوں میں ضائع ہونگے۔ عقلمند بن کر اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ مالوں کے بھروسہ اور ان کے ذریعہ شرک نہ کرو۔ ان کے ساتھ مت ٹھیرو۔ دلوں سے نکال کر گھروں اور جیبوں اور خادموں اور وکیلوں کے سپرد کرو۔ موت کے انتظار میں رہو۔ حرص کو کم اور اُمیدوں کو کوتاہ کرو ؎

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا مومن عارف باللہ سے دنیا اور آخرت نہیں مانگتا۔ مولیٰ سے مولیٰ ہی کی طلب کرتا ہے ؎

بیٹا! اپنے دل سے اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اللہ کی طرف توبہ کرنا اس کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ (اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ) یعنی اس طرح رجوع کرو کہ سب کچھ اسی کو سونپ دو۔ اپنے نفس اُس کو سونپ کر اُس کی قضا اور قدر۔ امر اور نہی کے سامنے ڈال دو۔ اپنے دلوں کو اس کے تصرف میں بے زبان۔ بغیر ہاتھ پاؤں۔ بغیر آنکھوں بغیر کسی قسم کی چون وچرا۔ بغیر جھگڑے اور مخالفت کے ڈال دو۔ موافقت اور تصدیق کرتے رہو۔ اس طرح کہو کہ امر سچا۔ تقدیر سچی۔ قضا سچی ہے۔ جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارے دل اُسکی طرف رجوع کر کے اس کا مشاہدہ کرینگے۔ عرش سے لیکر فرش تک کسی چیز سے اُنس نہ پکڑ بلکہ وحشت کر۔ تمام مخلوق سے بھاگ۔ ہر ایک چیز سے قطع تعلق کر کے الگ ہو جا ؎

پیر و مرشد کا تو وہی لوگ ادب کرتے ہیں۔ کہ جو اُن کے خادم اور اُن کے احوال سے کسی قدر واقف ہیں۔ اللہ والے تعریف اور برائی کی پرواہ نہیں کرتے۔ رات اور دن گرمی اور سردی کی طرح اللہ کی طرف سے آنے اور جانے والی سمجھتے ہیں۔

اللہ کے سوا ردو بدل کون کر سکتا ہے۔ جب اُن کو یہ بات ثابت ہوگئی ہے۔ تو تعریف کرنے والوں کے آگے نہیں پڑتے۔ اور بُرائی کرنے والوں سے پیچھے نہیں بھاگتے۔ سب سے مساوی رہتے ہیں۔ کسی سے مشغول نہیں ہوتے۔ اُن کے دل سے خلقت کا اچھا اور بُرا جاننا نکل گیا ہے۔ کسی کی دوستی اور دشمنی کی پرواہ نہیں کرتے۔ سب پر رحمت سے پیش آتے ہیں ؎

علم بغیر صدق کے تمہیں کیا فائدہ دیگا! ایسے علم پر اللہ نے تمہیں بہکا دیا ہے۔ کہ نماز اور روزہ اور تعلیم سب خلقت کے لیئے ہے۔ تاکہ تمہاری دعوت کریں اور مال خرچیں۔ اور اپنے گھروں اور مجلسوں میں تمہاری تعریف کریں۔ فرض کر لو۔ کہ اُن سے تمہیں یہ سب کچھ حاصل ہوگیا۔ جب تمہارے پاس موت اور عذاب۔ تنگی اور خوف آکر تمہارے اور ان کے درمیان حائل ہوجائیں۔ تمہیں کسی طرح کی مدد نہ دے سکیں گے۔ جو تم نے مال کمایا ہے غیر کے کام آئے گا۔ عذاب اور حساب کے واسطے تم رہے ؎

بدبخت! محروم! تو اُن لوگوں سے ہے جو دنیا میں عمل کرتے اور قیامت کے دن مشقت اُٹھا کر دوزخ میں پڑتے ہیں۔ عبادت ایک صنعت ہے۔ اس کے اہل اولیاء اللہ ابدال اور مخلص اور مقرب ہیں۔ عالمانِ باعمل اللہ اور اس کے رسولوں کے زمین پر نائب، نبیوں اور رسولوں کے وارث ہیں۔ دنیاوی شغل والو! اے حرص والو! زبانی بکواس اور ظاہری فقہ اور باطنی جہل کے ساتھ تم اس لائق کہاں؟

بیٹا! تم اسلام کی کسی چیز پر نہیں۔ جب تک کہ تمہارا اسلام صحیح نہ ہو جائے۔ اسلام ہی بنیاد ہے۔ کہ جس پر بنائے کلمۂ شہادت ہے۔ تمہارے لئے کافی نہیں۔ کہ زبان سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہو۔ اور دل میں ایک جماعت معبودوں کی ہو۔ بادشاہ کا خوف محلہ دار کا ڈر معبود ہیں۔ اپنی کمائی اور منافع اور قوت اور طاقت اور آنکھ اور کان اور ہاتھ کی گرفت پر اعتماد یہ بھی معبود ہیں۔ خلقت کے نفع اور نقصان عطا اور منع کا خیال معبود ہیں۔ بہت سے لوگ ان چیزوں پر دلوں سے توکل کئے بیٹھے ہیں۔ اور زبان سے توکل بر خدا کا دعویٰ ہے۔ ان کو عادت ہے کہ زبان سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور دلوں

سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب اُن سے اچھی طرح تحقیق کیا جائے تو لڑنے کو تیار ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اس طرح کیوں کہتے ہو۔ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ کل قیامت کے دن رسوائی ظاہر اور خسارہ واضح ہو جائے گا ٭

تجھ پر افسوس! لَا اِلٰہ کہکر کل کی نفی کرتے ہو۔ اور اِلَّا اللّٰہ سے ذات کا اثبات کلی کرتے ہو۔ اگر کسی وقت تمہارے دل نے غیر اللہ! کسی چیز پر اعتماد کر لیا۔ تو تم اپنے اثبات میں جھوٹے ٹھیرے! اور جس چیز پر تم نے اعتماد کیا ہے تمہاری معبود ہوئی۔ ظاہر کا اعتبار نہیں ہے۔ قلب ہی توحید والا۔ ایمان والا مخلص متقی۔ پرہیزگار یقین والا ہے۔ قلب ہی عارف۔ عامل ہے۔ وہی جسم میں امیر ہے باقی سب اس کا لشکر اور تابعدار ہیں۔ جب تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہو۔ پہلے دل سے کہو۔ پھر زبان سے۔ اسی پر توکل کرو اور غیر کا سہارا چھوڑو۔ ظاہر حکم کی تعمیل میں اور باطن خدا کے ساتھ نیکی اور بدی کو ظاہر پر چھوڑ۔ اور باطن نیکی اور بدی کے خالق کے ساتھ جوڑ۔ جس نے اس کو پہچانا تابعدار بنا۔ اور اُس کے سامنے زبان کند ہوئی۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے نیک بندوں کی تواضع کرو۔ فکر اور غم اور گریہ زاری کو بڑھاؤ۔ خوف اور دہشت زیادہ کرو گذشتہ بدعملی سے شرماؤ اور حیا کرو۔ موجودہ نعمت معرفت اور قربت اور علم کے زوال کا خوف اور ڈر رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی شان غنی اور بے پروا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (جو چاہتا ہے سو کرتا ہے) لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ (جو کچھ وہ کرتا ہے کوئی پُوچھنے والا نہیں۔ اور لوگ پُوچھے جائینگے) وہ اپنی سابقہ کوتاہی عمل اور بے حیائی اور نادانی اور غرور سے بے قرار رہتا ہے۔ شرم کے باعث مرا جاتا ہے۔ اور مواخذے سے خوف کھاتا ہے۔ اور آئندہ حالت پر نظر کرتا ہے۔ آیا مقبول ہوتا ہے یا مردود۔ جو کچھ دیا گیا ہے چھینا جاتا ہے یا بحال رہتا ہے۔ قیامت کے دن ایمان والوں کی صحبت میں ہوتا ہے یا کافروں کی ٭

اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَنَا اَعْرَفُکُمْ بِاللّٰہِ اَشَدُّکُمْ لَہٗ خَوْفًا (میں سب سے زیادہ اللہ کا عارف اور

سب سے زیادہ خوف رکھنے والا ہوں ؛

اہلِ عرفان میں سے بہت ہی کم ہیں کہ جو امن میں رہیں - ان پر ان کا مقدر تلاوت کیا جاتا ہے - اپنے انجام اور ٹھکانے کو جانتے ہیں - ان کا باطن لوح محفوظ کا لکھا پڑھ کر قلب کو مطلع کر کے اس کے چھپانے کی ہدایت کر دیتا ہے ۔ تا کہ نفس کو اس امر پر مطلق اطلاع نہ ہو - ابتداء اس امر کی اسلام اور حکم بجالانے اور منع کئے ہوئے سے باز رہنا اور آفتوں پر صبر کرنے سے ہے - اور انتہا اس امر کا ماسوی اللہ کی ترک ہے - اس طرح پر کہ اس کے نزدیک مٹی اور سونا تعریف اور برائی - دینا اور نہ دینا - بہشت اور دوزخ - نعمت اور رنج - غنا اور فقر - خلقت کا وجود اور عدم سب برابر ہو جاتے ہیں - جب یہ حالت کامل ہو جائے - تو اُس کے بعد اللہ ہی اللہ ہے - پھر اس کے نام مخلوق پر امارت اور حکومت کا پروانہ جاری ہو جاتا ہے - جو شخص اس کو دیکھتا ہے اللہ کی ہیبت اور اُس کے نوری لباس کے باعث نفع حاصل کرتا ہے ؛

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(اے خدا! ہم کو دُنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت فرما - اور عذاب دوزخ سے نجات مرحمت فرما) ؛

سولھویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن عشاء کے وقت ۱۱ ذی القعدہ ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں کلام کے بعد ارشاد فرمایا :-

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے دُنیا کی اہانت کرو - خدا کی قسم وہ نہیں اچھی ہوگی - مگر اہانت کے بعد ؛

بیٹا! قرآن مجید پر عمل اُس کے اُتارنے والے سے واقف کرائیگا - سنت پر

عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واقف کرائے گا۔ ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ہمت اور قلب مبارک سے اولیاء اللہ کے دلوں کو گھیرے رہتے ہیں۔ وہی اُن کو خوشبودار اور معطر فرماتے ہیں۔ اور آپ ہی اُن کے باطنوں کو صفائی اور زینت بخشتے ہیں۔ آپ ہی اُن کے لئے قرب الٰہی کا دروازہ کھولتے ہیں حضور ہی باطنوں اور دلوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سفیر اور قاصد ہیں۔ جب تم ذات الٰہی کی طرف ایک قدم بڑھو تو جناب نہایت خوش ہوتے ہیں۔ جس شخص کو یہ حال نصیب ہو اس پر لازم ہے کہ شکریہ کرے اور عبادت کو مدارج ترقی پر پہنچائے۔ اس مقام کے سوا خوش رہنا صرف حرص ہی حرص ہے۔ جاہل دنیا میں خوش اور عالم دنیا میں غمناک ہے۔ جاہل رضائے الٰہی سے جھگڑا اور نزاع کرتا ہے۔ عالم راضی برضا رہتا ہے۔

مسکینا! تقدیر الٰہی میں نزاع اور فساد نہ کر۔ ورنہ برباد ہوگا۔ مقصود یہی ہے کہ افعال الٰہی میں راضی رہو۔ اور دل کو خلقت سے نکال کر اُس کے ساتھ خلقت کے رب سے ملاقات کرو۔ اس کی ملاقات اپنے دل اور باطن اور باطن الباطن سے کرو۔ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں کی تابعداری میں ہمیشہ رہو اگر ہو سکتا ہے تو صالحین کی خدمت کرو۔ کیونکہ تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی بہبودی اسی میں ہے۔ اگر تم ساری دنیا کے مالک ہو جاؤ۔ اور تمہارا دل ان کے دلوں جیسا نہ ہو۔ تو تم ایک ذرّے کے بھی مالک نہیں ہو۔ جو شخص دنیا اور آخرت میں اپنے قلب کی اصلاح اللہ کے لئے کرے۔ ایسا شخص عام اور خاص پر اللہ کے اذن سے حکومت کرتا ہے۔

تجھ پر افسوس! اپنی قدر پہچانو۔ اُن کی نسبت تم کیا چیز ہو۔ تمہارا مقصود کھانا اور پینا اور پہننا اور نکاح اور دنیا کی جمعیت اور اُس پر حرص ہے۔ اُمور دنیاوی میں سرگرم۔ اور آخرت کے کاموں میں ناکارے۔ اپنا گوشت موٹا تازہ کر کے کیڑوں اور حشرات الارض کا نوالہ بنا رہے ہو۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے

ارشاد فرمایا۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ غُدْوَۃً وَّعَشِیَّۃً یَا بَنِیْ اٰدَمَ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ وَاجْمَعُوْا لِلْاَعْدَاءِ (اللہ تعالےٰ کا ایک مقرب فرشتہ ہر ایک دن صبح اور شام منادی کرتا ہے' اے فرزندِ آدم! مرنے کے واسطے پیدا ہوتے ہو۔ ویرانی کے لئے عمارت بناتے ہو۔ دشمنوں کے لئے مال جمع کرتے ہو)۔

ایمان والے کی تمام امور میں نیت نیک ہے۔ دنیا میں حصول دنیا کے لئے عمل نہیں کرتا ہے۔ دنیا میں آخرت کے لئے عمارت بناتا ہے۔ مسجدوں اور پلوں اور مدارس اور سرائے کی تعمیر کراتا ہے۔ مسلمانوں کے رستوں کو درست کرتا ہے۔ اگر ان کے سوا کوئی اور عمارت بنائے تو عیال اور بیوہ اور فقیروں کے لئے مخصوص ہے۔ اور جس کام کی اشد ضرورت ہو سر انجام دیتا ہے۔ یہاں تک کہ آخرت میں دنیاوی تعمیر کے عوض تعمیر جاری رہتی ہے۔ اپنی خواہش اور حرص اور نفس کے لئے نہیں بناتا ہے۔ جب فرزندِ آدم صحیح ہو جائے۔ تو سب حالتوں میں اللہ کے ساتھ رہتا ہے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مقام حاصل کرتا ہے۔ اُس کا دِل نبیوں اور رسولوں سے ملتا ہے۔ ان کا حکم از روئے قول اور عمل اور ایمان اور یقین کے قبول کرتا ہے۔ لہٰذا دنیا اور آخرت میں انہی سے ملجاتا ہے +

یادِ الٰہی والا ہمیشہ زندہ ہے۔ ایک مقام کی زندگی سے دوسرے مقام کی زندگی حاصل کرتا ہے۔ ایک پل کے سوا اس کو موت نہیں ہے۔ جب ذکر دِل میں قرار پکڑ لیتا ہے۔ تو بندہ ہمیشہ یادِ خدا میں لگا رہتا ہے۔ اگرچہ زبان سے ذکر نہ کرے۔ جو بندہ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں رہتا ہے۔ تو اللہ کے موافق اور اس کے کاموں سے راضی رہتا ہے۔ اگر موسم گرما میں موافقت نہ کرے۔ تو گرمی ستائیگی۔ اگر موسم سرما میں موافقت نہ کرے تو سردی ستم ڈھائے گی۔ دونوں فصلوں میں موافقت ان کی ایذا اور سختی کو دور کرتی ہے۔ اسی طرح تمام بلاؤں اور آفتوں میں موافقتِ الٰہی پریشانی اور تنگی۔ حرج اور بے قراری اور اضطراب کو ان کے نزول کے وقت دُور کر دیتی ہے +

اللہ والوں کے کام کیا ہی عجیب اور ان کے احوال کیا ہی اچھے ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان کے پاس خوشبو آتی ہے۔ اور ان کو اپنی معرفت کی ھنگ عنایت کرتا ہے۔ اور ان کو اپنی مہربانی کی گود میں سلاتا ہے۔ اور اپنے انس سے غمخوار بنتا ہے۔ اُن کا مقام قرب الٰہی میں یقیناً بہت ہی اچھا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک چیز ماسوی اللہ سے غائب ہوتے ہیں۔ اس کے سامنے مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ اور ہیبت خداوندی ان پر قبضہ کر لیتی ہے۔ جب چاہتا ہے اُن کو مشہور اور کھڑا اور زندہ اور بیدار کر دیتا ہے۔ وہ ذات الٰہی کے سامنے ایسے ہیں جیسے اصحاب کہف اپنے غار میں تھے۔ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (اور ہم اُن کو داہنے کروٹ اور بائیں کروٹ پلٹا دیتے ہیں) وہ تمام لوگوں سے عقلمند ہیں۔ اپنے رب تعالیٰ سے سب حالتوں میں مغفرت اور نجات کی امید رکھتے ہیں۔ یہی اُن کا مقصود ہے ؂

تجھ پر افسوس! عمل دوزخیوں کے اور امید جنّت کی۔ یہ مقام طمع کا مقام نہیں ہے۔ جو چیز چند روزہ بطور عاریت ملی ہو اس کو اپنی سمجھ کر غرور نہ کرو۔ عنقریب اللہ تعالےٰ تم سے واپس کرلے گا۔ تمہیں حیات مستعار عنایت فرمائی تاکہ اس کی اطاعت کرو۔ تم اپنی سمجھ کر اس میں جو چاہتے ہو عمل کرتے ہو۔ ایسے ہی عافیت اور غنا اور امن اور جاہ اور جن کی نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب مستعار عنایت فرمائی ہیں۔ ان مانگی ہوئی چیزوں ہاتھ اُدھار میں زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ تم سے ان سب کی بابت سوال اور مطالبہ کیا جائے گا۔ تمہارے پاس جتنی نعمتیں خداوندی ہیں۔ ان کے ذریعہ عبادت الٰہی پر مدد چاہو۔ جن چیزوں کی تمہیں رغبت ہے وہی چیزیں اولیاء اللہ کے نزدیک قربت الٰہی سے حجاب میں رکھنے والی ہیں۔ وہ تو دنیا اور آخرت میں ذات حق کے ساتھ سلامتی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے ہیں۔ بعض اولیاء اللہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے ارشاد فرمایا۔ خلقت میں

حق تعالےٰ کے موافق رہو۔ اور حق تعالےٰ میں خلقت کے موافق بنو۔ جو ٹوٹا سو ٹوٹ گیا۔ جو جڑا سو جڑ گیا۔ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی موافقت اس کے نیک بندوں موافقت والوں سے سیکھو ٭

سترھویں مجلس

رزق کا فکر نہ کرو۔ کیونکہ اس کو تمہاری طلب تم سے بھی زیادہ ہے۔ آج روزی ملے توکل کی روزی کا فکر نہ کر۔ جیسے کل گذشتہ کا فکر چھوڑ دیا ہے تمہیں علم نہیں ہے کہ کل کا دن آئے بھی یا نہ آئے۔ لہٰذا آج کا شغل رکھ۔ اگر تم اللہ کو پہچانتے تو رزق کی طلب چھوڑ کر اس سے مشغول ہو جاتے۔ اُس کی ہیبت رزق کی طلب سے روکتی۔ کیونکہ عارف خدا کی زبان بند ہوتی ہے۔ خدا کے سامنے معرفت والے کی زبان ہمیشہ گنگ رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اصلاح خلقت کے لئے اس کو واپس نہ کرے۔ جب اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو مخلوق کی طرف لوٹاتا ہے۔ تو اُس کی زبان بندی اور گونگا پن کو اُٹھا لیتا ہے ٭

حضرت سیدنا موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بکریاں چراتے تھے۔ تو جناب کی زبان میں لکنت اور سُرعت اور توتلا پن اور اٹکاؤ تھا۔ جب اللہ تعالےٰ نے اصلاح خلق کے لئے مخلوق کی طرف واپس کئے تو آپ کے قلب مبارک پر الہام فرمایا آپ نے درگاہ خداوندی میں عرض کی۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي (میری زبان سے گرہ کھول دے کہ میری بات سمجھیں) گویا کہ آپ نے اس طرح عرض کی۔ کہ جب میں جنگل میں بکریوں کے گلے میں تھا۔ مجھے اس کی حاجت نہ تھی۔ اب چونکہ میرا شغل مخلوق کے ساتھ اور ان سے بات چیت کرنے کا ہے لہٰذا اے ربّ العالمین! میری زبان سے لکنت دُور کر کے میری مدد کر۔ آپ کی زبان مبارک سے بستگی اُٹھا دی گئی۔ تو جتنی دیر میں کوئی شخص تھوڑے سے کلمات ادھورے بولے جناب

سیدنا موسٰے علیہ السلام اتنی دیر میں نوّے کلمے فصیح عام فہم ادا کر دیتے تھے۔ آپ نے فرعون اور حضرت آسیہ کے سامنے اپنے بچپنے کی حالت میں قبل از وقت کلام کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دھکتے انگارہ کا اُن کے مُنہ میں توا دے دیا۔ (کیونکہ ابھی کلام کے لئے مصلحت خداوندی کا وقت نہ تھا)۔

بیٹا! مَیں دیکھتا ہوں کہ تمہیں اللہ اور اُس کے رسول اور نبیوں اور اُس کے محبوبوں کی جو نبیوں کے خلیفے ہیں بہت ہی کم معرفت ہے۔ تم خالی عبورت ہو۔ معنی ندارد۔ تم بمنزلے پنجرے کے ہو کہ جس میں پرندہ نہیں۔ اور گھر جیسے کہ جو خالی ویران ہے مشابہ درخت کے۔ کہ جس کے سوکھنے سے پتّے جھڑ گئے ہوں۔ بندے کے دل کی عمارت اسلام سے ہے پھر اس کی حقیقت ثابت کرنے سے۔ اسلام کو حقیقت سپرد کر دیتا ہے۔ اپنا سب کچھ خدا کے سپرد کر ڈال۔ وہ تمہارا نفس اور دوسرے کو بھی تمہارے سپرد کر دیگا۔ اپنے دل اور خلقت سے نکل جاؤ۔ اپنی ہستی اور مخلوق کی ہستی سے برہنہ ہو کر خالق کے سامنے کھڑا ہو۔ جب اللہ کو منظور ہو گا۔ تو تمہیں لباس اور خلعت عنایت کر کے مخلوق کی طرف لوٹائے گا۔ تم اپنے اور مخلوق کے درمیان اللہ کا حکم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وصحابہ وسلم کی خوشنودی بجالاؤ گے۔ پھر تم امر کے انتظار میں کھڑے ہو۔ جس جس چیز کا حکم دیا جائے موافقت اختیار کرو۔ جو شخص ماسوی اللہ سے خالی ہو کر اپنے قلب اور باطن کے قدموں کے بل اللہ کے سامنے کھڑا ہو جائے۔ تو اُس نے اپنی زبان حال سے عرض کی۔ جیسے حضرت موسٰی علیہ السلام نے گذارش کی۔ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (اے میرے پروردگار مَیں نے تیری خوشنودی کے لئے تیری طرف جلد بازی کی) مَیں نے سب مخلوق اور دنیا اور آخرت سے علیحدگی اختیار کی۔ اسباب کا سلسلہ توڑا اور معبودوں سے مُنہ موڑ۔ تیری طرف نہایت جلدی سے بڑھا تاکہ پہلی فروگذاشتیں بخش کر مجھ سے راضی ہو جائے۔ اے نادان! تو کہاں اور یہ مقام کہاں۔ تو اپنے نفس اور حرص اور دنیا کا بندہ مشرک ہے۔ کیونکہ تو اپنے نفع اور نقصان میں ان کا خیال رکھتا ہے

جنت میں داخلہ کا امیدوار اور دوزخ میں داخل ہونے سے ڈرنے والا۔ تم سب کے سب کہاں۔ اور وہ ذات دلوں اور نگاہوں کو پلٹنے والی۔ اور ہر ایک چیز کو کن کہکر بنا دینے والی کہاں ؛

بیٹا! اپنی عبادت پر ناز اور غرور نہ کر۔ اللہ تعالےٰ سے قبولیت کا سوال کر۔ تمہاری عبادت دوسرے کی طرف منتقل نہ کردے۔ اس بات سے ڈر اور خوف کر۔ تمہیں کس چیز نے نڈر کر دیا ہے۔ اگر تمہاری طاعت کو معصیت اور صفائی کو تکدر کر دے تو کیا بنے۔ عارف الٰہی کسی چیز پر نہیں ٹھیرتا۔ اور نہ کسی عبادت پر غرور کرتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا سے اپنے دین کی سلامتی اور الٰہی معاملہ کو حفاظت کے ساتھ لے کر نکل جائے ؛

اے قوم! تم پر لازم ہے کہ عمل دل کے ساتھ اخلاص سے کرو۔ اخلاص کامل یہی ہے کہ ماسوی اللہ کا خیال نہ لاؤ۔ اور اللہ کی معرفت اصل مقصود سمجھو۔ میں تمہیں اکثر کو اقوال اور افعال اور خلوتوں اور مجلسوں میں جھوٹ بولنے والے دیکھتا ہوں۔ تمہارے قدم ثابت نہیں ہیں۔ تمہارے اقوال ہیں افعال نہیں۔ افعال ہیں تو اخلاص نہیں توحید نہیں ہے۔ اگر دھوکا دینا چاہو۔ تو میرے ہاتھ میں پرکھنے کیلئے کسوٹی ہے۔ یہ چیز کھوٹی ہے۔ بیکار ہے۔ تم چاہتے ہو کہ اللہ قبول کرلے اور راضی ہو جائے۔ عنقریب جسے تم چاندی کا ٹکڑا سمجھتے ہو۔ آگ دینے اور خرچ دینے سے تمہیں رسوا کرے گا۔ دیکھو یہ چاندی سفید ہے اور یہ قلعی سیاہ ہے۔ یہ سب درست کیا ہوا نکلا ہوا ہے اسی طرح قیامت کے دن تمہارے منافقانہ عملوں کی بابت حکم ہوگا۔ جو عمل غیر اللہ کے لئے کیا ہے باطل ہے۔ عمل کرو۔ محبت پیدا کرو۔ دوست بنو اور اسی اللہ کو طلب کرو۔ کہ جس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے۔ نفی کرو۔ پھر اثبات کرو۔ جو چیزیں اس کے لائق نہیں ان کی نفی کرو۔ اور جو لائق ہیں ان کا اثبات کرو۔ یعنی وہ چیز جو اس نے اپنے لئے پسند کی اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر

اپنی خوشنودی فرمائی۔ جب تم ایسا کرو گے۔ تو خدا کو کسی کے مشابہ جاننا یا بیکار معطل سمجھنا تمہارے دل سے دُور ہو گا۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُس کے نیک بندوں کی صحبت میں نہایت تعظیم اور احترام اور عزت کر کے بیٹھو۔ اگر تم نجات چاہتے ہو تو تم میں سے کوئی شخص حسن ادب کے سوا میرے پاس حاضر نہ ہو۔ ورنہ نہ آئے۔ تم ہمیشہ فضولیات میں رہتے ہو۔ تو جس گھڑی میرے پاس آؤ۔ اُن کو ترک کر دو۔ بسا اوقات میری محفل میں ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا نہایت احترام اور حسن ادب تمہارے فہم اور عقلوں سے بڑھ کر کرتا ہے۔ باورچی اپنے پکائے کو جانتا ہے۔ اور نانبائی اپنی روٹی کو پہچانتا ہے۔ اور صانع کو اپنی صنعت کی معرفت ہے۔ اور دعوت دینے والا اپنے مہمانوں اور حاضروں کو پہچانتا ہے۔ دنیا نے تمہارے دلوں کو اندھا کر رکھا ہے۔ جن سے تمہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا ہے۔ اس سے بچو۔ وہ تمہارے نفس پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر کے آخر بتدریج تمہیں ذبح کر ڈالے گی۔ اپنی شراب اور بھنگ پلا کر تمہارے ہاتھ اور پاؤں اور آنکھیں کاٹ ڈالے گی۔ جب بھنگ کا نشہ اُتر کر تمہیں ہوش آئیگی۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ اُس نے تمہارے ساتھ کیا کیا کتر بیونت کی ہے۔ یہ ہے نتیجہ دنیا کی محبت اور اُس کے پیچھے دوڑنے اور اُس پر حرص کرنے اور اس کے جمع کرنے کا۔ اس کا یہ فعل ہے۔ اس سے بچو ؛

بیٹا! دُنیا سے محبت کر کے تمہیں نجات نہ ملے گی۔ محبت الٰہی کے مدعی؟ تمہارے لئے صحت اور نجات نہیں ہے۔ اس حال میں کہ تم آخرت یا اور کسی چیز کی محبت رکھو۔ عارف خدا کا محب۔ نہ اس کو اور نہ اس کو اور نہ ماسوی اللہ کو چاہتا ہے۔ جب اس کی محبت کامل اور ثابت ہو جاتی ہے۔ تو دنیاوی قسمت خوشگوار اور کافی ملتی ہے۔ یہی حال ہے جب آخرت میں پہنچے۔ تو جو کچھ اپنے پس پُشت ڈالا ہے۔ اس کو باب الٰہی کے پاس پہلے ہی موجود پائیگا۔ کیونکہ اُس نے یہ سب کچھ اللہ ہی کی رضامندی کے لئے ترک کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے

دوستوں کو ان کے نصیب کی سب چیزیں عنایت فرماتا ہے۔ حالانکہ وہ اُن سے کنارہ کش رہتا ہے۔ دل کے حظ باطنی ہیں اور نفس کے ظاہری۔ نفس کو اپنے حظوں سے منع کرنے کے بعد قلب کے حظ حاصل ہوتے ہیں۔ جب نفس رُکے تو حظات قلب کے دروازے کھلتے ہیں۔ جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے دل بھی اپنے حظات سے بے پرواہ ہو جائے تو نفس پر نزول رحمت الٰہی ہوتا ہے۔ اس بندے کو کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس کو قتل نہ کر۔ اور حظاتِ نفسانی حاضر ہوتے ہیں۔ جن کا تناول نہایت اطمینان سے کرتا ہے۔ اب یہ نفس مطمئنہ ہے۔ جو شخص دنیا میں رغبت دلائے اُسکی بیٹھک ترک کر۔ اور جو شخص دنیا سے نفرت کرائے اُس کی مجلس طلب کر۔ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ (جنس جنس کو چاہتی ہے) ایک دوسرے کے پاس آتا ہے۔ محبت والا محبت والوں کے پاس تاکہ اُس کا محبوب اُن کے پاس ملجائے! اللہ والے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اسی واسطے اللہ بھی اُن سے پیار کرتا ہے۔ اور ان کی مدد کر کے ایک دوسرے سے قوت عنایت کرتا ہے خلقت کی دعوت پہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ مخلوق کو ایمان اور توحید اور عملوں میں اخلاص کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پکڑ کر اللہ کے رستے پر کھڑے کر دیتے ہیں جس نے خدمت کی مخدوم بنا۔ جس نے احسان کیا اس پر احسان کیا جائیگا۔ جو دوسرے کو دے اس کو بھی دیا جائے گا۔ دوزخیوں کی کرتوت سے دوزخ ملے گا۔ قیامت کے دن جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ جیسا تم ہو گے ویسے ہی تمہارے عملوں کا عمل تم پر ہوگا۔ دوزخیوں کے عمل کر کے بہشت کی اُمید رکھتے ہو۔ عمل کے بغیر جنت کی اُمید کیسی! جو لوگ دنیا میں اہل دل ہیں۔ وہی جنت والے ہیں۔ جنہوں نے ظاہری اعضا کے علاوہ دلوں سے عمل کیا ہے۔ دل کی موافقت کے بغیر عمل کیا چیز ہے؟ ریاکار صرف اعضا سے اور مخلص اپنے دل اور اعضا سے عمل کرتا ہے۔ دل کا عمل پہلے اور اعضاء کا بعد کرتا ہے۔ ایمان والا زندہ اور منافق مردہ ہے۔ ایمان والا صرف اللہ کے لئے اور منافق خلقت کے لئے عمل کر کے اس سے تعریف اور عطا

چاہتا ہے۔ ایماندار کا عمل ظاہر اور باطن۔ جلوت اور کثرت۔ خوشی اور رنج میں برابر ہے۔ منافق کا عمل صرف لوگوں کے سامنے اور خوشی میں ہے۔ جب رنج آئے تو عمل ندارد۔ اس کو اللہ کی صحبت اور نہ اللہ اور اس کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان ہے۔ قیامت کو اٹھنے اور جمع ہونے اور حساب کو نہیں یاد کرتا ہے۔ اس کا اسلام یہ ہے۔ کہ دنیا میں اپنی جان اور مال سلامتی میں رکھے۔ آخرت میں عذاب دوزخ سے جو عذاب الٰہی ہے سلامتی نہیں چاہتا۔ لوگوں کے سامنے نماز اور روزہ اور علم پڑھتا ہے۔ اور خلوت میں وہی شغل اور وہی کفر ہے۔ اے اللہ! ہم اس حالت میں تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اور تجھ سے دنیا اور آخرت میں اخلاص کا سوال کرتے ہیں۔ آمین!

بیٹا! اپنے اوپر عملوں میں اخلاص کو لازم جانو۔ اپنے عمل سے نگاہ اٹھا لے۔ خالق اور مخلوق سے عوض طلب نہ کر۔ خاص اللہ ہی کے لئے عمل کر۔ نعمتوں کی طرف نہ دیکھ۔ ان لوگوں سے ہوجا۔ جو صرف طالب مولے ہیں۔ اسی کی رضا طلب کر تاکہ تجھے عنایت کرے۔ جب وہ راضی ہوگیا۔ تو تمہیں دنیا میں جنت اور آخرت ملجائے گی۔ دنیا میں قربت اور آخرت میں دیدار اور وعدہ شدہ جزا تو تمہاری بیع اور ضمانت میں ہے ٭

بیٹا! اپنی جان اور مال اس کے حکم اور قدر اور قضا کے ہاتھ میں سونپ دے۔ مال خریدار کی سپرد کر۔ اور کل کو قیمت ادا کریگا۔ بندگان خدا! اپنی جانیں اور قیمت اور قیمت دار چیزیں سب خدا کی سپرد کرو۔ اور کہو کہ اے اللہ! جان اور مال اور جنت ماسوی اللہ سب تیرا ہے۔ تجھ سے تیری ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں۔ گھر سے پہلے ہمسایہ طریق سے پہلے رفیق طلب کرو۔ وہ شخص! جو بہشت کو مول لینا چاہتا ہے۔ آج ہی سودا کر کل کو نہیں۔ اس کی نہریں بڑھا کر ان میں آج ہی پانی جاری کر دے۔ کل کو نہیں ٭

اے قوم! قیامت کے دن دل اور نگاہیں پھٹ جائینگی۔ اس دن قدم ڈگمگائینگے۔ اس دن ہر ایک ایماندار اپنے یقین اور تقوٰے کے قدم پر کھڑا ہوگا۔

جیسا ایمان ویسے ہی ثابت خوشی ہوگی - اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ کیوں ظلم کیا - اور فسادی ہاتھ کاٹے گا کہ کیوں فساد کیا - اور اصلاح نہ کی - اپنے مالک سے نافرمان ہو کر کیوں بھاگا +

بیٹا! عمل پر غرور نہ کر - کیونکہ اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے - تم پر لازم ہے - کہ اللہ تعالے سے خاتمہ بخیر کا سوال کرو - اور جو اُس کے نزدیک اعمال سے محبوب ہے اس پر جان قبض ہو - خبردار! توبہ کرو - توبہ توڑنا نہیں - کہ پھر گناہ کرنے لگو - کسی کے کہے سُنے توبہ نہ توڑنا - اپنے نفس اور حرص اور عادت کی موافقت کر کے خدا کے مخالفت نہ کرنا - گناہ تو آج کے دن ہے - جب اللہ تعالے کی نافرمانی کرو گے - تو تمہیں قیامت کے دن رسوا کریگا - اور تمہاری مدد نہ کریگا +

اے اللہ! اپنی عبادت پر ہماری مدد کر اور اپنی نافرمانی پر رسوا نہ کر - وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دُنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا) +

اٹھارھویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اتوار کے دن صُبح کے وقت ۱۶ ذی القعدہ ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بیچ مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:-

اللہ تعالے جلّ شانہٗ نے تمہیں دو جہادوں کی خبر دی ہے - ایک جہاد باطنی اور ایک ظاہری ہے - جہاد باطن کا یہ ہے کہ نفس اور حرص اور خواہش اور شیطان کے ساتھ لڑو - گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کرو - اور حرام خواہشوں کو چھوڑ کر توبہ پر ثابت قدم رہو - اور جہاد ظاہری یہ ہے - کہ کافروں سے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو رد کرنے والے ہیں جنگ کرو - ان کی تلواروں اور نیزوں اور تیروں کی مار سہارو - اس حد تک کہ قتل ہو جاؤ اور قتل کر ڈالو - جہاد باطن کا جہاد ظاہر

سے نہایت سخت ہے۔ کیونکہ یہ ہر وقت لازم بار بار ہے۔ اور جہاد ظاہر سے کیوں نہ سخت ہو کیونکہ اس میں نفس کو خواہشاتِ حرام سے الگ کرنا اور چھڑانا ہے۔ احکامِ شرعی کو بجا لانا اور نہی سے باز رکھنا ہے۔ لہذا جو شخص دونو جہادوں میں امرِ الٰہی بجالایا۔ اُس کو دنیا اور آخرت دونوں میں جزائیں حاصل ہوئیں۔ شہید کے جسم میں زخم ایسے ہیں جیسے کہ کسی کے ہاتھ میں فصد کھولی جائے۔ مقاد کے باعث اُس کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتا ہے۔ اور موت مجاہد نفس کے حق میں جو اپنے گناہوں سے تائب ہو ایسی ہے جیسے کسی سخت پیاسے کو ٹھنڈا پانی بلجائے۔

اے قوم! تمہیں کسی چیز کی تکلیف نہیں دیجاتی ہے۔ مگر اس سے بہتر معاوضہ مل جاتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر لحظہ امر اور نہی سے ہے جو قلبی اعتبار سے نفس پر علاوہ دوسری مخلوق کے لازم ہے۔ بخلاف اہل نفاق کے جو اپنی نادانی کے باعث اللہ اور اُس کے رسول کے دشمن ہیں دوزخ میں ضرور داخل ہونگے۔ اور کیوں نہ داخل ہونگے۔ حالانکہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کی مخالفت پر تُلے رہے ہیں۔ اور اپنے نفسوں اور خواہشوں اور حرصوں اور عادتوں اور شیطانوں کی موافقت کرتے رہے۔ اور آخرت پر دنیا کو اختیار کرتے رہے۔ دوزخ میں کیوں نہ داخل ہونگے۔ اس قرآن کو سُنا اور اُس پر ایمان نہ لائے امروں پر عمل نہ کیا۔ اور جن چیزوں سے منع کیا تھا اُن سے نہ رُکے۔

اے قوم! قرآن مجید پر عمل لاؤ۔ اور اُس پر عمل کرو۔ اور عملوں کو اخلاص سے بجالاؤ۔ عملوں میں ریاکاری اور نفاق کو دخل نہ دو۔ عملوں پر خلقت کی تعریف اور خلقت سے معاوضہ نہ طلب کرو۔ مخلوق میں سے خاص افراد ہیں جو قرآن مجید پر ایمان لائے اور اُس پر خاص اللہ کے لئے عامل ہوئے۔ اسی واسطے اخلاص والے تھوڑے ہیں اور نفاق والے بہت! اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں تمہیں کس چیز نے کاہل بنادیا ہے۔ اور اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن شیطان راندہ درگاہ کی تابعداری میں تمہیں کس چیز نے قوی بنادیا ہے۔ اللہ والوں کی تو یہی تمنا ہے کہ ربانی تکلیفوں

سے کسی وقت بھی خالی نہ رہیں۔ انہیں علم ہے۔ کہ قضاؤں اور تقدیروں اور بلاؤں پر صبر کرنے سے دنیا اور آخرت میں بھلائی بکثرت حاصل ہوتی ہے۔ خدا کے تصرفات اور تبدیلیوں میں ہمیشہ موافق ہیں۔ گاہے صبر اور شکر میں گاہے قربت اور دُوری میں، گاہے رنج اور راحت میں، گاہے غنا اور فقر میں، گاہے صحت اور مرض میں۔ ان کی سب تمنائیں یہی ہیں کہ اپنے دلوں کی حفاظت خدا تعالیٰ کے ساتھ رکھیں۔ اہل دل کی تو یہ خواہشیں ہیں۔ کہ وہ اپنی سلامتی اور خلقت کی سلامتی کی خالق تعالیٰ کے ساتھ تمنا رکھتے ہیں۔ خلقت کے مصالح کے لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہتے ہیں ؎

بیٹا! صحیح ہو فصیح بن۔ حکم میں صحیح ہو۔ علم میں فصیح بن۔ باطن میں صحیح ہو ظاہر میں فصیح بن۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سب طرح کی سلامتی ہے۔ عبادت یہی ہے کہ امرِ الٰہی بجالاؤ۔ اور نہی سے باز رہو۔ اور قضائے الٰہی پر صبر کرو۔ جو شخص اللہ سے قبولیت چاہے اللہ قبول کریگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ اُس کی تمام مخلوق اطاعت کرے گی ؎

اے قوم! میری نصیحت قبول کر۔ کیونکہ مَیں تمہارے لئے ناصح شفیق ہُوں۔ مَیں اپنے آپ سے اور تم سے اپنی تمام حالتوں میں جدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فعل پر اپنے اور تمہارے درمیان اظہار خوشی کرتا ہوں۔ مجھ پر تہمت نہ دھرو۔ کیونکہ جو کچھ میں اپنے لئے چاہتا ہوں وہی تمہارے لئے چاہتا ہوں ؎

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا یَکْمُلُ الْمُؤْمِنُ اِیْمَانُہٗ حَتّٰی یُرِیْدَ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ مَا یُرِیْدُہٗ لِنَفْسِہٖ (ایماندار کا ایمان کامل نہیں۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی چیز چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے) ؎

یہ ہے فرمان ہمارے امیر اور سردار اور رہبر اور بہشت کی طرف لیجانیوالے کا ہمارے سفیر اور شفاعت کرنے والے نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کے پیشوا کا کہ جو

آدم علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک ہونگے - مذکورہ بالا انہی کا ارشاد ہے +

جو شخص جو چیز اپنے نفس کے لیئے چاہتا ہے - اگر وہی چیز اپنے بھائی مسلمان کے لیئے نہ چاہے تو اس سے کمال ایمان کی نفی ہوتی ہے جب تم اپنے نفس کے لیئے اچھے کھانے اور عمدہ لباس اور بہتر مکان اور اچھے موقع اور بہت سا مال چاہو - اور اپنے بھائی مسلمان کے لئے اس کا الٹ چاہو - تو تم اپنے دعوئے کمال ایمان میں جھوٹے ہو - کم سمجھ! تیرا ہمسایہ فقیر تیرا اہل فقیر - اور تیرے مال پر زکوٰۃ لازم ہے اور تیرے لئے منافع جو ہر ایک دن منافع در منافع ہیں - اور تیرے مال جو قدر حاجت سے زائد ہے - اس حال میں تمہارا ایسے لوگوں کو نہ دینا ان کی تنگدستی پر رضامند ہونا ہے - ولیکن نفس اور حرص اور شیطان تیرے پیچھے لگے ہیں - اسی واسطے نیکی کا کام تجھ پر آسان نہیں ہے - ساتھ ہی تجھے حرص قوی اور کثرت امید اور حُبّ دنیا ہے - ایمان اور پرہیزگاری کی کمی ہے - تو اپنے ساتھ اور اپنے مال اور خلقت کے ساتھ شرک ہے - حرص دنیا کی کثرت سے تجھے کوئی خبر نہیں ہے - تجھے اس پر نہایت ہی سخت حرص ہے - موت اور اللہ سے ملاقات کو بھول گیا - حلال اور حرام میں کچھ فرق نہیں کرتا ہے - تو بالکل کافروں کے مشابہ ہے - کہ جنہوں نے کہا - مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ (زندگی تو یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں - ہمیں تو صرف گردش زمانہ مارتی ہے) اسلام کا لباس پہن کر تو بھی ان میں کا ایک ہے - لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دونوں شہادتوں کے ساتھ اپنا خون بچالیا ہے - اور نماز روزے میں اہل اسلام کے موافق عادت سے ہو عبادت سے نہیں لوگوں پر اپنی پرہیزگاری ظاہر کرتے ہو - حالانکہ تمہارا دل گنہگار ہے - اس سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

اے قوم! دن بھر بھوک اور پیاس اور رات کو حرام پر افطار تمہیں کیا فائدہ دیگا - دن کو روزہ اور رات کو نافرمانی ہے - حرام خورو! تم اپنے نفسوں کو پانی پیتے

سے دن کو روکتے ہو۔ پھر مسلمانوں کے خون سے روزہ افطار کرتے ہو۔ بعض تم سے ایسے ہیں کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو بدکاری کرتے ہیں +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ لَا تَخْذُلُ اُمَّتِیْ مَا عَظَّمُوْا شَهْرَ رَمَضَانَ (جب تک میری اُمت مہینہ رمضان کا احترام کریگی رسوا نہ ہوگی) ماہ رمضان کی تعظیم پرہیزگاری ہے۔ اور یہ کہ اللہ ہی کے لیئے حدود شرعی کی حفاظت کے ساتھ روزے رکھو +

بیٹا! روزے رکھو اور اپنی افطاری سے قدرے فقیروں کو دے کر غمخواری کرو۔ تنہا نہ کھاؤ۔ کیونکہ جس نے تنہا کھایا اور دوسرے کو نہ کھلایا۔ اُس پر فقر اور مشقت کا خوف ہے +

اے قوم! تم پیٹ بھر کر کھاتے ہو۔ حالانکہ تمہارے پڑوسی بھوکے ہیں۔ اور تم دعوےٰ کرتے ہو کہ ہم ایماندار ہیں۔ تمہارا ایمان صحیح نہیں ہے۔ تمہارے پاس کھانا بہت ہو اور تم سے اور گھر والوں سے بچ رہے اور سائل دروازہ پر کھڑا ہو کر خالی واپس جائے عنقریب تم اپنی خبر دیکھ لوگے۔ عنقریب اسی سائل جیسے ہو جاؤ گے۔ باوجود قدرت کے جیسے اس کو رد کیا ہے تم بھی رد کیئے جاؤ گے +

تجھ پر افسوس! عبادت کے لئے کیوں کھڑا ہوتا؟ اور حاضر مساکین کو کیوں نہیں دیتا ہے۔ دونوں حالتیں جمع کرلے۔ قیام سے تواضع اور مال سے عطا۔ ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سائل کو اپنے ہاتھ سے عنایت فرماتے۔ اونٹنی کو چارہ ڈالتے۔ بکری کا خود دودھ نکالتے۔ اور اپنے کرتے کی سلائی کرتے تھے۔ تم آپ کی پیروی کا کیسے دعوےٰ کرتے ہو۔ حالانکہ تم آپ کے اقوال اور افعال میں مخالف ہو۔ تمہارا دعوےٰ چوڑا چکلا بلا شاہد ہے۔ ایک مثل مشہور ہے یا تم یہودی خالص ہو جاؤ یا تورات کی حرص چھوڑ دو۔ اسی طرح میں تم سے بھی کہتا ہوں یا تو جملہ شرائط اسلام بجا لاؤ۔ ورنہ مسلمان کہلانا ترک کرو۔ شرائط اسلام کو لازم لازم پکڑو۔ حقیقت اسلام کو ثابت کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے

تسلیم و رضا اختیار کرو۔ آج دُنیا میں مخلوق سے غمخواری کرو۔ کل قیامت کے دن اللہ تعالےٰ رحمت سے تمہاری غمخواری کریگا۔ جو شخص زمین پہ ہے اس پر رحم کرتا کہ آسمان والا تم پر رحم کھائے +

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بعد کلام کے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تک اپنے نفس کے ساتھ قائم ہو اس مقام تک نہ پہونچو گے۔ جب تک نفس کو اس کے حظات پہنچاتے ہو اس کی قید میں ہو۔ اس کا حق پورا کرو۔ حظ سے روکو۔ حق پہنچانے سے نفس کی بقا ہے۔ اور لذت پہنچانے سے بربادی ہے۔ نفس کا حق یہی ضروری خوراک اور لباس اور پانی اور سکونت کا مقام ہے۔ نفس کا حظ لذتیں اور شہوات ہیں۔ اس کا حق شریعت کے ہاتھ دو۔ اس کا حق قضا و قدر اور علم الٰہی میں کھاؤ۔ اس کو مباح کھلاؤ۔ اور حرام سے بچاؤ۔ نفس کو شرع کے دروازے پر بٹھاؤ۔ اور اس پر خدمت شریعت لازم کردو۔ تو اس صورت میں تم نے نجات حاصل کرلی۔ کیا تم نے اللہ تبارک وتعالےٰ کا فرمان نہیں سُنا ہے۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ عنایت کریں لے لو۔ اور جس چیز سے روکیں رُک جاؤ) تھوڑے پر صبر کرکے اس پر اپنے نفس کے ڈیرے جمالو۔ اگر سابقہ اور علم کے ہاتھ سے زائد ملے تو وہ بھی تمہارے لئے ہے۔ اگر تھوڑے پر صبر کروگے۔ تو نفس برباد نہ ہوگا۔ اور جو اُس کے نصیب کا ہے کہیں نہ جائیگا +

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ایمان والے کے لئے کافی ہے جتنا بکری کے بچے کے لئے یعنی مٹھی بھر خشک گھاس اور ایک چلّو پانی کا۔ ایمان والا قوت حاصل کرتا ہے۔ اور منافق نفع اُٹھاتا ہے۔ ایمان والا صرف قوت اُٹھاتا ہے کیونکہ وہ رستے میں ہے۔ ابھی منزل پر نہیں پہنچا۔ اس کو علم ہے۔ کہ منزل پر پہنچنے سے سب ضروریات پوری ہوجائیں گی۔ منافق کی نہ منزل ہے اور نہ مقصد تمہاری طرف سے دنوں اور مہینوں میں کس قدر کوتاہی ہے بغیر کسی منفعت کے اپنی عمریں ضائع کرتے ہو۔ دنیا کی کمائی میں کمی نہیں کرتے۔ اپنے دینوں میں

نقصان کر رہے ہو۔ اُلٹ کرو۔ تو صواب پاؤ۔ دنیا کسی کے ساتھ نہیں رہی اور نہ کسی کا ساتھ دے گی +

اے قوم! کیا اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کوئی زندگی کا پروانہ آگیا ہے۔ تمہاری سمجھ کس قدر ناقص ہے۔ جو شخص دوسرے کی دنیا آباد اور اپنی آخرت ویران کرے۔ دوسرے کی دنیا جمع کرے اور اپنا دین پراگندہ کرے۔ اللہ کے اور اپنے درمیان عداوت ڈالتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا غصہ اپنے جیسی مخلوق کو راضی کر کے اپنے سر لیتا ہے۔ اگر وہ جان لے اور یقین کرے کہ عنقریب وہ مرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سب طرح کے عملوں کا حساب لینے والا ہے۔ تو البتہ اپنے بہت سے اعمال میں راہِ راست پر آجائے +

حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جناب نے اپنے فرزند کو نصیحت فرمائی۔ بیٹا! جب بیمار پڑتے ہو تو نہیں جانتے کہ کیسے بیماری آئی۔ اسی طرح مر جاؤ گے اور نہ جانو گے کہ کیسے موت آئی۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں اور منع کرتا ہوں۔ تم نہ خوفِ خدا سے ڈرتے ہو اور نہ اپنی کرتوت بد سے رکتے ہو۔ بھلائی سے غائب رہنے والو! دنیا میں شغل والو! عنقریب دنیا تم پر پنجہ مار کر تمہارا گلا گھونٹ ڈالیگی۔ اس کے ہاتھ سے جو کچھ جمع کیا ہے نفع نہ دیگا۔ اور نہ دُنیا دی لذتیں کار آمد ثابت ہونگی۔ بلکہ دُنیا کا ساز و سامان تمہارے لئے وبالِ جان ہوگا +

بیٹا! برداشت کو اپنے پر لازم پکڑ۔ اور شر کو دُور کر۔ کلموں کے بہت سے ساتھی ہیں۔ جب تم سے کسی نے ایک کلمہ شرارت کا کہا۔ اور تم نے اُس کا جواب دیا۔ اس کلمہ بد کے اور ساتھی شریر آجائینگے۔ حتیٰ کہ تم دونوں کلام کرنے والوں کے درمیان شرارت قائم ہو جائے گی +

مخلوقات میں سے یگانہ روزگار چیدہ افراد ہیں جو اللہ تعالےٰ کے دروازے پر خلقت کو دعوت دینے کے اہل ہیں۔ اگر ان کی دعوت قبول نہ کی جائے تو وہ خلقت کے خلاف حجت خداوندی ہیں۔ یہ خاصانِ خدا ایمان والوں کے لئے نعمت اور

نفاق والوں دشمنان دینِ حق کے لئے عذاب ہیں۔ اے اللہ! ہم کو توحید کی خوشبو عنایت کر۔ اور مخلوق و ماسوی اللہ سے فنا کرکے معطر کر۔ توحید والو! شرک کرنے والو! مخلوق کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے سب عاجز ہیں۔ بادشاہ اور رعیت شہنشاہ اور غنی اور فقیر سب کے سب اللہ تعالےٰ کی قضا و قدر کے قیدی ہیں۔ اُس کے قبضۂ قدرت میں اُن کے دل ہیں۔ جدھر چاہتا ہے اُدھر کو پھیر دیتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (اُس کی مثال کوئی چیز نہیں۔ اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے) اپنے نفسوں کو موٹے تازے نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہیں کھا لینگے۔ جیسے کوئی شخص کسی مار خور کُتّے کو لاکر پرورش کرکے موٹا تازہ کرے۔ اور اُس کے ساتھ خلوت میں رہے۔ جب موقع لگے گا۔ تو ضرور کاٹ کھائیگا۔ اپنے نفسوں کی باگیں ڈھیلی نہ چھوڑو کہ وہ اپنی چھریں تیز کرلیں۔ کیونکہ بربادی کے میدانوں میں تمہیں چلاویں گے۔ تمہیں دھوکہ دیں گے۔ اِن کی جڑ جبیں کاٹ ڈالو۔ اور ان کو خواہشات میں مطلق العنان نہ چھوڑو۔

اے اللہ! ہمارے نفسوں کی سرکشیوں پر ہماری مدد کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت فرما اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا)۔

اُنیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے منگل کے روز عشا کے وقت ۱۸ ذی القعدہ ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ کی ذات پاک اِس بات کی مستحق ہے۔ کہ اسی سے خوف اور امید رکھی جائے۔ اگرچہ دوزخ اور بہشت وجود میں نہ آتے۔ اسی کی ذات کی رضامندی کے لئے تابعداری کرو۔ اس کے عذاب اور ثواب سے کیا مطلب۔ تابعداری

یہی ہے کہ امر بجالاؤ اور منع کئے سے باز رہو۔ اس کی قضاؤں پر صبر رکھو۔ اُس کے آگے توبہ کرو۔ اُس کے سامنے گریہ وزاری کرو۔ اپنے دلوں اور آنکھوں سے آنسو بہا کر اُس کے آگے ذلیل ہو جاؤ۔ رونا عبادت ہے۔ اور انکساری عبادت بکثرت کرنے کو کہتے ہیں۔ اگر تم توبہ اور نیک نیت اور اعمال عمدہ پر فوت ہوئے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں نفع عنایت فرمائیگا۔ اور مظلوموں کی جزا تمہیں حاصل ہو گی۔ کیونکہ اللہ کے پاس تمہارے سوا ایسے تابعدار نہیں ہیں۔ کہ جن پر اپنی رحمت اور شفقت ظاہر فرمائے۔ اُس کی محبت دنیا اور آخرت میں لازم جانو۔ اپنے سب شغلوں سے محبت کا شغل بڑا سمجھو۔ یہ محبت نہایت ضروری ہے یہ تمہیں نفع دیگی۔ سب خلقت تمہیں اپنا بنانا چاہتی ہے۔ اور اللہ تم کو تمہارے لئے چاہتا ہے ؛

اے قوم! تمہارے نفس خودخدائی کا دعوےٰ کرتے ہیں اور تمہیں خبر تک نہیں۔ کیونکہ وہ اُمورِ الٰہی پر جبر کرکے اللہ کے منشا کے خلاف کرنا چاہتے ہیں۔ اور شیطان راندۂ درگاہ سے پیار رکھتے ہیں اللہ سے پیار نہیں رکھتے۔ اور قضائے الٰہی کے نزول کے وقت موافقت اور صبر نہیں کرتے۔ بلکہ خلاف اور نزاع کرتے ہیں۔ نفسوں کو اسلام کی خبر نہیں۔ نام اسلام پر قناعت کر رکھی ہے یہ کچھ بھی مفید نہیں۔ اور نہ اُس سے کچھ منفعت اُٹھا سکتے ہیں ؛

بیٹا! خوف کو لازم سمجھ۔ نڈر نہ ہو۔ یہاں تک کہ رب سے ملاقات کرے۔ اپنی نیت اور دل کے ثابت قدموں سے اُس کے سامنے قرار پکڑے۔ اور امان کا پروانہ تمہارے ہاتھ میں ہو۔ اس وقت تم بے خوف ہو سکتے ہو۔ جب امن ملا۔ تو اس کے پاس بھلائی بکثرت دیکھو گے۔ جب امن ملا تو برقرار رہو گے۔ کیونکہ وہ نعمت دیکر چھینا نہیں کرتا ہے۔ جب بندے کو برگزیدہ کرتا ہے تو قریب اور نزدیک کر لیتا ہے۔ جب کسی قسم کا خوف غالب آئے۔ تو خوف کو دُور کرکے قلب اور باطن کو سکون و اطمینان بخشدیتا ہے۔ بندے اور خدا میں یہی حالت سکون و اطمینان ہمیشہ رہتی ہے ؛

تجھ پر افسوس! جاہل! تو حق سے منہ پھیر کر اس کو اپنے دل کی پس پشت ڈال دیتا ہے اور مخلوق کا بندہ بن جاتا ہے۔ اللہ والے حق تعالےٰ کی خدمت میں یہ ہے اُن کے دل اُس کے قریب ہوئے۔ معرفت کا ارادہ کیا اور معرفت حاصل ہوئی۔ جب اُن میں سے کوئی شخص عارف الٰہی ہو جائے۔ نفس اور حرص اور شیطان کے محاربہ سے فارغ ہو کر دنیا سے نجات حاصل کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے قرب کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔ عارف درگاہ خداوندی سے شغل کے لئے کوئی کام مانگتا ہے۔ اُس کو حکم ہوتا ہے۔ کہ واپس جا کر مخلوق کی خدمت کرو۔ اُن کو ہماری طرف لوٹاؤ۔ ہمارے چاہنے والوں اور ارادتمندوں کی خدمت کرو۔ تم اللہ والوں کے کاموں سے بالکل غافل ہو۔ وہ نفسوں کو جو تمہارے بھی دشمن ہیں عبادت کی مشقت میں ڈال کر رات اور دن ایک کر ڈالتے ہیں۔ تم اپنی بیویوں کو راضی کر کے خدا کو غصے کرتے ہو۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو اپنی بیویوں اور اولاد کی خوشی کو خدائے تعالےٰ کی خوشی سے مقدم سمجھتے ہیں۔ مَیں تمہاری سب حرکتیں اور سکون اور کل فکر بیوی اور بچوں کے لئے دیکھتا ہوں۔ حق تعالےٰ کی تمہیں خبر تک نہیں ہے +

تجھ پر افسوس! تمہیں مردوں میں سے شمار نہ کرنا چاہئے۔ مرد کامل اپنی فراخی میں سوائے رضا الٰہی کے کوئی کام نہیں کرتا ہے۔ تمہارے دل کی آنکھیں اندھی اور باطن کی صفائی مکدر ہے۔ آپ رب سے حجاب میں ہو اور تمہیں خبر نہیں۔ اِسی واسطے بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِن حجاب والوں پر افسوس ہے۔ کہ جو نہیں جانتے کہ ہم حجاب میں ہیں +

تجھ پر افسوس! تیرے برتن میں ٹوٹا ہوا کانچ ہے۔ اور تم اُسی کو کھا رہے ہو۔ حرص اور غلبہ بھوک اور خواہش اور کثرت لالچ سے تمہیں اُس کا علم تک نہیں ہے۔ گھڑی کے بعد تمہارے معدے کے ٹکڑے اُڑا کر مار ڈالیگا۔ سب طرح کی بلا خدا سے دُور اور غیر کو اختیار کرنے سے آتی ہے۔ اگر تجھے خبر ہو تو مخلوق سے نفرت

کرے۔ اور خالق کو چاہئے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اخبر تقلہ (آزما اور اُس کو دشمن سمجھ) یعنے تمہاری دوستی اور دشمنی اور نفرت بغیر آزمائش کے ہے عقل آزماتی ہے تمہارے پاس عقل نہیں۔ دل آزماتا ہے تمہارے پاس دل ہی ندارد۔ دل ہی فکر کرتا ہے۔ دل ہی ذکر کرتا ہے۔ دل ہی ناصح ہے+ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (تحقیق اس میں دل والے کے لئے نصیحت ہے یا حاضر ہو کر سُننے کے واسطے گر پڑے) عقل سے دل۔ دل سے باطن۔ باطن سے فنا۔ فنا سے وجود بنتا ہے +

حضرت آدم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے خواہشیں اور رغبتیں تھیں مگر وہ اپنے نفسوں کے خلاف کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا طلب کرتے رہتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں ایک ہی خواہش اور ایک ہی لغزش کی پھر ایسی توبہ کی۔ کہ اس خواہش کا نام تک نہ لیا۔ باوجودیکہ حضرت آدم علیہ السلام کی خواہش نیک تھی۔ کیونکہ آپ نے اسی امر کی خواہش کی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ہمسائگی سے جُدا نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ اپنے نفسوں اور شہوتوں اور حرصوں کی مخالفت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اپنے حقیقی مجاہدے اور نفسوں کو مشقت میں ڈال کر فرشتوں سے ملے۔ نبی اور رسول اور اولیاء اللہ ہمیشہ صبر کرتے رہے۔ تمہیں بھی ان کی موافقت صبر میں کرنی چاہئے +

بیٹا! دشمن کی ضرب پر صبر کرو۔ عنقریب تم بھی اُس کے ضرب لگا کر قتل کر ڈالو گے۔ اور اس کا سامان حاصل کر لو گے۔ پھر اس کے صلے میں بادشاہ سے خلعت اور جاگیر پاؤ گے +

بیٹا! کوشش کرو کہ تم سے کسی کو ایذا نہ پہنچے۔ ہر ایک کے ساتھ تمہاری نیت نیک رہے۔ مگر شرع کے حکم سے جس کو ایذا پہنچاؤ گے تو یہ ایذا پہنچانا تمہارے واسطے عبادت ہے۔ عقل والوں، شریفوں، صدیقوں پر نفخ صور ہو چکا

ہے۔ان کے نفسوں پر قیامت قائم ہوگئی۔اپنی ہمتوں کے ساتھ دُنیا سے مُنہ موڑ لیا۔
اپنی تصدیق کے ساتھ پلصراط سے بھی گذر گئے۔اپنے دلوں کے ساتھ سیر کر کے
جنت کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔راستے میں تھم گئے۔اُنہوں نے درگاہ
میں عرض کی کہ ہم تنہا تو کھائیں اور پیئیں گے نہیں۔کیونکہ کریم تنہا نہیں کھایا
کرتا ہے۔لہذا پچھلے پاؤں دنیا کی طرف واپس کئے گئے۔یعنے لوگوں کو اللہ
کی عبادت کی طرف بُلاتے ہیں۔اور وہاں کی ان کو خبریں سُناتے ہیں۔اُن پر سب
کام سہل کر دیتے ہیں۔جس شخص کا ایمان قوی ہو اور اُس کا یقین قرار پکڑ جائے
تو اللہ تعالےٰ نے جتنی خبریں قیامت کے دن کی دی ہیں اپنے دل سے دیکھ
لیتا ہے۔بہشت اور دوزخ اور جو کچھ ان میں ہے سب کو دیکھتا ہے۔تمام
صورتوں اور اپنے فرشتے مؤکّل کو دیکھتا ہے۔تمام چیزوں کی حقیقت دنیا اور
اُس کے زوال اور دنیا داروں اور ان کی سلطنتوں کے انقلاب کو دیکھتا ہے۔
مخلوق کو دیکھتا ہے کہ گویا قبروں میں پڑی ہے۔جب قبروں پر گذرتا ہے۔تو
اُس کے اہل کے عذاب اور نعمتوں کو محسوس کرتا ہے۔قیامت اور اُس کے مجمع
اور موافقت کو دیکھتا ہے۔اللہ کی رحمت اور اس کا عذاب اور فرشتوں کو کھڑے
اور نبیوں اور رسولوں اور ابدال اور اولیاء کو اپنے مراتب پر دیکھتا ہے۔جنت
والوں کو زیارت کرتے اور دوزخ والوں کو اس میں لوٹ پوٹ ہوتے دیکھتا ہے۔
جس شخص کی نظر صحیح ہو اپنے سر کی آنکھ سے خلقت کو اور اپنے دل کی آنکھ سے
اللہ کے فعل کو مخلوق میں تحریک اور سکون کرتے دیکھتا ہے۔یہ اولیاء اللہ کی
نظر عزت ہے۔ولی کی شان یہ ہے۔کہ شخص کے ظاہر کو سر کی آنکھ سے اور
باطن کو دل کی آنکھ سے اور اس کے مالک اللہ تعالےٰ کو باطن کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔
جس شخص نے خدمت کی مخدوم بنا۔تقدیر الٰہی پر اس کی موافقت کرتا ہے۔خواہ
خشکی خواہ تری خواہ ہموار زمین خواہ پہاڑ پر ڈالے۔میٹھا کھلائے یا کڑوا۔عزت
اور ذلت،غنا اور فقر،صحت اور بیماری میں موافق ہو کر قدر کے ساتھ ساتھ چلتا

ہے۔ یہاں تک کہ تقدیر جب جان لے۔ کہ یہ شخص تھک گیا۔ تو اُتر کر اُس کو اپنی جگہ سوار کر لیتی ہے۔ اور اس کے ہمرکاب ہو کر اس کی خدمت اور تواضع کرتی ہے۔ کیونکہ یہ شخص اللہ تعالیٰ سے قریب ہے۔ اُس کی تعظیم اللہ کے واسطے ہے۔ اور یہ تمام برکتیں اس شخص پر اسی وجہ سے ہیں۔ کہ اُس نے اپنے نفس اور خواہش اور حرص اور عادت اور شیطان اور بُرے ہمنشینوں کی مخالفت کی ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی تقدیر کی موافقت سب احوال میں عنایت فرما۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہمیں دُنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

بیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۲ ذی القعدہ ۵۴۵ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

شہر کے رہنے والو! تم میں نفاق بہت اور اخلاص کم ہے باتیں بہت عمل ندارد۔ قول عمل کے بغیر ہیچ ہے۔ تمہارے خلاف سند ہے نہ کہ مطابق۔ قال بغیر حال۔ مثل مکان بے دروازے اور خزانے بے مصرف کے ہے۔ دعوے ہے شاہد نہیں۔ صورت ہے رُوح نہیں۔ بُت ہے کہ جس کو ہاتھ اور پاؤں اور پکڑ کی قوت نہیں ہے۔ تمہارے بڑے کام ایسے ہیں جیسے جسم بغیر رُوح کے رُوح کیا ہے! اخلاص اور توحید۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسُول کی سنت پر ثابت رہنا ہے غفلت نہ کرو۔ اُلٹ کرو۔ صواب پاؤ۔ امر بجالاؤ۔ اور نہی سے باز رہو۔ اور تقدیر الٰہی کی موافقت کرو۔ مخلوق میں سے خاص لوگ ایسے ہیں۔ کہ جن کو انس اور مشاہدہ اور قرب الٰہی کی بھنگ پلائی گئی ہے۔ لہٰذا قدر کے دردوں اور بلاؤں کو محسوس نہیں کرتے ہیں۔ تنگی کے دن گذرتے ہیں اور اُنہیں خبر تک نہیں ہوتی وہ

اللہ کی حمد اور شکر کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ ہی میں نہ تھے کہ اعتراض کریں۔ جیسے تم پر آفتیں آتی ہیں۔ ویسے ہی اللہ والوں پر آتی ہیں بعض اُن سے صبر کرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے آفات سے مع صبر غائب ہو جاتے ہیں۔ خدر ایمان کی ضعیفی اور بچپنے میں ہے۔ اور صبر اٹھتی جوانی میں اور موافقت حالت بلوغ میں۔ اور رضا جب اللہ کے قریب ہو۔ اور اس کو علم سے دیکھتا ہو۔ اور غیبت و فنا جب قلب اور باطن کا اللہ کے پاس وجود ہو یہ حالت مشاہدہ اور آپس میں بات چیت کی ہے۔ ایسے شخص کا باطن اور وجود خلقت کے نزدیک فنا ہو چکا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک محو کیا جاتا ہے۔ اور کئی مرتبہ گلایا جاتا ہے۔ پھر جب اللہ چاہتا ہے۔ اُس کو اُٹھا کھڑا کرتا ہے۔ واپس کرنا چاہے تو خلقت کی طرف واپس کردیتا ہے۔ اور اس کی پراگندگی اور نیستی کو جمع کرتا ہے۔ جیسے کہ مخلوق کے اجسام قیامت کے دن ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے ہوؤں ہیچھے جمع کریگا۔ ان کی ہڈیاں اور گوشت اور بال اکٹھے کریگا۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اُن میں ارواح پھونکنے کا حکم کریگا۔ یہ بات حق مخلوق میں ہے۔ لیکن اپنے پیاروں کو بلاواسطہ لوٹاتا ہے۔ ایک نظر میں اُن کو فنا کرتا ہے۔ اور ایک نظر میں لوٹاتا ہے۔ محبّت کی شرط یہ ہے۔ کہ محبُوب کے ارادے کے ساتھ تمہارا ارادہ نہ رہے۔ دنیا اور آخرت اور مخلوق سے قطع تعلق ہو جائے۔ اللہ سے محبت کرنی آسان نہیں ہے کہ ہر کوئی اس کا دعوٰے کرے۔ بعض لوگ ایسے مدعی ہیں کہ محبت اُن سے کوسوں دُور ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ دعوٰے نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ محبّت اُنہیں حاصل ہے۔ مسلمانوں میں سے کسی کو حقیر نہ جانو۔ کیونکہ اللہ تعالٰے کے اسرار اُن میں بوئے گئے ہیں۔ اپنے نفسوں میں متواضع رہو۔ اور بندگان خدا پر تکبّر نہ کرو۔ اپنی غفلتوں سے بیدار ہو جاؤ۔ تم نہایت بڑی غفلت میں پڑے ہو۔ گویا کہ تمہارا حساب ہو چکا ہے۔ اور پلصراط سے گذر چکے ہو۔ اور جنّت میں اپنے مکان دیکھ لئے ہیں۔ یہ اتنا بڑا غرور کیا ہے؟ تم میں سے ہر ایک شخص کثرت گناہوں سے اللہ کا نافرمان ہے حالانکہ

وہ ان میں فکر نہیں کرتا ہے اور نہ ان سے توبہ کرتا ہے۔ اور گمان کرتا ہے۔ کہ وہ بھول بھلیاں ہو گئے ہیں۔ حالانکہ وہ تاریخ وار مع تعیین وقت صحیفوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ تھوڑے اور بہت گناہوں پر حساب اور عذاب کیا جائیگا۔ غافلو! بیدار ہو جاؤ! سونے والو! جاگو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرو۔ جس شخص نے گناہ اور لغزشیں بکثرت کیں۔ اور ان پر اصرار کرتا رہا نہ توبہ کی اور نہ شرمندہ ہوا۔ اگر اُس نے اپنی کرتوت کا تدارک نہ کیا۔ تو کفر کا قاصد اُس کے پاس آ گیا۔ دُنیا کے طالب! سوائے آخرت کے۔ مخلوق کے طالب! سوائے خالق کے! تو فقر سے خوف نہیں کرتا اور غنا کی اُمید نہیں رکھتا ہے۔

تجھ پر افسوس رزق قسمت کا ہے۔ زیادہ نہ کم نہ آگے نہ پیچھے ہوتا ہے۔ تم اللہ کی ضمانت میں شکایت کرتے ہو۔ اور جو چیز نصیب میں نہیں۔ اُس کے طالب ہو۔ تمہاری حرص نے عالموں کے پاس حاضر ہونے اور نیکی کے مناظر سے روک رکھا ہے۔ تم خوف کرتے ہو۔ کہ تمہارا نفع کم اور مال تھوڑا ہو جائیگا۔

تجھ پر افسوس! جب تم اپنی ماں کے پیٹ میں بچے تھے۔ تمہیں کس نے کھانا دیا۔ تمہارا بھروسہ اپنے پر اور خلقت پر۔ اشرفیوں اور روپوں پر۔ بیچنے اور مول لینے پر۔ شہر کے بادشاہ پر۔ جس جس پر تمہارا اعتماد ہے وہی تمہارا خدا ہے۔ اور جس سے تم ڈرو اور امید رکھو وہی تمہارا معبود ہے۔ جس شخص سے تم اپنا نفع اور نقصان دیکھو (اور یہ نہ سمجھو کہ اللہ ہی اُس کے ہاتھوں سے کراتا ہے) وہی تمہارا رب ہے۔ عنقریب تمہیں اپنی خبر معلوم ہو گی۔ اللہ تعالیٰ تم سے قوت سننے اور دیکھنے اور گرفت کی چھین لیگا۔ تمہارا مال اور جس پر خدا کے سوا بھروسہ جاتا رہیگا۔ تمہارے اور خلقت کے درمیان قطع تعلق کر دے گا۔ اور خلقت کے دل تمہاری طرف سے سخت کر دیگا۔ اور ان کے ہاتھ تمہاری طرف سے روک دیگا۔ اور تمہارا کاروبار بند کر کے رزق کے دروازے بند کر دیگا۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے کی طرف مارے مارے

پھرو گے۔ تمہیں کہیں ایک نوالہ کیا ایک ذرّہ بھی نہ ملیگا۔ جب اس کو پکارو گے قبول نہ کریگا۔ یہ سب مصیبت تمہارے شرک اور غیر پر بھروسہ اور غیر سے طلب نعمت اور نعمت سے گناہوں پر مدد کے باعث ہے۔ یہ حالت مَیں نے خود دیکھی ہے کہ ایسے لوگوں کا ایسا حال ہُوا ہے۔ غالبًا یہ لوگ گنہگاروں میں سے تھے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ کہ اپنی بد اعمالی کا تدارک توبہ سے کر لیتے ہیں۔ اللہ بھی اُن کی توبہ قبول کر کے اُن پر نظر رحمت اور کرم اور مہربانی سے دیکھتا ہے۔ خلق خدا! توبہ کرو کرو۔ علم والو! فقہ والو! زاہدو! عابدو! تم میں سے ہر ایک شخص توبہ کا محتاج ہے۔ تمہاری زندگی اور موت کی خبریں میرے پاس موجود ہیں۔ اگر تمہارے ابتدائی فعل مجھ پر مخفی ہو جائیں۔ تو آخر تمہاری موت کے وقت سب کُھل جاتے ہیں۔ اگر تمہارا کسی کا اصل مال مجھ سے پوشیدہ ہو جائے۔ تو مَیں اُس کے نکاس کو دیکھتا ہوں۔ اگر اس کا خرچ اولاد اور اہل اللہ کے فقیروں اور مخلوق کے مصالح پر ہُوا۔ تو میں جان لیتا ہوں۔ کہ اس مال کی اصل حلال ہے۔ اگر خاصان خدا صدیقوں پر خرچ ہُوا۔ تو جان لیتا ہوں کہ اس کی اصل اور تحصیل توکل بر خدا سے ہے۔ اور وہ حلال مطلق ہے۔ مَیں بازاروں میں تمہارے ساتھ نہیں رہتا۔ ولیکن حق تعالےٰ تمہارے مالوں کو اس طریق اور دوسرے طریقوں سے مجھ پر ظاہر کر دیتا ہے +

بیٹا! اِس بات سے بچو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے قلب میں اپنے غیر کو نہ دیکھے۔ تاکہ تمہاری ہتک نہ ہو۔ اس بات سے بھی بچو۔ کہ تمہارے دل میں اپنے غیر کا خوف اور غیر سے اُمید اور غیر کی محبت نہ دیکھے۔ دِلوں کو غیر سے پاک کرو۔ نفع اور نقصان غیر کے سوا اسی سے دیکھو۔ کیونکہ تم سب اللہ کے گھر میں اور اسی کی مہمانی میں ہو +

بیٹا! جو تمہیں خوبصورت چہرے نظر آتے ہیں اور تم اُن کو چاہتے ہو۔ یہ محبّت نکاری ہے۔ تمہیں اس پر عذاب ہوگا۔ صحیح محبّت وہی ہے۔ کہ جو اللہ کی محبّت

میں تغیر نہ کرے۔ اللہ کی محبت وہ ہے کہ جو تم اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ یہی محبت صدیقوں اور روحانیوں کی ہے۔ ان کی محبت ایمان سے نہیں بلکہ یقین اور آنکھ سے۔ ان کے دل کی آنکھوں سے حجاب اُٹھ گئے ہیں۔ جو کچھ غیب میں ہے وہ دیکھتے ہیں۔ ایسی چیز کو وہ دیکھتے ہیں۔ کہ جس کی وہ خود شرح نہیں بیان کر سکتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت معافی اور صحت کے ساتھ عنایت فرما۔

تمہاری قسمتیں دنیا میں معلوم وقتوں تک اللہ تعالےٰ کے پاس امانت ہیں۔ کوئی شخص روکنے پر قدرت نہیں رکھتا کہ مالک سے اذن کے وقت تم تک نہ پہنچنے دے۔ قسمت مخلوق سے ہنستی ہے۔ اور ان کی عقلوں کو خراب اور ان سے استہزاء کرتی ہے۔ ایسے شخص پر ہنستی ہے جو ایسی چیز کا طالب ہے کہ جو اس کی قسمت میں نہیں ہے۔ اور ایسے شخص پر جو بغیر اذن مالک کے قسمت کا لکھا مانگتا ہے۔

اے قوم! اگر دنیا کے دروازے سے اعراض کرو۔ اور اللہ کے دروازے پر دستک دو۔ تو دنیا خود بخود نکل کر تمہاری تابعدار ہو جائیگی۔ اللہ تعالےٰ سے عقل کا سوال کرو۔ جب دنیا اولیاء اللہ پر توجہ کرتی ہے۔ تو اس کو کہتے ہیں کہ چلی جا۔ دوسروں کو دھوکہ دے۔ ہم نے تجھے پہچان لیا۔ اور دیکھ لیا ہے۔ ہمارا تجربہ نہ کر۔ ہمیں تیری آزمائش خوب معلوم ہے۔ ہم پر پرکھنے کی مشقت نہ ڈال۔ تیرا دینار اچھا ہے۔ تیری زینت خالی بُت پر ہے جو لکڑی سے بنا ہے۔ اس میں رُوح نہیں ہے۔ تیرا ظاہر ہے باطن نہیں۔ صورت ہے سیرت نہیں۔ تیری نظر اور خبر آخرت میں مفید نہیں ہے۔ جب اللہ والوں پر دنیا کے عیب ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ اور جب مخلوقات کے عیب ظاہر ہوتے ہیں تو ان سے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان سے بھاگتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں جنگلوں اور بیابانوں اور ویرانوں اور غاروں میں جنوں اور فرشتوں کے ساتھ جو زمین پر چلنے والے ہیں اُنس حاصل کرتے ہیں۔ اُن کے پاس فرشتے اور جنات اپنی صورتیں بدل کر آتے ہیں۔ بعض اوقات میں ان پر زاہدوں اور راہبوں ریش دراز اور وحوش کی

صورت پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جس عکوت پر چاہیں ظاہر ہوتے ہیں۔ صورت کی تبدیلی فرشتوں اور جنات کے لئے ایسی ہے۔ جیسے تم میں سے کسی کے پاس گھر میں مختلف طرح کے کپڑے معلق ہوں۔ جونسے چاہے پہن لے۔ اللہ تعالےٰ کا مرید صادق الارادت ابتدائی امر میں خلقت کے دیکھنے سے تنگ آتا ہے اور انکی کلام نہیں سننا چاہتا ہے۔ دنیا اور مخلوق میں سے ایک ذرہ کے دیکھنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا ہے اس کا دل بیقرار اور عقل غائب اور نگاہ چڑھی رہتی ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی رہتا ہے یہاں تک کہ رحمت کا ہاتھ اس کے دل پر پڑتا ہے تو اُس کو سکون آجاتا ہے۔ بس مست ہوجاتا ہے یہاں تک کہ قربتِ حق تعالےٰ کی خوشبو سونگھ کر افاقہ پاتا ہے۔ جب اپنی توحید اور اخلاص اور معرفت حق تعالیٰ میں اپنے علم اور محبت کے ساتھ قرار پکڑ لیتا ہے۔ اس کو ثابت قدمی اور خلقت کی وسعت حاصل ہوتی ہے۔ اس کو اللہ کی طرف سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ کہ مخلوقات کے بوجھ بلا مشقت اُٹھا لیتا ہے۔ ان کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور ان کو چاہتا ہے۔ ان کا پورا شغل انکی اصلاحوں میں ہوتا ہے۔ اور وہ حق تعالےٰ سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتا ہے۔ زاہد اپنے ابتدائی زہد میں خلقت سے بھاگتا ہے۔ اور زاہد جو اپنے زہد میں کامل ہو ان باتوں کی پرواہ نہیں رکھتا ہے۔ اور نہ مخلوق سے نفرت کرتا ہے۔ بلکہ ان کو بلاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کا عارف ہے اور جو شخص اللہ کا عارف ہے وہ کسی چیز سے بھاگتا نہیں۔ اور نہ ماسوی اللہ سے خوف کھاتا ہے۔ زاہد مبتدی بدکاروں اور نافرمانوں سے بھاگتا ہے۔ اور زاہد انتہائی مقام والا ان کو طلب کرتا ہے۔ ان کو کیوں نہ طلب کرے اُن کے پاس ان کی پوری دوا ہے اسی واسطے زاہدوں میں سے ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا يَضْحَكُ فِیْ وَجْهِ الْفَاسِقِ اِلَّا الْعَارِفُ (عارف کے سوا بدکار کے چہرے میں کوئی نہیں ہنستا ہے) جس کی معرفت الٰہی کمال کو پہنچی۔ وہ اللہ کا پتہ دینے لگتا ہے۔ وہ ایک جال ہے۔ کہ جس سے خلقت کو بحرِ دنیاوی سے شکار کیا جاتا ہے۔ اس کو طاقت عنایت ہوتی ہے۔ کہ ابلیس کو لشکر سمیت شکست فاش دے کر مخلوق کو اُن کے ہاتھوں سے

بچالیتا ہے۔ وہ شخص جو خلوت میں زہد کے لئے نادانی سے بیٹھتا ہے آگے آئے۔ اور جو مَیں کہتا ہوں سُن لے۔ رُوئے زمین کے زاہدو! آگے آؤ۔ اپنی عبادت گاہوں کو ویران کرو۔ اور مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ اصل کے بغیر تم اپنی خلوتوں میں بیٹھے۔ تمہیں کچھ نہ ملا۔ آگے آؤ۔ اور حکم کے پھلوں کو چُن لو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہارا آنا مَیں اپنے لئے نہیں چاہتا ہوں۔ بلکہ تمہارے لئے چاہتا ہوں +

بیٹا! تمہیں ضرورت ہے کہ مشقت اُٹھاؤ۔ تاکہ صنعت سیکھو۔ ہزار مرتبہ بناؤ اور توڑو۔ یہاں تک کہ اچھی طرح بناؤ۔ جو نہ ٹوٹے جب بنانے اور توڑنے میں فنا ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالےٰ تمہارے لئے ایسی عمارت بنائیگا جو کبھی نہ ٹوٹے گی +

اے قوم! تمہیں کب عقل آئے گی۔ اس کو کب پاؤ گے۔ جس کی طرف مَیں سیر کرتا ہوں اللہ تعالےٰ کے ارادتمندوں کی تلاش کرو۔ جب وہ تمہیں ملیں تو اپنی جانوں اور مالوں سے ان کی خدمت کرو۔ اللہ تعالےٰ کے سچے ارادتمندوں کے لئے خاص خوشبوئیں اور خاص علامات ان کے چہرے پر روشن ہیں۔ لیکن نقص تمہارے اندر اور تمہاری نگاہوں اور تمہاری کج فہمی میں ہے۔ تمہارے نزدیک صدیق اور بے دین۔ حلال اور حرام۔ زہر اور تریاق۔ مشرک اور موحد۔ مخلص اور منافق۔ تابعدار، نافرمان۔ طالب مولیٰ اور طالب مخلوق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مشائخ! عالمانِ باعمل کی پوری خدمت اُٹھاؤ۔ تاکہ سب چیزوں کی حقیقت کا تمہیں عرفان کرادیں۔ اللہ تعالےٰ کی معرفت میں کوشش کرو۔ کیونکہ جب اُس کو پہچانو گے تو غیر کو بھی پہچان لو گے۔ پہلے معرفت حاصل کرو۔ پھر محبت کرو۔ اگر سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا ہے تو دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ جب اس کی نعمتوں کا احساس کرو گے۔ تو اس سے ضرور محبت پیدا ہوگی +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَّ اَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ لِیْ۔ اللہ سے محبت کرو کیونکہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے اور مجھ سے پیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ مجھ کو

چاہتا ہے ۔*

اے قوم! اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتیں عطا فرمائیں حالانکہ تم شکم مادر میں تھے۔ اور شکموں سے نکلنے کے بعد بھی پھر اس نے صحت اور سب طرح کی قوت اور طاقت عنایت فرمائی۔ اور اپنی طاعت تمہارے نصیب میں کی۔ اور تمہیں مسلمان اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعداروں کے زمرے میں رکھا۔ لہذا آنحضرت کی شکر گذاری اور محبت اللہ تعالےٰ کی شکر گذاری اور محبت ہے۔ جب اُس کی نعمتوں کو سمجھو گے تو تمہارے دلوں سے مخلوق کی محبت دُور ہو جائے گی۔ اللہ کا عارف! اللہ کا محب! اللہ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا! وہی شخص ہے۔ جو نیکی اور بدی کرنے والے پر اُس کی نظر نہ پڑے۔ اگر مخلوق سے احسان ظاہر ہو تو اللہ کی تسخیر سمجھے۔ اگر برائی ظاہر ہو تو اسی کا تسلط جانے۔ اُس کی نظر مخلوق سے نکل کر خالق پر پڑے۔ باوجود اس کے شرع کا پابند رہے۔ شرعی حکم کسی حالت میں ساقط نہ ہونے دے۔ عارف کا دل ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہمیشہ منتقل رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا خلقت میں زہد اور خلقت کی ترک اور خلقت سے اعراض مستحکم ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی رغبت اور اللہ پر توکل قوی ہو جاتا ہے۔ خلقت سے لین دین کی عادت جاتی رہتی ہے۔ جو کام خلقت سے حاصل ہو اُس کو اللہ کے ہاتھ سے جانتا ہے۔ اس کی عقل جو خلقت میں مشترک ہے۔ قوت اور تائید حاصل کر کے دوسری عقل ہو جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اسے عقل ہے۔ (یعنے عقل جزئی سے عقل کلی بن جاتی ہے۔ مترجم)*

خلقت کے فقیر! خلقت کے مشرک! موت کے آنے سے خوف کر اور تو اسی حالت میں رہے کہ جس پر اب ہے۔ اللہ تعالےٰ تیری روح کے لئے اپنا دروازہ نہ کھولیگا۔ اور نہ اس کی طرف نظر رحمت ڈالے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ مشرک سے جو غیر پر بھروسہ کرنے والا ہو نہایت غضبناک ہے۔ تمہیں لازم ہے کہ پہلے نفس سے پھر خلق سے پھر دنیا سے پھر آخرت سے۔ پھر ماسوی اللہ سے خلوت کرو۔ اگر

تم چاہتے ہو۔ کہ مالک کے ساتھ خلوت ہو تو اپنے وجود اور اپنی تدبیر اور اپنے بکواس کو دور کرو ۔

تجھ پر افسوس! تم عبادت گاہ میں اور دل لوگوں کے گھروں میں ان کے ہدیونکا منتظر۔ اپنی عمر ضائع کی اور صورت بے معنی ہے۔ اپنے نفس کو کسی چیز کا اہل نہ سمجھ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اس کو اہل نہ بنا دے۔ اگر اللہ کی طرف سے اہلیت نہ آئے۔ تو تم اور خلقت اپنے آپ حاصل نہیں کر سکتے ہو۔ اگر تم سے کسی امر کا ارادہ کرے۔ تو تمہارے لئے سامان کر دیتا ہے۔ اگر تمہارا باطن صحیح اور قلب ماسوی اللہ سے خالی نہ ہو تو صرف خلوت تمہیں نفع نہیں دے سکتی ہے۔ اے اللہ! جو کچھ میں کہتا ہوں۔ مجھے اس سے منفعت بخش۔ اور ان کو بھی میری نصیحت سے نفع عنایت فرما۔ اور وہ میری نصیحت گوش ہوش سے سن کر قبول کریں۔ آمین!

اکّیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن عشا کے وقت ۱۵۔ ذی القعدہ ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

دنیا آخرت سے حجاب ہے۔ اور آخرت رب دنیا و آخرت سے حجاب ہے۔ ہر ایک مخلوق خالق سے حجاب ہے۔ جس چیز پر ٹھیر جاؤ وہی حجاب ہے۔ لہذا دنیا اور مخلوق اور ماسوی اللہ کی طرف توجہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کے دروازے پر اپنے باطن کے قدموں اور ماسوی اللہ کو ترک کر کے سب سے برہنہ ہو کر حاضر نہ ہو جاؤ۔ اللہ میں حیران اللہ کی طرف فریاد اللہ کے ساتھ مدد اس حال میں کہ اس کے سابقے اور علم کے ناظر رہو۔ جب تمہارے قلب اور باطن کا وصول ثابت ہو جائے۔ اور وہ اس پر داخل ہو کر قریب اور نزدیک ہو جائیں۔ تمہاری آمد پر مبارک باد ملے۔ اور مخلوقات کے دلوں پر سلطنت حاصل ہو جائے۔ اور حکومت ملے۔ اور تمہیں

مخلوقات کے دلوں کے امراض دور کرنے کے لئے طبیب بنا دے۔ تو اب مخلوق اور دنیا کی طرف توجہ کرو۔ مخلوقات کے حق میں تمہاری توجہ نعمت خداوندی ہو گی۔ اور تمہارا ان کے ہاتھوں سے دنیا کو حاصل کرنا اور فقیروں پر واپس کرنا اور اپنا حصّہ لینا تمہارے حق میں طاعت اور عبادت اور سلامتی ہے۔ جس شخص نے دنیا کو اس طرح حاصل کیا۔ اس کو ضرر نہ دے گی۔ بلکہ اس سے سلامت رہے گا۔ اور اپنی قسمت کو اُس کی بدبو اور گندگی سے مصفّا حاصل کرے گا ؛

اولیاء اللہ کے چہروں پر ولایت کا ایک خاص نشان ہوتا ہے اسکو فراست والے ہی دیکھتے ہیں۔ ولایت پر اشارات کی شہادت ہوتی ہے زبان کی نہیں۔ لہذا جو شخص نجات کا طالب ہے اُس کو چاہئے کہ اپنا جان و مال راہِ خدا میں قربان کرے۔ مخلوق اور دُنیا سے اپنے دل کو نکالے۔ جیسے بال گُندھے ہوئے آٹے اور دودھ سے نکلتا ہے۔ اسی طرح آخرت اور ماسوی اللہ سے نکل جائے۔ اب اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر ہر ایک حقدار کو اس کا حق ادا کرے۔ اور اپنا نصیب بھی دنیا اور آخرت سے حاصل کرے۔ اس حال میں کہ وہ دروازے پر ہے۔ اور دنیا اور آخرت اُس کے سامنے دست بستہ کھڑی ہیں۔ اگر دنیا بیٹھی ہو اور تم کھڑے۔ اس طرح دنیا سے اپنا نصیب حاصل نہ کرو۔ بلکہ تم اور وہ دروازے شاہی پر ہو! اور دنیا سر پر خوانچہ اُٹھائے کھڑی ہو۔ اور تم بطور مخدوم بیٹھے ہو۔ وہ تمہارے سامنے ذلیل ہو۔ اور تم غنا اور عزت خداداد سے کھاؤ۔ بندگانِ خاص اللہ تعالےٰ سے دنیا میں مفلس رہ کر راضی ہیں۔ اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالےٰ سے سوائے قربت کے اور کچھ نہیں مانگتے ہیں۔ انہوں نے جان لیا۔ کہ دنیا قسمت کو ملتی ہے۔ لہذا اس کی طلب ترک کر دی۔ اور اُنہوں نے یہ بھی سمجھ لیا۔ کہ آخرت کے درجات اور بہشت کی نعمتیں قسمت کی ملتی ہیں۔ اس کی طلب اور عمل کو بھی چھوڑا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا اور کسی چیز کو نہیں چاہتے ہیں۔ جب جنت میں داخل ہوئینگے اپنی آنکھیں نہ کھولینگے۔ یہاں تک اللہ تعالےٰ کے چہرے کا نور نہ دیکھ لیں۔ تنہائی اور جدائی سے محبت

رکھو۔ جس شخص کا دل خلقت اور اسباب سے خالی نہ ہو۔ وہ نبیوں اور صدیقوں اور صالحین کے رستہ پر چلنے کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا سے تھوڑے پر قناعت نہ کرے۔ اور بہتے کو قدر کے ہاتھ میں سپرد کردے۔ بہتے کی طلب کے درپے نہ ہو۔ کیونکہ وہ تجھ کو برباد کرے گا۔ اگر اللہ تعالےٰ خود بخود تمہارے اختیار کے بغیر بہت سا عنایت کرے۔ تو تم اس میں سب طرح سے محفوظ رہو گے ÷

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں کو اپنے علم اور کلام سے نصیحت کرو۔ واعظ! لوگوں کو اپنے باطن کی صفائی اور دل کی پرہیزگاری سے نصیحت کر۔ ظاہراچھے اور باطن بُرے سے نصیحت نہ کر۔ اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کے دلوں میں ان کے پیدا کرنے سے پہلے ایمان لکھ رکھا ہے۔ یہی سابقہ ہے۔ خدا کے سابقے اور توکل پر ٹھیرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ کوشش اور ہمت اور طاقت صرف کرنی چاہیئے۔ ایمان کے طلب کرنے میں محنت کرو۔ اُمید ہے کہ شاید اللہ تعالےٰ بغیر کسب اور محنت بھی عطا کردے۔ کیا تمہیں حیا نہیں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تو اپنی ذات کے لئے ایسی صفات بیان کرتا ہے۔ کہ جن سے وہ راضی ہے۔ تم ان کی لاحاصل تاویل اور ناجائز رد کرتے ہو۔ جتنی وسعت تم سے پہلے صحابہ اور تابعین کو حاصل تھی۔ تمہیں حاصل نہیں ہے۔ ہمارا پاک پروردگار عرش پر ہے۔ جیسے اُس نے فرمایا بغیر تشبیہ اور بغیر جسم اور بغیر معطل رہنے کے ہے ÷

اے اللہ! ہمیں رزق اور توفیق عنایت کر۔ اور نئی باتیں نکالنے سے بچا۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت فرما۔ اور عذاب دوزخ سے بچا) ÷

بائیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ نے آخر ذی القعدہ صبح کے وقت ۵۴۵ھ کو کلام کے بعد مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا :-

کسی شخص نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ۔ مَیں اپنے دل سے دنیا کی محبت کیسے نکالوں ! آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ۔ تم دیکھو کہ دنیا دنیاداروں اور ان کی اولاد کے ساتھ کیا اُلٹا پلٹی کرتی ہے ۔ ان کے ساتھ کن کن حیلوں سے لہو ولعب کرتی ہے ۔ اُن کو اپنے پیچھے دوڑاتی ہے ۔ اور درجہ بدرجہ ترقی دے کر دوسروں سے بڑھاتی ہے ۔ اور ان کی گردنوں کا مالک بنا دیتی ہے ۔ اور اُن پر اپنے خزانے اور عجائبات ظاہر کرتی ہے ۔ اس حال میں کہ وہ اپنے مرتبے اور جاہ و جلال اور خوشی کی زندگی اور حصولِ خدمت پر خوشی مناتے ہیں ۔ اچانک اُن کو پکڑتی ہے اور قید کرتی ہے ۔ اور دھوکا دیتی ہے ۔ اور ان کو اس بلندی سے سروں کے بل دے مارتی ہے ۔ اُن کے ٹکڑے ٹکڑے اور ریزے ریزے کر کے جان سے مار ڈالتی ہے ۔ اور خود کھڑی ہنستی ہے ۔ اور ابلیس لعین بھی اس کے پہلو میں خوب کھڑا ہنسی اُڑاتا ہے ۔ یہ ہے دنیا کا فعل ۔ بہت سے بادشاہوں اور شہنشاہوں اور غنیوں کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روزِ قیامت تک اسی طرح بلند کرتی اور گراتی ہے ۔ آگے بڑھاتی ہے ۔ پھر پیچھے ڈالتی ہے ۔ غنی کرتی ہے پھر تنگدست کرتی ہے ۔ قریب ہوتی ہے ۔ پھر ذبح کرتی ہے ۔ ایسے بہت کم لوگ ہیں جو اُس سے سلامت رہ کر غالب آئیں ۔ اور مغلوب نہ ہوں ۔ اور اس پر قوت حاصل کر کے اُس کی شرارت سے محفوظ رہیں یہ شاذ و نادر ہیں ۔ اس کی بدی سے وہی شخص بچتا ہے ۔ کہ اس کو پہچان کر اس سے اور اس کے حیلوں سے خوف کھائے ۔

اے سائل! اگر تم دل کی آنکھوں سے اس کے عیب دیکھو تو تم اُس کو دل سے نکال سکتے ہو۔ اگر سر کی آنکھوں سے دیکھو۔ تو اس کے عیبوں سے چشم پوشی کر کے اس کی زینت میں مشغول ہو جاؤ گے۔ تو اس سے کنارہ کشی اور دل سے نکالنے پر قادر نہ ہو سکو گے۔ تمہیں بھی قتل کرے گی جیسے دوسروں کو قتل کیا ہے +

اپنے نفس سے جہاد کرو یہاں تک کہ مطمئن ہو جائے۔ جب اطمینان ہو گا۔ تو تم دنیا کے عیب پہچان کر اس کو ترک کرو گے۔ نفس کا اطمینان یہ ہے کہ وہ دل کا کہا مانے۔ اور باطن کے بھی موافق ہو کر دونوں کی اطاعت کرے۔ جس چیز کا امر کریں بجالائے۔ اور جس چیز سے روکیں اُس سے رُک رہے۔ ان کی عطاء پر قناعت اور منع پر صبر کرے۔ جب نفس مطمئنہ ہؤا۔ تو قلب سے مل کر تسکین حاصل کریگا۔ اس کے سر پر پرہیزگاری کا تاج اور قربت کی خلعت دیکھیگا۔ ایمان اور تصدیق کو لازم جانو۔ اور اولیاء اللہ کو مت جھٹلاؤ۔ ان سے کسی طرح کا نزاع اور جھگڑا نہ کرو۔ کیونکہ وہ دنیا اور آخرت میں بادشاہ ہیں۔ قرب حقانی کے مالک ہیں۔ ماسوی اللہ اُن کے قبضے میں ہے۔ اللہ تعالٰے نے اُن کے دلوں کو غنی کر دیا ہے۔ اور اپنے قرب اور اُنس اور اپنے انوار اور کرامت سے پُر کر دئے ہیں۔ انہیں کچھ پرواہ نہیں ہے کہ دنیا کس کے ہاتھ سے بنی اور کون اس کو کھا رہا ہے۔ دنیا کی ابتداء نہیں دیکھتے۔ اس کا انجام اور فنا دیکھتے ہیں۔ ان کے باطن کی آنکھوں کے سامنے حق تعالٰے جلوہ گر ہے۔ ہلاکت کے خوف اور ملک کی اُمید پر عبادت نہیں کرتے۔ اللہ تعالٰے نے ان کو اپنے لئے اور اپنی صحبت کی ہمیشگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اور پیدا کرتا ہے کہ جس کو تم نہیں جانتے) فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (اپنے ارادے کو پُورا کرتا ہے) +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق کی مندرجہ ذیل خصلتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ جو شخص ان سے بچا وہی نفاق سے بیزار ہے۔ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ (بات کرے تو جھوٹ بولے۔ وعدہ کرے تو مُنہ میٹھے۔ امانت رکھی جائے تو خیانت کرے) +

یہ خصلتیں کسوٹی ہیں۔ اِن سے ایمان دار اور منافق میں فرق واضح ہوجاتا ہے۔ یہ کسوٹی اَور آئینہ لو۔ اَور اس سے اپنے دل کا چہرہ دیکھو۔ کیا تم ایمان والے ہو یا منافق، توحید والے ہو یا بُت پرست ❖

دنیا سب کی سب فتنہ اَور مشغلہ ہے۔ مگر جتنی کہ آخرت کے لئے نیک نیتی سے حاصل کی جائے۔ اگر دنیا کے تصرف میں نیت نیک ہے۔ تو یہی آخرت ہے۔ اَور جو نعمت اللہ کے شکر سے خالی ہو دُنیا ہے۔ اللہ کی نعمت کو شکر سے قید کرو۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہر ایک نعمت کے ساتھ ہے۔ ادائے شکر دو طرح سے ہے۔ اوّل یہ کہ نعمتوں کے ساتھ عبادت پر مدد حاصل کی جائے۔ اور ان کے ذریعہ حاجتمندوں سے غمخواری کرے۔ دُوسرے یہ ہے کہ نعمت کے ذریعے نعمت دینے والے کو پہچان کر اُس کے نزول انعام کا شکریہ ادا کیا جائے ❖

بعض اولیاء اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو چیز اللہ تعالےٰ سے روکے وہی تمہارے لئے شوم ہے۔ اگر یاد الٰہی سے بُھلائے بُری ہے۔ نماز، روزہ، حج اور تمام نیکی کے کام اگر للہ نہ ہوں تو شوم ہیں۔ جو نعمت تمہارے اور اللہ کے درمیان حجاب ہو جائے۔ وہ بھی بُری ہے۔ نعمت حاصل کرکے گناہوں سے مقابلہ کرتے ہو۔ اپنی مہمات میں غیر کی طرف رجوع لاتے ہو۔ جھوٹ اور نفاق نے تمہاری حرکات اور سکنات ظاہر اَور باطن رات اور دن میں قرار پکڑ لیا ہے۔ تم پر شیطان کا حیلہ کارگر ہُوا۔ اُس نے جھوٹ اَور بُرے عملوں کو تمہارے لئے مزیّن کردیا۔ جھوٹ کی عادت پڑ گئی یہاں تک نماز میں بھی۔ کیونکہ تم اللہ اکبر کہہ کر جھوٹ بولتے ہو تمہارے دل میں دُوسرا معبُود ہے۔ جس چیز پر بھروسہ کرو وُہی خدا ہے۔ جس سے ڈرو اور اُمید رکھو وہی تمہارا معبُود ہے۔ تمہارا دل زبان کے موافق اور قول فعل کے مطابق نہیں ہے۔ اللہ اکبر ایک مرتبہ زبان اور ہزار مرتبہ دل سے کہنا چاہئے۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہو حالانکہ اللہ کے سوا تمہارا ہزار معبُود ہے۔ جن بیہودہ خیالات میں ہو سب سے اللہ کی طرف توبہ کرو۔ وہ شخص جو علم سے واقف ہے۔ اور

عمل کے سوا صرف نام پر قانع ہے۔ اس کو کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ جب کہتے ہو کہ میں عالم ہوں تو جھوٹ بولتے ہو۔ تمہارا نفس کیسے خوش ہے۔ کہ دوسروں کو امر کرتے ہو۔ اور خود عمل نہیں کرتے۔ اللہ جلّ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (جو کرتے نہیں کہتے کیوں ہو؟)

تجھ پر افسوس! لوگوں کو سچائی کا حکم اور خود جھوٹے۔ دوسروں کو توحید کا امر خود بُت پرست۔ اوروں کو اخلاص کی تلقین اور آپ ریا کا منافق۔ لوگوں کو ترک گناہ کا حکم اور آپ نافرمان۔ تمہاری آنکھوں سے حیا اُٹھ گیا ہے۔ ٹھیک ہے! اگر ایمان ہوتا تو حیا کرتے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (حیا ایمان سے ہے)

تم میں نہ امانت، نہ یقین، نہ ایمان۔ علم میں خیانت کی! تو امانت جاتی رہی۔ اللہ کے نزدیک بد دیانت لکھا گیا۔ تمہارے لئے مجھے کوئی دوا معلوم نہیں۔ سوائے توبہ اور اس پر ثابت رہنے کے۔ جس کا اللہ اور اس کی قدر کے ساتھ ایمان صحیح ہے۔ اُس نے اپنے سب کام اسی کے سپرد کر دئے ہیں۔ اُن میں کسی کو شریک نہیں بناتا ہے۔ خلقت اور اسباب کی قید میں پڑ کر مشرک نہ ہو۔ جب یہ بات ثابت ہوگی۔ تو سب طرح کی آفات سے تمام احوال میں سلامت رہو گے۔ ایمان سے آگے مرتبہ یقین! پھر ابدالوں کی ولایت! پھر غائب ہو جاؤ گے۔ گاہے آخر احوال میں مقام قطب حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے شخص کے ساتھ تمام مخلوق جن اور انسان اور فرشتے اور ارواح پر فخر کرتا ہے۔ اُس کو آگے بڑھاتا ہے۔ اور قریب کرتا ہے۔ اور اپنی مخلوق کا والی بنا دیتا ہے۔ اُس کو مالک اور قادر اپنا محبوب اور مخلوق کا محبوب بنا دیتا ہے۔ یہ مرتبہ اُس کی ابتداء اور بُنیاد ہے اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان اور ان کی تصدیق اس امر کی بُنیاد ہے۔ اوّل اسلام۔ پھر ایمان۔ پھر عمل اللہ کی کتاب اور شریعت رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ پھر کمال ایمان کے وقت قلبی توحید کے ساتھ عمل میں خلاص ہو۔ ایمان والا ذات ہے

اور اپنے عمل سے اور کل ماسوی اللہ سے فانی ہے۔ عمل تو کرتا ہے۔ مگر عملوں سے بھی الگ رہتا ہے۔ ہر وقت اپنے نفس سے جہاد کرتا رہتا ہے۔ اور کل مخلوق کو اللہ سے ایک پہلو میں ڈالے رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اُس کو اپنے رستے کی ہدایت کر دیتا ہے ؂

اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (جو لوگ ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں ان کو ہم اپنے دربار کے کئی رستے بتا دیتے ہیں) ؂

سب چیزوں میں بے رغبت ہو جاؤ۔ تو تم اُس کی تدبیر پر راضی ہو گئے۔ ان کو اپنے دستِ قدرت میں پلٹا دیتا ہے۔ جب اس کی موافقت کرو گے۔ تو اُن کو اپنی قدرت کی طرف منتقل کر دے گا۔ خوش نصیبی ہے اُس شخص کے لئے جو قدر کے موافق بنا۔ اور مقدر کے فعل کا منتظر رہا۔ اور عامل بالقدر ہوا۔ اور قدر کے ساتھ چلا۔ اور قدروں کی نعمت کی ناشکری نہ کی۔ اور مقدر کی نعمت کا نشان اللہ کی رحمت اور قرب اور مخلوق سے بے پروائی ہے۔ جب بندے کا دل واصل ہو جائے اس کو مخلوق سے غنی کر کے اپنے قریب صاحب قدرت اور صاحب ملک بنا لیتا ہے۔ اُس کیلئے ارشاد ہوا ہے۔ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ (تو آج کے دن ہمارے پاس رئیس امانت دار ہے) اُس کو اپنے ملک میں نائب بنا دیتا ہے۔ جیسے مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا نائب بنایا۔ اور اپنے ملک کا کام کاج اور وزیر و امیر اور تدبیر ملکی اور اسباب سب کچھ آپکے سپرد کر دیا۔ اور آپ کو اپنے خزانوں پر امین مقرر کر دیا۔ اسی طرح دل جب صحیح ہو جائے۔ اور اُس کی شرافت و پاکیزگی ماسوی اللہ سے ظاہر ہو جائے۔ اس کو اپنے بندوں کے دلوں پر اور اپنی دُنیا و آخرت کی سلطنت پر پورا پورا اختیار رہنے دیتا ہے۔ اور مُریدانِ ارادتمند کا کعبہ بنا دیتا ہے۔ رستہ یہیں تک ہے علم اور عمل ظاہری کے ساتھ ہے۔ اللہ کی عبادت میں سُستی اور بیہودگی کی عادت نہ ڈال۔ ورنہ عذاب میں مبتلا ہو جاوےگا ؂

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اِذَا اَقْصَرَ الْعَبْدُ فِی الْعَمَلِ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْھَمِّ (جب بندہ عمل میں کوتاہی کرتا ہے اللہ تعالے اُس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے) *

اس کو جو چیز قسمت میں نہیں اس کا رنج پہنچتا ہے۔ بیوی اور بال بچوں کا رنج۔ عزیزوں کا رنج۔ کاروبار میں خسارے کا رنج۔ بیٹے کی نافرمانی اور جورو کی نفرت کا رنج۔ جدھر ہاتھ ڈالتا ہے خسارہ اُٹھاتا ہے۔ کیونکہ اُس نے اللہ کی عبادت میں کوتاہی کی۔ اور اس سے مُنہ پھیر کر دُنیا اور خلقت میں مشغول ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (اگر تم شکر گذار اور ایماندار رہو تو خدا نے تمہیں عذاب دے کر کیا لینا ہے) اور کسی کو جائز نہیں ہے کہ اپنی بداعمالی پر قضاء وقدر سے حجت حاصل کرے۔ کیونکہ اللہ کا تصرف اور حکم ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ (جو کچھ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں دوسرے پُوچھے جائینگے) *

تجھ پر افسوس! اللہ سے منہ پھیر کر اپنے نفس اور اہل سے کب تک مشغول رہوگے۔ بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے ارشاد فرمایا۔ جب جان لو کہ تمہارے لڑکے نے گٹھلی اٹھالی ہے۔ اس سے اعراض کرو۔ اور اپنے نفس کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ مشغول کرو۔ آپ کی مراد اس کلام سے یہ ہے۔ جب لڑکے نے جان لیا۔ کہ گٹھلی کام کی اور قیمتی ہے۔ تم جان لو کہ حفاظت کا بوجھ خود اُٹھائیگا۔ اپنا وقت اس پر مشقت میں ضائع نہ کرو۔ کیونکہ لڑکا تم سے بے پروا ہے۔ اپنی اولاد کو صنعت سکھاؤ۔ اور خود اللہ کی عبادت کے لئے فارغ ہوجاؤ۔ کیونکہ بیوی اور بچہ کسی چیز میں اللہ سے غنی نہیں کرتے ہیں۔ اپنے نفس اور اہل اور اولاد کے لئے قناعت لازم پکڑو۔ صرف ضروریات حاصل کرو۔ تم اور وہ سب اللہ کی عبادت کے لئے فارغ ہوجاؤ۔ اگر مقدر میں تمہارے رزق کی فراخی ہے تو وہ بھی اپنے وقت پر ہو رہے گی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیکھ لوگے اور خلقت کے شرک سے خلاصی پاؤ گے۔ اگر تمہارے مقدر میں

کشائش نہیں تو تم اپنے زہد اور قناعت کے ساتھ سب چیزوں سے غنی ہو چکے ہو۔ ایمان والا صابر جب کسی دنیاوی چیز کا محتاج ہوتا ہے۔ تو اپنی عاجزی اور گریہ زاری اور ذلت اور توبہ اور سوال کے قدموں کے ساتھ حق تعالےٰ کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ اگر اس کا ارادہ پورا کر دے تو عطیہ پر شکر گذار ہوتا ہے۔ اگر نہ عنایت کرے تو موافقت منع پر کر کے اس کے ارادہ پر بلا اعتراض اور نزاع صبر کرتا ہے۔ اپنے دین اور نفاق اور ریا اور فریب سے طالب غنا نہیں ہے جیسا کہ تو ہے۔ منافق! ریا اور نفاق اور نافرمانی! یہ فقر اور ذلت اور خدا سے دور پڑنے کے اسباب ہیں۔ منافق ریا کار دنیا کو دین سے حاصل کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو بلا اہلیت صالحین کے مشابہ کرتا ہے انہیں جیسا کلام اور انہیں کیسا لباس پہنتا ہے۔ اور اُن جیسے عمل نہیں کرتا ہے۔ اپنی نسبت کا ان سے دعوےٰ کرتا ہے۔ حالانکہ اُن کے نسب سے نہیں ہے۔ تمہارا قول لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا دعوےٰ ہے۔ اللہ پر توکل اور پختگی اور غیر کو دل سے توڑنا یہ گواہ ہیں۔ جھوٹو! سچ بولو۔ مالک سے بھاگنے والو! رجوع کرو۔ اپنے دلوں سے اللہ کے دروازے کا قصد کرو۔ اس سے صلح کرو۔ اور اس کے سامنے عذر کرو۔ صرف ایمان کی حالت میں شرعی اجازت سے دنیا حاصل کرو۔ اور حالت ولایت میں امر الٰہی کے ہاتھ سے مع شہادت کتاب و سنت حاصل کرو۔ قطب اور ابدال کے حال میں اللہ کے فعل سے حاصل کرو۔ سب چیزیں اسی کے سپرد کر دو +

بیٹا تم اپنے نفس پر حیا نہیں کرتے کیونکہ تم صواب اور توفیق سے محروم ہو۔ اس بات سے حیا نہیں کرتے کہ آج تابعدار اور کل کو گنہگار ہو جاؤ۔ آج مخلص اور کل کو مشرک۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ وَمَنْ کَانَ اَمْسُہٗ خَیْرًا مِّنْ یَوْمِہٖ فَھُوَ مَحْرُوْمٌ (جس کا آج اور کل گذشتہ برابر ہے۔ وہ نقصان والا ہے۔ اور جس کا کل آج کے دن سے بہتر تھا وہ محروم ہے +

بیٹا! تمہارے پاس کوئی چیز کار آمد نہیں اور ضرور ہونی چاہیے۔ کوشش کرو

اور اللہ سے مدد مانگ۔ جس دریا میں ہو۔ اس میں ہاتھ پاؤں ہلاؤ۔ موجیں اُٹھا کر اُلٹا پلٹا کر کنارے پر ڈال دینگی۔ تم سے دُعا اور اللہ سے قبولیت۔ تمہاری کوشش اور اللہ کی طرف سے توفیق۔ تمہاری طرف سے ترک اور اس کی طرف سے غیرت۔ طلب صادق رکھو۔ اللہ کے قریب کا دروازہ اور اُس کی رحمت کا ہاتھ اپنی طرف دراز دیکھو گے۔ اُس کا لُطف اور کرم اور محبّت اپنے مشتاق پاؤ گے۔ یہ اولیاء اللہ کے مطلوب کی نہایت ہے۔ نفسوں اور عادتوں اور خواہشوں اور شیطانوں کے بندو! مَیں تم سے کس چیز کا عمل کروں۔ میرے پاس سوائے حق در حق خلاصہ در خلاصہ صفائی در صفائی جوڑنے اور توڑنے کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ ماسوی اللہ سے توڑتا ہوں اور اللہ سے ملاتا ہوں۔ منافقو! جھوٹو! دعوےدارو! مجھے تمہاری حرص منظور نہیں ہے۔ مجھے تمہارے چہروں سے حیا نہیں اور مَیں کیوں حیا کروں۔ حالانکہ تم اللہ تعالےٰ سے حیا نہیں کرتے۔ اس پر بے شرمی کرتے ہو۔ اس کی نظر میں اور فرشتوں کی جو تم پر مؤکل ہیں ذلیل و خوار ہوتے ہو۔ میرے پاس صدق ہے۔ جس کے ساتھ ہر ایک کافر اور منافق اور جھوٹے کا سر کاٹونگا۔ جو تو بہ نہیں کرتا ہے۔ اور عذر اور پشیمانی کے قدموں کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع نہیں لاتا ہے ÷

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ سچائی زمین پر اللہ کی تلوار ہے۔ جس چیز پہ پڑے اس کو کاٹ ڈالتی ہے۔ میری نصیحت مانو۔ مَیں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ تمہیں تمہارے ہی لئے چاہتا ہوں۔ مَیں تم سے مردہ اور حق تعالےٰ کے ساتھ زندہ ہوں۔ جس نے میری صحبت صدق سے کی۔ اُس نے نفع پایا اور نجات حاصل کی۔ جس نے مجھے جھٹلایا اور میری صحبت میں جھوٹا ثابت ہوا۔ دُنیا اور آخرت میں محروم ہو کر عذاب کیا جائیگا۔ اللہ تعالےٰ کے اسباب معرفت سے اُس کے ساتھ جھگڑا۔ اور اُس پر اعتراض کو ترک کرنا اور اُس کی تدبیر پر راضی رہنا ہے ÷

اسی واسطے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض مریدوں کو ارشاد

فرمایا۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کی معرفت چاہتے ہو تو اُس کی تدبیر اور تقدیر پر راضی ہو جاؤ۔ اور ان میں اپنے نفس اور حرص اور خواہش اور ارادے کو شریک نہ کرو۔ تندرست جسموں والو! عملوں سے فراغت والو! تمہیں کونسی چیز اللہ تعالےٰ سے محفوظ رکھیگی۔ اگر اس بات کی اپنے دلوں کو اطلاع کرو۔ تو البتہ اور حسرت کھا کر بیدار ہو جاؤ +

اے قوم! تم عنقریب مرنے والے ہو۔ اپنے نفسوں پر رو لو۔ پہلے اس کے کہ ان پر رویا جائے۔ تمہارے گناہ بہت اور حسنِ عاقبت نامعلوم۔ تمہارے دل دنیا کی محبت اور حرص میں بیمار ہیں۔ اِن کا علاج زہد اور ترکِ دُنیا اور اللہ کی طرف توجہ کرکے کرو۔ دین کی سلامتی سرمایہ ہے اور نیک عمل منافع ہیں۔ جو چیز سرکش کرے اُس کی طلب چھوڑ دو۔ اور بقدر ضرورت پر قناعت کرو۔ عقلمند کسی چیز پر خوشی نہیں مناتا ہے۔ کیونکہ حلال کا حساب اور حرام کا عذاب ہے۔ بہتوں نے حساب اور عذاب کو بھلا رکھا ہے +

بیٹا! جب دُنیا کی کوئی چیز ملے اور تمہارا دل گھٹے اس کو ترک کردو۔ مشکل یہ ہے۔ کہ تمہارے پاس دل ہی نہیں ہے۔ تم مجسّم حرص اور نفس اور خواہش ہو۔ دل والوں کے پاس بیٹھو۔ تاکہ تمہیں بھی دل ملجائے۔ تمہارے لئے پیر کامل دانا احکام الٰہی پر عمل کرنیوالے کی سخت ضرورت ہے۔ جو تمہیں تہذیب اور علم سکھائے۔ اور سب طرح خیر خواہ ہو۔ تم نے سب کچھ ناچیز کے بدلے خرید لیا۔ اور ناچیز کو سب کچھ دے کر مول لیا۔ آخرت کے عوض دُنیا کو خریدا۔ اور دُنیا کے بدلے آخرت کو فروخت کیا۔ تم حرص در حرص، نیست در نیست، جہل در جہل ہو۔ چوپائیوں کی طرح چرتے ہو۔ نہ جُستجو نہ حساب کا اندیشہ۔ نہ سوال نہ نیت۔ نہ امر نہ فعل کا کھٹکا۔ ایماندار شرعی حلال کھاتا ہے۔ اور صاحب ولایت کو قلبی حیثیت سے کھانے یا نہ کھانے پر امر یا نہی ہوتا ہے۔ اور ابدال کسی چیز کا فکر نہیں کرتا۔ بلکہ چیزیں خود اس میں فعل کرتی ہیں۔ اور وہ اپنے رب تعالےٰ کے ساتھ غائب ہے۔ اور اسی میں فنا ہے۔ صاحب ولایت امر کے ساتھ قائم ہے۔ اور ابدال کے اختیارات سلب ہیں۔ یہ سب کچھ شرعی حدود کی حفاظت

کے ساتھ ہے۔ اللہ میں فانی اور خلقت سے حدود شرعی کی حفاظت کے ساتھ غائب ہے۔ پھر دریائے قدرت میں چھپتا ہے۔ اُس کی موجیں کبھی اُبھارتی ہیں اور کبھی ڈبوتی ہیں اور کبھی کنارے پر لا ڈالتی ہیں۔ اور کبھی پھر گہرے پانی میں لے جاتی ہیں۔ اس کی حالت اصحاب کہف کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ جن کے حق میں اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (اور ہم ان کو داہنے اور بائیں کروٹ پلٹا دیتے ہیں) اُن کی اپنی عقل اور تدبیر اور حس نہیں رہی۔ قرب اور مہربانی کے گھر میں آنکھیں بند کئے ہوئے باعتبار ظاہر و باطن رہتے ہیں۔ یہی حال اس مقرب الٰہی کا ہے کہ ماسوی اللہ سے اس کے دل کی آنکھیں بند ہیں۔ اسی کے لئے دیکھتا اور اسی میں دیکھتا ہے اور اسی سے سنتا ہے +

اے اللہ! ہمیں اپنے غیر سے فنا کر اور اپنے ساتھ وجود عنایت فرما۔ وَ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا) +

تیئسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۲ ر ذی الحجہ ۵۴۵ھ کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ لَتَصْدَأُ وَاِنَّ جَلَاءَهَا قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرُ الْمَوْتِ وَحُضُوْرُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ۔ (اِن دلوں پر زنگار بیٹھ جاتا ہے اس کا صیقل قرآن مجید کی تلاوت۔ اور موت کو یاد کرنا۔ اور ذکر الٰہی کی مجلسوں میں حاضر ہوتا ہے) +

دل زنگ آلود ہوتا ہے۔ اگر حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ارشاد موجب تدارک ہو گیا تو بہتر ورنہ زنگار کے بعد سیاہی آجاتی ہے۔ نور حقانی سے دور ہو کر دنیا سے محبت

اور اس کا مال بلا پرہیز جمع کر کے سیاہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس کے دل میں حبِّ دنیا قرار پکڑے۔ اس کی پرہیز گاری زائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ بلا تمیز حلال حرام جمع کر لیتا ہے۔ اس کی نگاہ اور حیا اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتی ہے ؛

اے قوم! حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرمان مانو۔ اور اپنے دلوں کے زنگار کو جس دوا سے آپ نے ارشاد فرمایا ہے صیقل کرو۔ اگر کسی کو مرض ہو اور طبیب نے کوئی دوا تجویز کر دی ہو۔ تو ایسے شخص کے لئے زندگی خوشگوار نہ ہوگی تاوقتیکہ دوا کا حسب قرار داد استعمال نہ کرے۔ اپنی خلوت اور محفل میں اللہ کی طرف نگاہ رکھو۔ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ گویا کہ تم اس کو دیکھتے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھ سکتے۔ تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے۔ جو شخص اللہ کو دل سے یاد کرتا ہے۔ درحقیقت وہی ذاکر ہے۔ جو دل سے یاد نہ کرے وہ ذکر نہیں ہے۔ زبان دل کے تابع اور اس کی خدمتگار ہے۔ وعظ ہمیشہ سُنا کرو۔ کیونکہ دل وعظوں سے غیر حاضر رہ کر اندھا ہو جاتا ہے۔ توبہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ سب حالتوں میں امر الٰہی کی تعظیم کرے۔ اسی واسطے بعض اولیاء اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ساری بھلائی دو کلموں میں ہے۔ اللہ کے امر کی تعظیم۔ اور مخلوق پر شفقت۔ جو شخص امر الٰہی کی تعظیم اور خلقت پر شفقت نہ کرے۔ وہ اللہ تعالےٰ سے دُور ہے ؛

اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی ارشاد فرمایا۔ اِرْحَمْ حَتّٰی اَرْحَمَكَ اِنِّیْ رَحِیْمٌ مَنْ رَحِمَ رَحِمْتُهٗ وَاَدْخَلْتُهٗ جَنَّتِیْ فَیَا طُوْبٰی لِلرُّحَمَاءِ (رحم کرو تاکہ میں تم پر رحم کروں کیونکہ میں رحیم ہوں۔ جو شخص رحم کرے اُس پر رحم کرتا ہوں۔ اور اپنے جنت میں داخل کرتا ہوں۔ رحم کرنے والوں کو خوشخبری پہنچے) ؛

تمہاری عمر انہیں باتوں میں ضائع ہوئی اُنہوں نے کھایا۔ ہم نے کھایا۔ اُنہوں نے پیا۔ ہم نے پیا۔ انہوں نے پہنا۔ ہم نے پہنا۔ اُنہوں نے جمع کیا۔ ہم نے جمع

کیا۔ جو شخص طالبِ نجات ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے نفس کو خواہشات اور حرام اور مشتبہ چیزوں سے روکے۔ امرِ الٰہی کے ادا کرنے پر اور نہی سے رکنے پر صبر کرکے تقدیرِ ربانی کی موافقت کرے۔ اولیاء اللہ نے حق تعالیٰ کے ساتھ صبر کیا دور ہو کر نہیں۔ اس کے ساتھ اور اس میں صبر کیا۔ تاکہ اسی کے ساتھ رہیں۔ انہوں نے طلب کی تاکہ اس کا قرب حاصل ہو۔ اپنے نفسوں اور حرصوں اور خواہشوں اور عادتوں کے گھروں سے نکل کر شریعت کو ساتھ لے کے اپنے رب کی طرف سفر کیا۔ اثنائے سفر میں آفتیں اور مشقتیں اور مصائب اور غم اور فکر اور بھوک اور پیاس اور برہنگی اور ذلت اور حقارت نے ستائے۔ انہوں نے ان چیزوں کی کوئی پروانہ کی اور اپنے سفر کو برابر جاری رکھا۔ ان کا ارادہ نہ بدلا۔ اور آگے کو قدم ڈالتے رہے۔ رفتار میں سستی نہ کی۔ اسی طرح سیر جاری رکھی۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے دل اور جسم کی بقا حاصل کرلی ÷

اے قوم! اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے عمل کرو۔ اور موت سے پہلے اس سے شرم کرو۔ ایمان والا پہلے اللہ سے پھر خلقت سے حیا کرتا ہے۔ مگر جو بات دین کے متعلق ہو اور حدود شرعی کو توڑے اس میں حیا کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ دین الٰہی کی تعمیل میں بے شرمی روا رکھے۔ اس کی حدیں قائم کرے اور امر بجالائے۔ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ (اللہ کے دین کی تعمیل میں ان پر رحم نہ آجائے) جس شخص کی تابعداری حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحیح ہو جائے۔ آپ اس کو اپنی زرہ اور خود پہناتے ہیں۔ اور اپنی تلوار اس کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ اپنے خصائل اور اخلاق کے ساتھ اس کو سجاتے ہیں۔ اور اپنی خلعت اس کو پہناتے ہیں۔ حضور اس شخص سے نہایت ہی خوش ہوتے ہیں۔ کیوں نہ خوش ہوں حالانکہ وہ شخص آپ کی امت سے ہے۔ اس امر پر اللہ تعالیٰ کے شکرگذار ہوتے ہیں۔ اس کو اپنی امت میں اپنا نائب اور رہبر اور دروازے حق تعالیٰ کی طرف بلانے والا بنا دیتے ہیں۔ پہلے حضور خود رہبر اور بلانے والے

تھے۔ جب اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ تو اس شخص کو اپنی اُمت میں کھڑا کر دیا۔ جو آپ کی بجائے خلیفہ بنے۔ اس صنعت کا شغل ہزارہا بندوں میں سے قیامت تک ایک ہی ہُوا کرتا ہے۔ ایسے لوگ مخلوق کے رہبر ہیں۔ ان کا کام خلقت کی خیرخواہی ہے۔ اَور اُن سے تکلیف پہنچنے پر صبر کرتے ہیں۔ نفاق والوں اَور بدکاروں کے چہرے مُسکراتے ہیں۔ اَور اُن کے لئے طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں۔ تاکہ اُن کو اُن کی بد اعمالی سے نجات دے کر حق تعالےٰ کے دروازے پر لیجائیں۔ اسی واسطے بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ بدکار کے چہرے میں سوائے عارف کے چہرے میں اور کوئی نہیں ہنستا ہے ہنس کر اس پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ اُس کو نہیں پہچانتا ہے۔ حالانکہ عارف اُس کے دین کے گھر کی بربادی اور اس کے دل کے چہرے کی سیاہی اور اس کے دھوکے کثرت اَور اُس کے میلے پن کو خوب جانتا ہے۔ فاسق اور منافق کو یہی گمان رہتا ہے۔ کہ وہ اس سے پوشیدہ رہے ہَیں۔ اور اُس کی پہچان میں نہیں آئے۔ اُن کی کوئی عزت نہیں عارف پر پوشیدہ نہیں رہتے ہیں۔ ان کو ایک لمحہ میں نظر اور کلام اور حرکت سے پہچان لیتا ہے۔ اپنے ظاہر اَور باطن میں پہچان لیتا ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے ؛

تم پر افسوس! تمہارا خیال ہے کہ ہم صدیقوں اور عارفانِ باعمل سے پوشیدہ ہیں۔ نا چیز محض کی طلب میں اپنی عمریں کب تک ضائع کرو گے۔ آخرت سے بھکنے والو! ایسے لوگوں کی تلاش کرو۔ کہ جو تمہیں آخرت کا رستہ بتا دیں۔ اللہ اکبر مردہ دلو! اسباب میں مشرکو! بُت پرستو! تم پر بربادی ہو۔ اُن کی طاقت اور قوتیں اور معاش اور سرمائے تو شہروں کے بادشاہ ہیں اور جن طرفوں کو وہ جاتے ہیں! یہ لوگ اللہ تعالےٰ سے محجوب ہیں۔ جو شخص نفع اور نقصان اللہ کے غیر سے دیکھے۔ تو وہ اللہ کا بندہ نہیں ہے بلکہ غیر کا ہے! ایسا شخص دنیا میں غصے اور حجاب کی آتش میں ہے۔ اور قیامت کو دوزخ کی آگ میں پڑیگا ؛

پرہیزگاروں، توحید والوں، اخلاص والوں، توبہ کرنے والوں کے سوا کوئی

شخص عذاب الٰہی سے محفوظ نہ رہیگا۔ پہلے توبہ دل سے کرو۔ پھر زبان سے۔ توبہ سلطنت کا بدلنا ہے سلطنت نفس اور حرص اور خواہش اور شیطان اور بُرے ہمنشینوں کی بدلجاتی ہے۔ جب توبہ کرو گے تو تمہارا دل اور سُننا اور دیکھنا اور زبان اور تمام اعضا بدلجائینگے۔ تمہارا کھانا اور پینا حرام اور شبہے کے گند ھلے سے پاک ہوگا۔ بیچنے اور خریدنے میں اور اپنے کاروبار میں پرہیزگار ہو گے تمہارا سب فکر حق تعالےٰ ہوگا۔ بُری عادت اپنا مکان چھوڑ دے گی۔ عبادت گناہ کو دُور کرے گی۔ اس کا مکان اطاعت حاصل کرےگی۔ پھر حق حقیقت مع صحت شریعت و شہادت شریعت ثابت ہوگی۔ کیونکہ جس حقیقت پر صحت شریعت نہ ہوبے دینی ہے۔ جب یہ امر تمہارے لئے ثابت ہوجائے۔ تو بُرے اخلاق اور خلقت کو دیکھنے سے فنا ہوجاؤ گے۔ اب تمہارا ظاہر محفوظ اور باطن رب سے مشغول ہوگا۔ جب یہ مقام پُورا ہوجائے۔ تو اگرچہ دُنیا معہ ساز و سامان پاس آئے۔ اور اپنا سب کچھ دے ڈالے اور سب مخلوق اگلی اور پچھلی تابع ہوجائے۔ تو تمہیں کسی طرح کا ضرر نہ پہنچے گا۔ اور نہ حق تعالےٰ کے دروازے سے پھر د گے۔ کیونکہ تم حق تعالےٰ کے ساتھ قائم ہو۔ اس پر متوجہ ہو۔ اسی میں مشغول ہو اس کا جلال اور جمال دیکھتے ہو۔ جلال کو دیکھ کر متفرق ہوجاؤ گے۔ اور جمال کو دیکھ کر مجتمع ہوجاؤ گے۔ جلال دیکھ کر خوف اور جمال دیکھ کر اُمید رکھو گے۔ جلال دیکھ کر مٹ جاؤ گے اور جمال دیکھ کر ثابت ہوجاؤ گے۔ بشارت ہو ایسے شخص کو جو اس کھانے کا مزہ چکھے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی قربت کا کھانا کھلا۔ اور اپنے اُنس کا شربت پلا۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عنایت فرما اور عذاب دوزخ سے بچا)

چوبیسویں مجلس

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اتوار کی صبح ۱۴ ذی الحجہ ۵۴۵ھ ہجری کو

مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:-
اللہ تعالےٰ کی تدبیر اور علم میں اپنے نفسوں اور خواہشوں اور عادتوں کو شریک نہ بناؤ - اپنے اور پرائے میں اللہ سے ڈرو - بعض اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: خلقت میں اللہ تعالےٰ کی موافقت کرو - اور اللہ میں خلقت کی موافقت نہ کرو - ٹوٹے کو توڑو - جڑے کو جوڑو - اللہ تعالےٰ کی موافقت اس کے نیک بندوں موافقت والوں سے سیکھو - علم عمل کے لئے بنایا گیا ہے - صرف یاد کرنے اور مخلوق کو سنانے کے لئے نہیں ہے - علم پڑھ اور عمل کر، پھر دوسرے کو بتا - جب علم پڑھا اور عمل کیا - تو علم تمہاری طرف سے خود کلام کریگا - اگر تم خاموش رہے - تو عمل کی زبان علم کی زبان سے زیادہ کلام کریگی - اسی واسطے بعض بزرگوں رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے - کہ جس کی آنکھ کا اشارہ تمہیں نفع نہ کرے اُس کے وعظ سے بھی نفع نہ ہوگا - جو شخص اپنے علم پر عامل ہے اس سے اس کو اور دوسرے کو نفع پہنچتا ہے - کیونکہ اللہ تعالےٰ میرے پاس حاضر ہونے والوں کے ضروری احوال جس قدر چاہتا ہے، مجھ سے بلوا دیتا ہے - ورنہ میرے اور تمہارے درمیان عداوت ہے میرا مال اور اسباب تم پر خرچ ہے - میرے پاس اور کچھ نہیں - اگر میرے پاس کچھ اور ہوتا - تو اس سے بھی تم کو نہ روکتا - میرے اور تمہارے درمیان صرف نصیحت ہے - اپنے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے تمہیں نصیحت کرتا ہوں - قدر سے موافقت کرو - ورنہ پھر کس نکال دیگی - اس کے اختیار کے ساتھ ساتھ چلو - کوئی حرکت بے جا نہ کرو - اس کے سامنے بیٹھے رہو - یہاں تک کہ تم پر رحم کر کے اپنی سواری پر پیچھے بٹھالے - اولیاء اللہ کا ابتدائی کام کسب ہے - شرع کے ہاتھ سے بقدرِ ضرورت دنیا کو حاصل کرتے ہیں - یہاں تک کہ جب اُن کے جسم کسب سے تھک جائیں - تو توکل آکر اُن کے دلوں پر مہر لگا کر اُن کے ہاتھ پاؤں کو کس لیتا ہے - اور اُن کا نصیبہ دنیاوی کافی اور خوشگوار بلا محنت و مشقت خود چلا آتا ہے - ایک شخص کو مقربین سے جنت کی نعمتیں بلا ارادہ حاصل ہونگی - اور وہ بادلِ ناخواستہ حق تعالےٰ سے موافقت کریگا - جیسے دنیا میں

اپنے نصیب پر موافقت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے نصیب دُنیا اور آخرت میں پُورے پُورے عنایت فرماتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتا ہے +

بیٹا! فکر کے اندا زے پر دِیئے جاؤ گے۔ اپنے دِل کے ساتھ ماسویٰ اللہ سے دُور رہو۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے نزدیک ہو جائے۔ اپنے سے اور مخلوق سے مر جاؤ۔ تمہارے اور حق تعالیٰ کے درمیان سے پردے اُٹھائینگے۔ (حضرت غوث الاعظم رح کی خدمت میں کسی نے یہ لفظ سُن کر عرض کی) میں کس طرح مروں! (ارشاد فرمایا) اپنے نفس اور خواہش اور حرص اور عادت کی تابعداری سے مر جا۔ خلقت کو چھوڑ اور اسباب سے نا اُمید ہو جا۔ شرک کو چھوڑ اور خدا کے سوا کسی سے سوال نہ کر۔ اپنے سب اعمال خاص اللہ کے لئے کر نعمتوں کی طلب نہ رکھ۔ اس کی تدبیر اور قضا اور افعال پر راضی ہو جا۔ جب تم اس پر عمل کرو گے تو اپنے آپ سے مر کر اللہ کے ساتھ زندہ ہو جاؤ گے۔ تمہارا قلب ذات کا مقام ہوگا۔ جدھر کو چاہے پھیرے اور اس کی قربت کے کعبہ کے پردوں کے ساتھ معلّق ہو کر اسی کا ذاکر ہوگا۔ اور ماسویٰ اللہ کو بھول جائیگا۔ دُنیا اور آخرت میں جنت کی چابی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ اپنی سے اور غیر سے اور کل ماسویٰ اللہ سے حدود شرع کی حفاظت کر کے فنا ہو جاؤ۔ اولیاء اللہ کا جنت اللہ کا قرب ہے۔ اور دوزخ اللہ سے دُوری ہے۔ نہیں اُمید کرتے مگر اُسی جنت کی اور نہیں ڈرتے مگر اُسی دوزخ سے۔ اُن کے نزدیک آگ کی جلن! ہے کیا چیز۔ کہ اس سے ڈریں۔ آگ تو ایماندار سے ڈرا کرتی اور بھاگتی ہے۔ خالص محبوں سے کیسے نہ بھاگے گی۔ ایمان والے کا دُنیا اور آخرت میں کیا ہی اچھا حال ہے۔ وہ دُنیا میں کسی حال پہ ہو بے پرواہ ہے۔ بشرطیکہ اُس کو اللہ کی رضامندی کا علم ہو جائے۔ اپنی قسمت کا گرا پڑا اُٹھا کر خوش رہتا ہے۔ جدھر توجہ کرتا ہے اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس کے پاس تاریکی نہیں رہتی۔ اس کے اشارے اللہ کی طرف ہیں۔ اور اسی پر بھروسہ اور توکل ہے۔ ایمان والے کے ستانے سے بچو۔ کیونکہ اس کا ستانا ستانے والے کے جسم میں زہر قاتل اور اس کے فقر اور عذاب کا سبب ہے۔

جاہل! اللہ اور خاصانِ خدا سے ناداں۔ اُن کی غیبت کا مزانہ چکھ۔ کیونکہ وہ زہر قاتل ہے بچا اپنے آپ کو اور پھر بچا اپنے آپ کو۔ کہ تو اُن کے پیش بدی سے آئے۔ کیونکہ اُنکے رب کو اُن کے لئے بڑی غیرت ہے۔ منافق! نفاق کا شک تیرے دل میں جونک ہو کر لگا ہے۔ تیرے ظاہر اور باطن کا مالک بن گیا ہے پس حالتوں میں توحید اور اخلاص کا استعمال کر تجھے شفا ہو کر شک جاتی رہے گی۔ تم اکثر حدودِ شرع کو توڑتے ہو اور اپنے تقوٰے کے ذروں کو تار تار کرتے ہو۔ توحید کا لباس نجس اور نورِ ایمان کو بجھاتے ہو۔ اپنے تمام فعلوں اور حالوں میں خدا سے نفرت رکھتے ہو۔ جب کوئی تم سے نجات حاصل کرے اور عبادت کا عمل کرے تو وہ بھی غرور اور خلقت کے دکھلاوے اور خلقت سے تعریف کی خواہش سے مُرکب ہوتی ہے۔ جو کوئی تم میں سے عبادت الٰہی کا ارادہ کرے چاہئے کہ خلقت سے گوشہ گزین ہو جائے۔ کیونکہ عملوں کی طرف دیکھنا عملوں کو ضائع کرنا ہے ؏

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپنے ارشاد فرمایا عَلَیْکُمْ بِالْعُزْلَۃِ فَاِنَّھَا عِبَادَۃٌ وَاِنَّھَا دَابُ الصَّالِحِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ (تنہائی کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ عبادت ہے۔ اور تم سے پہلے نیکو کاروں کی عادت ہے)؏

تم پر ایمان لازم ہے پھر یقین پھر فنا اور وجود اللہ تعالےٰ کے ساتھ۔ نہ اپنے اور غیر کے ساتھ۔ مع حفاظت حدود شرعی اور رضائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اور رضا تلاوت کئے گئے سُنے گئے پڑھے گئے کے ساتھ (یعنے قرآن مجید) جو شخص اس کے سوا کچھ کہے۔ اُس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ یہ وہی ہے جو صحیفوں اور الواح میں ہے۔ اللہ تعالےٰ کی کلام ایک طرف اللہ کے ہاتھ میں اور دوسری طرف ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ تمہیں لازم ہے کہ اللہ کے ساتھ رہو۔ اور اُسی کی طرف سب سے الگ ہو کر لگو۔ اور اُسی کے ساتھ علاقہ رکھو۔ کیونکہ دنیا اور آخرت کی مشقت سے وہی تمہارے لئے کافی ہے۔ زندگی اور موت میں وہی حافظ ہے۔ تمام حالتوں میں وہی مصائب کو دُور کرنے والا ہے۔ اِس یہی

کو سفیدی سے لازم پکڑو۔ خدمت کرو۔ تاکہ مخدوم بنو۔ اپنے دل کے ہاتھ سے لو۔
اور رب کے سامنے کھڑا کرو۔ اس کا عمل تمہارے دل کے دونو بازوؤں پر لگائے گا۔
ان کے ساتھ تم اپنے رب کی طرف پرواز کرو گے۔ صوف پوش! پہلے صوف اپنے
باطن کو پھر قلب کو پھر نفس کو پھر بدن کو پہناؤ۔ زہد کی ابتدا اسی جگہ سے ہوتی ہے
ظاہر سے باطن کی طرف نہیں۔ جب باطن صفا ہو جائے۔ تو دل اور نفس اور اعضاء
اور کھانے اور پینے کی طرف صفائی پھوٹ نکلتی ہے۔ حتی کہ تمام احوال میں ظاہر
ہو جاتی ہے۔ پہلے اندرونی حصے مکان کی تعمیر ہوتی ہے۔ جب مکمل ہو جائے تو
دروازے کی عمارت ہوتی ہے۔ ظاہر بغیر باطن اور خلقت بغیر خالق دروازہ بغیر
مکان اور ویرانے پر تالا نہ ہونا چاہئے۔ طالب دنیا بلا آخرت! اور طالب مخلوق
بغیر خالق! جن شغلوں میں لگے ہو۔ قیامت کے دن بجائے فائدہ کے نقصان اٹھاؤ گے۔
یہ جو تمہارے پاس اسباب ہے۔ اس کا وہاں کوئی گاہک نہیں۔ تمہارا سامان ریا اور
نفاق اور گناہ یہ ایسی چیزیں ہیں۔ کہ جن کی بازار آخرت میں ذرا بھی کھپت نہیں ہے
پہلے اسلام صحیح کرو۔ پھر طلب نصیب کرو۔ لفظ اسلام استسلام سے مشتق ہے۔ یہ کہ اللہ
کا امر اللہ کے سپرد کردے۔ اپنا نفس اسی کو سونپ دے اور اسی پر بھروسہ کر۔ اپنی قوت
اور طاقت کو بھلادے اور تمہارے پاس جو کچھ دنیا کا مال ہے اللہ کی اطاعت میں صرف
کرو۔ عبادت کے عمل کرکے اسی کے سپرد کرکے بھول جاؤ۔ تمہارا سب عمل اخروٹ
بے مغز ہے۔ جس میں اخلاص نہیں وہ پوست بے مغز ہے۔ کندہ ناتراشیدہ۔
جسم بغیر روح صورت بغیر معنی ہے۔ یہی منافقوں کا عمل ہے +

بیٹا! مخلوق سب کی سب آلات ہے صانع حقیقی اللہ تعالے اور وہی تصرف
کرنے والا ہے جس شخص نے یہ بات سمجھی۔ اس نے آلات کی قید سے خلاصی پائی اور
ان میں تصرف کرنے والے کو دیکھ لیا۔ خلقت کے ساتھ ٹھیرے رہنا نفرت و تکلیف
اور مشقت ہے۔ اور اللہ تعالے کے قرب میں ٹھیرنا خوشی اور راحت اور نعمت ہے۔
تم پہلے لوگوں کے راستے سے الگ جا پڑے۔ تمہارے اور ان کے درمیان کوئی

نسبت نہ رہی۔ تم نے اپنی رائے پر قناعت کی۔ اور اپنے لئے استاد عارف ادب
سکھانے والا نہ پکڑا۔ رستے سے بچھڑنے والے! تمہارے ساتھ شیاطین انسانوں
اور جنات سے لہو کرتے ہیں نفس اور حرص اور خواہش کے بندے:

تجھ پر افسوس! تو حق سے گونگا بنا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف فریاد کر۔ شرمندگی
اور عذر کے قدموں سے اُس کی طرف رجوع کر تاکہ دشمنوں سے خلاصی عطا فرمائے۔
اور ہلاکت کے دریا کی موج سے نجات دے۔ جس عمل میں ہو اُس کے انجام پر فکر کرو۔
اُس کی ترک تم پر نہایت آسان ہے۔ تم غفلت کے درخت سے سایہ حاصل کر رہے
ہو۔ اس کے سایہ سے نکل آؤ۔ تم نے آفتاب کی روشنی دیکھی اور راستہ پہچان لیا ہے
غفلت کا درخت جہل کے پانی سے پرورش پاتا ہے۔ بیداری اور معرفت کا درخت
فکر کے پانی سے سینچا جاتا ہے۔ توبہ کا درخت آبِ ندامت سے اور محبت کا درخت
موافقت کے پانی سے پرورش حاصل کرتا ہے:

بیٹا! بچپنے کی حالت میں تو تم کچھ عذر بھی کر لیتے تھے۔ اب جوان ہو قریب چالیس
کے پہنچے یا اس سے بھی بڑھ گئے۔ جن چیزوں سے بچے کھیلتے ہیں۔ انہی سے تم
کھیلتے ہو جاہلوں کے میل ملاپ سے بچو۔ بچوں اور عورتوں کی خلوت چھوڑو۔
پرہیزگار بوڑھوں کی صحبت اختیار کرو۔ نادان جوانوں سے بھاگو۔ لوگوں سے
ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔ جب کوئی اُن میں سے تمہارے پاس آئے تو طبیب کی
طرح اس کے سامنے رہو۔ خلقت کے ساتھ ایسے رہو جیسا باپ مہربان اپنی اولاد پر۔
اللہ کی عبادت بکثرت کرو۔ کیونکہ اُس کی عبادت اس کا ذکر ہے:

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے
ارشاد فرمایا۔ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ ذَكَرَهٗ وَاِنْ قَلَّتْ صَلَاتُهٗ وَ
صِيَامُهٗ وَقِرَاءَتُهُ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ عَصَاهُ فَقَدْ نَسِيَهٗ وَاِنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهٗ
وَصِيَامُهٗ وَقِرَاءَتُهُ الْقُرْاٰنَ (جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی بہ تحقیق
اس کا ذکر کیا۔ اگرچہ اس کی نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن کم ہو۔ اور جس شخص نے

اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی پس تحقیق اس کو بھلا دیا اگرچہ اُس کی نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن بکثرت ہو) ؛

ایمان والا اپنے رب کا تابعدار ہے اور اس کی موافقت کرنے والا ہے۔ اس کے ساتھ صابر ہے۔ اپنے حظوظ اور کلام اور کھانے اور پینے اور پہننے اور جملہ تصرفات الٰہی میں ٹھیرا رہتا ہے! اور منافق اپنے سب احوال میں ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا ہے +

بیٹا! اپنے امر میں فکر کرو۔ اور اپنے نفس میں جو چیز نہیں ہے اُس کو ثابت کرو۔ تم نہ صادق ہو نہ صدیق۔ محب نہ موافق۔ نہ راضی بہ قضا نہ عارف۔ تم نے معرفت الٰہی کا دعوےٰ کر رکھا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ کہ اس کی معرفت کی کیا علامت ہے۔ اپنے دل میں حکم اور انوار الٰہی سے کیا چیز دیکھتے ہو۔ اولیاء اللہ اور نبیوں کے نائبوں کی کیا علامت ہے۔ تمہارا گمان ہے کہ جو کچھ بھی دعوےٰ کرو۔ اس کو تسلیم کر لیا جائے۔ شہادت نہ طلب کی جائے۔ اور مدعی کے دینار کو کسوٹی پر نہ پرکھا جائے عارف کی صفات میں سے یہ ہے۔ کہ آفتوں پر صبر کرے! اور اللہ تعالےٰ کی قضاؤں اور قدروں سے اپنے تمام احوال نفس اور اہل اور سب مخلوق میں راضی بہ رضا رہے +

بیٹا! اللہ کی محبت اور غیر کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی ہے۔ اللہ جلشانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ (کسی کے سینے میں اللہ تعالےٰ نے دو دل نہیں پیدا کئے) دنیا اور آخرت نہیں جمع ہوتی۔ خالق اور مخلوق نہیں جمع ہوتے۔ فانی چیزوں کی ترک کرو۔ تاکہ باقی تمہیں ملجائے۔ جنت کے حصول کے لئے اپنی جان اور مال خرچ کرو۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں سے اُن کی جانیں اور مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں) پھر اپنے دل سے ماسوی اللہ

میں زہد خرچ کرو۔ تاکہ قرب الٰہی حاصل ہو۔ اور اسی کی صحبت میں دنیا اور آخرت میں رہو۔ حق تعالےٰ کے محبّ! اس کی تقدیر کے ساتھ چلو۔ جدھر کو بھی چلائے۔ اور دل کو جو قرب الٰہی کا مکان ہے ماسوی اللہ سے جھاڑ دے کر پاک کرو۔ اور اس کے دروازے پر توحید اور اخلاص اور صدق کی تلوار لے کر بیٹھو۔ اور غیر کے لئے دروازہ نہ کھولو۔ اور دل کے کسی گوشہ سے غیر کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ تماشبینو! میرے پاس تماشہ نہیں۔ تو مجسم چھلکا ہے! میرے پاس مغز کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ میرے پاس اخلاص ہے۔ نفاق نہیں۔ سچ ہے جھوٹ نہیں! اللہ تعالےٰ تمہارے دلوں سے تقوےٰ اور اخلاص چاہتا ہے۔ تمہارے ظاہری اعمال نہیں دیکھتا ہے ٭

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (اللہ تعالےٰ کو ان کے گوشت اور نہ خون پہنچتے ہیں۔ ولیکن خدا کو تم سے تقوےٰ پہنچتا ہے) ٭

بنی آدم! دنیا اور آخرت میں سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تمہارا شکر اور تقوےٰ اور اس کی طرف اشارے اور خدمات کہاں ہیں؟ عمل بغیر ارواح کے کرتے ہوئے تم تھکتے نہیں۔ یاد رکھو۔ اعمال کے لئے ارواح بھی ہیں۔ رُوح کیا ہے! اخلاص ٭

پچیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۱۹۔ ذی الحجہ ۵۴۵ھ ہجری کو ارشاد فرمایا:۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جب آپ خوشبو دار ہوا سونگھتے تو اپنی ناک کو بند کر لیتے۔ اور فرماتے کہ یہ دنیا سے ہے۔ اپنے اقوال اور افعال میں زہد کے دعوےٰ دارو! یہ تمہارے خلاف حجت ہے۔ زاہدوں کا

لباس تو پہن لیا - حالانکہ تمہارے باطن دنیا کی رغبت اور حسرت سے پر ہیں۔ اگر تم یہ کپڑے اتار ڈالو۔ اور دنیاوی رغبت جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اُس کو ظاہر کرو۔ تو یہ تمہارے لئے اچھا ہو - اور نفاق سے بچے رہو - جو شخص زہد میں صادق ہے اس کو دنیاوی نصیب ملتا ہے اور اُس کو حاصل کر کے اپنے ظاہر پر پہنتا ہے۔ اس حال میں کہ اس کا دل دنیاوی زہد اور غیر کی ترک سے پر ہوتا ہے۔ اسی واسطے ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضرت عیسے علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ زاہد تھے۔ سوائے اس امر کے کہ جناب نے ارشاد فرمایا ہے۔ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (تین چیزیں تمہاری دنیا سے (خواہ مخواہ) میری محبوب بنائی گئیں خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں کی گئی) یہ چیزیں باوجود آپ کی بے رغبتی کے (ان چیزوں میں اور دوسری چیزوں میں) آپ کی محبوب بنائی گئیں۔ کیونکہ یہ آپ کے نصیب میں پہلے ہی علم الٰہی میں مقرر ہو چکا تھا - آپ اُن کو اتباع امر کے لئے حاصل کرتے تھے۔ اور امر کا بجالانا طاعت ہے۔ جو شخص اپنا نصیب اس صفت پر حاصل کرے عبادت میں ہے۔ اگرچہ تمام دنیا میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہو۔ نادانی کے قدم پر زہد والو سنو اور تصدیق کرو۔ جھٹلاؤ مت اس بات کو سمجھ لو۔ تاکہ قدر پر اپنی نادانی سے حملہ نہ کرو - جو شخص علم سے جاہل ہے۔ وہ اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہو رہا ہے - اپنے نفس اور حرص اور شیطان کی کلام کو قبول کرتا ہے - وہ ابلیس کا بندہ اور اس کا تابعدار ہے۔ اس لئے ابلیس کو اپنا پیر بنا رکھا ہے - جاہلو! نفاق والو! کس چیز نے تمہارے دل سیاہ کر دئے ہیں؟ اور کس چیز نے تمہاری ہوا گندی کر دی؟ اور کس چیز نے تمہاری زبانی بکواس بڑھا دی ہے؟ اپنے سب خیالات سے توبہ کرو - اللہ تعالے اور اس کے خاص بندوں میں طعن نہ کرو - جو اللہ کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ ان کو دوست رکھتا ہے ان پر اُن کی قسمت کے لکھے ہوئے کے کھانے پر اعتراض نہ کرو - کیونکہ وہ امر سے حاصل

کرتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں۔ اولیاء اللہ محبت الٰہی اور اس کے شوق اور ماسوی اللہ کی ترک اور ظاہر اور باطن سب سے منہ پھیر کر بے قرار ہیں۔ ولیکن قسام ازل نے اُن کا نصیب مقرر کر دیا ہے۔ جس کا تناول اُس کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔ اُن کے لئے دنیا کا قیام اور دنیا کی رہائش اور دنیاوی چیزوں کا استعمال اور جھٹلانے والوں کو دیکھنا بہت ہی سخت مصیبت ہے +

بیٹا! مخلوق سے کلام کو جب تک کہ اپنے نفس اور حرص کے پھندے میں ہے۔ ترک کر۔ کلام سے مر جا۔ کیونکہ اللہ تعالٰے جب کسی امر کا ارادہ کریگا۔ تو تمہیں اس کے لیے تیار کر دیگا۔ جب چاہے گا تجھے مشہور اور تیری منادی اور تجھے ثابت کر دیگا۔ وہی ظاہر کرنے والا ہے۔ تو نہیں۔ اپنی جان اور کلام اور سب احوال اُس کی قدر کے سپرد کر دے۔ اور اُس کے عمل میں مشغول ہو۔ عمل بغیر کلام۔ اخلاص بغیر ریا۔ توحید بغیر شرک۔ گم بغیر ذکر۔ خلوت بغیر کثرت۔ باطن بغیر ظاہر ہو جا۔ ظاہری نیت کو چھوڑ باطن میں مشغول ہو۔ تم اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) کے ساتھ اللہ تعالٰے کو خطاب اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہو۔ یہ حاضر کے لیے خطاب ہے۔ تو میرے پاس حاضر ہے۔ مجھ کو جاننے والے میرے قریب ہو۔ مجھ پر شہادت دینے والے! اپنی نمازوں وغیرہ میں اس کو اس نیت اور اس صفت سے مخاطب کرو۔ اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اُعْبُدُ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (اللہ کی عبادت کرو گویا کہ تم اُس کو دیکھتے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھ سکتے تو یہ سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے) +

بیٹا! اکل حلال سے اپنے دل کی صفائی حاصل کرو۔ تو بیشک اپنے رب کو پہچان لوگے۔ اپنے لقمے اور کپڑے اور دل کو صاف کرو۔ تو صفائی والے ہو جاؤگے۔ تصوف لفظ صفا سے نکلا ہے۔ صوف کے پہننے والے! صوفی صادق اپنے تصوف میں وہی ہے جو اپنے دل کو ماسوی اللہ سے صاف کرے۔ یہ بات لباس کی تبدیلی

اور چہرے زرد کرنے اور میل کچیل جمع کرنے اور نیک لوگوں کی حکایتوں کے ساتھ زبانی بکواس اور تسبیح و تہلیل کے ساتھ انگلیاں ہلانے سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اس کا حصول طلب صادق اور دُنیا سے بے رغبتی اور مخلوق کو دل سے نکال کر ماسوی اللہ سے خالی رہ کر ہوتا ہے۔ بعض اولیاء اللہؒ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے ارشاد فرمایا ہے بعض راتوں میں مَیں نے سوال کیا۔ اے اللہ! جو چیز میرے لئے نافع ہے اُس کو نہ روک دینے میں تیرا کیا نقصان ہے۔ اسی کو بار بار دہراتا رہا۔ پھر میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہتا ہے۔ تم بھی جو عمل تمہارے لئے نافع ہے اُس سے نہ رُکو۔ اور جو نقصان دینے والا ہے اُس کو نہ کرو۔ اپنی نسبتوں کو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم سے صحیح کرو۔ جس کی تابعداری صحیح ہوئی اُس کی نسبت صحیح ہوئی۔ اور صرف تمہارا قول کہ میں آپ کی اُمت سے ہوں! تابعداری کے بغیر کچھ نفع نہ دیگا۔ جب آپ کے اقوال اور افعال میں تابعدار ہوجاؤ گے۔ تو دارِ آخرت میں آپ کی صحبت میں رہو گے۔ کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا ارشاد نہیں سُنا ہے وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (اور جو چیز تمہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم عنایت کریں لے لو۔ اور جس چیز سے منع کریں رُک جاؤ) جس چیز کا حکم ہے اُس کو بجالاؤ اور جس چیز سے منع کیا ہے منع ہو جاؤ۔ اس صورت میں اپنے دلوں کے ساتھ دنیا میں قریب ہو جاؤ گے۔ اور آخرت میں اپنے نفسوں اور جسموں کے ساتھ قریب ہوگے۔ زاہدو! تمہارا زہد ناکارہ ہے۔ اپنے نفسوں اور خواہشوں سے زہد کر کے اپنی رائے پر اڑے بیٹھے ہو تابعداری کرو۔ اور مشائخ عارفانِ الٰہی کی صحبت میں بیٹھو۔ جو عالمانِ باعمل ہیں اور خلقت پر نصیحت کے لئے جھکے رہتے ہیں۔ اور اپنے دلوں سے طمع کو زائل کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور خود بھی اللہ ہی پر توجہ کرنے والے ہیں۔ اور غیر سے نفرت رکھتے ہیں ؎

بیٹا! اپنے دل کے ساتھ رب کی طرف رجوع کر۔ پہلے اس کے کہ تیرے پیچھے

بیٹھے۔ نیک لوگوں کے احوال پر صرف زبانی کلام سے تم نے قناعت کر رکھی ہے۔ اور اُس کی امید کرتے ہو۔ جیسے کسی شخص نے پانی کو مٹھی میں بند کر رکھا ہو۔ جب ہاتھ کو کھولتا ہے۔ تو کچھ نہیں پاتا ہے ؛

تجھ پر افسوس! آرزو حماقت کا جنگل ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اِیَّاکَ وَالتَّمَنِّیْ فَاِنَّہٗ وَادِی الْحُمُقِ (اپنے آپ کو آرزو سے بچاؤ کیونکہ وہ حماقت کا بن ہے) شریروں کے کام کرتے ہو۔ اور بھلائی والوں کے درجات کی تمنا رکھتے ہو۔ جس کی امید خوف پر غالب آئی بیدین بنا۔ اور جس کا خوف امید پر غالب آیا۔ مایوس ہوا۔ سلامتی خوف اور امید کے درمیان ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَائُہٗ لَاعْتَدَلَا (اگر ایمان والے کا خوف اور امید تولے جائیں۔ تو دونوں برابر اترینگے) بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات کے خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے کیا برتاؤ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک قدم پلصراط پر رکھا اور دوسرا جنت میں۔ اللہ کا آپ پر سلام ہو۔ آپ فقیہہ اور زاہد اور پرہیزگار تھے۔ آپ نے علم پڑھا اور اُس پر عمل کیا۔ علم کا حق عمل سے پورا کیا۔ اور عمل کا حق اخلاص سے ادا کیا۔ اور اللہ نے ان کا حق اپنی رضا عنایت کی۔ جو ان کا مقصود تھا۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم بھی اپنی تابعداری کے باعث اُن سے راضی ہوگئے۔ اللہ کی رحمت ان پر اور تمام صالحین پر اور ہم سب پر نازل ہو۔ جو شخص حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نہ کرے اور شریعت کو ایک ہاتھ میں اور قرآن مجید کو دوسرے ہاتھ میں نہ پکڑے اور اُن کے طریقے سے اللہ تعالیٰ کی طرف نہ پہنچے تو خود برباد ہے۔ اور دوسرے کو برباد کرتا ہے۔ خود بہکا ہے اور دوسرے کو بہکاتا ہے۔ یہ دونوں حق تعالےٰ کی طرف رستے ہیں۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا

پتہ دیتا ہے۔ اور سنت حضرت رسول اللہ علیہ آلہ وسلم کی طرف رستہ دکھاتی ہے ٭
اے اللہ! ہم میں اور ہمارے نفسوں میں جدائی ڈال۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا) ٭

چھبیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۲۰ر ذی الحجہ ۵۴۵ھ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ جناب نے ارشاد فرمایا۔ مِنْ کُنُوْزِ الْعَرْشِ کِتْمَانُ الْمَصَائِبِ (مصیبتوں کا چھپانا عرش کے خزانوں سے ہے) مخلوق کے پاس مصائب کے شاکی؟ خلقت کے پاس تمہاری شکایت کیا نفع دے گی۔ جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ضرر۔ اگر ان پر بھروسہ کرو گے اور دروازے حق تعالےٰ میں شرک کرو گے۔ تو تمہیں دور کرینگے۔ اور غضب الٰہی میں ڈالیں گے۔ اور اس سے حجاب میں کرینگے۔ تو نادان علم کا دعوےٰ کرتا ہے تیری نادانی سے ہے کہ دنیا کی طلب ربِّ دنیا سے نہیں کرتا سختیوں سے خلاصی کا حصول مخلوق کے پاس شکوہ کرکے چاہتا ہے ٭

تجھ پر افسوس! حریص کتا شکار کی حفاظت سیکھتا ہے! اور اپنی سابقہ عادت اور حرص ترک کر دیتا ہے اسی طرح شکاری پرندہ تعلیم کے ذریعے اپنی عادت کے خلاف کرتا ہے۔ اور پہلے جن شکاروں کو خود کھاتا تھا ان سے رک جاتا ہے۔ تمہارے نفس کو بطریق اولےٰ تعلیم چاہتا ہے! اس کو سکھاؤ اور سمجھاؤ۔ تاکہ تمہارا دین اور جسم نہ کھائے! اور ربانی امانتیں جو اس کے پاس رکھی ہوئی ہیں ان میں خیانت نہ کرے! ایماندار کے پاس دین اس کا خون اور گوشت ہے تعلیم سی پہلے

نفس کی مصاحبت نہ کرو۔ جب سیکھ لے اور سمجھ جائے اور تمہارا اطمینان ہو۔ تو اس وقت اس کی مصاحبت کرو۔ جدھر کو متوجہ کرو۔ تمام حالتوں میں اس سے الگ نہ ہوتا۔ جب مطمئن ہوگا۔ تو بردبار علم والا ہوگا۔ جو کچھ مقدر سے ملیگا اپنے نصیب پر راضی رہیگا۔ میدے کی روٹی اور جو کی روٹی میں فرق نہ کریگا۔ لذتیں اُٹھائیگی کھانے سے نہ کھانا اُس کے نزدیک محبوب ہوگا۔ نیکی کے کام اور اطاعت اور خیرات میں تمہاری موافقت کریگا۔ اس کی عادت بدل کر سخی کریم تارک الدنیا اور آخرت میں رغبت رکھیگا۔ جب آخرت کو بھی ترک کرگے مولے کی طلب کروگے۔ تو وہ بھی طلب کریگا اور دروازے حقانی کی طرف تمہارے دل کے ساتھ سیر کریگا۔ اب اس کو سابقہ خداوندی کیطرف سے ارشاد ہوگا نفس! جو نہیں کھاتا تھا اب کھالے اور جو نہیں پیتا تھا اب پی لے عقلاء الامریض طبیب کے ہاتھ کے سوا نہیں کھاتا اور نہ اس کے امر سے باہر ہوتا ہے ہمیشہ اس کا حکم کرتا اور ادب رکھتا ہے اور طبیب کی حاضری اور غیر حاضری میں حرص نہیں کرتا ہے۔ مجسم حرص! جلد خورے! جو کچھ تیرے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تیرے سوا کوئی دوسرا کھا سکتا ہے؟ تیرا لباس اور تیرا مکان اور تیری عورت منکوحہ جو تیرے نصیب کے ہیں۔ کیا کوئی پہن سکتا ہے یا رہ سکتا ہے یا اپنے نکاح میں لا سکتا ہے۔ کیا یہ نادانی ہے۔ تیرے لئے ثابت قدمی نہ عقل نہ ایمان نہ اللہ کے وعدے پر تصدیق ہے نادان! جب کسی سخی مرد سے معاملہ کرے تو با ادب رہ اجرت اور غنا طلب نہ کر۔ بے ادبی کے بغیر اور بے مانگے دونوں چیزیں ملجائینگی۔ جب اسکو معلوم ہو جائیگا کہ تو نے حرص اور طلب اور بے ادبی کو ترک کردیا ہے تو جو دوسرے لوگ تجھ سے معاملہ رکھنے والے ہیں ان کو الگ کردیگا۔ اور تجھے عرفۃ الحال کرکے ان سے بلند جگہ پر بٹھائیگا۔ اللہ تعالیٰ اسے اعتراض اور نزاع کرنے والے کی مصاحبت نہیں کرتا ہے۔ جو شخص حسن ادب کو ملحوظ رکھ کر ظاہری اور باطنی سکون اختیار کرے اور ہمیشہ موافق رہے اس کا ساتھ دیتا ہے۔ جو شخص تقدیر الٰہی کی موافقت کرے اس کو ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مصاحبت رہتی ہے۔ عارف الی اللہ کے علم و الا اللہ کے ساتھ قائم ہے۔ غیر کے ساتھ نہیں۔ اس کا موافق ہے غیر کا نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ زندہ ہے غیر سے مرا ہوا ہے ٭

بیٹا! جب کلام کرو۔ تو نیک نیتی سے کرو۔ اور خاموش رہو تو نیک نیتی سے خاموش رہو۔ جو شخص عمل سے پہلے نیت نہ کرے اس کا عمل نہیں ہے۔ اگر کلام کرو یا خاموش رہو تو گنہگار رہو کیونکہ تم نے نیت کو صحیح نہیں کیا ہے۔ تمہاری کلام اور خاموشی سنت نبوی کے خلاف ہے۔ حالات کے بدلنے اور رزق کی تنگی سے ایک حوالے پر تم خدائے تعالےٰ سے بددل ہو جاتے ہو۔ ہتک عزت اور ایک نعمت کے زوال سے ناشکری کرتے ہو۔ گویا تم بڑے زور والے ہو کر اللہ پر حکومت جگاتے ہو۔ یہ کر! اور یہ نہ کر! اور کیوں! کیا! کہتے ہو۔ اور ایسا اور ویسا کرنا چاہئے تھا۔ ایسی کلام اللہ سے دور اور اس کو غصے کرنے اور ناقع ہونے کا باعث ہے۔ فرزند آدم تو ہے کون! ایک ضعیف پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل رہ اور اس کی تواضع کر۔ اگر پرہیزگار نہ بنے۔ تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک تمہاری کوئی عزت نہیں ہے۔ اور نہ نیک بندوں کے پاس کسی طرح کی وقعت ہے۔ دنیا حکمت سے معمور ہے۔ اور آخرت سب کی سب قدرت سے قائم ہے ؛

اے قوم! تم پر نگہبان ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی وکالت میں رہتے ہو تمہیں کچھ بھی خبر نہیں ہے عقلمند بنو اور اپنے دلوں کی آنکھیں کھولو۔ جب تمہارے گھر میں بہت لوگوں کی جماعت ہو۔ تو خود پہلے کلام نہ کرو۔ بلکہ تمہاری کلام جواب ہو! اور بے مطلب خواہ مخواہ سوال نہ کرو۔ توحید فرض ہے طلب حلال فرض ہے۔ اور ضروری علم کی طلب فرض ہے۔ علم میں اخلاص فرض ہے۔ عمل پر معاوضے کی ترک فرض ہے۔ بدکاروں اور منافقوں سے بھاگو۔ اور صالحین صدیقوں سے میل جول رکھو۔ اگر تم پر یہ بات مشکل ہو جائے۔ کہ صالح اور منافق میں فرق نہ کر سکو۔ تو رات کو اٹھو اور دو رکعت نفل ادا کرو۔ پھر اس طرح درگاہ الٰہی میں دعا مانگو۔ اے اللہ! اپنی مخلوق میں سے صالحین پر میری رہبری فرما۔ ایسا شخص ظاہر کر جو میرے لئے تجھ پر رہبری کرے۔ تیرے طعام سے کھلائے۔ تیرے شربت سے پلائے۔ اور میری آنکھ میں تیرے قرب کے نور کا سرمہ لگائے۔ اور جس چیز کا خود مشاہدہ کرتا ہے

اُس کی نہ مجھے خبر ہے - اور سنی سنائی بات نہ بتائے - اولیاء اللہ خدا تعالےٰ کے فضل سے کھاتے ہیں اور انس الٰہی کا شربت پیتے ہیں - اور اُس کے قرب کے دروازے کا مشاہدہ کرتے ہیں - صرف خبر پر قناعت نہیں کرتے - بلکہ کوشش کرتے ہیں - اور صبر کے ساتھ اپنے آپ اور مخلوق سے سفر کرتے ہیں - یہاں تک کہ اُن کے نزدیک خبر مشاہدہ ہو جاتی ہے - جب اپنے رب کے پاس پہنچتے ہیں - تو ان کو ادب اور تہذیب اور حکم اور اپنے علموں کی تعلیم دیتا ہے - اُن کو اپنے ملک پر مطلع فرماتا ہے - اور اُنہیں عرفان کرا دیتا ہے - کہ آسمان اور زمین میں اس کا کوئی غیر نہیں ہے - نہ غیر عطا کرنے والا اور نہ منع کرنے والا - نہ حرکت دینے والا - نہ سکون دینے والا - نہ تقدیر نہ حکم لگانے والا کوئی غیر ہے - نہ عزت نہ ذلت دینے والا - نہ غلبے والا - نہ اپنے بس میں رکھنے والا - نہ قہر کرنے والا کوئی غیر ہے - جو کچھ اللہ کے پاس ہے سب دکھاتا ہے - اپنے دل اور باطن کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں - دنیا اور دنیا کی سلطنت کی اُن کے نزدیک نہ کوئی قدر اور نہ وزن رہتا ہے - اے اللہ! ہم کو بھی معافی اور صحت کے ساتھ دکھا - جیسے اُن کو دکھلایا ہے - اور ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت کر - اور عذاب دوزخ سے بچا۔

اے قوم! پرہیزگاری کی ترک سے توبہ کرو - کیونکہ تقوٰے دوا اور اُسکی ترک بیماری ہے - توبہ کرو - کیونکہ توبہ دوا ہے اور گناہ بیماری ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب کرام سے ارشاد فرمایا - اَلَا اُعَلِّمُكُمْ مَا دَاءُكُمْ وَمَا دَوَاءُكُمْ فَقَالُوا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ دَاءُكُمُ الذُّنُوْبُ وَدَوَاءُكُمُ التَّوْبَةُ (کیا میں تمہیں دوا اور بیماری نہ بتلاؤں عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمایئے - فرمایا تمہاری بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا توبہ ہے) توبہ ایمان کی دُلہن ہے - وعظ کی مجلسیں اور اللہ تعالےٰ کی طاعت اس کے لئے شفا ہے - ایمان کی زبان کے ساتھ توبہ کرو نجات خود بخود حاصل ہو گی - توحید اور اخلاص کی زبان سے بات کرو - ساتھ ہی بخشش الٰہی آئے گی - اللہ تعالیٰ کی طرف سے

آفتیں آئیں۔ تو ایمان کے ہتھیار سے مقابلہ کرو۔ اور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر ایک مجلس کے شروع میں اس طرح فرمایا کرتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سب طرح کی حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے) تین دفعہ دہراتے اور ہر ایک مرتبہ ایک لحظہ بھر خاموش ہو جاتے۔ پھر فرماتے۔ مخلوق کے شمار اور عرش کے وزن برابر۔ اپنی ذات کی رضا اور اپنے کلمات کے برابر۔ انتہائے علم اور سب چیزوں کے برابر۔ اور جو کچھ پیدا کیا اور عدم سے وجود میں لایا۔ اور ایک حال سے دوسرے پر بدلا ان کے برابر۔ حاضر اور غائب کا جاننے والا۔ بخشنے والا مہربان۔ بادشاہ پاک غالب دانا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا۔ وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کا ملک اور اُسی کی تعریف ہے۔ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے کبھی نہ مریگا۔ اسی کے دستِ قدرت میں سب طرح کی بھلائی ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی کی طرف سب نے رجوع کرنا ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ سب دینوں پر غلبہ حاصل کرے۔ خواہ مشرک نفرت ہی کرتے رہیں۔ اے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر رحمت بھیج! امام اور اُمت اور حاکم اور رعیت کی حفاظت کر۔ نیکی کے کاموں کی اُن کے دلوں میں اُلفت ڈال۔ ایک کی دوسرے سے شرارت دور کر۔ اے اللہ! تو ہمارے باطنوں کا عالم ہے ان کو سنوار دے۔ ہماری حاجتیں تجھے معلوم ہیں ان کو پورا کر۔ ہمارے گناہوں کا تجھے علم ہے ان کو بخشدے۔ ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کر۔ ممنوع چیز ہم کو نہ دکھا۔ جس چیز کا امر ہے۔ اس سے الگ نہ کر۔ اپنا ذکر نہ بھلا۔ اپنے داؤں پیچ سے ہمیں نڈر نہ کر۔ غیر کا محتاج نہ کر۔ اور غافلوں میں ہمیں شامل نہ کر۔ اے اللہ! ہمارے دل میں نیکی ڈال۔ اور ہمیں ہمارے نفسوں کی شرارتوں سے بچا۔ غیر سے چھڑا کر اپنے میں مشغول رکھ۔ اور جو چیز تجھ سے توڑنے والی ہے اس کو توڑ ڈال۔ اپنے ذکر اور شکر اور حسن عبادت کو ہمارے دل میں ڈال۔ پھر حضرت

غوث الاعظم دائیں طرف توجہ فرماتے اور کہتے نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا۔ جو کچھ چاہا اللہ نے ہوا۔ نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ بلند و بزرگ کے ساتھ۔ پھر سامنے کی طرف متوجہ ہو کر اسی طرح فرماتے تھے۔ اور بائیں طرف بھی اسی طرح مناجات کرتے تھے۔ پھر درگاہ خدا میں عرض کرتے۔ ہمارے بھیدوں کو ظاہر نہ کر۔ ہمارے رازوں کا افشا نہ فرما۔ ہمارے بُرے عملوں کے باعث مواخذہ نہ کر غفلت کی زندگی سے بچا۔ اور غفلت میں مواخذہ نہ کر۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اے رب! بھول چوک پر ہمارا مواخذہ نہ کر۔ اے رب! ہم سے پہلوں پر جیسے بوجھ لادا ہم پر نہ لادا اور طاقت سے زیادہ کے ہم متحمل نہیں ہیں۔ معاف کر اور بخش اور رحم کر کیونکہ تو ہمارا مالک ہے۔ کافروں کی قوم پر ہماری مدد کر۔

پھر جناب وعظ شروع فرماتے۔ اور غیبی فتوحات سے جو کچھ اللہ تعالےٰ آپ کی زبانِ مبارک پر جاری فرماتا بغیر تقریر اور تمہید کے بیان کر دیتے تھے۔ اور اپنی مجالس میں حدیث شریف یا کوئی حکمۃ کا کلمہ کلام حکماء سے بہت کم بیان فرماتے۔ اگر ابتدا کرتے تو بطور تبرک اسی سے شروع کرکے اپنے وعظ کو اسی پر جاری کرتے تھے۔

ستائیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۷۔ جمادی الآخر ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

عقل والا بن جھوٹ نہ بول۔ تو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں۔ حالانکہ تو غیر سے ڈرتا ہے۔ جن اور انسان اور فرشتے سے نہ ڈر۔ بولنے والوں

اور چُپ رہنے والوں حیوانوں سے نہ ڈر - عذاب دُنیا اور آخرت سے نہ ڈر - جو عذاب دینے والا ہے اُس سے ڈر عقل والا اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا - اور غیر اللہ کی کلام سننے سے بہرا ہے - تمام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عاجز اور بیمار اور تنگدست ہے - یہ اصد اس جیسے وہ عالم ہیں - کہ جن کے علم سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے - شریعت کے عالم اور حقائق اسلام سے واقف بھی دین کے طبیب اور اُس کی شکست ریخت کو پر کرنے والے ہیں - ٹوٹے ہوئے دین والے ان کے پاس جا تاکہ تیری کسر کو جوڑ دیتے - جس نے بیماری نازل کی ہے - وہی دوا نازل کرتا ہے - وہ دوسرے کی نسبت مصلحت کو خوب پہچانتا ہے - اللہ تعالیٰ کو اس کے فعل میں تہمت نہ دے - دُوسرے کی نسبت سے بہتر ہے کہ اپنے نفس پر ملامت اور تہمت دمغرور نفس سے کہدو - کہ عطا والے کے لئے عطا ہے اور نافرمان کے لئے عصا و لاٹھی ہے - جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے حواس کھو دیتا ہے - اگر صبر کرے تو اس کا مرتبہ بلند اور پاکیزہ کرتا ہے اور اس کو اپنی عنایت سے مالا مال کر دیتا ہے +

اے اللہ! ہم تجھ سے تیری قربت کا سوال بغیر آزمائش کے چاہتے ہیں اپنی قضا اور قدر میں ہم پر مہربانی کر - شریروں کی شرارت اور بدکاروں کے مکر سے ہمارے لئے کافی ہو جا - جس طرح چاہے اور جیسا چاہے ہماری حفاظت کر - ہم تجھ سے معافی اور صحت دین اور دُنیا اور آخرت میں مانگتے ہیں - نیک اعمال کی توفیق اور ان میں اخلاص عنایت فرما - آمین +

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا - بھوچکا سا ہو کر دائیں بائیں دیکھنے لگا - آپ نے فرمایا کہ تجھے کیا ہوا - اُس نے عرض کی - کہ نماز پڑھنے کے لئے پاک جگہ تلاش کرتا ہوں - آپ نے حکم دیا - کہ اپنا دل پاک کر اور جہاں چاہو نماز پڑھو - ریاکار کو اخلاص والے کے سوا اور کوئی نہیں پہچان سکتا ہے - کیونکہ وہ پہلے اس میں گرفتار تھا - اور پھر اس نے خلاصی پائی ہے - اولیاء اللہ کے

راستے میں ریاکاری ایک سخت گھاٹی ہے کہ جس پر سے انہیں ضرور گذرنا پڑتا ہے۔ خود پسندی اور نفاق شیطانی تیروں سے ہیں۔ جن کو وہ دلوں کی طرف چلاتا رہتا ہے۔ مشائخ کی نصیحت قبول کرو۔ اور ان سے رستے کی سیر سیکھو۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ کیونکہ وہ اس راستے کو طے کر چکے ہیں۔ اُن سے نفسوں اور خواہشوں اور عادات کی آفات دریافت کرو۔ کیونکہ وہ اُن کی آفات کو جھیل چکے۔ اور اُن کی مشکلات اور سختیوں کو پہچانے بیٹھے ہیں۔ ایک مدت تک اس حال میں رہ کر آہستہ آہستہ ان کو مغلوب کر کے ان پر غالب اور قابض ہوئے۔ شیطان کے دم جھانسے سے دھوکے میں نہ آ۔ اور نفس کے تیروں سے شکست نہ کھا۔ کیونکہ وہ تجھے تیر مارتا ہی رہے گا۔ اس کے مقدرت حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے شیطان جن اتجھ پر شیطان انسان اکے ذریعہ قدرت پاتا ہے۔ وہ نفس اور مجھے ہم نشین ہیں۔ دشمنوں پر اللہ سے فریاد کر۔ اور اسی سے مدد مانگ۔ کیونکہ وہ تیری فریاد سُنے گا۔ جب تجھے مل جائے۔ اور نعمتیں دیکھ لے۔ اور حظ حاصل ہو جائے تو اب اللہ کی طرف سے عیال اور مخلوق کی طرف رجوع کر۔ اور ان کو اللہ کی طرف بلا اور اس طرح پکار۔ [وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (اہل عیال سمیت میرے پاس چلے آؤ حضرت یوسف علیہ السلام جب بادشاہ اور رعیت پر قابض ہوئے۔ تو اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ اپنے اہل سمیت میرے پاس چلے آؤ۔ محروم وہی ہے کہ جو اللہ سے محروم رہا۔ اور دُنیا و آخرت میں اس سے قرب جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے۔ یَا ابْنَ آدَمَ اِنْ فَاتَكَ فَاتَكَ كُلُّ شَيْءٍ (اے فرزند آدم اگر میں نہ ملا تو تجھے کچھ بھی نہ ملا) اللہ تعالیٰ تجھ کو کیسے ملے حالانکہ تو اس سے اعراض کرنے والا اور اس کے نیک بندوں کو اپنے قول اور فعل سے ایذا دینے والا ہے ⁂

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اَذِيَّةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نَّقْضِ الْكَعْبَةِ وَالْبَيْتِ

الْمَعْمُوْرِ خَمْسَ عَشْرَۃَ مَرَّۃً (ایماندار کو ستانا اللہ کے نزدیک کعبہ اور بیت المعمور کے شہید کر دینے سے پندرہ گنا زیادہ گناہ ہے)۔

تجھ پر افسوس! فقرا الٰہی کو ایذا دینے والے! اس حدیث شریف کو سُن کہ یہی لوگ اللہ پر ایمان لانے والے نیکوکار عارف اور اسی پر توقف رکھنے والے ہیں۔ تجھ پر افسوس! تو عنقریب مریگا۔ گھسیٹ کر گھر سے نکالا جائے گا۔ اور جس مال پر ڈینگ مارتا ہے یہ لوٹا جائے گا۔ نہ تجھے نفع دیگا اور نہ کوئی بلا رَدْ کرے گا۔

اٹھائیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ۹ رجادی الآخر ۵۴۵ھ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ اِنَّہٗ جَاءَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّكَ فِی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ لَہٗ اتَّخِذِ الْبَلَاءَ جِلْبَابًا فَاتَّخِذِ الْفَقْرَ جِلْبَابًا لِاَنَّكَ تُرِیْدُ تَتَّصِفُ بِصِفَتِیْ تَتَّصِفُ بِیْ لِاَنَّ مِنْ شَرْطِ الْمَحَبَّۃِ الْمُوَافَقَۃُ (ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی۔ کہ میں آپ کو اللہ کے لئے چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک چادر بلا کی اور ایک چادر فقر کی بنالے۔ کیونکہ تم میری صفت سے موصوف ہونا چاہتے ہو۔ اور شرط محبت کی یہی ہے۔ کہ محبوب سے سب طرح موافق ہو جائے)۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں تصدیق کی۔ تو آپ پر سب مال قربان کرکے آپ جیسے بن کر فقر میں شریک ہوئے۔ گودڑی سلاخوں سے سی ڈالی۔ ظاہر اور باطن اندر اور باہر سے آپ کے موافق ہوئے۔

اور تم جھوٹے! نیک لوگوں کی محبت کا دعوٰے کرتے ہو۔ اور ان سے اپنے اور دینار چھپاتے ہو۔ اور چاہتے ہو کہ ان سے قربت اور مصاحبت حاصل ہو جائے۔ عقل کرو یہ جھوٹی محبت ہے۔ محبت والا اپنے محبوب سے کوئی چیز نہیں چھپاتا ہے اور اُس کو ہر چیز پر اختیار دے دیتا ہے ؛

فقر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے گلے کا ہمیشہ ہار رہا۔ آپ سے ایک دم بھر جدا نہ ہوا۔ اسی واسطے جناب نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مُنْتَہَاہُ (جو شخص مجھے چاہتا ہے فقر اس کی طرف پانی کی رو سے بھی جلدی بڑھتا ہے) ؛

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ہے جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم میں رہے۔ ہم پر دنیا نہایت مکدر اور تنگ رہی۔ جب آپ نے وفات پائی تو دنیا ہم پر ایک دم برس پڑی۔ لہذا شرطِ محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقر ہے۔ اور شرطِ محبت اللہ تعالےٰ کی ہے ؛

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا وَکُلُّ الْبَلَاءِ بِالْوَلَاءِ (اور سب طرح کی بلا محبت میں ہے) تاکہ ہر ایک جھوٹا ریاکار منافق محبت کا مدعی نہ بنے۔ اپنے دعوے اور جھوٹ سے باز آ۔ اپنے دماغ میں یہ وسوسہ نہ لا۔ اگر لایا ہے تو تصدیق کر۔ ورنہ ہمارے پیچھے نہ لگ۔ صراف کے پاس کھوٹی چیز نہ لے جا کیونکہ وہ نہ لے گا بلکہ فضیحت کریگا۔ سانپ اور درندے کے ساتھ اپنا دل نہ للچا کیونکہ وہ دونو تجھے مار ڈالیں گے۔ اگر حضرت حوا جنیا ہے تو سانپ کی طرف بڑھ۔ اگر قوت ہے تو درندے کے منہ میں ہاتھ ڈال۔ اللہ کا رستہ سچائی کا محتاج ہے۔ اور سچائی کے ساتھ نور معرفت کی ضرورت ہے۔ معرفت کا آفتاب صدیقوں کے دلوں پر رات دن چڑھا رہتا ہے کسی وقت غروب نہیں ہوتا ہے ؛

بیٹا! منافقوں سے جو اللہ کے غصے کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اعراض کر۔

عقل کر اور بہت سے اہل زمانہ کے پاس نہ جا۔ وہ انسانی لباس میں بھیڑیئے ہیں۔ فکر کا آئینہ اُٹھا اور اُس میں دیکھ۔ اور اللہ سے سوال کر۔ کہ تجھے اور ان کو اپنی ذات کی بصیرت عنایت فرمائے۔ میں نے مخلوق اور خالق کو دیکھ لیا۔ سب شرارت خلقت سے اور بھلائی خالق سے پائی۔ اے اللہ ہم کو مخلوق کی شرارتوں سے سلامتی میں رکھ۔ اور اپنی بھلائی دنیا اور آخرت میں عنایت کر۔ میں تمہیں اپنے لیے نہیں چاہتا۔ بلکہ تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ تمہارے رسوں میں بٹا جاتا ہوں۔ تم سے کوئی چیز نہیں لیتا۔ مگر تمہارے لئے نہ اپنے لئے میرے پاس ایک خاص قسم کی غنا ہے۔ میں تمہارے عطیوں کو کیا کروں میرے پاس نیک کمائی اور اللہ پر توکل ہے۔ میں تمہارے ہدیوں کا منتظر نہیں ہوں۔ جیسے کہ یہ منافق ریاکار منتظر ہے۔ جو تم پر بھروسہ کرکے خدا کو بھلانے والا ہے۔ میں زمین والوں کے لئے کسوٹی ہوں۔ لہذا عقلمند بنو۔ پرکھانے میں مجھے دھوکا نہ دو۔ کیونکہ میں اللہ کی طرف سے اہلبیت اور توفیق کے باعث تمہارے کھرے اور کھوٹے کو خوب پہچانتا ہوں۔ اگر تم نجات چاہتے ہو۔ تو میرے ہتھوڑے کی اہرن بنو۔ تاکہ تمہارے نفس اور حرص اور عادت اور شیطان اور تمہارے دشمنوں اور برے ہمنشینوں کا بھیجا کچل ڈالوں ان دشمنوں پر اللہ تعالے کی مدد حاصل کرو۔ فتحمند وہی ہے کہ جو ان پر صبر کرے اور شرمندہ وہی ہے کہ جو انہی کا ہو رہے۔ آفتیں بہت ہیں اور ان کا اُتارنے والا ایک ہے۔ بیماریاں بکثرت ہیں اور ان کا طبیب ایک ہے۔ نفسوں کے بیمارو! اپنے نفس طبیب کے سپرد کرو۔ جو کچھ وہ کرے۔ اُس پر تہمت نہ دھرو۔ وہ تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ تم پر مہربان ہے۔ اُس کے سامنے بے زبان بن رہو جھگڑا نہ کرو حالانکہ تم نے ساری بھلائی دنیا اور آخرت میں دیکھ لی ہے۔

اولیاء اللہ پوری خاموشی اور پوری گمنامی اور کامل بہشت میں ہیں۔ جب یہ حالت ان کے لئے پوری ہو جائے۔ اور وہ بھی اس پر قائم رہیں۔ تو اللہ تعالے انہیں قوت گویائی عنایت فرماتا ہے۔ جیسے کہ قیامت کے دن جمادات کو قوت نطق

عنایت کریگا نہیں بولتے جب تک بلائے نہ جائیں۔ نہیں لیتے جب تک دیئے نہ جائیں نہیں خوشی مناتے جب تک خوش نہ کئے جائیں۔ اُن کے دل فرشتوں کے دلوں سے مل گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (امر الٰہی میں سرتابی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو اُنہیں حکم ہوتا ہے) فرشتوں سے جا ملے اور مرتبہ میں اُن سے بڑھ گئے۔ علم اور معرفت کے ساتھ فرشتوں پر فوق لے گئے۔ اور فرشتے اُن کے تابعدار اور خادم ہیں۔ اُن سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ حکم ان کے دلوں پر ایک دم انڈھیل دیا جاتا ہے۔ اُن کے دل تمام آفتوں سے محفوظ ہیں۔ جو کہ اُن کے اعضا اور جسموں اور نفسوں پر وارد ہوتی ہیں۔ بہرحال اُن کے دل سالم ہیں۔ اگر تم بھی اُن کے مراتب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو اسلام کو ثابت کرو۔ پھر ظاہری اور باطنی گناہوں کی ترک کرو۔ پھر پرہیز شفاوالی۔ پھر دنیا کے حلال اور مباح میں بے رغبتی۔ پھر اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ بے پرواہ ہو جاؤ۔ پھر اُس کے فضل میں زاہد اور اس کے قرب میں استغنا حاصل کرو۔ جب اس کے قرب کے ساتھ استغنا صحیح ہو جائے تو اُس کا فضل تم پر برس پڑیگا۔ اور اُس کی قسموں کے دروازے تم پر کھول دیگا۔ اُسکی مہربانی اور رحمت اور احسان کے دروازے کھلیں گے۔ دنیا کو تم پر تنگ کرکے پھر نہایت ہی فراخ کردیگا۔ یہ مقام اولیاء اللہ اور صدیقوں میں سے خاص الخاص افراد کو حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو انکی پرہیزگاری کا علم ہے۔ اور کوئی چیز ان کو اللہ کی طرف سے نہیں روکتی ہے اور اکثر اولیاء اللہ پر دنیا تنگ ہی ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے ہی لئے فارغ چاہتا ہے۔ اور اپنے ہی پاس اور اپنی ہی طلب میں رکھتا ہے۔ اگر انہیں دنیا مل جائے۔ تو شاید اللہ کی خدمت کرکے اسی میں مشغول ہو جائیں۔ اور اسی پر نہ بیٹھ رہیں۔ اکثر ایسا ہی وقوع میں آتا ہے۔ اور مذکورہ بالا وقوعہ نادر ہے۔ اور نادر پر کسی طرح کا حکم نہیں لگ سکتا ہے۔

ہمارے نبی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم بھی نہیں لوگوں سے ہیں۔ کہ

جن پر دنیا پیش کی گئی - آپ خدمت الٰہی میں لگے رہے - اور دنیا میں مشغول نہ ہوئے - دنیاوی حظوظ کی طرف کامل زاہد اور کامل اعراض کے باعث متوجہ نہ ہوئے - آپ پر زمین کے کل خزانوں کی چابیاں پیش کی گئیں حضرت نے یہ کہکر واپس کر دیں - رَبِّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ مَعَ الْمَسَاكِيْنِ (میرے رب! مجھے مسکین کی زندگی اور مسکین کی موت عنایت فرما - اور قیامت کے دن بھی میرا حشر مسکینوں کے ساتھ کرنا) حضور کا زہد نہایت ہی کامل ہے ورنہ اپنی قسمت کے لکھے ہوئے کی ترک پر کون قادر ہے - ایمان والا حرص کے بوجھ سے آرام پاتا ہے - نہ حرص کرتا ہے اور نہ جلدی کرتا ہے - اپنے دل سے دنیاوی چیزوں کی ترک کرو - اور اپنے باطن سے اعراض کرو - اور امر میں مشغول ہو جاؤ - اور سمجھ لو کہ قسمت کا لکھا جاتا نہیں - طلب سے کیا فائدہ ہے - روزی خود بخود پیچھے چلی آتی ہے - اور ذلیل ہو کر قبولیت کا سوال کرتی ہے ؁

بیٹا! تمہیں ایمان کی ضرورت ہے - جو اللہ کے رستے کی طرف چلائے - اور یقین جو تمہیں ثابت قدم رکھے - تمہیں اس رستہ میں چلنے سے پہلے تھیلی کی ضرورت ہے - اور آخر پر ایمان کی - بخلاف نیکے شریف کے راستے کے بعض اولیاء اللہ نے ارشاد فرمایا ہے - مکہ شریف کا رستہ ایمان اور تھیلی کا محتاج ہے - اور جس رستہ پر تمہیں اشارہ کیا گیا ہے - پہلے تھیلی کا محتاج پھر ایمان کا محتاج ہے ؁

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ کے پاس ابتدائے طالب علمی کے زمانے میں پانچ سو دینار کمر پر کسے رہتے تھے - آپ اُن سے خرچ کرتے اور علم پڑھتے تھے اور آپ ان کو ہاتھ سے بجا کر فرمایا کرتے تھے - کہ اگر یہ نہ ہوتے تو لوگ ہمیں پاؤں سے روند ڈالتے - جب آپ نے علم سے فارغ ہو کر معرفت الٰہی حاصل کی - جتنے دینار بچے تھے ایک ہی دن میں فقیروں پر تقسیم کر دئے - اور آپ نے فرمایا - اگر آسمان لوہے کا ہو جائے کہ نہ برسائے اور زمین سنگ خارا ہو جائے - کہ نہ اُگائے - ان صورتوں میں بھی اگر رزق کا فکر کروں تو میں پکا کافر ہوں - نیک کمائی

اور سبب سے تعلق لازم پکڑو۔ یہاں تک کہ ایمان قوی ہو جائے۔ پھر سبب کو چھوڑ مسبب کی طرف چلا آ ÷

حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے ابتدائی احوال میں کسب کرتے اور قرض لیتے اور پابند اسباب رہتے ہیں۔ اور آخر میں توکل کرتے ہیں۔ کسب اور توکل کو شروع اور آخیر میں شریعۃً اور حقیقۃً جمع کر لیتے ہیں ÷

محرم! کسب کو چھوڑ کر لوگوں کے ہاتھوں پر توکل نہ کر کہ ان سے بھیک مانگے۔ اور قدروں کی نعمت کی ناشکری کرے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ غضب ناک ہو کر تجھے اپنے سے دور کر دیگا۔ کسب کی ترک اور لوگوں سے بھیک مانگنا بندے کے لئے عذاب الٰہی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک جب جاتا رہا۔ تو آپ کو کئی چیزوں سے عذاب دئے۔ منجملہ ان کے ایک عذاب لوگوں سے بھیک مانگنا بھی تھا۔ آپ اپنی بادشاہی کے زمانے میں کسب کر کے کھاتے تھے۔ جب اللہ تعالےٰ نے اُن پر تنگی کی۔ تو سلطنت سے نکال باہر کر دئے۔ اور رزق کے سب راستے اُن پر تنگ کر دئے۔ یہاں تک کہ لوگوں سے بھیک مانگنے لگے۔ اس عذاب کا سبب یہ تھا کہ آپ کے محل میں ایک عورت نے آپ سے ورپردہ چالیس روز تک بت پرستی کی تھی۔ لہٰذا آپ پر بھی چالیس روز تک عذاب ایک دن! ایک دن کے بدلے ہوتا رہا۔ اولیاء اللہ کو غم سے خوشی اور بوجھ سے سبکدوشی اور آنکھوں کے لئے قرار اور مصیبتوں سے تسکین نہیں ہوتی ہے تاوقتیکہ اپنے رب سے ملاقات نہ کر لیں۔ اُن کی ملاقات دو قسم پر ہے! ایک دنیا میں اُن کے دلوں اور باطنوں کے لئے یہ بہت کم ہے۔ دوسرے آخرت میں جب اپنے رب سے ملاقات کرینگے۔ تو انہیں راحت اور خوشی حاصل ہوگی۔ اس سے پہلے ہمیشہ مصیبتوں میں مبتلا رہے ہے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے کلام نفس کے بعد ارشاد فرمایا ÷

بیٹا! نفس کو خواہش اور لذتوں سے روک۔ اُس کو پاک روزی کھلاؤ۔ نجس نہ بنو۔ پاک حلال ہے اور حرام نجس ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا نفس کو غذائے حلال

دو تاکہ اترائے نہیں اور ناک منہ چڑھا کر گستاخ نہ بنے۔ اے اللہ! تو اپنا آپ ہمیں بتا۔ تاکہ ہم تیری معرفت حاصل کریں۔ آمین ❖

انتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۱۱- جمادی الآخر ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:-

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ تَزَعْزَعَ لِلتَّمَنِّيْ طَلَبًا لِمَا فِيْ يَدَ يْهِ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ (جو شخص تمنا کے لئے حرکت کرے ایسی چیز کی طلب میں جو اُس کے پاس موجود ہے۔ اُس کے دین کے دو تہائی جاتے رہیں گے) ❖

منافقو! سنو! یہ حال ایسے شخص کا ہے جو غنیوں کے سامنے جھکے۔ اور جو شخص اُن کے لئے نماز اور روزہ اور حج کرے۔ اور اُن کے آستانوں کو بوسہ دے اُس کا کیا حال ہے۔ شرک کرنے والو! اللہ اور اُس کے رسول کی تمہیں کیا خبر ہے۔ اسلام لاؤ۔ اور توبہ کرو۔ اور اُس پر ثابت قدم رہو تاکہ تمہارا ایمان درست ہو جائے۔ اور یقین ثابت ہو۔ اور تمہاری توحید نشوو نما پاکر عرش تک شاخیں پھیلائے ❖

بیٹا! جب تمہارا ایمان پرورش پا جائے۔ اور اُس کا درخت بلند ہو تو اللہ تعالےٰ تجھ کو اپنے آپ سے اور خلقت سے اور تیرے کسب کمائی سے بے پروا کر دے گا۔ اللہ تعالےٰ تیرے نفس اور قلب اور باطن کو بیبہر کرکے اپنے دروازے پر کھڑا کر لیگا۔ اُس کے ذکر اور قرب اور اُنس سے تیری تنگ دستی غنا سے بدل جائیگی۔ دنیاوی خورش اور شغل سے بے پروا ہو گا۔ دنیادار کی ضرورت نہ رکھیگا۔ تیرا دنیادار کو دیکھنا باعث زحمت اور تکلیف اور تاریکی کا ہو گا۔ علم کے مدعی اور دنیاداروں کے طالب اور ان کے سامنے ذلیل ہونے والے! اللہ نے تجھے علم پڑھا دیا اس کی برکت اور مغز جاتا رہا۔ صرف چھلکا

رہ گیا عبادت الٰہی کے مدعی! تیرا دل خلقت کا بندہ خلقت سے خوف اور اُمید رکھتا ہے۔ بظاہر اللہ کا بندہ اور باطن میں مخلوق کا بندہ ہے۔ تیری طلب اور تیرا کل فکر دنیا داروں کے روپیہ پیسے اور مال میں ہے۔ اُن سے تعریف اور صفت کی اُمید کرتا ہے۔ اور ان کی بُرائی اور منہ پھیرنے اور نہ دینے کا خوف رکھتا ہے۔ دھوکا دے کر اور دیر تک ٹھیر کر اور اُن کے دروازوں پر نرم کلام کر کے ان سے عطا کی امید کرتا ہے۔ تجھ پر افسوس! تو مشرک منافق بے دین مرتا ہے۔ تجھ پر افسوس طمع کس کو دکھاتا ہے جو آنکھوں کی خیانت اور سینے کے رازوں سے واقف ہے۔ تجھ پر افسوس! نماز میں کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے۔ اور جھوٹ بولتا ہے۔ تیرے دل میں مخلوق اللہ سے بڑی ہے۔ اللہ کے سامنے توبہ کر۔ اور نیک عمل کرنا غیر کے لئے اور نہ دنیا اور نہ آخرت کے لئے کر خاص اللہ کی ذات کا ارادہ رکھ۔ ربانی پرورش کا حق ادا کر۔ تعریف اور صنعت عطا اور بے عطا کے لئے عمل نہ کر۔ تجھ پر افسوس! تیرا رزق کم زیادہ نہ ہوگا۔ نیکی اور بدی کا جو تجھ پر حکم لگ چکا ہے ضرور آئے گی جس چیز سے فراغت ہے اُس میں مشغول نہ ہو۔ اُس کی عبادت میں لگا رہ۔ حرص کم اور امید کوتاہ اور موت آنکھوں کے سامنے کھڑی دیکھ۔ ضرور نجات حاصل کریگا۔ تمام احوال میں شریعت کی پابندی کر۔

اے قوم! شرع کی موافقت تو تم سے جاتی ہی رہی۔ ظاہری اور باطنی ہاتھوں سے ترک کر بیٹھے۔ اپنے نفسوں اور خواہشوں کے پیچھے لگ رہے ہو۔ اللہ کی فرمانبرداری پر دن بدن مغرور ہوتے رہے ہو۔ کہ جس نے اپنا عذاب اور تشدد اُٹھا رکھا ہے آخرت میں سب طرف سے مار پڑے گی۔ مواخذہ اور گرفت کریگا۔ موت آئیگی اور قبر میں اُتاریںگے۔ قبر کی تنگی اور عذاب میں قیامت تک گرفتار رہوگے۔ پھر دوبارہ کھڑا کھڑے کر کے بڑی کچہری میں پیش ہوگے۔ ہر ایک گھڑی اور پل میں جو جو کچھ عمل کئے ہیں۔ ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ چھوٹی اور بڑی ہر ایک بات کا سوال ہوگا۔ تم بہت بے وہ ہیچ! اور سوکھی لکڑی بے مطلب اور بے طاقت دوزخ کے قابل ہو۔

عبادت ہے تو اخلاص نہیں۔ لہذا روح نہیں۔ تم اور تمہاری عبادت جہنم کے لائق ہے۔ عمل بغیر اخلاص بے فائدہ ہیں۔ پھر مشقت کی کیا ضرورت ہے۔ تم ان لوگوں سے ہو کہ جو عمل کر کے ناحق مصیبت اٹھاتے ہیں دنیا میں عمل اور قیامت کے دن دوزخ کی مصیبت۔ ہاں البتہ اگر مرنے سے پہلے توبہ اور معذرت کرے تو بہتر ہے خالص توبہ کر کے نئے سرے اسلام لا کر اللہ کی طرف رجوع کرو۔ مرنے سے پہلے ایسا کر لو ورنہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ پھر اندر نہ جا سکو گے۔ اُس کے فضل کا دروازہ بند ہونے سے پہلے اپنے دل کے قدموں سے رجوع کرو۔ اپنے نفس اور قوت اور طاقت کے بھروسے پر نہ رہو۔ جن حالتوں میں کھپ رہے ہو۔ اُن میں برکت ملے گی۔

تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کرتا۔ اشرفی تیرا رب ہے۔ اور روپیہ تیرا فکر ہے۔ اللہ کو بالکل بھلا دیا۔ ذرا ٹھہر عنقریب تجھے پتہ لگ جائیگا۔

تجھ پر افسوس! مال اور دکان کسبے کے لئے کر شریعت کے مطابق کما اور دل سے اللہ پر توکل رکھ۔ مال اور دکان کو چھوڑ کر اپنا اور اہل کا رزق اللہ سے مانگ تمہارا اور اُن کا رزق اللہ تعالےٰ تمہارے ہاتھ پر جاری فرمائیگا۔ اور تمہارے دل کو اس کا فضل اور قرب اور اُنس ملے گا۔ تمہارا عیال تم سے اور تم اللہ کے ساتھ غنی ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ جس چیز کے ساتھ اور جس طرح چاہے اُن کو غنی کر دیگا۔ اور تمہارے دل کو ارشاد ہوگا کہ یہ تمہارے لئے اور یہ تمہارے عیال کے لئے ہے۔ یہ بات تمہیں کیسے نصیب ہو۔ حالانکہ تم عمر بھر شرک اور حجاب میں اور راندۂ درگاہ رہے دنیا اور اُس کی جمعیت سے سیر نہ ہوئے۔ اپنے دل کا دروازہ بند کرو۔ اور سب کو اس میں داخل ہونے سے ناامید کرو۔ اور اُس میں صرف اللہ تعالےٰ کا ذکر اُتارو۔ اپنے اعمال بد سے توبہ در توبہ کرو۔ دلیری اور گستاخی ترک کر کے پشیمانی کے بعد اور پشیمان ہو جاؤ۔ گذشتہ اعمال یاد کر کے رو پڑو۔ بخل چھوڑو اور اپنے اعمال سے فقیروں کی غمخواری کرو۔ کیونکہ تو عنقریب اپنے مال سے جدا ہونے والا ہے۔ پکا ایمان دار دنیا اور آخرت کی بیوفائی کے باعث بخل نہیں کرتا ہے۔

حضرت عیسے علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ابلیس سے دریافت کیا کہ مخلوق میں سے تجھے کون پیارا ہے؟ جواب دیا کہ ایمان والا جو بخیل ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تجھے برا کون معلوم ہوتا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ بدکار سخی۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اس طرح کیوں؟ شیطان نے جواب دیا۔ کہ ایماندار بخیل سے مجھے امید ہے کہ اس کا بخل گناہ میں مبتلا کر دیگا۔ اور سخی فاسق کے بارے میں مجھے خوف ہے۔ کہ اُس کی سخاوت سے اُس کے گناہ نہ مٹ جائیں۔ دُنیا میں مشغول ہو۔ دنیا کے لئے شرع ہے۔ کسب کی شرع یہی ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالےٰ کی عبادت پر مدد حاصل کی جائے۔ تم جب کماتے ہو تو اُس سے گناہ پر مدد حاصل کر کے نیکی کے کام اور نماز بھی چھوڑ دیتے ہو۔ اور نہ زکوٰۃ نکالتے ہو۔ لہذا تم گناہ میں ہو عبادت میں نہیں۔ تمہارا کسب دہاڑا مارنے والوں کے مشابہ ہے۔ عنقریب موت آئے گی۔ تو ایماندار خوش ہوگا۔ اور کافر اور منافق غمناک ہونگے +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يَتَمَنّٰى اَنَّهٗ مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا وَلَا سَاعَةً لَمَّا يَرٰى مِنْ كَرَامَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ (ایماندار مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھ کر یہی تمنا کرتا ہے کہ دنیا میں ایک گھڑی بھی نہ ٹھیرتا) توبہ پر قائم رہنے والا کہاں ہے؟ اللہ سے حیا کرنے والا اور سب حالتوں میں اسی کا منتظر کہاں ہے؟ خلوت اور کثرت میں حرام چیزوں سے بچنے والا کہاں ہے؟ اپنے دل اور جسم کی آنکھ نیچی رکھنے والا کہاں ہے؟ +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الْعَيْنَيْنِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ اِلَى الْمُحَرَّمَاتِ (آنکھیں بھی ضرور زنا کرتی ہیں۔ ان کا زنا یہی ہے کہ جو عورتیں حرام ہیں اُن کی طرف دیکھیں) نامحرم عورت اور لونڈوں کو دیکھ کر تمہاری آنکھ کتنا زنا کرتی ہے؟ کیا تم نے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کا ارشاد نہیں سُنا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (ایمانداروں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں دبائے رکھیں) +

فقیر! دنیا کی تنگی پر صبر کر۔ کیونکہ یہ چند روزہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا یَا عَائِشَةُ تَجَرَّعِي مَرَارَةَ الدُّنْيَا لِنَعِيمِ الْآخِرَةِ (عائشہ! دنیا کی تلخی کو آخرت کی نعمتوں کے عوض گھونٹ گھونٹ کرکے نگل جاؤ) تم نہیں جانتے کہ اولیاء اللہ کے نزدیک تمہارا کیا نام ہے۔ نیک بخت یا بدبخت! یہ صرف اللہ کے علم اور سابقے میں معلوم ہے۔ تم نڈر نہ ہو۔ اور اللہ کے علم اور سابقے پر توکل نہ کرو۔ کیونکہ اس طرح حد شرع سے نکل جاؤ گے۔ جس چیز کا حکم ہے اُس کے بجالانے میں کوشش کرو۔ سابق علم تمہیں نقصان نہیں دے سکتا ہے۔ یہ تو غیبی بات ہے۔ نہ تم جانتے ہو نہ کوئی دوسرا جانتا ہے ×

اللہ والے دنیا سے بستر باندھ کر الگ ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑے ہو کر دوسرے خادموں کے ساتھ خدمت میں مشغول ہیں۔ دنیا سے قوت لیتے ہیں نعمت نہیں۔ یہ بھی ضرورت کے لئے ان کی نیتیں صرف عبادت پر قائم ہیں۔ شیطان کے مکرو فریب سے اپنی شرمگاہوں کو بچاتے ہیں۔ اپنے رب کا امر بجالاتے ہیں۔ اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ آلہٖ واصحابہ وسلم کی سنت کے تابعدار ہیں ×

ان کا پورا شغل اللہ کے حکم اور سنت نبوی کی پابندی ہے۔ یہ لوگ سب چیزوں کے زہد میں قوی اور بلند ہمت ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اُن میں سے کر اور ان کی برکتیں ہم پر لوٹا۔ آمین ×

بیٹا! جب تک تمہارے دل میں دنیا کی محبت ہے۔ تو صالحین کے حالات تمہیں معلوم نہ ہونگے۔ جبتک مخلوق سے بھیک منگے اور مشرک رہوگے۔ تو تمہاری دل کی آنکھیں نہ کھلیں گی۔ تم ٹھیک دنیا اور مخلوق سے زاہد ہو جاؤ۔ کوشش کرو۔ تو تمہیں ایسی چیزیں نظر آئینگی۔ کہ جو غیر کو نظر نہیں آتی ہیں۔ اپنی عادت کے خلاف کرو۔ اپنے حساب چھوڑو تو تمہیں بے حساب ملے۔ اگر اللہ پر اعتماد رکھو۔ خلوت اور کثرت میں اس سے ڈرو۔ تو ایسی جگہ سے رزق دیگا جس کا تمہیں کبھی گمان بھی نہ تھا۔

اپنے آپ کی ترک کر وہی عطا کریگا۔ زاہد ہو۔ وہ خود اپنی رغبت دیگا۔ ابتدا میں ترک ہے۔ آخر میں لینا ہے۔ ابتدائی امر میں دنیا اور خواہشوں کو ترک کر کے نفس کو تکلیف دو۔ اور آخر امر میں تناول کرو۔ پہلی حالت پرہیزگاروں کے لئے اور دوسری ابدالوں کے لئے ہے کہ جو طاعت الٰہی میں واصل ہیں ۔

ریاکار! نفاق والے! مشرک! ان سے مزاحمت نہ کر کس چیز میں ترک کرتا ہے۔ وہ گنتی کے لوگ ہیں ۔ ان کے احوال سے نہ پوچھ ۔ تیرے ہاتھ کیا لگیگا انہوں نے اپنی عادتوں کے خلاف کیا۔ اور تو نے اپنی عادتوں کو برقرار رکھا۔ اسی واسطے ان سے کرامات ظاہر ہوئیں ۔ اور تجھ سے نہیں۔ تو خواب میں وہ جاگے۔ تو خوراک میں انہوں نے روزے رکھے ۔ تو امن میں وہ ڈرے ۔ تیرے ڈرنے کے وقت وہ امن میں ہوئے ۔ تیرے بخل میں انہوں نے سخاوت کی۔ انہوں نے اللہ کے لئے عمل کیا اور تو نے غیر کے لئے۔ انہوں نے اللہ کو چاہا اور تو نے غیر کو۔ انہوں نے سب کچھ اللہ کے سپرد کیا۔ اور تو نے اس سے نزاع اور جھگڑا لیا۔ وہ رضائے الٰہی کے ساتھ غنی ہوئے اور مخلوق کے پاس شکایت کرنے سے رکے تو نے ایسا نہ کیا۔ انہوں نے تلخی پر صبر کیا۔ وہی شیرینی بن گئی۔ تقدیر کی چھریوں نے انکے گوشت کاٹے۔ انہوں نے نہ پرواہ کی اور نہ دردناک ہوئے ۔ کیونکہ وہ دکھ دینے والے کو دیکھ کر دہشت میں رہے۔ مخلوق ان سے آرام میں ہے۔ کسی کو اس سے دکھ نہیں پہنچتا ہے۔ ارشاد ہے کہ نیک ہی ہے۔ کہ جو ذرا سی چیونٹی کو بھی دکھ نہیں دیتے ہیں ۔طاعت کے ساتھ اللہ سے واصل ہیں۔ خلقت سے نیک برتاؤ اور اہل سے بہتر سلوک کرتے ہیں ۔ دنیا اور آخرت میں نعمتوں سے بھرپور ہیں۔ دنیا میں قرب الٰہی کی نعمت اور آخرت میں جنت کی نعمت اور دیدار قرب الٰہی اور اللہ کی کلام سننی اور خلعت الٰہی پہننا ہے۔ تجھے ان سے کیا مطلب ہے۔ گناہوں سے توبہ کر۔ اللہ پر بے حیائی اور دلیری چھوڑ دے ۔ تجھ پر افسوس! اللہ سے حیا نہیں خلقت سے ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر شے سے پہلے ہے ۔ حادث سے حیا کرتا ہے۔

اور قدیم سے بے حیائی۔ وہی سخی ہے اور غیر بخیل ہے۔ وہی غنی ہے اور غیر تنگ دست ہے۔ اُس کی عادت عطا ہے۔ اور غیر کی عادت منع کرنا ہے۔ اپنی حاجتیں اُسی کے پاس لے جا۔ کیونکہ وہ غیر سے اچھا ہے۔ اُس کی صنعت سے اُس کو معلوم کر۔ شرعی حدود کا محافظ بن۔ اُس کا تقوٰے لازم پکڑ۔ کیونکہ ہمیشہ کے تقوٰے اُس کی معرفت ہے۔ مصنوع کو چھوڑ کر اُس میں مشغول ہو۔ اسی پر دلیل پکڑ۔ اور اُسی کی طلب کر۔ دنیا اور آخرت کو چھوڑ دے۔ کیونکہ اُن میں سے جو تجھے ملنا ہے مل رہے گا۔ کہیں جاتا نہیں۔ ماسوی اللہ کی ترک تیرے دل کو میل کچیل سے صاف کریگی۔ اگر تمہارا دل خدا پر دلالت نہ کرے۔ تو تم چارپایوں کی طرح بے تمیز ہو۔ دنیا سے اُٹھ اور عقلمندوں کے پاس آؤ۔ جن کی عقلیں ان کو اللہ کا رستہ بتاتی ہیں۔ اُن سے عقل سیکھ۔ اور اپنے نفس اور رب کی معرفت حاصل کر ؛

تجھ پر افسوس! تیری عمر گذر رہی ہے اور تجھے خبر تک نہیں! آخرت سے اعراض اور دُنیا پر توجہ کب تک۔ تجھ پر افسوس! تیرا رزق غیر نے نہیں کھانا۔ تیرے بہشت یا دوزخ کے مکان میں دُوسرے نے نہیں بسنا ہے۔ تجھے غفلت نے گھیرا۔ اور خواہش نے قید کر لیا ہے۔ تیرا سارا فکر کھانے اور پینے اور خواب اور نکاح اور غرضیں پُوری کرنے میں ہے۔ تیرا فکر کافروں اور منافقوں کا فکر ہے۔ حلال یا حرام سے پیٹ بھرنے کے بعد تیرے دل پر کیا ہے؟ دین گیا یا رہا ؛

مسکین! اپنی جان پر گریہ کر۔ تیرا بیٹا مرے تو تجھ پر قیامت آتی ہے۔ دین مرے تو پرواہ نہیں اور نہ روتا ہے۔ فرشتے مؤکل تجھ پر تیرے دین کے سرمایہ کے خسارے کو دیکھ کر روتے ہیں۔ تجھے عقل نہیں۔ اگر عقل ہوتی تو اپنے دین کے ضائع ہونے پر روتا۔ تیرے پاس سرمایہ ہے۔ اور تو اُس کا تجربہ نہیں کرتا۔ یہی عقل اور حیا سرمایہ ہے۔ اور تم اس کے تجربہ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے ہو۔ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔ اور عقل جس سے نفع نہ اُٹھا جائے۔ اور زندگی جس سے مفاد نہ ہو ایسے مکان کی طرح ہے کہ جس میں رہائش نہ کی جائے۔ اور خزانہ جو گمنام ہو۔ اور کھانا جو نہ کھایا جائے۔ اگر تم

اپنی کرتوتوں کو نہیں پہچانتے ۔ تو میں پہچانتا ہوں ۔ میرے پاس شرع کا آئینہ ہے ۔ جو ظاہر کا حاکم ہے ۔ اور میرے پاس علم الٰہی کا آئینہ ہے ۔ کہ جو علم باطنی ہے غفلت کی نیند سے بیدار ہو ۔ بیداری کے پانی سے اپنا چہرہ دھو ڈال ۔ پھر دیکھ تو مسلمان ہے یا کافر ۔ ایمان والا ہے یا منافق ۔ توحید والا ہے یا مشرک ۔ ریا کار ہے یا اخلاص والا ۔ اللہ کے موافق ہے یا مخالف ۔ ریا والا ہے یا غصے والا ۔ اللہ تعالےٰ کو پرواہ نہیں ۔ تم راضی رہو یا ناراض ۔ اس کا نفع یا نقصان تمہارے ہی واسطے ہے ۔ خدائے پاک سخی ۔ بردبار ۔ فضل کرنے والا ہے ۔ سب اُس کی مہربانی اور فضل کے زیر سایہ ہیں ۔ اگر وہ مہربانی نہ کرے ۔ تو ہم سب ہلاک ہو جائیں ۔ اگر اللہ تعالےٰ ہمارے افعال کا پورا مقابلہ کرے ۔ تو ہم سب اپنے افعال پر ہلاک کیے جائیں ۔

بیٹا! تم اپنی عبادت سے باوجود سہو اور ریا اور نفاق کے اللہ پر احسان رکھتے ہو ۔ اور نیک لوگوں سے فساد کر کے مزاحمت کرتے ہو ۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ سے کرامت چاہتے ہو ۔ تمہیں اُن کے ذکر سے کیا فائدہ اور ان کی معرفت کے ساتھ دعوے کرنے سے کیا مطلب ہے ؟ نافرمان بھاگنے والے! بد کنے والے! اس اُمت کے توحید والوں اخلاص والوں کے حلقے سے نکلنے والے! ۔

تجھ پر افسوس! اگر یہ زاری کر یہاں تک کہ تیرے ساتھ گریہ زاری کی جائے ۔ اپنی مصیبت میں بیٹھ اور سوگ کا لباس پہن ۔ یہاں تک کہ تیرے پاس بیٹھا جائے ۔ تم حجاب میں ہو ۔ تمہارے پاس کسی قسم کی بھلائی نہیں ہے ۔

بعض صالحین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے ۔ وَیْلٌ لِّلْمَحْجُوْبِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّھُمْ مَحْجُوْبُوْنَ ۔ ایسے حجاب والوں پر افسوس ہے کہ جن کو اپنے حجاب کا بھی علم نہیں ہے ۔

تجھ پر افسوس! کس چیز نے تجھے دل برداشتہ کیا اور تو کیا سمجھتا ہے کس کے پاس شکایت اور کس کے پاس فریاد کرتا ہے ۔ اور کس کے ساتھ سوتا ہے ۔ سختی میں

پڑ کر کس پر بھروسہ کرتا ہے۔ مجھ سے بیان کریں تیرا جھوٹ اور نفاق سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک تم اور مخلوق مچھر کی مانند (حقیر) ہو۔ تم میں سے صادق کو میں جانتا ہوں اور اس کا خدمت گذار ہوں۔ اگر وہ چاہے تو مجھے بازار میں لیجا کر بیچ لے یا ٹھیلے پر چڑھاوے جو چاہے کر گذرے۔ خواہ مجھ سے بھیک منگوائے۔ اور کپڑے اتار کر جو کچھ میرے قبضہ میں ہے لے لیوے۔ تجھ میں نہ صداقت اور نہ توحید اور نہ ایمان ہے۔ میں تجھے کس کام میں لاؤں۔ تجھ سے شگاف بند کروں۔ تو تو کُندہ ناتراش صرف آگ میں جلانے کے قابل ہے ؂

اے قوم! دنیا چل چلاؤ اور عمریں فنا ہو رہی ہیں اور آخرت قریب ہے۔ تم نے اس کا کیا فکر کیا ہے۔ بلکہ تم دنیا اور اس کے جمع کی فکر میں لگے ہو۔ اور اسکی نعمتوں کے دشمن ہو۔ اگر اس سے بدی پہنچے تو ظاہر کرتے ہو اور نیکی آئے تو چھپاتے ہو اگر نعمتوں کو چھپاؤ۔ اور ان کی ناشکری کرو۔ تو تم سے اللہ تعالے نعمتیں چھین لیگا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپنے ارشاد فرمایا ہے۔ اِذَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی عَبْدِہٖ نِعْمَتَہٗ اَحَبَّ اَنْ تُرٰی عَلَیْہِ (جب اللہ تعالے اپنے بندے کو نعمت عطا کرتا ہے۔ تو اس کا دکھلاوا چاہتا ہے) اولیاء اللہ نے اپنے لئے ایک ہی فکر بنا رکھا ہے۔ اپنے دلوں سے سب چیزیں نکال کر ان میں ایک ہی چیز بھیرا لی ہے۔ انہوں نے اپنی عبادتوں کو ریا اور نفاق اور شرارت سے خالص کر لیا ہے۔ اپنی بندگی صرف اللہ کے لئے ثابت کردی ہے۔ تم مخلوق کے بندے ریا اور نفاق کے بندے۔ خواہشوں اور حظات اور تعریف کے بندے ہو۔ تم میں سے کسی نے بھی شان عبودیت کو ثابت نہیں کیا۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ خاص لوگوں کا ذکر نہیں ہے۔ یہ دنیا کا بندہ اس کی ہمیشگی کو چاہتا اور اس کے زوال سے ڈرتا ہے۔ اور یہ مخلوق کا بندہ اُن سے خوف اور اُمید رکھتا ہے اور یہ جنت کا بندہ ہے اس کی نعمتوں کا امیدوار اور اس کے خالق سے کچھ بھی سروکار نہیں رکھتا ہے۔ اور یہ دوزخ کا بندہ اس سے ڈرتا ہے۔ اور اس کے

خالق سے خوف نہیں رکھتا ہے خلعت کیا چیز؟ بہشت کیا چیز؟ دوزخ کیا چیز؟ اور ماسوی اللہ کیا چیز ہے؟ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ (ان کو تو یہی حکم ہے کہ ایک رُخ ہو کر خالص اللہ کا دین سمجھ کر اُسی کی عبادت کریں) علم والوں۔ عارفوں نے خاص اُسی کے لئے عبادت کی غیر کے لئے نہیں۔ ربوبیت اور عبودیت کا پورا حق ادا کیا۔ اُنہوں نے امر الٰہی بجالانے اور اُس کی محبت کی خاطر عبادت کی۔ اُسی کو اپنی مراد سمجھا غیر کو نہیں۔ اور ماسوی اللہ کا بالکل ترک کر دیا تمہاری صرف صورتیں ہیں روحیں نہیں۔ تم ظاہر پرست ہو اور اولیاء اللہ باطن والے۔ تم جسم اور اولیاء اللہ معنی ہیں۔ تم شور و غل اور وہ صاحب راز ہیں۔ اولیاء اللہ انبیاء کی پلٹنیں اُن کے داہنے اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہیں۔ اُن کا کھایا پیا پس خوردہ اُن کو ملتا ہے۔ ان کے علموں پر عمل کرتے ہیں۔ انبیا کی خلافت اولیاء اللہ کے لئے صحیح ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ (عالم نبیوں کے وارث ہیں) جب اُن کے علموں پر عمل کریں وہی نبیوں کے خلیفے اور وارث اور نائب ہیں) ۔

تجھ پر افسوس! یہ مقام صرف علم سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جیسے دعوٰے بغیر گواہ کے نافع نہیں۔ اسی طرح علم بغیر عمل کے مقبول نہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا يَهْتِفُ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ فَاِنْ اَجَابَهُ وَاِلَّا ارْتَحَلَ (علم عمل کو بلاتا ہے۔ عمل آگیا تو بہتر ورنہ علم کوچ کرجاتا ہے) اُس کی برکت کوچ کرجاتی ہے۔ اور درس باقی رہتا ہے۔ مغز چیز گئی اور چھلکا پڑا رہا ۔

علم پڑھ عمل کے ترک کرنے والو! تم شعر کو عبادت اور فصاحت اور یا عزت سے مزین کرتے ہو۔ حالانکہ علم پر عمل اور اخلاص ندارد۔ اگر دل مہذب ہو تو اعضا بھی مہذب ہو جائیں۔ کیونکہ دل اعضا کا بادشاہ ہے۔ بادشاہ باتمیز ہو تو رعیت بھی

باتمیز ہوتی ہے۔ علم صرف چھلکا اور عمل مغز ہے۔ چھلکے کی حفاظت مغز کی حفاظت کے لئے ہے۔ مغز کی حفاظت اس لئے کہ اس سے روغن نکالا جائے۔ اگر چھلکے میں مغز نہ ہو۔ تو اس کو کیا کرنا ہے۔ اگر مغز میں روغن نہیں ہے تو وہ بھی بیکار ہے۔ علم گیا کیونکہ اس پر عمل کا نہ ہونا علم کا جانا ہے۔ عمل کے بغیر علم کا درس اور حفاظت کیا نفع دے گی۔ علم والے! اگر تم دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتے ہو۔ تو علم پر عمل کرو۔ لوگوں کو سکھاؤ۔ مالدار! اگر تم دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتے ہو۔ تو اپنے مال میں سے فقیروں کی غمخواری کرو۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اَلنَّاسُ عَیَالُ اللّٰہِ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْفَعُھُمْ لِعَیَالِہٖ (لوگ اللہ کا کنبہ ہیں۔ اور لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک محبوب وہی شخص ہے جو اس کے کنبہ کو فائدہ پہنچائے)۔

اللہ کی ذات پاک ہے جس نے ایک دوسرے کا محتاج کر رکھا ہے۔ اس کی اس میں حکمت ہے۔ مال والے! تو مجھ سے بھاگتا ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہی لئے لیتا ہوں۔ عنقریب مجھے اللہ تعالےٰ سے بہت سا مال ملے گا۔ جو مجھے تم سے بے پرواہ کر کے تم کو میرا محتاج کر دیگا۔

حضرت سید الطائفہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ جب کسی فقیر میں صبر کی کمی دیکھتے۔ تو آپ دعا فرماتے:۔

اے اللہ ہم پر دنیا میں فراخی کر۔ اور ہمیں اس میں بے رغبتی عنایت فرما۔ اس کو ہم پر تنگ نہ کر۔ کہ ہم اس میں رغبت کریں۔ اور اس کی طلب میں برباد ہو جائیں۔ اے اللہ! اپنی قضا اور قدر میں ہم پر مہربانی کی نظر رکھ۔

یہ وہ مجلس ہے کہ جو تئیس مجلسوں کو پورا کرتی ہے

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت ۱۶ رجادی الآخر ۵۴۵ھ کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا :۔

اس شخص کے لئے بشارت ہے ۔ کہ جس نے اللہ تعالےٰ کا اس کی نعمتوں پر اعتراف کیا ۔ اور سب کو اُس کی طرف منسوب کیا ۔ اور اپنے نفس کو اسباب اور قوت اور طاقت سے برہنہ کیا عقل والا وہی ہے کہ جو اللہ پر اپنے عمل کا حساب نہ رکھے ۔ اور کسی حالت میں بھی اُس سے اُجرت طلب نہ کرے ؛؛

تجھ پر افسوس! علم کے بغیر اللہ کی عبادت کرتا ہے ! اور بغیر علم زاہد بن کر پھرتا ہے ! اور بغیر علم دنیا کو حاصل کرتا ہے ۔ یہ حجاب در حجاب اور عذاب در عذاب ہے ۔ بھلائی کو برائی سے تمیز نہیں کرتا ۔ اپنے نفع اور نقصان کو نہیں پہچانتا ہے ۔ دشمن اور دوست کو شناخت نہیں کرتا ۔ یہ سب وبال اسی امر کا ہے ۔ کہ اللہ کے حکم سے بیخبر ہے ۔ اور مرشدان باعلم و باعمل کی خدمت ترک کر دی ہے ۔ جو اللہ تعالےٰ پر تجھے اطلاع دیتے تھے ۔ پہلے قول پھر عمل اور اسی سے واصل بخدا ہو جاؤ گے ۔ جو شخص واصل ہوا علم ہی سے واصل ہوا ہے ۔ دنیا میں زاہد اور دل اور جسم کو اس سے موڑ کر واصل الٰہی ہوتا ہے ۔ بتکلف زہد کرنے والا دنیا کو اپنے ہاتھ سے نکالتا ہے ۔ اور زاہد جو اپنے زہد میں پکا ہو دنیا کو دل سے نکالتا ہے ۔ اُنہوں نے دنیا میں اپنے دلوں سے زہد کیا ۔ زہد اُن کی طبیعت میں داخل ہو گیا ۔ اُن کے ظاہر اور باطن میں رل مل گئے ۔ اُن کی طبیعتوں کی آتش بجھ گئی ۔ اُن کی خواہشیں ٹوٹ گئیں ۔ ان کے نفس مطمئن ہو گئے ۔ اور اُن کی شرارتیں بھی نیکیوں سے بدل گئیں "

بیٹا ! یہ زہد کوئی صنعت نہیں ۔ کہ جس کو بنالو ۔ کوئی چیز نہیں ۔ کہ جس کو ہاتھ میں پکڑ لو ۔ بلکہ اس کے کئی مراتب ہیں ۔ پہلے جب دنیا کا چہرہ دیکھو تو اس طرح دیکھو جیسے تم سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور اولیا اور ابدال (جن سے کوئی

خالی نہیں ہے) نے دیکھا ہے۔ تمہیں دنیا کا دیکھنا اس طرح صحیح ہوگا۔ کہ پہلے لوگوں کی اقوال اور افعال میں پیروی کرد۔ جب اُن کے تابعدار ہوجاؤ گے تو جو اُنہوں نے دیکھا ہے۔ تم بھی دیکھ لو گے ؛

جب اولیاء اللہ کے قول اور فعل۔ خلوت اور کثرت۔ علم اور عمل۔ صورت اور معنی میں چلو گے۔ ان جیسے روزے اور ان جیسی نماز پڑھو گے۔ ان جیسا لینا اور ان جیسی ترک کرو گے۔ اور ان سے محبت رکھو گے تو اب اللہ تعالےٰ تمہیں ایک نور عنایت فرمائیگا۔ جس سے اپنے نفس اور غیر کو دیکھو گے۔ وہ نور تمہیں تمہارے اور خلقت کے عیب بتا دیگا۔ تو اپنے نفس اور خلقت سب میں زاہد ہو جاؤ گے۔ جب یہ حالت تمہارے لئے صحیح ہو جائے تو قربت کے انوار تمہارے قلب پر وارد ہونگے۔ تو تم ایمان یقین والے۔ عارف۔ عالم ہوجاؤ گے۔ سب چیزوں کو اُن کی صورتوں اور باطنوں پر دیکھو گے۔ دُنیا کو دیکھو گے جیسے تم سے پہلے زاہدوں اعراض کرنے والوں نے دیکھی ہے۔ دُنیا کو بڑھیا بدشکل چڑیل کی صورت میں دیکھو گے۔ دُنیا اللہ والوں کے نزدیک اسی شکل پر ہے۔ اور دنیاوی بادشاہوں کے نزدیک دنیا سجی ہوئی دُلہن کی طرح بہترین صورت میں ہے۔ اولیاء اللہ کے نزدیک ذلیل کمینی ہے۔ اس کے بال جلاتے اور کپڑے پھاڑتے اور اس کے چہرے کو چھیلتے ہیں۔ زور اور طاقت کے ساتھ اس کا منہ جھلس کر اُس سے اپنا نصیب حاصل کرتے ہیں۔ اور بذات خاص آخرت کی صحبت میں ہیں ؛

بیٹا! جب تمہارے لئے دنیا میں زہد صحیح ہو جائے۔ تو اپنے اختیار اور مخلوق میں زہد کر۔ اُن سے کسی قسم کا خوف اور امید نہ رکھ۔ اور جس چیز کا نفس امر کرے اُس کو قبول نہ کرتا وقتیکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم نہ آجائے۔ اکثر حکم الٰہی کا نزول تمہارے دل پر بذریعہ الہام یا خواب کے ہوگا۔ تمہارے دل کو تمام خلقت سے اعراض اور نفرت ہوگی۔ اگر تمہارے اعضا ساکن ہوجائیں۔ تو اُن کا کوئی اعتبار نہیں ہے یہ سکون تمہیں ضرر نہ دیگا۔ ذکر الٰہی سے دل کو سکون نہ ہونے پائے۔ کیونکہ یہ نہایت

دہشت ناک امر ہے تمہیں سکون نہ ہونا چاہیئے۔ تاوقتیکہ تمہارا نفس اور حرص اور خواہش اور ماسوی اللہ نہ مر جائے۔ اب اس کے قرب میں زندہ رہو گے۔ موت ہے پھر زندگی۔ پھر جب چاہے اپنی طرف اُٹھا کر خلقت کی طرف واپس کرے۔ تاکہ تم ان کی مصلحتوں میں نظر کرو۔ اور ان کو دروازہ حقانی کی طرف واپس لاؤ۔ تمہیں دُنیا اور آخرت کی رغبت بھی ہو گی۔ تاکہ دونوں سے اپنی قسمت کا لکھا حاصل کرو خلقت کی مشقت برداشت کرنے کے لیے تمہیں قوت عنایت ہو گی۔ ان کو گمراہی سے ہٹاؤ گے اور اللہ کا حکم اُن میں جاری کرو گے۔ اگر تم خلقت میں واپس آنا نہ چاہو گے۔ تو اس کا قرب تمہارے لیئے کافی اور غیر سے فراخ ہو گا۔ خالق کے ملنے کے پیچھے تم مخلوق پر قناعت نہ کرو گے۔ جو تمام چیزوں کو عدم سے بنانے والا ہے وہ ہر ایک چیز سے پہلے ہے ہر ایک چیز کو بنانے والا ہے۔ ہر ایک چیز کے بعد رہنے والا ہے۔ تمہارے گناہ بارشوں کی طرح ہیں۔ لہٰذا تمہاری توبہ بھی ہر پل میں ان کے بالمقابل ہونی چاہیئے۔

تجھ پر افسوس! تو اترانے والا نہایت شریر مجسم حرص اور خواہش اور عبادت بے مطلب ہے۔ بوسیدہ قبروں کی طرف دیکھ اور ایمان کی زبان سے ان کے اہل سے سوال کر۔ کیونکہ وہ اپنے احوال کی تجھے خبر دینگے؛

بیٹا! تم اللہ کے ارادے اور اولیاء اللہ کے ارادے کے دعویدار ہو۔ اور میں تمہیں بلاتا ہوں صرف زبانی جمع خرچ نہیں۔ بلکہ عیب چینی کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے میں تم پر محتسب ہوں۔ منافق جو اپنے اقوال و افعال میں جھوٹے ہیں۔ اُنکی گردنیں اُڑادونگا۔ بہت سی دفعہ میں پیروں اور شیخوں پر محتسب بن چکا ہوں یہاں تک کہ میرے لیئے حساب لینا صحیح ہو گیا ہے۔ زمین والو! تم اپنے اعمال کا خمیر بے نمک کرتے ہو۔ آؤ۔ خمیر کے لیئے نمک حاصل کرو۔ نمک کو بکھیرنے والے آگے بڑھ۔ نفاق والو! تمہارا آٹا بے نمک فطیرا ہے۔ اس میں خمیر علم اور نمک اخلاص کی ضرورت ہے۔ نفاق والے! تو خود نفاق میں گندھا ہوا ہے۔ عنقریب تجھ پر یہی نفاق آگ بن جائیگا۔ دل کو نفاق سے خالی کر تاکہ خلاصی پائے۔ جب قلب مخلص ہوا

تو اعضا بھی مخلص ہونگے۔ اور خلاصی پا ئینگے۔ قلب اعضا کا چرواہا ہے۔ یہ سیدھا ہوا تو وہ بھی سیدھے ہونگے جب قلب اور اعضاء راستی پر آ گئے۔ تو ایماندار کا امر بھی کامل ہوا۔ لہٰذا اپنے اہل اور پڑوسیوں اور شہر والوں پر چرواہا ہوگا جتنی اُس کو قوت ایمان اپنے مولیٰ سے قرب ہوگا۔ اُتنا ہی اس کا حال بلند ہوگا ؛

اے قوم! اللہ تعالےٰ کے ساتھ معاشرت درست رکھو۔ اس سے ڈرو اور اس کے حکم پر عمل کرو کیونکہ اُس نے اپنے حکم سے تم کو مکلف بعمل کردیا ہے بسابق علم الٰہی کا تم میں شغل ہے۔ اس حکم پر عمل کرو۔ اور اُس کا حق پورا کردو۔ کیونکہ جب تم عمل کرو گے۔ تو عمل تمہارا ہاتھ پکڑ کر جس کے لئے تم نے عمل کیا ہے اس کے پاس لیجائیگا اس سے ایسا علم ملیگا۔ کہ جس کو تم پہلے نہ جانتے تھے۔ لہٰذا تم دو رُتبہ علم اُس کے ساتھ ہو گے اور اُس کے حکم کے ساتھ خلقت کے ساتھ بھی۔ تم پہلے علم پر عمل کر کے دوسرے کو طلب کرو۔ جب پہلے میں تمہارے قدم قرار پکڑ لیں۔ تو دوسرے کو طلب کرو۔ شاگرد سے نہ ملے تو اُستاد سے کیسے ٹکراؤ گے۔ پیچھے لوٹ اور عقلمند بن۔ پہلے علم حاصل کر پھر عمل اور اخلاص۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ تفقہ ثُمَّ اعتزل (فقہ حاصل کر پھر الگ ہو)۔ ایماندار وہی ہے کہ جو ضروری علم سیکھ کر مخلوق سے علیحدہ ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت میں گوشہ نشین بنے۔ خلقت کو پہچان کر نفرت کرے۔ خدا کو پہچان کر اس سے محبت رکھے۔ اور طلب کرے اور خدمت گذار بن جائے خلقت پیچھے لگے تو ان سے بھاگے۔ اُن کے غیر کو طلب کرے۔ ان میں بے رغبتی کرے۔ اور غیر میں رغبت کرے۔ اس بات کو جان لیوے۔ کہ اُن کے ہاتھوں میں نہ ضرر نہ نفع نہ خیر نہ شر ہے۔ اگر ان کے ہاتھوں سے کچھ ہو بھی جائے۔ تو اللہ ہی کی طرف سے ہے نہ ان کی طرف سے۔ اُن سے دُور رہنا نزدیک رہنے سے بہتر ہے۔ شاخ کو چھوڑ کر جڑھ کی طرف رجوع کرے۔ جان لیوے کہ شاخیں بہت ہیں اور اصل ایک۔ لہٰذا ایک ہی پکڑے۔ فکر کے آئینے میں دیکھے اور سمجھے کہ بہت دروازوں پر گھومنے سے

ایک ورنہ اندرے پر ٹھیرا رہنا بہتر ہے۔ ایک ہی پر ٹھیرے اور اُسی کا ہو رہے۔ ایماندار یقین والے اور اخلاص مند عقل والے کو عقلوں کی عقل نہایت ہوتی ہے۔ اِسی واسطے لوگوں سے بھاگ کر ایک طرف کا ہو رہتا ہے ❖

اِکتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے عشا کے وقت ۱۸ جمادی الآخر ۵۴۵ھ ہجری کو کام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

جو غصہ رضائے الٰہی کے لئے ہو قابل ستائش ہے۔ اور جو غیر کے لئے ہو بُرا ہے۔ ایماندار اللہ کے لئے تیز ہے۔ اپنے نفس کے لئے نہیں۔ اپنے دین کی امداد کے لئے تیز ہے اپنے نفس کی مدد کے لئے نہیں۔ اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کو ٹوٹتے دیکھ کر غصہ کرتا ہے۔ جیسے چیتے کا شکار کوئی لیجائے تو غضبناک ہوتا ہے۔ لہٰذا ایماندار کے غصے کے ساتھ اللہ بھی غصے ہے۔ اور اُسکی رضا سے اللہ راضی ہے۔ جو شخص بظاہر اللہ کے لئے غصہ کرے اور باطن میں اپنے نفس کے لئے ایسا شخص منافق یا منافق سے مشابہ ہے۔ کیونکہ جو اللہ کے لئے ہے۔ پورا ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے۔ اور بڑھتا جاتا ہے۔ اور جو غیر کے لئے ہے بدلتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے۔ جب کوئی کام کرو۔ تو اپنے نفس اور حرص اور شیطان کو اس سے دُور کرو۔ اس کو نہ کرو مگر اللہ کے لئے۔ اور اُس کا حکم بجانے کے لئے۔ کوئی کام نہ کرو مگر اللہ کی طرف سے اُس پر یقین ہو جائے۔ شریعت کے واسطے سے یا اللہ کی طرف سے تمہارے دل پر الہام ہو جائے۔ مگر الہام بھی مطابق شریعت ہونا چاہئے۔ اپنے نفس اور دنیا اور خلقت میں زہد کر۔ خلقت سے راحت پاؤ اور حقانی اُنس میں رغبت کرو۔ اللہ کے قرب میں راحت ہے کوئی انس نہیں مگر اس کے ساتھ انس ہے کوئی راحت نہیں مگر اُسی کے ساتھ راحت ہے۔ تمہارے نفس اور حرص اور وجود کی کدورتوں سے صفائی

دور رہے گی۔ اولیاء اللہ کا ساتھی بن جا۔ ان کی قوت سے قوت حاصل کر۔ اور انکی بصارت سے بصارت۔ جیسے اُن کے ساتھ فخر کیا جاتا ہے تمہارے ساتھ بھی فخر کیا جائیگا شہنشاہ حقیقی اپنی باقی رعیتوں میں تمہارے ساتھ فخر کرے گا۔ ماسوی اللہ سے اپنے دل کو پاک کر۔ کیونکہ تم ماسوی کو اپنے دل سے دیکھ لوگے۔ پھر اُس کو اپنے افعال کے ساتھ مخلوق میں دیکھو۔ جیسے دنیاوی بادشاہوں کے پاس ظاہری نجاست سے جانا روا نہیں ہے۔ اسی طرح جو بادشاہوں کا بادشاہ حق تعالٰے ہے اُس کے پاس باطنی نجاست کے ساتھ نہ جاؤ۔ تم خسارے والے تلچھٹ سے پُر ہو۔ تمہارے میں کیا عمل کیا جائے۔ اپنی حالت کو بدل اور طہارت حاصل کرنے کے بعد بادشاہوں پر داخل ہو۔ تمہارا دل گناہوں سے پُر اور خلقت سے خوف اور امید رکھتا ہے۔ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے پیار کرتا ہے۔ یہ سب کچھ دلوں کی نجاست ہے۔ کچھ نہیں جب تک کہ تمہارا نفس مر نہ جائے۔ اور صدق کے دروازے پر لاش نہ اُٹھائی جائے۔ اس وقت تمہاری خلقت پر توجہ کی کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن جب تک تمہارے نزدیک ان کا وجود ہے اور تم ان کو دیکھتے ہو تو اپنا ہاتھ ان کی طرف نہ بڑھاؤ۔ یہاں تک کہ اس کو بوسہ نہ دے لیں۔ کچھ نہیں۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس قرب الٰہی کی دہشت نہ ہو۔ جو تمہارے پاس ان سے الگ رہنے کیلئے اور ان کے بوسہ دینے سے اور ان کی عطا اور منع سے اور ان کی تعریف اور برائی سے مشغلہ ہو جائے۔ جب توبہ صحیح ہوئی تو ایمان صحیح ہوا۔ اور اہل سنت کے نزدیک اور زیادتی بھی ہے کہ ایمان بڑھتا اور کم ہوتا ہے۔ طاعت سے بڑھتا ہے اور گناہ سے کم ہوتا ہے۔ (نوٹ۔ یعنے حقیقۃً ایمان نور سے ثابت ہو جاتی ہے باقی طاعت سے پھلتا پھولتا ہے اور گناہ سے سکڑ جاتا ہے۔ (مترجم) یہ عام لوگوں کے حق میں ہے + لیکن خاص لوگوں کا ایمان جب ان کے دلوں سے مخلوق نکل جائے بڑھتا ہے۔ اور مخلوق داخل ہو جائے تو کم ہوتا ہے۔ اللہ کے پاس ٹھیریں تو بڑھتا ہے اور غیر کے پاس ٹھیریں تو کم ہوتا ہے۔ اللہ والے اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ پکے ہیں۔ اور اسی سے سہارا لیتے ہیں۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں۔ اسی سے امید رکھتے ہیں۔ اُسی کی توحید کرتے ہیں۔ اسی پر اعتماد رکھتے

رکھتے ہیں۔ کسی طرح کا شر نہیں کرتے ہیں۔ اسی پر مٹے ہوئے ہیں۔ توحید ان کے دلوں میں ہے۔ اور بظاہر خلقت سے مدارات کرتے ہیں۔ کوئی نادانی سے پیش آئے۔ تو وہ نادانی نہیں کرتے۔ ان کے حق میں اللہ تعالےٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا (اور جب جاہل لوگ ان کو مخاطب کرتے ہیں تو وہ سلام کر کے الگ ہوتے ہیں) جاہلوں کے جہل اور ان کے نفسوں اور حرصوں اور خواہشوں کے جوش کی حالت میں تم پر سکوت اور بردباری لازم ہے۔ لیکن جس وقت وہ معصیت الٰہی کا ارتکاب کریں تو خاموش نہ رہو۔ کیونکہ ایسے موقع پر خاموش رہنے والا محروم ہے۔ اب کلام کرنی عبادت۔ اور خاموشی گناہ ہے۔ اگر نیکی کے حکم اور بدی سے باز رکھنے پر قدرت ہے۔ تو کوتاہی نہ کرو۔ کیونکہ یہ بھلائی کا دروازہ ہے جو تمہارے چہرے پر کھولا گیا ہے۔ اس میں داخل ہونے کے لئے جلدی کرو۔ حضرت سیدنا عیسےٰ علیہ السلام جنگل کی گھاس پات کھاتے اور جوہڑوں کا پانی پیتے اور غاروں اور ویرانوں میں بسیرا لیتے تھے۔ اور جب سوتے تو پتھر یا بازو کا تکیہ بناتے تھے۔ ایمان والا اسی طرح کرتا ہے۔ اور اسی قدم پر اللہ تعالےٰ سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر اس کے لئے کچھ دنیاوی نصیب ہے۔ تو خود آجاتا ہے۔ اس کو بظاہر پہنتا ہے اور اپنے نفس کو سونپ دیتا ہے۔ حالانکہ اس کا دل پہلے ہی قدم پر اللہ کے ساتھ ہے۔ اس میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ زہد جب دل میں قرار پکڑ لیتا ہے۔ تو اس کو دنیا یا دنیا کی چیزوں کی آمد نہیں بدلتی ہے۔ ایماندار اگر دنیا اور اس کے اہل اور اس کی شہوتوں اور لذتوں کی کی محبت رکھتا تو ان سے ایک پل بھی صبر نہ کرتا۔ رات دن انہی میں مشغول رہتا۔ نہ عبادت کرتا اور نہ احکام حج بجالاتا۔ نہ اللہ کا ذکر کرتا اور نہ اس کی تابعداری کرتا اللہ تعالےٰ نے اس کو اس کے نفس کے عیبوں پر بصارت عنایت فرمائی ہے ان سے توبہ کی۔ اور بے خبری کے زمانوں میں جو زیادتی ہوئی تھی۔ اس پر شرمندہ ہوا۔ اس نے دنیا کے عیب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور مشائخ کے طریقے سے معلوم کئے

لہٰذا دنیا میں اس کو بے رغبتی حاصل ہوئی - جب ایک عیب دیکھتا ہے - تو اس کو دوسرے بہت سے عیب نظر آتے ہیں - تو جان لیتا ہے کہ دنیا فنا ہونے والی ہے - اس کی عمر تھوڑی ہے - اس کی نعمتیں زوال والی اور اس کا حسن بدلنے والا اور اس کے اخلاق گندے ہیں - اس کا ہاتھ ذبح کرنے والا - اس کی کلام زہر قاتل اور خود مزا لینے والی اور ترک کر دینے والی ہے - اس کا عہد اور محل اور ٹھکانہ نہیں ہے - اس میں رہنا ایسا ہے - جیسے پانی پر عمارت - لہٰذا دنیا کو اپنے دل کا قرار اور مکان نہیں بناتا ہے پھر ایمان والا درجے میں ترقی کرتا ہے - اور اس کی طاقت قوی ہوتی ہے حق تعالےٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے - دنیا کی طرح آخرت کو بھی اپنے دل کا قرار نہیں بناتا ہے بلکہ قرب حقانی کو دنیا اور آخرت میں اپنے دل کا قرار بناتا ہے - اپنے دل اور باطن کے لئے مقام قرب میں عمارت بنا لیتا ہے - اب اس کو دنیا کی عمارت نقصان نہیں دیتی ہے - خواہ پورے ایک ہزار مکان بنا دے - کیونکہ وہ اپنے لئے نہیں بناتا دوسرے کے لئے بناتا ہے - اس میں امر الٰہی کو بجا لاتا ہے - اور اس کی قضا اور قدر کی موافقت کرتا ہے - اس کو مخلوق کی خدمت کے لئے قائم کرتا ہے تاکہ ان کو آرام پہنچائے - روٹی اور سالن پکانے میں رات دن ایک کر دیتا ہے - خود اس میں سے ایک ذرہ بھر بھی نہیں کھاتا ہے - کیونکہ اس کے لئے خاص طعام ہے - جس میں غیر کو شرکت نہیں ہے - اپنے کھانے کے وقت کھاتا ہے اور غیر کے کھانے کے وقت بھوکا روزے دار ہوتا ہے - زاہد کھانے اور پینے سے روزے دار ہے - عارف غیر معرفت سے روزے دار ہے - وہ ایک بھوکا ہے کہ طبیب کے ہاتھ کے سوا دوسرے سے نہیں کھاتا ہے - بعد حقانی اس کی بیماری ہے اور قرب حق اس کے لئے دوا ہے - زاہد کا روزہ دن کو ہے اور عارف کا رات کو بھی اور دن کو بھی - اس کے روزے کو افطار نہیں ہے تاوقتیکہ حق تعالیٰ سے وصال نہ ہو جائے - عارف عمر بھر کا روزے دار - ہمیشہ کا بخار والا ہے - اپنے دل کے ساتھ صائم الدہر ہے اور باطن کے ساتھ دائمی بخار والا ہے - وہ جانتا ہے کہ اس کی شفا وصل ربانی اور

قربت خداوندی ہے ؛

بیٹا! اگر نجات چاہتے ہو تو مخلوق کو اپنے دل سے نکال باہر کرو۔ ان سے خوف کرو اور نہ امید رکھو۔ ان سے اُنس نہ پکڑو۔ اور ان کی طرف رہائش نہ کرو۔ سب سے بھاگو۔ اور ان سے الگ رہو۔ گویا کہ وہ مُردے مُردار ہیں۔ جب یہ حالت تمہارے لئے صحیح ہو جائے تو تمہارے لئے ذکر الٰہی کے وقت اطمینان صحیح ہوگا۔ اور غیر کے ذکر کے وقت بے قرار ہو جاؤ گے ؛

بتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۱ رجب الآخر ۵۴۵ھ ہجری کو بعد کلام کے ارشاد فرمایا:۔

امر الٰہی کو ادا کر اور جس چیز سے روکا ہے باز آ۔ اِن آفتوں پر صبر کر۔ نفلوں کے ساتھ قربت حاصل کر۔ اب تمہارا نام بیدار رکھا جائیگا۔ حق تعالےٰ سے طلب توفیق کیلئے عمل کرنے والا ہے کوشش کے ساتھ عمل کے دروازے میں بتکلف حاضر ہونے کو ترک کرنے والا ہے وہی تیرے لئے استعمال کرنے والا ہے۔ اس سے سوال کر اور اُس کے سامنے ذلیل ہو جا۔ تاکہ تیرے لئے تابعداری کے اسباب مہیا کر دے۔ کیونکہ جب وہ تجھ سے کسی امر کا ارادہ رکھیگا۔ تو تیرے لئے تیار کر دیگا۔ تیری حیثیت کے لائق جلدی کا امر کر دیا ہے۔ اور اپنی حیثیت سے توفیق کو تیرے لئے متوجہ کر دیا ہے۔ امر ظاہر ہے اور توفیق باطن ہے۔ گناہوں سے منع کرنا ظاہر ہے اور پرہیز ان سے باطن ہے۔ اس کی توفیق سے تمسک حاصل کیا جاتا ہے۔ اور اُس کے بچاؤ اور حمایت سے ترک کیا جاتا ہے۔ اور قوت الٰہی کے ساتھ صبر ہے۔ میرے پاس عقل اور ثابت قدمی سے اور نیت اور ارادے سے اور ترک تہمت اور مجھ میں نیک گمان کر کے حاضر ہو جاؤ۔ جو کچھ میں کہوں تمہیں نفع دیگا۔ اور اُس کے معنی سمجھو گے۔

مجھ پر تہمت دھرنے والے! قیامت کے دن جس حال پر میں ہوں تجھے ظاہر ہو جائیگا۔ جس حال پر ہوں مجھے مزاحمت نہ کر۔ تیرا دل صدمہ دیتا ہے۔ اور دنیا کے بوجھ میرے سر پر اور آخرت کے میرے دل پر اور حق تعالےٰ کے میرے باطن پر زور کر رہے ہیں کیا کوئی میرا مددگار ہے۔ کون اچھا کرے! کہ میری طرف بڑھے۔ اور اپنے سر کو خطرے میں ڈالے۔ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرے! اللہ تعالےٰ کے سوا مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے عقلمند بنو۔ اور اللہ والوں کا ادب اچھی طرح کرو۔ کیونکہ وہ پراگندہ چیزوں کو نکالنے والے شہروں اور بندوں پر کوتوال ہیں اُنہی کے ذریعہ زمین کی نگہبانی ہے۔ ورنہ تمہاری باوجود تمہارے نفاق اور شرک اور ریاکاری کے کونسی چیز حفاظت کر سکتی ہے۔ نفاق والو! اللہ اور رسولؐ کے دشمنو! آگ کے ایندھن کے لائقو! اے خدا مجھ پر اور اُن پر رجوع کر۔ مجھے اور ان کو بیدار کر۔ مجھ پر اور اُن پر رحم فرما۔ ہمارے دلوں اور اعضا کو اپنے لئے خالی کر۔ اگر بالکل ہی ضروری ہے۔ تو اعضا عیال کے لئے دنیاوی اُمور میں اور نفس آخرت کے لئے اور قلب اور باطن تیرے لئے ہوں۔ آمین!

بیٹا! تجھ سے کچھ نہیں بنتا۔ اور تیرے اکیلے کے لئے کچھ ہونا چاہیئے۔ تجھ سے کچھ نہیں بن آتا۔ تیرا حاضر ہونا ضروری ہے۔ عمل کے دروازے پر ثابت قدم رہ تاکہ عمارت میں تجھے لگائے۔ تمہاری اور توفیق کی مثال اس طرح ہے۔ کہ تو مزدور اور توفیق کام کرانے والی اور کام کا مالک اللہ تعالےٰ ہے۔ تجھے تابعداری میں جاری کرنے کا حکم ہے۔ یہی اس کی طرف سے توفیق ہے۔

تجھ پر افسوس! خلقت سے خوف اور امید کر کے تو نے اپنے نفس کو قید کر رکھا ہے۔ ان زنجیروں کو اپنے پاؤں سے کاٹ ڈال۔ تاکہ اللہ کی خدمت میں قائم ہو جائے۔ اور اللہ کے سامنے مطمئن ہو جائے۔ اس کو دنیا میں دنیاوی خواہشوں اور عورتوں اور دنیاوی چیزوں سے بے رغبت کر۔ اگر سابقہ علم الٰہی میں ان چیزوں سے تجھے کچھ ملتا ہے تو تمہارے امراد طلب بغیر مل جائینگی! اور اللہ کے نزدیک

تمہارا نام زاہد رکھا جائیگا۔ اور تجھے نظر عنایت سے دیکھے گا۔ نسبب تو کہیں جانے ہی کا نہیں جب تک تم اپنے ہاتھوں کی چیزوں اور قوت اور طاقت کے بھروسے پر رہو گے۔ غیب سے کچھ نہ ملے گا۔ اے خدا! ہم تجھ سے اسباب اور حرص اور خواہشوں اور عادتوں پر بھروسہ کرنے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور تمام احوال میں برائی سے پناہ طلب کرتے ہیں *

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے رب ہمارے ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عنایت فرما اور عذاب دوزخ سے بچا) *

تینتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتوار کے دن صبح کے وقت ۱۳۔ جمادی الآخر ۵۴۵ھ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:۔

جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے محب کو دیکھا۔ تو اس نے ایسے شخص کو دیکھا۔ جس نے کہ اپنے دل سے اللہ کو دیکھا اور اپنے باطن سے اللہ پر داخل ہوا۔ ہمارا پاک پروردگار موجود مبصر ہے *

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِهٖ (عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے چاند اور سورج کو دیکھتے ہو۔ اس کے دیدار میں ایک دوسرے پر نہ گرے پڑو گے) دنیا میں دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور قیامت کو سر کی آنکھوں سے دیکھو گے۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے)۔ اس کی محبت والے اسی سے راضی ہیں دوسرے سے نہیں۔ ماسوی اللہ کو ترک کر کے

صرف اللہ سے مدد چاہتے ہیں۔ فقر کی تلخی ان کے نزدیک شیرینی ہے۔ ان کے پاس دنیا میں فقر اور رضائے الٰہی اور نعمت خداوندی اور فقر میں غنا اور بیماریوں میں نعمت اور وحشت میں انس اور بعد میں قرب اور مصیبت میں راحت ہے۔ صبر والو! رضا والو! اپنے نفسوں اور خواہشوں سے مٹنے والو! تمہارے لئے بشارت ہے۔

اے قوم! اللہ کے موافق بنو۔ اس کے افعال سے اپنے بیگانے میں راضی رہو جو تم سے زیادہ عقل والا ہے۔ اس پر اپنے علم اور عقل کو ظاہر نہ کرو۔ اللہ جلشانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اللہ کو علم ہے اور تم کو علم نہیں ہے،) اللہ کے سامنے اپنی عقلوں اور علموں سے افلاس کے قدموں پر کھڑے ہو تاکہ علم الٰہی حاصل ہو۔ حیران بنو خود مختار نہ بنو۔ اس میں حیران ہو جاؤ تاکہ تمہیں اس کا علم آئے۔ پہلا مرتبہ حیرت اور دوسرا مرتبہ علم ہے پھر معلومات پر پہنچ جانا تیسرا مرتبہ ہے۔ پہلے ارادہ پھر مقصود پر وصول ہے۔ پہلے ارادہ پھر مراد پر حصول ہے۔ سنو! اور عمل کرو۔ میں تمہاری رسیوں کے بٹنے میں لگ رہا ہوں تمہاری رسیئیں ڈھیلی بٹ رہا ہوں۔ اور شکستہ کو جوڑ لگاتا ہوں۔ مجھے اپنا فکر نہیں تمہارا فکر ہے۔ مجھے اپنا غم نہیں تمہارا غم ہے۔ میں پرندے کی طرح ہوں جہاں گرا اٹھا لیا۔ تمہاری اصلاح میں لگ رہا ہوں۔ پھینکے ہوئے پتھرو! بے کارو! سستی والو! نفسوں کے قیدیو! خواہشوں کے ساتھ بندھے ہوؤ! اے اللہ! مجھ پر اور ان پر رحم فرما۔

چونتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بعد کلام کے ارشاد فرمایا:۔

اولیاء اللہ کا شغل سخاوت اور خلقت کو آرام پہنچانا ہے۔ وہ لوٹنے والے اور بخشش کرنے والے ہیں۔ اللہ کے فضل اور رحمت کو لوٹتے ہیں۔ فقیروں اور مسکینوں پر جو تنگ حال ہیں بخشش کرتے ہیں۔ جو لوگ قرضدار قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہیں۔

اُن کے خرچنے ادا کرتے ہیں۔ وہی بادشاہ ہیں۔ دنیاوی بادشاہوں جیسے نہیں۔ کیونکہ دنیاوی بادشاہ صرف لوٹتے ہیں اور بخشش نہیں کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ حاضر پر خیرات کرتے ہیں۔ اور غیر حاضر کی انتظاری میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے دست قدرت سے لیتے ہیں مخلوق کے ہاتھوں سے نہیں۔ اُن کے اعضا کی کمائی مخلوق کے لئے اور اُن کے دلوں کی کمائی خاص اُنہی کے لئے ہے۔ صرف اللہ ہی کیلئے خرچ کرتے ہیں خواہش اور اغراض نفسانی کے لئے نہیں۔ نہ اُن کی غرض تعریف اور صفت کرانی ہوتی ہے۔ اللہ کی ذات پر اور خلقت پر تکبر کو چھوڑ دے۔ کیونکہ ظالموں کی صفات سے ہے۔ جن کو مُنہ کے بل اللہ تعالےٰ دوزخ کی آگ میں جھونکیگا۔ تیرا غرور اللہ کے غضب کا نشان ہے۔ جب مؤذن نماز کے لئے پکارے اور تم قبول نہ کرو تو تم نے اللہ پر تکبر کیا۔ جب مخلوق میں سے کسی پر ظلم کیا تو بھی اللہ پر تکبر کیا۔ اللہ کی طرف رجوع کر۔ اور خلاص سے توبہ کر قبل اس کے کہ اللہ تعالےٰ مخلوق میں سے کسی کمزور کے ہاتھوں ہلاک کر ڈالے۔ جیسے نمرود وغیرہ بادشاہوں کو مروا ڈالا۔ جب اُنھوں نے تکبر کیا۔ عزت کے بعد ذلیل کر دئے۔ امیری کے بعد تنگ دست کر دئے گئے۔ نعمتوں کے بعد عذاب دیا۔ اچھی زندگی کے بعد مار دئے۔ خوفِ خدا والوں میں سے ہو جاؤ۔ ایک شرک ظاہری ہے۔ اور ایک شرک باطنی ہے۔ شرک ظاہری بُت پرستی ہے۔ اور شرک باطنی خلقت پر بھروسہ کرنا اور اُن سے نفع اور نقصان دیکھنا ہے۔ اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں۔ کہ جن کے ہاتھ میں دنیا ہے اور اس سے پیار نہیں کرتے۔ وہ دنیا کے مالک ہیں خادم نہیں۔ دنیا اُن کو چاہتی ہے اور وہ نہیں چاہتے۔ دنیا ان کے پیچھے دَوڑتی ہے۔ اور وہ دنیا کے پیچھے نہیں دوڑتے ہیں۔ اس سے خدمت لیتے ہیں اور اس کی خدمت نہیں کرتے۔ وہ دنیا سے جُدا ہوتے ہیں اور دنیا ان سے جُدا نہیں ہوتی ہے۔ ایسے شخص کا قلب اللہ کے لئے درست ہوتا ہے۔ دنیا کا مقدور نہیں ہے کہ اس کو فاسد کر دے۔ وہ دنیا میں تصرف کرتا ہے اور دنیا اس میں تصرف نہیں کرتی ہے۔ اِسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ

اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ (صالح شخص کے لئے صالح مال کیا ہی اچھا ہے) اور یہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَاخَیْرَ فِی الدُّنْیَا اِلَّا لِمَنْ قَالَ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَاَشَارَ اِلٰی اَنَّہٗ یُفَرِّقُھَا فِیْ وُجُوْہِ الْبِرِّ وَالصِّلَاحِ (دنیا میں کوئی بھلائی نہیں ہے مگر اس شخص کے لئے جس نے دنیا کو ایسا اور ایسا کہا۔ (راوی کہتا ہے کہ حضرت نے) میری طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ کہ اس کو نیکی اور رفاہ عام کے راستوں میں بکھیر ڈالے) اللہ تعالےٰ کے کنبوں کی مصلحتوں کے لئے دنیا کو اپنے ہاتھوں میں چھوڑے رکھو۔ اور اپنے دلوں سے نکال ڈالو۔ لہٰذا تمہیں ضرر نہ دیگی۔ اور اس کی نعمتیں اور زینت دھوکہ میں نہ ڈالے گی۔ عنقریب تم بھی جاؤ گے۔ اور وہ بھی تمہارے بعد جاتی رہے گی ؛

بیٹا! اپنی رائے کے ساتھ مجھ سے بے پرواہ نہ ہو۔ کیونکہ تو گمراہ ہو جائیگا جو شخص اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہوا۔ بھٹکا اور ذلیل ہوا۔ اور اُس نے ٹھوکر کھائی۔ جب تم اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہو گئے۔ تو ہدایت اور حمایت الٰہی سے محروم ہو گئے کیونکہ تم نے اس کو طلب نہ کیا۔ اور نہ اُس کے سبب میں داخل ہوئے۔ تم کہتے ہو کہ میں عالموں کے علم سے بے پرواہ ہوں۔ اور خود علم کے مدعی ہو۔ بتاؤ! عمل کہاں ہے۔ اِس دعوے کا نشان اور صداقت کیا ہے۔ تمہارے علم کے دعوے کی صحت! عمل اور اخلاص اور مصیبت پر صبر سے ہوگی۔ اور یہ کہ تم میں تغیر نہ ہو۔ اور نہ گھبراؤ۔ اور نہ مخلوق کے پاس شکایت کرو۔ تو اندھا ہو کر بینائی کا کیسا دعوے کرتا ہے؟ تیری سمجھ بیمار ہے! کامل سمجھ کا کیوں مدعی ہے۔ اپنے جھوٹے دعوے سے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کر۔ اپنا آپ سنبھال دوسرے سے کیا مطلب ہے۔ سب سے منہ پھیر اور سب کے خالق کی طلب کر۔ تجھے کیا مطلب کوئی ٹوٹے یا جڑے۔ مالک بنے یا برباد ہو جائے خاص اپنے نفس کی حفاظت کر۔ یہاں تک کہ مطمئن ہو جائے۔ اور اپنے رب کی معرفت حاصل کرے۔ اب دوسرے کی طرف توجہ کر۔ اپنی مراد کے رستے کو لازم پکڑ۔ اللہ کی صحبت دُنیا اور آخرت میں طلب کر۔ پرہیزگاری اور تنہائی اور ماسوی اللہ سے یک سُوئی اختیار کر۔

ہر وقت محبرہ اپنے نفس کو کسی چیز میں سوائے امر اور نہی کے ثابت نہ کر۔ کیونکہ وہی تجھ کو ان میں ثابت رکھنے والا ہے۔ مردو! عورتو! تم میں سے جس کے پاس ایک ذرہ اخلاص اور ایک ذرہ تقویٰ اور ایک ذرہ صبر و شکر ہوگا۔ اس نے ٹھیک نجات حاصل کی میں تو تمہیں ان خصلتوں میں محض مفلس دیکھتا ہوں +

پینتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا :-

شیخی خورو! تم پر افسوس! تمہاری عبادتیں زمین میں نہیں داخل ہوتیں۔ بلکہ آسمان کی طرف چڑھتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (پاک کلام اسی کی طرف چڑھتی ہے اور نیک عمل کو وہ بلند کرتا ہے) ہمارا پاک پروردگار عرش پر مستوی اور ملک پر حاوی اور اس کا علم تمام چیزوں کو احاطہ کرنے والا ہے۔ قرآن مجید میں اسی مضمون کی سات آیتیں اللہ تعالےٰ نے بیان کی ہیں۔ تمہارے جہل اور غرور کے باعث میں ان کو محو نہیں کرسکتا ہوں۔ تو مجھے اپنی تلوار سے گھبراہٹ میں ڈالتا ہے۔ میں نہ گھبراؤنگا۔ مجھے اپنے مال کی رغبت دیتا ہے۔ میں نہ رغبت کرونگا۔ میں صرف اللہ سے ڈرتا ہوں اور غیر سے خوف نہیں کھاتا ہوں۔ اسی سے امید رکھتا ہوں۔ غیر سے نہیں۔ اسی کی عبادت کرتا ہوں غیر کی نہیں۔ اسی کے لئے عمل کرتا ہوں غیر کے لئے نہیں۔ میرا رزق اسی کے پاس اسی کے دست قدرت میں ہے۔ اور سب کچھ اسی کا ہے۔ غلام اور جو کچھ اس کے ملک میں ہے سب مالک کا مال ہے +

اور حضرت غوث پاک نے ذکر فرمایا۔ کہ آپ کے ہاتھ پر قریب پانچسو شخص کے اسلام لائے اور بیس ہزار سے زائد نے آپکے دست مبارک پر توبہ کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی برکات سے ہے۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (وہی غیب کا جاننے والا ہے سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے کسی کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا ہے) اسی کے پاس غیب ہے اس سے قریب ہو تاکہ اُس کو اور جو کچھ اُس کے پاس ہے دیکھے۔ اپنے اہل اور مال اور شہر اور عورت اور اولاد کو چھوڑ اور ان سے اپنے دل کے ساتھ نکل اور سب کو ترک کر۔ اور دروازے حق کی طرف چل۔ جب اُس کے دروازے پر پہنچے تو اس کے غلاموں اور سلطنت اور ملک میں مشغول نہ ہو۔ اگر تیرے آگے طباق رکھیں تو نہ کھا۔ اگر کسی ہجرہ میں رہائش کرائیں تو نہ رہ۔ اگر نکاح کریں تو نکاح نہ کر۔ ان میں سے کوئی چیز قبول نہ کر۔ یہاں تک کہ انہیں چھپے ہوئے کپڑے اور مشقت اور غبار سفر اور پراگندگی ہیں حق تعالےٰ سے ملاقات کر۔ پھر وہی تیری حالت بدلیگا۔ وہی کھلانے والا اور پلانے والا۔ وحشت میں غمخوار اور کشادگی کرنے والا مصیبت سے آرام دینے والا خوف میں امن دینے والا ہوگا۔ اُس کی قربت میں تجھے غنا اور اُس کے دیدار میں طعام اور شربت اور لباس ملے گا۔ مخلوق کی محبت کے کیا معنی ہیں؟ کہ مخلوق سے خوف اور امید رکھو اور ان پر سکون اور اعتماد رکھو خلقت کی محبت کا یہی مطلب ہے ✤

چھتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن غنا کے وقت ۲ رجب ۵۴۵ھ میں مدرسہ میں بعد کلام کے ارشاد فرمایا:۔

یہ دنیا بازار ہے۔ ایک گھڑی کے بعد اس میں کوئی نہ رہیگا۔ رات کو سب بازار والے چلتے بنیں گے۔ کوشش کرو اس بازار میں وہی چیز بیچو اور خریدو۔ جس سے قیامت کے دن بازار آخرت میں نفع حاصل کرو۔ کیونکہ پرکھنے والا نگاہ والا ہے اللہ تعالےٰ کی توحید اور عمل میں اخلاص۔ یہی وہاں کا خرچ ہے اور وہی تمہارے پاس

کم ہے +

بیٹا! عقل کر! جلد باز نہ ہو۔ جلدی کرنے سے تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا۔ صبح اور غروب کا وقت نہ آئیگا۔ تو صبر کے ساتھ کام کیوں نہ کرے تاکہ مغرب کا وقت آئے اور جو چاہتے ہو ملے عقل کر اللہ اور مخلوق کے ساتھ باادب رہ خلقت پر ظلم کر کے ایسی چیز نہ مانگ جو تیرے لئے اُن کے پاس نہیں ہے۔ کچھ نہیں ہے یہاں تک کے پروانہ وکیل کے پاس آئے! اب عطا دیکھ لوگے۔ پروانہ کے پہلے ایک ذرہ بھی نہیں ملتا ہے۔ ذرہ نہ بدرہ نہ دریا نہ قطرہ اللہ کے حکم اور پروانے اور دلوں میں اس کے الہام کے سوا نہیں دیتے ہیں عقل کر یہی عقل کی بات ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنے مکان پر ثابت قدم رہ۔ کیونکہ قسمت کا رزق اس کے پاس اور اُس کے دست قدرت میں ہے +

تجھ پر افسوس! قیامت کے دن کس مُنہ کے ساتھ اس سے ملیگا۔ حالانکہ تم دنیا میں اس سے نزاع کرتے ہو اور اعراض کر کے خلقت پر متوجہ ہو کر اُس کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ لہذا تمہاری حاجتیں اُن پر اتراتی ہیں۔ اور تم اپنے مقاصد میں مخلوق پہ بھروسہ کرتے ہو۔ بہت سے سائلوں کے لئے مخلوق کی محتاجی عذاب خداوندی ہے کیونکہ گناہوں کی پاداش میں انہیں نوبت سوال آتی ہے۔ ورنہ ایسا بہت کم ہو اُن کے حق میں سوال کی نفرت نہیں ہے۔ جب تم حالتِ عذاب میں سوال کرو گے تو محروم رہو گے اور عطا سے رو کے جاؤ گے +

بیٹا! میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اپنے ضعف کی حالت میں کسی سے کچھ نہ مانگو تمہیں کوئی حاجت نہ رہے۔ تم کسی کو نہ پچھانو اور کوئی تمہیں نہ پچھانے۔ تم کسی کو نہ دیکھو اور کوئی تمہیں نہ دیکھے۔ اگر ہو سکے تو کچھ دو! اور لو نہیں۔ خود خدمت کرو اور کسی سے خدمت حاصل نہ کرو۔ اولیاء اللہ نے اسی کے ساتھ اور اسی کے لئے عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عجائبات قدرت دُنیا اور آخرت میں انہیں دکھائے! اپنی مہربانی اور محبت اُن پر ظاہر کر دی ہے +

بیٹا! اسلام نہیں تو ایمان نہیں۔ ایمان نہیں تو یقین نہیں۔ یقین نہیں تو

اللہ تعالےٰ کی معرفت اور علم نہیں۔ مراتب اور درجات ترقی کے ہیں۔ جب اسلام صحیح ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ کو سب کچھ سونپ دینا صحیح ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کو اپنے سب احوال میں حدود شرعی کی حفاظت اور ان کو اپنے اوپر لازم کرکے سب کچھ سونپ دو۔ اپنے اور بیگانے کے حق اُسی کے سپرد کرو۔ خالق اور مخلوق کے ساتھ حسن ادب رکھو۔ اپنے نفس اور غیر پر ظلم نہ کرو۔ کیونکہ ظلم دنیا اور آخرت میں ایک اندھیر نہیں بلکہ کئی اندھیرے ہیں۔ ظلم دل میں تاریکی اور چہرے اور نامہ اعمال کو سیاہ کر دیتا ہے۔

نہ خود ظلم کرو اور نہ ظالم کی مدد کرو۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ یُنَادِی مُنَادٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَیْنَ الظَّلَمَۃُ اَیْنَ اَعْوَانُ الظَّلَمَۃِ اَیْنَ مَنْ بَرَیٰ لَھُمْ قَلَمًا اَیْنَ مَنْ لَاقَ لَھُمْ دَوَاۃً اَجْمَعُوْھُمْ وَاجْعَلُوْھُمْ فِیْ تَابُوْتٍ مِنْ نَارٍ (قیامت کے دن پکارنے والا پکاریگا ظالم کہاں اور ظالموں کے مددگار کہاں ہیں۔ اُن کے لئے قلم تراشنے والا کہاں اور دوات مہیا کرنے والا کہاں ہے۔ سب کو اکھٹے کرکے آتشی صندوق میں بند کردو) اس امر کی کوشش کر کہ تو نہ ظالم بنے اور نہ مظلوم۔ اگر ہو سکے تو مظلوم بنو ظالم نہیں۔ کمزور بنو زور آور نہیں۔ مظلوم کے لئے نصرت خداوندی ہے۔

خاص کر ایسا مظلوم کہ جس کا دنیا میں کوئی مددگار نہو۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپنے ارشاد فرمایا ہے۔ اِذَا ظُلِمَ مَنْ لَمْ یَجِدْ نَاصِرًا غَیْرَ الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ (اگر مظلوم کا اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی مددگار نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میں تیری ضرور مدد کرونگا۔ اگرچہ کچھ وقفے کے بعد کروں)۔

صبر! نصرت اور رفعت اور عزت کا باعث ہے اے خدا! ہم تیرے ساتھ صبر کا سوال کرتے اور تجھ سے تقوےٰ اور کفایت اور سب سے فراغت اور تیرے ساتھ شغل اور تیرے اور ہمارے درمیان حجابوں کے اُٹھ جانے کا سوال کرتے ہیں۔ اپنے اور اُس کے درمیان سے واسطوں کو اٹھا ڈالو۔ کیونکہ واسطوں کی

تیرے رہنا حرص ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ملک اور سلطنت اور غنا اور عزت ہے۔
نفاق والے! دکھاوا اور نفاق کب تک کریگا جس شخص کے لئے نفاق کرتا
ہے اس سے تیرے ہاتھ کیا لگے گا۔

تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ سے حیا کیوں نہیں کرتا ہے عنقریب جو اس سے
ملاقات ہونے والی ہے! اس پر ایمان کیوں نہیں لاتا۔ بظاہر اس کے لئے عمل کرتا ہے
اور باطن میں غیر کے لئے کہ دھوکا دینا چاہتا ہے۔ باوجودیکہ تیرے فریب کا
اس کو علم ہے۔ پھر اسی سے بخشش مانگتا ہے۔ لوٹ! اور اپنے فعل بد کا تدارک
کر۔ اور اس کے لئے اپنی نیت درست کر۔ کوشش کر! کہ تو ایک بھی نوالہ نہ کھائے
اور نہ ایک قدم چلے اور نہ کوئی بالکل کام کرے۔ مگر نیک نیتی کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ
کے واسطے اپنی اصلاح کر۔ جب درست ہو جائے گا۔ تو جو عمل بھی کریگا اللہ کیلئے
ہوگا۔ غیر کے لئے نہیں۔ سب طرح کی تکلیف جاتی رہیگی۔ اور یہ نیت صالح
بندے کیلئے بطور عادت ہو جائیگی۔ جب اللہ کے لئے اس کی عبودیت صحیح ہو
جائیگی۔ تو کسی چیز میں تکلف کی ضرورت نہ رہیگی۔ کیونکہ اس نے اللہ سے دوستی
لگالی ہے۔ اور جس سے خدا دوستی لگائے اس کو غنی کر دیتا ہے۔ اور خلقت سے
حجاب میں رکھتا ہے۔ اس کو مخلوق کی حاجت نہیں رہتی مشقت اسی وقت تک ہے
کہ جب سفر کا ارادہ اور قصد کرنے والا ہے۔ جب پہنچ گیا اور سفر کی دوری ہٹ
ہوگئی۔ تو قرب حقانی کے مقام میں آگیا تکلیف جاتی رہی۔ اور دل میں اللہ کا
انس ثابت ہو کر بڑھنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ دل کی سب طرفوں میں پھیل جائیگا
پہلے انس الٰہی چھوٹا ہوگا پھر بڑھنے لگے گا۔ جب پورا بڑا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ سے
دل پر ہو جائیگا۔ تو غیر کے لئے اس میں نہ کوئی رستہ اور نہ کوئی گوشہ خالی رہیگا۔
اگر اس مقام پر پہنچنا چاہتے ہو۔ تو امر بجالاؤ۔ اور نہی سے باز رہو۔ نیکی اور
بدی۔ غنا اور فقر۔ عزت اور ذلت اسی کے سپرد کر دو۔ اپنی تمام غرضیں اور دنیا
اور آخرت کے سب کام اسی کو سونپو۔ عمل کرو۔ اور ایک ذرہ بھر بھی اجرت کا

خیال نہ کرو۔ عمل کرو اور رضا اور قرب الٰہی کو مقصود سمجھو۔ اس کی رضا اور دنیا اور آخرت میں اُس کی قربت اُجرت ہے دنیا میں قربت دل کے لئے اور آخرت میں جسم کے لئے ہے۔ عمل کرو اور ذرے اور بدلے پر رغبت نہ کرو۔ اپنے عمل کو نہ دیکھو۔ بلکہ تمہارے اعضا عمل میں حرکت کریں۔ اور دل عمل کرنیوالے کے ساتھ ہو۔ جب یہ مقام تمہارے لئے حاصل ہو جائے۔ تو تمہارے دل کے لئے آنکھیں ہونگی۔ کہ جن سے دیکھے گا۔ باطن ظاہر اور غائب حاضر اور خبر مشاہدہ ہوگی۔ بندہ جب اللہ کے لئے درست ہو جائیگا۔ تو اللہ تعالےٰ تمام احوال میں اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں تغیر کرتا اور بدلتا ہے۔ ایک حال سے دوسرے حال پر لاتا ہے۔ اس کا کل باطن ہو جاتا ہے۔ وہ مجسم ایمان اور یقین اور معرفت اور قرب اور مشاہدہ بن جاتا ہے۔ دن بغیر رات کے اور روشنی بغیر تاریکی کے صفا بغیر کدورت کے دل بغیر نفس کے اور باطن بغیر دل کے فنا بغیر وجود کے غائب بغیر حضور کے ہو جاتا ہے۔ اس سے اور ان سے غائب ہو جاتا ہے۔ اس سب کی بنیاد اللہ تعالےٰ کے ساتھ انس ہے کسی کام کا نہیں ہے تا وقتیکہ اللہ تعالےٰ اور بندے کے درمیان اُنس نہ ہو جائے خلقت سے ایک قدم چل کر دیکھ کے تو نے تجربہ کر لیا ہے کہ ان سے نہ نفع ہے اور نہ نقصان نفس سے ایک قدم دُور ہو کر دیکھ اس کی موافقت نہ کر۔ اس کا بھی تو نے تجربہ کر لیا ہے۔ اللہ کی رضامندی میں نفس کا دشمن بن خلقت اور نفس دو آتشی دریا ہیں۔ اور دونوں مہلک جنگل ہیں۔ ارادہ کر اور اس مہلک کو کاٹ کر سلطنت الٰہی میں داخل ہو۔ پہلا بیماری ہے اور دوسرا دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے مرض اور دوا کا اختیار دیا ہے۔ تمام بیماریوں کی اللہ کے پاس اور اللہ کے دست قدرت میں دوا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اس کا مالک نہیں ہے۔ اگر وحدت پر صبر کرو گے تو وحدت کا اُنس حاصل ہو گا۔ فقر پر صبر کرو گے تو غنا ملے گی۔ پہلے دنیا کو ترک کر پھر آخرت کو طلب کر پھر مولےٰ کا قرب طلب کر۔ پہلے خلقت کو چھوڑ پھر خالق کی طرف رجوع کر ٭

تجھ پر افسوس! خلقت سے چھپیگا خالق سے نہیں۔ کیسے چھپیگا! عنقریب تجھے خلقت کے نزدیک رسوا کریگا۔ اور تیری جیب اور تیرے گھر سے عمل کو نکالیگا۔ بلور کو توڑنے کے لئے چھوڑنے والے! قیامت کے دن تیری خوراک تیرے پیٹ میں ہوگی۔ تجھے پتہ لگے گا زہر کے کھانے والے! عنقریب تیرے جسم میں عمل کریگی۔ حرام کا کھانا تیرے دینی جسم کے لئے زہر ہے۔ نعمتوں پر شکر نہ کرنا تیرے دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ عنقریب حق تعالےٰ تجھے تنگدستی اور خلقت سے سوال کرنے میں عذاب دیگا۔ اور ان کے دلوں سے تیرے لئے رحمت کو اُٹھالیگا۔ اپنے علم پر عمل کے تارک! عنقریب تیرا علم بھول جائیگا۔ اور تیرے دل سے اس کی برکت جاتی رہیگی۔ جاہلو! اگر تم اللہ کو پہچانتے تو اس کے عذابوں کو بھی پہچانتے۔ اللہ اور اُس کی مخلوق کے ساتھ حسن ادب رکھو۔ بے فائدہ کام میں بات تھوڑی رکھو۔

بعض اولیاء اللہ سے روایت ہے۔ کہ اُنہوں نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں نے ایک جوان کو بھیک مانگتے دیکھا۔ میں نے اس سے کہا۔ اگر کام کرتا تو تیرے لئے بہتر تھا۔ تیری طرح میں بھی عذاب کیا گیا۔ کہ چھ ماہ تک شب بیداری سے محروم رہا۔

تجھ پر افسوس! مخلوق اور خالق جمع نہیں ہو سکتے۔ دُنیا اور آخرت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔ ایسا خیال صحیح نہیں۔ اس سے کچھ وصول نہیں۔ مخلوق یا خالق ہے۔ دُنیا یا آخرت ہے ایسا ہو سکتا ہے کہ مخلوق ظاہر میں اور خالق باطن میں ہو۔ دُنیا ہاتھ میں اور آخرت دل میں۔ دل میں تو دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں اپنے نفس کو دیکھ اور اُس کے لئے پسند کر۔ اگر دنیا پیاری ہے تو آخرت کو دل سے نکالو۔ اگر طلب آخرت ہے تو دنیا کو دل سے باہر نکالو۔ اگر مولےٰ کا پیار ہے تو دنیا اور آخرت اور ماسوی اللہ کو دل سے خارج کرو۔ کیونکہ اگر دل میں اللہ کے سوا ایک ذرہ بھی ہے تو اپنے پاس قرب الٰہی نہ دیکھو گے۔ اور نہ تمہارے لئے اُنس الٰہی اور آرام ثابت ہوگا۔ جب تک دل میں دنیا سے ایک ذرہ ہے۔ تو آخرت کو اپنے پاس نہ دیکھو گے۔ اور جب تک دل میں ایک ذرہ آخرت کا ہے تو قرب الٰہی کو نہ پاؤ گے۔

عقل والا بن! اس کے دروازے کی طرف صدق کے قدموں سے چل۔ کیونکہ پڑھنے والا نگاہ والا ہے۔

بیٹا! مطلب کو چھوڑ کر بے مطلبی چیز کا تجھے شغل ہے۔ اپنے دل سے نفس کو نکال ڈال تاکہ تیرے پاس بھلائی آئے۔ کیونکہ نفس ہی گندہ اور گندگی کی جڑ ہے۔ اس کے نکلنے کے بعد صفائی آئے گی۔ اپنی حالت کو بدلو تو بدل جائے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (اللہ تعالیٰ کسی قوم کے دکھ سکھ کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ خود نہ تبدیلی پیدا کرے)۔

لوگو سنو! فرزند ابن آدم سنو! برداشت کرنے والو! سنو! بالغو! عاقلو! اللہ تعالےٰ کا کلام اس کی خبریں سنو! کیونکہ وہ سب سے سچا بات کرنے والا ہے۔ اپنے نفسوں سے نفرت والی چیزیں دور کرو۔ تاکہ اللہ سے جس چیز کو تم چاہتے ہو! عنایت فرمائے راستہ فراخ ہے۔ میرے اہل زمانہ! تمہارے پاس کیا ہے۔ اُٹھو اور جم کر کام کرو۔ جب تک رشتہ حیات کے دونوں سرے تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ غفلت نہ کرو۔ اللہ سے مدد مانگو۔ جس چیز پر کہ تمہارے نفسوں کی اصلاح ہو جائے۔ اُن پر سوار ہو جاؤ۔ ورنہ وہ تم پر سوار ہو جائینگے۔ وہ دُنیا میں بُرائی کا حکم کرنے والے ہیں۔ اور آخرت میں ملامت والے ہیں۔ جو چیز تمہیں اللہ سے روکے اُس سے بھاگو۔ جیسے درندوں سے بھاگا کرتے ہیں۔ اسی کا کام کرو۔ کیونکہ اُس کا کام کرنے والے کو بہت نفع ہے۔ جو کوئی اللہ سے محبت رکھے! اللہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ جو کوئی اُس کو چاہے وہ بھی چاہتا ہے۔ جو کوئی اُس کے قریب ہو وہ اُس کے قریب ہو جاتا ہے۔ جس کو اس کی معرفت ہوئی اُس کو اپنے نفس کی معرفت ہوئی۔ مجھ سے سُنو اور میری نصیحت مانو۔ کیونکہ روئے زمین پر اور کوئی میرے مقابل کلام کرنے والا نہیں ہے۔ میری دوسری حالت یہ ہے مخلوق کو مخلوق کے لئے چاہتا ہوں اپنے لئے نہیں۔ اگر آخرت کو بھی چاہتا ہوں۔ تو اُنہی کے لئے اپنے لئے نہیں۔ مَیں جس جس کلمے سے کلام کرتا ہوں۔ اس سے صرف اللہ ہی کی رضا چاہتا ہُوں۔

دنیا اور آخرت اور جو کچھ ان دونوں میں ہے میرے سامنے کیا چیز ہے؟ وہ میرے صدق کو جانتا ہے کیونکہ وہ علام الغیوب ہے۔ میرے پاس چلے آؤ۔ میں مجسم کسوٹی بھٹی اور ٹکسال کا مالک ہوں۔ نفاق والے! تو کیا بکتا ہے۔ تیرا بکواس خالی ہے۔ تو کتنی مرتبہ میں، میں کہتا ہے۔ اور تو ہے کون؟ تجھ پر افسوس! تو غیر کو دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں غیر سے انس حاصل کرتا ہوں۔ اور کہتا ہے کہ میں اس سے بھی اُنس حاصل کرتا ہوں۔ اپنے نفس کا نام رضا والا رکھتا ہے۔ اور یہ مخالفت ہے کہ اس کا نام صبر والا رکھے۔ حالانکہ ایک مچھر تجھے لرزا کر ناشکرا بنا دیتا ہے۔

کسی کام کے نہیں تاوقتیکہ تمہارا گوشت کثرت رنج اور آفات سے نہ مر جائے۔ پھر اس کو آفات کی مقراضیں کتر نہ سکیں۔ اب تم مجسم خلوت ہو جاؤ گے۔ اللہ ہی کے ساتھ تمہارا دل دنیا اور آخرت سے خالی ہو گا۔ لہذا تم دنیا اور آخرت اور جو کچھ ان میں ہے سب کے نزدیک معدوم ہو جاؤ گے۔ صرف امر بجالانے اور نہی سے باز رہنے کیلئے تمہارا وجود ہو گا۔ کیونکہ اللہ تمہیں وجود دیگا اور اس کا فعل تمہیں حرکت اور سکون بخشے گا۔ اور تم مقام غیب میں اللہ کے ساتھ ہو گے۔ تمہارے لئے کوئی مقام ثابت نہیں ہے۔ جب تک کہ یہ مقام صحیح نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی صورت کو نہیں چاہتا ہے بلکہ باطن کو چاہتا ہے۔ کہ اس کی توحید اخلاص کے ساتھ کرے۔ دنیا اور آخرت کی محبت اپنے دل سے نکال ڈالے۔ اور سب چیزیں دل سے دور کرے جب یہ مقام پورا ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو محبوب اور قریب اور غیر سے بلند کر لیگا۔

اے واحد! ہم تیری ہی توحید کریں خلقت سے ہمیں خلاصی دے۔ اور اپنے لئے خالص بنا لے۔ ہمارے دعوے اپنے فضل اور رحمت کے گواہوں کے ساتھ صحیح کر۔ ہمارے دلوں کو خوش اور حاجتوں کو آسان کر۔ تیرے ساتھ اُنس اور غیر سے وحشت ہو۔ ہمارے سب فکروں کو جمع کر کے ایک ہی فکر بنا دے۔ کہ ہماری دنیا اور

آخرت تیرا فکر اور تیرا قرب ہو۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا) ؎

سینتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۵ رجب ۵۴۵ھ کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ عُوْدُوا الْمَرْضٰی وَشَیِّعُوا الْجَنَائِزَ فَاِنَّہٗ یُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَۃَ (بیمار پُرسی کرو جنازوں کے ساتھ چلو کیونکہ تمہیں یہ آخرت کی یاد دلائیں گے) ؎

اس سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہ مقصود ہے۔ کہ آخرت کو یاد کرو۔ حالانکہ تم یاد آخرت سے بھاگتے ہو۔ اور دُنیا سے محبت رکھتے ہو عنقریب تمہارے اور اس کے درمیان تمہارے بے پوچھے پردہ آجائیگا۔ جس چیز کے ساتھ تم خوشی مناتے تھے وہ تمہارے ہاتھوں سے لے لی جائے گی۔ خوشی کے عوض تمہارے پاس بغض اور رنج آئے گا۔ غافل! کمینے! بیدار ہو۔ تو دنیا کے لئے نہیں بنا۔ بلکہ آخرت کے لئے بنا ہے۔ غافل ضروریات کی تو خیر۔ تم نے اپنا مقصد خواہشوں اور لذتوں اور دنیا پر دینار جمع کرنے کا بنا رکھا ہے۔ اور اعضا کو کھیل میں مشغول کیا ہے۔ اگر کوئی یاد دلانے والا تجھے آخرت اور موت کی یاد دلائے تو کہتا ہے کہ اُس نے میری عیش مجھ پر تنگ کر دی ہے۔ اور اپنے سر کو اس طرح اور اس طرح پیچ دیتا ہے۔ تیرے پاس موت سے ڈرانے والا آگیا۔ اور وہ تیرے بالوں میں سفیدی ہے۔ حالانکہ تو اُن کو کترتا ہے یا سیاہی سے اُن کا رنگ بدلتا ہے۔ جب موت آئے گی تو کیا عمل کریگا۔ جب موت کا فرشتہ اپنے ساتھیوں سمیت آئیگا۔ تو اس کو کیا دے کر

واپس کریگا۔ جب تیرا رزق ختم ہو اور مدت پوری ہو جائے۔ تو کونسا حیلہ بنائے گا۔
اس حرص سے الگ ہو۔ دنیا کی بنا پر عمل ہے۔ جب اس میں عمل کروگے تو مزدوری
ملے گی۔ اگر کام نہ کیا تو کچھ نہ ملے گا۔ دنیا عملوں کا گھر اور آفتوں پر صبر ہے۔
وہ مشقت کا مکان ہے۔ اور آخرت آرام کا گھر ہے۔

ایمان والا دنیا میں اپنے نفس کو دکھ دے کر ضرور آرام حاصل کرتا ہے۔ تو نے
آرام کے لئے جلدی کی اور توبہ کے لئے دیر۔ اور اسی طرح روز بروز ماہ بماہ سال بسال
دیر کرتا ہے۔ حالانکہ تیری مدت حیات پوری ہوئی ہے عنقریب پشیمان ہوگا۔ کہ میں
نے نصیحت کیوں نہ مانی۔ اور بیدار کیوں نہ ہوا۔ اور تصدیق کرتا۔ تو نے تصدیق تو
کی ہی نہیں ہے۔

تجھ پر افسوس! تیری زندگی کا شہتیر ٹوٹ گیا۔ غرور والے! تیری زندگی کی دیواریں
ایک دوسری پر گری پڑتی ہیں جس گھر میں تو ہے ویران ہو گیا ہے۔ اس سے دوسری
کی طرف بدل چل۔ آخرت کا گھر طلب کر۔ اپنا اسباب اس کی طرف لیچل۔ یہ اسباب
کیا ہے! نیک اعمال ہی اسباب ہے۔ اپنا مال آخرت کی طرف آگے آگے روانہ
کر۔ تاکہ پہنچنے کے وقت تمہیں ملجائے۔ دنیا میں مغرور! بے اجرت کام کرنیوالے
شہزادی کو چھوڑنے والے! گولی کو قبول کرنے والے۔

تجھ پر افسوس! آخرت دنیا کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اس کو نہیں
چاہتی اس گولی کو اپنے دل سے نکال۔ حالانکہ تو نے دیکھ لیا کہ آخرت کیسے آتی ہے۔
اور دل پر کیسے غلبہ پاتی ہے۔ جب یہ مقام تیرے لئے پورا ہو تو اللہ تعالے کا قرب
تجھے بلائے گا اس وقت۔ آخرت کو بھی چھوڑ اور قرب الٰہی طلب کر۔ اس جگہ
قلب کی صحت کامل اور باطن کی صفائی ہوگی۔

بیٹا! جب تیرا دل صحیح ہوگا اللہ تعالے اور فرشتے اور علم والے گواہی دینگے
تیرے لئے ایک مدعی دعوے کرنے والا کھڑا ہوگا۔ تیرے مفید شہادت دیگا۔ تجھے
اپنے نفس کی صحت پر شہادت دینے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ جب تمہارے لئے

یہ حال پورا ہو جائے۔ پہاڑ کی طرح اٹل ہو جاؤ گے۔ جس کو حوادثات کی ہوائیں نہ ہلا سکیں گی۔ اور نہ اُس کو تیز سے توڑ سکیں گے۔ اور تجھ میں خلقت کا دیکھنا اور ان سے میل جول کچھ اثر نہ کریگا۔ اور نہ تیرے دل میں کوئی وسوسہ پڑے گا۔ تیری باطن کی صفائی مکدر نہ ہو گی ؛

اے قوم! جو شخص عمل کرے اور اُس سے خلقت کی رضامندی اور ان کی قبولیت چاہے اس سے الگ رہو۔ کیونکہ وہ غلام نافرمان بھاگا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا دشمن اور ناشکرا ہے۔ اُس کی نعمت کے حجاب میں راندۂ درگاہ ملعون ہے۔ مخلوق! قلب اور بھلائی اور دین کو چھین کر تجھے مشرک اور رب سے بھلا دیتی ہے تجھے اپنے لئے چاہتی ہے تیرے لئے نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ تیرے لئے چاہتا ہے اپنے لئے نہیں۔ جو تجھے تیرے لئے چاہتا ہے اسی کو طلب کر اور اسی میں مشغول رہو۔ کیونکہ اس کے ساتھ مشغول ہونا بہتر ہے اس کی بہ نسبت جو تجھے اپنے لئے چاہتا ہے۔ اگر تجھے سوال کی بالکل ضرورت ہے تو اللہ تعالےٰ سے مانگ خلقت سے نہ طلب کر کیونکہ خلقت میں سے اللہ کے نزدیک وہی بُرا ہے جو دُنیا کو مخلوق سے مانگے۔ اسی کے ساتھ فریاد اسی کی طرف کر۔ کیونکہ وہی غنی ہے اور تمام مخلوق محتاج ہے اپنے لئے اور نہ دوسرے لئے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اسی کی محبت طلب کر۔ کیونکہ وہ ابتدا میں تجھے چاہتا ہے تو مرید ہے اور وہ مُراد ہے! ور انتہا میں تو مراد ہے اور وہ مرید ہے۔ بچہ بچپنے کی حالت میں اپنی ماں کا طالب ہے۔ اور جب بڑا ہو جائے تو اس کی ماں اس کی طالب ہے جب تیری صدق ارادت کو جان لے گا تو وہ بھی ارادہ کریگا۔ تیرے صدق محبت کو معلوم کر کے وہ بھی محبت کریگا۔ اور تیرا قلب اور تیری قربت خود اس بات کی رہنمائی کریگی۔ نجات کیسے حاصل ہو۔ حالانکہ تُو نے اپنے نفس اور حرص اور خواہش اور شیطان کا اپنے دل کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ چھوڑا ہے۔ اسی بات کو الگ کر۔ پھر چیزوں کو جیسی کہ ہیں دیکھیگا۔ اپنے نفس سے مجاہدہ اور مخالفت کر کے دور کر۔

اور اپنے شیطان اور حرص اور خواہش کا ہاتھ الگ کر کیونکہ تو اس کو پائیگا۔ اِن ہاتھوں کو علیحدہ کر۔ تیرے اور حق تعالےٰ کے درمیان کے حجاب اُٹھ جائینگے۔ اللہ کے ساتھ ماسوی کو بھی دیکھیگا۔ اپنے نفس اور غیر کو ملاحظہ کریگا۔ اپنے عیبوں کو دیکھ کر اُن سے پرہیز کر اور غیر کے عیب دیکھ کر اُن سے دُور بھاگ۔ جب یہ حالت کامل ہو جائیگی تو تجھے قریب کریگا۔ اور عنایت کریگا۔ جو آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ اور کانوں نے نہیں سُنا۔ اور نہ کبھی اس چیز کا انسان کے دل پر گذر ہوا ہے۔ تیرے دل اور باطن کی سماعت اور بینائی تیز ہوگی قلب اور باطن صحیح ہونگے۔ اللہ تعالےٰ اُنہوں کو لباس صدق پہنائے گا۔ اور اپنی کرامت کا خلعت عنایت فرمائے گا۔ اپنی ولایت کا مالک نصرت اور سلطنت اور ملک عنایت کریگا۔ تمام مخلوق میں تجھے خوش حال کریگا۔ تجھے اپنے دل کا نگہبان بنائے گا۔ اور فرشتے تیری خدمت کرینگے۔ انبیا اور رسولوں علیہم السلام کی ارواح کی زیارت سے مشرف ہوگا خلقت میں سے کوئی بھی چھپی ہوئی چیز تجھ پر مخفی نہ رہے گی ؞

بیٹا! اس مقام کی طلب اور تمنا کر۔ اسی کو اپنا فکر بنا۔ اور دنیا کی طلب کا مشغلہ چھوڑ۔ کیونکہ وہ تجھے سیر نہ کریگی۔ اور ماسوی اللہ سے بھی تیرا پیٹ پُر نہ ہوگا اللہ سے شغل رکھ کیونکہ وہ تیرا شکم پر کر دیگا۔ اگر اللہ تجھے مل گیا تو دنیا اور آخرت میں غنا حاصل ہوگی۔ غافل! جو پیار کرتا ہے۔ اس سے پیار کر اور جو طالب ہے اس کو طلب کر۔ جو تیرا ارادہ رکھتا ہے تو بھی اس کا ارادہ رکھ۔ جو تیرا مشتاق ہے اس میں مشغول ہو۔ کیا تم نے اللہ جلشانہٗ کا ارشاد نہیں سُنا ہے۔ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (اللہ کو اِن کی محبت ہے اور ان کو اللہ کی محبت ہے) اور حق تعالیٰ نے بذریعہ حدیث قدسی ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنِّی اِلیٰ لِقَائِکُمْ لَاَشْوَقُ (مجھے تمہاری ملاقات کا بہت ہی شوق ہے) اللہ تعالےٰ نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ لہٰذا کھیل کود ترک کر۔ اپنی مصاحبت چاہتا ہے لہٰذا غیر میں مشغول نہ ہو۔ اس کے ساتھ اللہ کی میں کسی کو پیار نہ کر۔ اگر غیر سے پیار کرو۔ تو صرف شفقت اور رحمت اور مہربانی جائز

ہے نفسوں کی محبت جائز ہے۔ لیکن دلوں سے غیر کو پیار کرنا جائز نہیں ہے اور باطنی محبت بھی غیر سے کرو، نہیں ہے ؞

حضرت آدم علیہ السلام کا دل جب جنت کی محبت میں مشغول ہُوا اور اسی میں رہنا پسند کیا، تو اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے جُدا کیا۔ اور پھل کھانے کی پاداش میں نکال باہر کیا۔ اُن کا دل حوا علیہا السلام کی طرف مائل ہُوا۔ اس سے بھی جدا کر دئے۔ اور ان میں تین سو سال کے سفر کی دُوری کر دی۔ وہ جزیرہ سراندیپ میں آئے۔ اور وہ جدہ میں آئیں ؞

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام سے پیار، محبت کی۔ تو دونوں میں اللہ تعالےٰ نے جُدائی ڈالدی۔ اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف مائل ہوئے۔ تو سب پر ظاہر ہے کہ حضرت صدیقہ پر کیا کیا جھوٹ اور بہتان لگے۔ اور چند ایام تک جدائی پڑی رہی۔ لہٰذا اللہ ہی میں مشغول ہو غیر کو ترک کر۔ غیر سے اُلفت اور محبت نہ رکھ۔ خلقت کو اپنے دل سے باہر نکال اور اُس سے جُدا کر دے۔ دل کو صرف اللہ کے واسطے خالی کر رکھ ؞

بیہودے! کاہل! اگر میری بات قبول کرے اور میری نصیحت پر عمل کرے۔ تو اپنی جان کے فائدے کے لئے کام کر۔ ورنہ عمل نہ کرنے کی صورت میں تیرے ہی نفس کے لئے محرومی اور وبال ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (نفس ہی کے لئے مفید ہے۔ جو اُس نے کمایا اور نفس ہی کے لئے مضر ہے جو اس نے کمایا) ؞

اور نیز اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا۔ (اگر نیکی کرو تو تمہارے نفسوں ہی کیلئے نیکی ہے اگر بُرائی کرو تو تمہارے نفسوں ہی کے لئے وبال ہے) ؞

نفس قیامت کے دن جنت میں عملوں کا ثواب پائینگے اور عملوں کا عذاب دوزخ میں حاصل کرینگے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے۔

کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اَطْعِمُوا طَعَامَکُمُ الاَتْقِیَاءَ وَاَعْطُوْا اٰخِرَ قَکُمُ الْمُؤْمِنِیْنَ (پرہیزگاروں کو کھانا کھلاؤ۔ اور ایمان والوں کو کپڑے پہناؤ)۔ جب اپنا کھانا پرہیزگار کو کھلاؤ۔ اور اس کے دنیاوی کام میں مدد کرو۔ تو اس کے عمل میں تم نے حصہ لے لیا۔ حالانکہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ کیونکہ تم نے اُس کے ارادے میں مدد کی۔ اور اس کے بوجھ اس سے اُٹھا لئے اور اُس کے رب کی طرف اس کے قدموں میں تیز روی کرا دی۔ اور جب اپنا کھانا منافق ریاکار نافرمان کو کھلاؤ گے۔ اور امورِ دنیاوی میں اُس کی مدد کرو گے۔ تو اُس کے عمل میں تم نے بھی ہاتھ بٹا لیا۔ حالانکہ اُس کے عذاب میں کمی نہ ہوگی۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کی نافرمانی میں تم نے اُس کی مدد کی۔ اس کی بدی تمہاری طرف رجوع کرے گی ÷

جاہل! علم سیکھ جو عبادت بلا علم ہو اس میں بھلائی نہیں ہے۔ اور بے علمی کے یقین میں بھی خیر نہیں ہے۔ علم سیکھ اور عمل کر۔ کیونکہ تو دنیا اور آخرت میں نجات پائیگا۔ اگر علم کے حصول اور اُس پر عمل کرنے کے لئے صبر نہیں ہے۔ تو نجات کیسے حاصل کرو گے۔ علم کا سب حق پورا کرو گے تو وہ بھی کچھ دیگا ÷

ایک عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا۔ کہ آپ کو جو علم ہے جناب نے کس طرح حاصل کیا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ کوے کو سویرے اُٹھنے اور اونٹ کے صبر اور خنزیر کی حرص اور کتے کی خوشامد سے حاصل کیا۔ اس طرح کہ میں سویرے ہی اُٹھ کر عالموں کے دروازے پر پہنچتا جیسے کہ سویرے ہی کوا اُڑ جاتا ہے۔ اور عالموں کی خدمت کے بوجھوں پر برداشت کرتا جیسے اونٹ اپنے بوجھوں پر صبر کرتا ہے۔ اور میں طلب علم پر ایسی حرص کرتا جیسے کہ کھانے کی چیز پر خنزیر حرص کرتا ہے۔ اور میں عالموں کی خوشامد کرتا جیسے کتا اپنے مالک کے دروازے پر کھانے کے لئے چاپلوسی کرتا ہے ÷

علم کے طالب! اس عالم کا کلام سُن اور عمل کر۔ اگر تو علم اور نجات کا مشتاق ہے۔ کیونکہ علم زندگی اور جہل موت ہے۔ عالم اپنے علم کا عامل اور عمل میں مخلص۔ اور اللہ کیلئے

تعلیم دینے پر صابر۔ ایسے عالم کے لئے موت نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ مرتا ہے تو اپنے رب سے جا ملتا ہے۔ اللہ کے ساتھ اُس کو حیات ابدی حاصل ہو جاتی ہے۔ بار خدایا! ہمیں علم اور اس میں اخلاص عنایت فرما ✤

اڑتیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اتوار کے دن صبح کے وقت ۷ رجب ۵۴۵ھ کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اَضْعِفُوْا شَیَاطِیْنَ کُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْعُفُ بِھَا کَمَا یَضْعَفُ اَحَدُ کُمْ بَعِیْرَہٗ بِکَثْرَۃِ رُکُوْبِہٖ وَ تَحْمِیْلِ اِحْمَالِہٖ عَلَیْہِ (اپنے شیطانوں کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے دُبلے کرو کیونکہ شیطان اس سے دُبلا ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی اپنے شریر اونٹ کو کثرت سواری اور کثرت بوجھ سے دُبلا کرتا ہے) ✤

اے قوم! اپنے شیطانوں کو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اخلاص کے ساتھ دُبلے کرو۔ صرف زبانی جمع خرچ نہ کرو۔ انسانی اور جنی شیطانوں کو توحید جلا ڈالتی ہے۔ کیونکہ وہ شیطانوں کے لئے آگ اور توحید والوں کے لئے نور ہے۔ زبان سے کلمہ شریف کیسے پڑھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے دل میں اس کا کیا ہوتا ہے۔ جس چیز پر تم اعتماد کرو اور اُس کے ساتھ اللہ کے سوا سہارا پکڑو۔ وہی بت تمہارا معبود ہے۔ دلی شرک کے ساتھ زبانی توحید نافع نہیں ہے جسم کی صفائی دل کی نجاست کے ساتھ فضول ہے۔ توحید والا اپنے شیطان کو لاغر کرتا ہے۔ اور مشرک کو اس کا شیطان لاغر کرتا ہے۔ تمام اقوال اور افعال کی جان اخلاص ہے۔ کیونکہ دل اخلاص سے خالی بمنزلہ پوست بے مغز کے ہے۔ صرف چھلکا تو جلانے ہی کے کام آتا ہے ✤

میری بات سُنو! اور اس پر عمل کرو۔ کیونکہ وہ تمہاری آتش طمع کو بجھاتی اور نفس کے کانٹے کو توڑتی ہے۔ ایسی جگہ نہ جاؤ کہ جہاں تمہاری طمع کی آگ بھڑک اُٹھے اور تمہارے دین اور ایمان کا گھر برباد ہو جائے۔ طمع اور حرص اور شیطان بھڑک کر تمہارے دین اور یقین اور ایمان کے گھر کو دور کر دیتے ہیں۔ ان منافقوں بناوٹ والوں۔ طمع سازوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ کیونکہ طبیعت طمع سازی اور حرص اور بناوٹی کلام پر پھیر جاتی ہے۔ جیسے کہ خمیرہ آٹا بے نمک کھانے والے کے شکم کو تکلیف دیتا ہے! اور خانہ جسم کو تباہ کر ڈالتا ہے۔ علم کامل مردوں کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے کتابوں سے نہیں۔ یہ کامل مرد کون ہیں! مردانِ خدا پرہیزگار۔ ترک والے۔ نبیوں کے وارث۔ عارف عامل مخلص۔ تقوے کے سوا سب کچھ حرص اور بیکار ہے۔ دُنیا اور آخرت کی ولایت پرہیزگاروں کے لئے ہے! اور انہی کے لئے دنیا اور آخرت کی عمارت ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے پرہیزگاروں احسان کرنے والوں۔ صابروں کو پیار کرتا ہے۔ اگر تمہارا دل صحیح ہو تو ان کو پہچانو اور محبت کرو۔ اور ان کے پاس بیٹھو۔ اگر اللہ تعالےٰ کی معرفت سے قلب منور ہو جائے تو دلی خطرہ صحیح ہوتا ہے۔ تمہیں سکون خاطر نہ ہوگا۔ تاوقتیکہ معرفت الٰہی صحیح نہ ہو جائے۔ اور اس کی طرف سے صحت اور بھلائی نہ آجائے۔ حرام چیزوں سے نگاہ کو بند کر! اور شہوتوں سے نفس کو روک اور حلال کھانے کی نفس کو عادت ڈال۔ اور اپنے باطن کی ربانی مراقبے میں حفاظت کر۔ اور اپنے ظاہر سے سُنت نبوی کی پیروی کر۔ اب تیری خاطر صحیح ثواب والی ہے! اور اللہ تعالےٰ کی معرفت بھی صحیح ہو گی۔ عقلوں اور دلوں کی تربیت ہو جاتی ہے۔ نفسوں اور طبیعتوں اور عادتوں کی نہیں! انکی کوئی قدر و عزت نہیں ہے۔

بیٹا! علم سیکھ اور مخلص بن! تاکہ نفاق کی قید اور کانٹے سے نجات ملے علم اللہ کے لئے پڑھ۔ خلقت اور دنیا کے لئے طلب نہ کر۔ اللہ کے لئے طلب علم کا یہ نشان ہے کہ امر اور نہی کے وقت اللہ کا خوف اور اسی کی دہشت ہو اسی کی

انتظاری اور اسی کے لئے اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ اور خلقت کی بے غرض ہو کر تواضع کرے۔ اِن کے ہاتھوں کی چیزوں میں طمع نہ ہو۔ اللہ ہی کے لئے دشمنی رکھے۔ کیونکہ جو دوستی اللہ کے لئے نہ ہو وہی دشمنی ہے۔ غیر میں ثابت ہونا زوال ہے۔ غیر میں عطا کرنا محروم ہونا ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْاِیْمَانُ نِصْفَانِ نِصْفٌ صَبْرٌ وَّ نِصْفٌ شُکْرٌ (ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر اور ایک حصہ شکر ہے) اگر مصیبت میں صبر اور نعمت پر شکر نہیں تو ایمان نہیں ہے۔ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ سب کچھ اللہ کو سونپ کر راضی برضا رہے۔ اے خدا! توکل اور اطاعت اور ذکر اور موافقت اور توحید کے ساتھ ہمارے دلوں کو زندہ رکھ +

اگر اس حیات والے لوگ نہ ہوتے کہ جو زمین پر پھیلے ہوئے ہیں تو تم کبھی کے برباد ہو گئے ہوتے۔ کیونکہ اللہ تعالے اپنا عذاب زمین والوں سے ان کی دعا کے ساتھ رد کرتا ہے۔ نبوت کی صورت اُٹھ گئی اور اس کے معنی قیامت تک باقی ہیں۔ ورنہ کس بھروسہ پر چالیس مرد روئے زمین پر باقی ہیں بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں۔ کہ جن میں نبوت کے مقاصد موجود ہیں۔ اِن کے دل انبیاء علیہم السلام کے دلوں جیسے ہیں۔ انہی میں سے اللہ اور اس کے رسولوں کے خلیفے زمین پر ہیں۔ اُستادوں کی طرف سے شاگرد نائب ہوئے اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ (عالم نبیوں کے وارث ہیں) حفظ اور قول اور فعل میں اُن کے وارث ہیں۔ کیونکہ قول بغیر فعل کسی کام کا نہیں ہے۔ اور صرف دعوے بغیر شہادت قابل سماعت نہیں ہے +

بیٹا! مَیں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور عمل میں اخلاص اور ان پر قائم رہنے کا واضح بیان کر دیا ہے۔ مَیں تمہارے عالموں کو جاہل اور زاہدوں کو دنیا کے طالب اور راغب خلقت پر توکل کرنے والے اور خدا کو بھولنے والے دیکھ رہا ہوں۔

اللہ کے سوا غیر کا سہارا پکڑنا لعنت کا سبب ہے ÷

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَلْعُوْنٌ مَّلْعُوْنٌ مَّنْ كَانَتْ ثِقَتُهٗ بِمَخْلُوْقٍ مِّثْلِهٖ (وہ شخص ملعون ہے ملعون ہے جو اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ کرے) اور نیز حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ تَعَزَّزَ بِمَخْلُوْقٍ فَقَدْ ذَلَّ (جو شخص مخلوق سے عزت چاہے وہ ذلیل ہے) ÷ تجھ پر افسوس جب خلقت سے نکلو گے تو خالق کے ساتھ ہو گے۔ اپنی نفعے اور نقصان کو پہچانو گے اپنے اور پرائے کے فائدے کی تمیز ہو گی۔ دروازے الٰہی پر ہمیشہ اور ثابت قدم رہ۔ اور اپنے دل سے اسباب کو دور کر۔ دنیا اور آخرت میں بھلائی دیکھ یہ شے حاصل نہیں ہوتی۔ اس حال میں کہ مخلوق اور دریا اور آخرت اور ماسوی اللہ اور ان چیزوں سے ایک ذرہ بھر بھی تمہارے قلب میں ہو جب نہیں تو دین نہیں اور نہ ایمان کا ہے ÷

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ كَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ (صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے کہ جو سر کو جسم سے ہے ÷

صبر کے معنی یہی ہیں کہ تم کسی کے پاس شکایت نہ کرو۔ اور نہ سبب کے ساتھ علاقہ رکھو بلا آئے تو نفرت نہ کرو۔ اور اس کے زوال کو پسند کرو۔ بندہ جب اپنی حالت فقر اور فاقہ میں اللہ کے لئے تواضع کرے۔ اور اپنی مراد پر اس کے ساتھ صبر کرے۔ اور آنے جانیوالی حالت سے عار نہ رکھے۔ اور عبادت اور کسب میں رات دن ایک کر ڈالے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ اس کو اور اس کے عیال کو ایسی طرف سے غنی کر دیتا ہے کہ جس کا اس کو کبھی خیال بھی نہیں آیا ہے۔ اللہ جلّ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے سبیل بنا دیتا ہے۔ اور ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے۔ کہ جس کا بندے کو کبھی گمان بھی نہیں ہوا ہے) تیری حالت سینگی لگانیوالے کے مشابہ ہے جو کہ دوسرے سے بیماری کو خارج کرتا ہے۔ اور خود اس میں کہ جو خالص مرض ہے اس کو نہیں نکالتا ہے میں

تجھے دیکھ رہا ہوں کہ ظاہری علم میں ترقی کرتا ہے۔ اور باطن میں صرف جاہل ہے؛ توراتِ مقدس میں لکھا ہوا موجود ہے۔ مَنْ اَزْدَادَ عِلْمًا فَلْیَزْدَدْ وَجَعًا (جو شخص علم میں ترقی کرے وہ درد کو بڑھائے) درد کیا ہے؛ اللہ تعالےٰ سے خوف اور اللہ کے لئے اور اس کے بندوں کے لئے ذلیل ہو جانا ہے۔ اگر علم نہیں تو علم سیکھ۔ اگر تمہیں علم اور عمل اور اخلاص اور ادب اور مشائخ کے ساتھ حُسنِ ظن نہیں تو تم سے کیا کام ہو سکیگا۔ تو نے دنیا اور اُس کا مال اپنا مقصد بنا رکھا ہے عنقریب تیرے اور اُس کے درمیان حجاب ہو جائیگا۔ تو اولیاء اللہ سے کہاں ہے۔ ان کا مقصود صرف ایک ہے جو اپنے باطنوں اور ظاہروں میں صرف اللہ تعالےٰ کا مراقبہ کرتے ہیں۔ دلوں کو مہذب کرتے ہیں۔ جیسے اعضاء کو باتہذیب کرتے ہیں۔ جب اُن کے لئے یہ حالت تمام ہو جائے تو اُن کو سب خواہشوں سے کفایت کرتی ہے۔ اُن کے دل میں صرف ایک ہی خواہش باقی رہتی ہے۔ اور وہ صرف اللہ کی طلب اور اُس کی قربت اور محبت ہے؛

حکایت ہے کہ بنی اسرائیل پر کوئی آفت آئی۔ لہذا اپنے نبیوں میں سے کسی نبی کے پاس جمع ہوئے۔ عرض کی کہ آپ ہمیں اطلاع دیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کس بات سے راضی ہے تاکہ ہم پیروی کریں۔ تاکہ ہمیں اس کے سبب سے اس مصیبت سے نجات ملے۔ اس پیغمبر نے اس بارے میں اللہ تعالےٰ سے سوال کیا۔ اللہ نے وحی بھیجی کہ اُن کو حکم دو۔ کہ اگر میری رضا چاہتے ہو تو مسکینوں کو راضی کرو۔ اگر ان کو راضی کر لوگے تو میں بھی راضی ہو جاؤنگا۔ اگر ان کو ناراض کروگے تو میں بھی ناراض ہونگا؛

عقلوالو! سنو۔ تم ہمیشہ مسکینوں کو ناراض کرتے ہو۔ اور چاہتے یہ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اُس کی رضا تمہارے ہاتھ نہ لگے گی۔ بلکہ غضبِ الٰہی میں پلٹے کھاؤگے۔ میری سخت کلام پر ثابت رہو۔ تو نجات پاؤگے ثابت رہنا شیر بنی مصری ہے۔ میں مشائخ کے کلام اور ان کی سختی اور تندی سے بھاگتا تھا۔ بلکہ اندھا اور گونگا بن جایا کرتا تھا۔ اُن کی سختیوں پر خاموش رہتا تھا تم اُن کی

کلام پر پورا صبر نہیں کرتے اور ساتھ ہی نجات چاہتے ہو۔ نہیں اس طرح کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اپنے نفع اور نقصان میں تقدیر کے موافق نہ ہو جائے۔ اپنی قسمت اور نصیب پر تہمت نہ دھرے مشائخین کی صحبت میں رہے۔ اور اُن کی سب حالتوں میں موافقت کرے۔ اس طرح دنیا اور آخرت میں ضرور نجات حاصل ہو گی۔ میری بات کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ سمجھ بغیر عمل کے کسی کام کی نہیں ہے۔ عمل بغیر اخلاص کے طمع ہے۔ طمع خالی ہے۔ اس کے سب حرف خالی پیٹو ہیں۔ ان میں کوئی چیز نہیں ہے عام لوگ تیرے طمع کو نہیں پہچانتے ہیں۔ صراف ہی تیرے طمع کو پہچان کر دوسروں کو بتاتا ہے۔ تاکہ تیرے شر سے بچیں۔ اگر تو اللہ کے ساتھ صبر کرتا تو اس کے عجیب عجیب لطف دیکھتا ✦

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے جب مشقت اور غلامی اور قید خانہ اور ذلت پر صبر کیا اور حق تعالےٰ کے فعل کے موافق رہے تو آپ کی شرافت صحیح ہوئی۔ اور آپ فرشتہ ہو گئے۔ ذلت سے عزت کی طرف اور موت سے حیات کی طرف اُٹھائے گئے۔ اسی طرح تم اگر شریعت کی تابعداری کرو۔ اور اللہ کے ساتھ صابر رہو۔ اسی سے ڈرو اور اسی سے امید رکھو۔ اور اپنے نفس اور خواہش اور شیطان کی مخالفت کرو۔ تو جس حالت میں ہو دوسری کی طرف بدلے جاؤ۔ جس چیز سے نفرت کرتے ہو اس سے الگ کر کے محبوب چیز عطا کی جائیگی۔ کوشش کر اور مشقت اُٹھا۔ تجھ سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ضرور کچھ کرنا چاہئے۔ تکلیف اُٹھا تو بھلائی ملے گی۔ جس نے طلب اور کوشش کی اُس نے مطلب پالیا۔ رزق حلال کھانے کی کوشش کر۔ کیونکہ یہ دل کو روشن کرتا ہے۔ اور اُس کی سیاہی کو نکالتا ہے۔ نفع والی وہی عقل ہے۔ کہ جس سے اللہ کی نعمتیں پہچانی جائیں اور اُن کے شکریہ میں قائم رکھے نعمتوں کے اعتراف اور اُن کی قدر پر مدد کرے ✦

بیٹا! جس شخص نے یقین کی آنکھ سے پہچان لیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سب چیزیں تقسیم کر دیں اور اُن سے فارغ ہو چکا ہے۔ تو وہ حیا کی وجہ سے اللہ سے کچھ نہیں مانگتا

ہے۔ مطلب کو چھوڑ کر اس کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ اپنے نصیب کے سوال میں جلدی نہیں کرتا ہے۔ اور نہ دوسرے کے نصیب کا سوال کرتا ہے۔ اس کی عادت گمنامی اور خاموشی اور حسن ادب اور ترک اعتراض ہے۔ تھوڑے اور بہت میں خلقت سے شکایت نہیں کرتا ہے۔ خلقت سے گداگری دل کے ساتھ ایسی ہے۔ جیسے زبان سے ہو۔ میرے نزدیک درحقیقت دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے ؂

تجھ پر افسوس! اللہ کے غیر سے سوال کرتا نہیں شرماتا ہے۔ حالانکہ دوسرے سے اللہ تعالےٰ زیادہ نزدیک ہے۔ مخلوق سے ایسی چیز مانگتا ہے کہ جس کی تجھے حاجت نہیں ہے۔ تیرے پاس خزانہ بھرپور ہے۔ حالانکہ ایک دانے اور ایک ذرے پر فقیروں کو جھڑکتا ہے۔ جب مریگا تو رسوا ہوگا۔ تیرے خزانے اور دفینے ظاہر ہوں گے اور سب طرفوں سے تجھ پر پھٹکار پڑیگی۔ اگر تجھے عقل ہوتی تو ایمان کا ایک ذرہ حاصل کرکے خدا سے ملتا۔ اور صالحین کی صحبت میں رہتا اور ان کے اقوال اور افعال سے ادب حاصل کرتا۔ یہاں تک کہ تیرا ایمان جب سرسبز ہوتا۔ تو یقین کامل ہوجاتا۔ تو اللہ تعالےٰ تجھے اپنا مخلص بنالیتا۔ اور تیرا ادب اور جو تیرا عمل امر اور نہی پر ہوتا اس کا والی بنجاتا۔ ریاکاری کے بت پرست! تو قرب الٰہی کی خوشبو دنیا اور آخرت میں نہ سونگھے گا۔ مخلوق کے مشرک! اپنے دل سے ان کے چاہنے والے! ان سے اعراض کر۔ کیونکہ ان سے نفع اور نہ نقصان نہ عطا اور نہ منع ہے۔ دل میں رچے ہوئے شرک کے ساتھ توحید خداوندی کا مدعی نہ بن۔ اس سے تیرے ہاتھ کوئی چیز نہ لگے گی ؂

اُنتالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۲ رجب ۵۴۵ھ کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:۔

اگر دنیا اور آخرت کا مالک جانتا ہے تو اپنا سب کچھ اللہ کے لئے کردے۔ اپنے نفس اور غیر پر امیر اور رئیس ہو جائیگا۔ میں ناصح شفیق ہوں۔ میری نصیحت قبول کر۔ میں نے سچ کہا ہے میری تصدیق کر۔ جب تو جھوٹ بولے اور جھٹلائے تو جھٹلایا جائے گا اور جھوٹا ٹھیریگا۔ اور جب تو سچ بولے اور تصدیق کرے تو تصدیق کیا جائیگا اور سچا ٹھیریگا۔ جیسا کریگا ویسا بھریگا۔ دین کے مرض کی دوا مجھ سے لو۔ اور استعمال کرو۔ اور تندرست ہو جاؤ گے۔ پہلے لوگ اولیاء اللہ اور صالحین کی طلب میں پورب اور پچھم کا چکر لگاتے تھے۔ وہی لوگ دلوں اور دین کے طبیب ہیں۔ اگر کوئی ان میں سے اُن کو مل جاتا تو اس سے اپنے دینوں کی دوا طلب کرتے تھے۔ اور تمہارا آج کے دن یہ حال ہے کہ فقیہوں اور عالموں اور اولیا، اللہ سے جو ادب سکھلانیوالے اور تعلیم دینے والے ہیں نفرت کرتے ہو۔ لہذا ضرور ہے کہ تمہارے ہاتھوں دوا نہ لگے۔ میرا علم اور طب تجھے کیا نفع دیگا۔ میں تیرے لئے ہر روز عمارت بناتا ہوں تو استعمال نہیں کرتا ہے۔ میں تجھے کہتا ہوں کہ یہ نوالہ نہ کھا۔ کیونکہ اس میں زہر ہے۔ اس کو کھا کہ اس میں دوا ہے۔ تو میری مخالفت کرتا ہے اور زہریلی چیز کھاتا ہے۔ عنقریب یہ زہریلا اثر تیرے دین اور ایمان کی عمارت میں ہوگا۔ میں تجھے ضرور نصیحت کرتا رہونگا۔ اور تیری تلوار سے نہ گھبراؤں گا۔ مجھے تیرے زر ہدیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جو شخص اللہ کے ساتھ ہے وہ کسی سے کسی بھی حالت میں بالکل نہیں گھبراتا ہے۔ نہ جن اور نہ انسان نہ زمین کی چیزوں سے اور نہ درندوں اور موذیوں سے اور نہ سب مخلوقات کی کسی چیز سے۔ مشائخ عالمان باعمل پر دانت نہ پیسو۔ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسولوں اور اُس کے نیک بندوں سے تم ناواقف ہو۔ جو اللہ سے واقف اور اس کے افعال سے راضی ہیں۔ سب طرح کی سلامتی راضی بہ رضا اور کوتاہی امید اور دنیا سے بے رغبتی میں ہے۔ اگر تمہیں اپنے نفسوں میں ضعف ایمان نظر آئے۔ تو اُمید کوتاہ کرو اور موت کی یاد میں رہو۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے بطور حدیث قدسی ارشاد فرمایا ہے۔ مَا تَقَرَّبَ الْمُتَقَرِّبُوْنَ اِلَیَّ بِاَفْضَلَ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِمْ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّمُؤَیِّدًا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصُرُ وَبِیْ یَبْطِشُ (میرا قرب حاصل کرنے والوں نے فرضوں کو اچھی طرح ادا کرکے میری قربت حاصل کی۔ اور میرا خاص بندہ ہمیشہ نفلوں کے ذریعہ قربت حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مَیں اس کو محبوب بنا لیتا ہوں۔ جب اُس سے پیار کرتا ہوں تو اُس کے کان اور آنکھ اور ہاتھ اور مددگار ہو جاتا ہوں۔ میرے ساتھ سُنتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا ہے) ؎

اپنے سب کاموں کو اللہ سے دیکھتا ہے اور اللہ کے ساتھ اپنی سب طاقت اور قوت اور نفس وغیرہ کے دیکھنے سے نکل جاتا ہے اس کی حرکتیں اور طاقت اور قوت اللہ کے ساتھ ہوتی ہیں۔ نہ اپنے ساتھ اور نہ خلقت کے ساتھ اس کا نفس اور دُنیا اور آخرت علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ مجسم اطاعت ہے اسی واسطے اس کا قرب طاعت ہو کر محبتِ الٰہی کا سبب ہو جاتا ہے ؎

اِنسان طاعت سے مُقرب اور محبوب ہوتا ہے اور گناہ سے قابل نفرت اور دُور کیا جاتا ہے۔ طاعت سے اُنس اور گناہ سے وحشت ہوتی ہے۔ کیونکہ جس نے بُرا کیا وحشت میں پڑا۔ شریعت کی تابعداری سے بھلائی حاصل ہوتی ہے جس کی سب حالتوں میں شرع رفیق نہیں ہے۔ تو وہ برباد ہونے والوں کے ساتھ برباد ہے عمل کر اور مشقت اُٹھا۔ عمل پر بھروسہ نہ کر۔ کیونکہ عمل کا تارک لالچی ہے۔ اور عمل پر بھروسہ کرنے والا خود پسند مغرور ہے ؎

ایک قوم دُنیا اور آخرت کے درمیان کھڑی ہے۔ اگر تو زاہد ہے تو دنیا اور آخرت کے درمیان قائم ہے۔ اگر تو خوفِ خدا رکھنے والا ہے۔ تو بہشت اور دوزخ کے درمیان قائم ہے۔ اگر تو عارف ہے تو مخلوق اور خالق کے درمیان قائم ہے۔

ایک مرتبہ خلقت کو اور دوسری مرتبہ خالق کو دیکھتا ہے۔ اور لوگوں کے آخرت کے احوال اور اس کا حساب اور جو کچھ اس میں ہے پہنچاتا اور بتلاتا ہے۔ سُنی سنائی نہیں بلکہ دیکھے ہوئے کی خبر دیتا ہے۔ مشاہدے کے بالمقابل خبر کوئی چیز نہیں ہے ؛

محبان خدا ملاقات ربانی کے منتظر ہیں۔ ہر وقت اُسی کی تمنا کرتے ہیں۔ موت سے نہیں ڈرتے ہیں۔ کیونکہ وہ محبوب سے ملاقات کرانے والی ہے۔ جُدا ہو جا پہلے اس کے کہ جُدا کیا جائے۔ رخصت ہو جا پہلے اس کے کہ رخصت کیا جائے۔ الگ ہو جا پہلے اس کے کہ تیرا اہل اور سب مخلوق تجھ سے الگ کرے۔ جب قبر میں رکھا جائیگا تو تجھے کچھ نفع نہ دے سکیں گے۔ خواہش نفسانی سے مُباح چیز کے بھی حاصل کرنے سے توبہ کر ؛

اے قوم! سب حالتوں میں پرہیز کرو۔ دین کا لباس پرہیز ہے۔ اپنے دین کے لئے مجھ سے لباس مانگو۔ میری تابعداری کرو۔ کیونکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستے پر ہوں۔ میں کھانے اور پینے اور غرض سب احوال میں آپ کا تابعدار رہوں۔ اور جس بات کا بھی آپ اشارہ کریں میں ہمیشہ ایسا ہی رہوں گا۔ یہاں تک کہ جو اللہ تعالےٰ کی مجھ سے مراد ہے وہ نہ حاصل کرلوں میں اسی حال پر قائم ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہی کے لئے حمد ہے کہ میں فکرمند نہیں۔ مجھے تیری تعریف اور برائی دینے اور نہ دینے تیری بھلائی اور بُرائی تیرے کئے اور نہ آنے کا ذرا فکر نہیں ہے تو جاہل ہے اور جاہل کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اگر تو خلاصی چاہے۔ اور اللہ کی عبادت کرے تو تیری عبادت تیرے ہی منہ پر ماری جائیگی۔ کیونکہ وہ عبادت جہل سے ملی ہوئی ہے۔ اور جہل ہر حال میں خرابی ڈالنے والا ہے ؛

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى الْجَهْلِ كَانَ مَا يُفْسِدُ اَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ (جو شخص عبادت الہی جہالت سے کرے۔ تو وہ فساد بہت کریگا اور اصلاح تھوڑی) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے اتباع کے سوا نجات نہیں ہے ؛

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ شَیْخٌ فَاِبْلِیْسُ شَیْخُہٗ (جس کا مرشد نہیں اُس کا مرشد شیطان ہے)، مشائخ جو کتاب اللہ اور سنت نبوی کے عالم باعمل ہیں اُن کی تابعداری کرو۔ ان سے حسن ظن رکھو۔ اور تعلیم حاصل کرو۔ اُن کے سامنے حسن ادب اور حسن معاشرت سے پیش آؤ۔ تو تم نے نجات حاصل کر لی۔ اگر کتاب اور سنت اور مشائخ عارفین کی تابعداری نہ کی تو نجات نہ حاصل ہو گی۔ کیا تم نے نہیں سنا ہے۔ مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَأْیِہٖ ضَلَّ (جو اپنے رائے کے ساتھ بے پرواہ ہوا وہ بہکا) جو شخص تجھ سے زیادہ عالم ہے اُس کی صحبت میں اپنے نفس کو مہذب بنا۔ اور اس کی اصلاح کر کے دوسرے کو نصیحت کر ؂

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ ثُمَّ بِمَنْ تَعُوْلُ (پہلے اپنے نفس سے پھر جس کو مناسب سمجھے) اور نیز ارشاد فرمایا ہے۔ لَا صَدَقَۃَ وَذُوْ رَحِمٍ مُّحْتَاجٌ (ماں جایا محتاج تو صدقہ مقبول نہیں ہے)

وہ مجلس جو چالیس مجلسوں کو پورا کرتی ہے

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اتوار کے روز صبح کے وقت ۱۴۔ رجب ۵۴۵ھ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَقَّھَہٗ فِی الدِّیْنِ وَبَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ (جب اللہ اپنے بندے کو بھلائی دینا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ اور اُس کے نفس کے عیبوں پر نگاہ عنایت فرماتا ہے) ؂

دین کی سمجھ نفس کی معرفت کا باعث ہے جس نے رب کو پہچانا اُس نے سب چیزوں کو پہچان لیا۔ اسی سے اللہ کی بندگی صحیح اور غیر کی بندگی سے آزادی

حاصل ہوتی ہے۔ تیرے لئے نجات اور خلاصی نہیں ہے تاوقتیکہ غیر پر اُس کو کار ہل اختیار نہ دے لے۔ دین کو خواہشوں پر آپ آخرت کو دنیا پر خالق کو مخلوق پر مقدم سمجھنا تیری ہلاکت کا موجب ہے۔ اسی پر عمل کرے۔ تو یہ اللہ تعالےٰ سے محبوب ہونے کے لئے تجھے کافی ہے۔ تیرے لئے قبولیت نہیں ہے۔ قبولیت! طلب قبولیت کے بعد ہوتی ہے۔ اگر عمل میں قبولیت ہو تو سوال کے وقت بھی اللہ عطا کریگا کھیتی کا وجود تخم ریزی کے بعد ہے۔ تخم ریزی کرو تاکہ کاٹو ۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) ۔

ایمان کا تخم دل اور بدن کی زمین میں ڈال ا اور اس میں نیک اعمال کا ہل جوت اور پانی ڈال کر سینچ۔ اگر دل کی زمین میں نرمی اور شفقت اور رحمت ہے تو تخم اُگیگا۔ اگر دل کی زمین سخت موٹی شور ہے۔ تو یہ زمین بنجر ہے اور بنجر میں کچھ اگا ہی نہیں کرتا ہے۔ اگر پہاڑ کی چوٹی پر زراعت کروگے۔ تو وہ بربادی کے بہت ہی قریب ہے۔ اس زراعت کا فن سیکھ۔ اُس کی زراعت کرنے والا کون ہے صرف اپنی رائے پر نہ چل ۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی کُلِّ صَنْعَةٍ بِصَالِحِ اَھْلِھَا (ہر ایک صنعت میں اُس کے مشاق کاریگر سے مدد حاصل کرو) ۔

تو دنیا کی زراعت میں مشغول ہے۔ آخرت کی زراعت نہیں کرتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا ہے طالب دنیا آخرت کے ساتھ نجات نہیں پاتا ہے! اللہ تعالےٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھتا ہے۔ اگر آخرت کو چاہتے ہو تو دنیا کو ترک کرو۔ اگر اللہ تعالےٰ کو چاہتے ہو تو ترک خطات اور خلقت کی کرو۔ اس کے ساتھ واصل ہو جاؤ گے۔ جب یہ حال تمہارے لئے صحیح ہو جائے۔ تو دنیا اور آخرت اور خطات اور خلقت رغبت اور نفرت سے تابع ہو جائینگے۔ کیونکہ اصل تمہارے پاس

ہے۔ اور کل شاخیں اُسی اصل کے تابع ہیں عقلمند بن۔ تجھے ایمان نہیں عقل نہیں۔ تمیز نہیں۔ تو خلقت کے ساتھ قائم اُن کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ اگر توبہ نہ کریگا۔ تو برباد ہو جائیگا۔

اولیاء اللہ کے راستے سے الگ ہو۔ اُن کے دروازے سے جُدا ہو قلب کے سوا اپنے وجود کے کندھوں سے ان کی مزاحمت نہ کر۔ اپنے دعووں اور حرص اور نفاق کے ساتھ ان کی مخالفت نہ کر۔ اولیاء اللہ دلوں اور باطنوں سے مزاحمت کرتے ہیں۔ توکل کے کندھوں کے ساتھ آفتوں پر صبر او نصیب پر راضی ہیں۔

بیٹا! اللہ کے سامنے رہ اس حال میں کہ آفتیں تجھ پر نازل ہوتی ہوں۔ اور تو محبت کے قدموں پر کھڑا ہو جنبش نہ کھا۔ تجھے بارشیں اور سخت ہوائیں ہلا سکیں اور صدمات کے نیزے تجھے زخمی نہ کریں۔ ظاہر اور باطن میں ثابت رہے۔ ایسے مقام میں کھڑا رہو کہ اس میں دنیا اور نہ آخرت نہ حقوق نہ خطرات ہوں۔ نہ درد نہ کسی طرح کی کیفیت نہ ماسوی اللہ ہو خلقت کی نظر اور عیال کا خرچ تجھے مکدر نہ کرے۔ کمی اور بیشی تعریف اور بُرائی کسی کے آنے اور نہ آنے سے تغیر نہ ہو۔ انسان اور جن اور فرشتے اور سب مخلوق کی عقل سے باہر اللہ کے ساتھ ہو۔

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھا ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر سچا ہے۔ تو بہتر ورنہ ہمارے پیچھے نہ لگ۔ صبر اور اخلاص اور صدق یہی بنیاد ہے۔ جیسا میں تجھے واضح طور پر بتا چکا ہوں۔ تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے نفاق اور کلام میں نرمی کروں۔ تو اپنے نفس میں خوش اور خود پسندی کرتا ہے! اور گمان کرتا ہے تیرا نفس بھی کسی مار پر ہے۔ نہیں اس کی کوئی قدر نہیں ہے۔ میں آگ ہوں۔ اور آگ پر نہیں صبر کرتا۔ مگر آتشی کیڑا۔ جو آگ میں انڈے دیتا اور بچے نکالتا اور کھڑا ہوتا اور بیٹھتا ہے۔ تو کوشش کر کہ آفتوں اور مشقتوں اور سختیوں کی آگ میں آتشی کیڑا ہو جائے اور قضاؤں اور قدروں کے ہتھوڑوں پر صبر کرے۔ تاکہ میری مصاحبت اور میری کلام کی سختی پر راضی رہے۔ ظاہر اور باطن پوشیدہ اور علانیہ میں اُس پر عمل

کرے۔ پہلے خلوت میں پھر کثرت میں پھر وجود میں۔ جب یہ مقام صحیح ہو جائے تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی مشیت اور تقدیر کے ساتھ تجھے نجات حاصل ہو گی۔ مَیں مخلوق میں سے کسی سے جو چیز اللہ کے لئے ہے اور اس کا حق ہے نہیں ڈرتا ہوں امر الٰہی کے سوا کسی سے کسی چیز میں بھی میں متوجہ نہیں ہوتا ہوں۔ بلکہ مخلوق سے اللہ کا حق پورا کرنے میں مَیں زبردستی کرتا ہوں۔ اپنے نفس کے ساتھ مجھے قوت اور ضعف نہیں ہے۔ اُن کے بارے میں مَیں اُس کی موافقت کرتا ہوں ۔

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ مخلوق میں اللہ کا موافق بن۔ اور اللہ میں مخلوق کے موافق نہ ہو۔ جس کو توڑا ہے ٹوٹا رہنے دے۔ اور جس کو جوڑا ہے جڑا رہنے دے۔ مَیں کیسے پرواہ کروں۔ حالانکہ تو اللہ کا نافرمان ہے۔ اُس کے نہی اور امروں کی اہانت کرنے والا اور اُس کی قضاؤں اور قدروں میں جھگڑنے والا اور رات اور دن اُس کی مخالفت کرنے والا ہے۔ بیشک تو اُس کے غضب کے نیچے اور ملعون ہے ۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِذَا اَطَعْتَ رَضِیْتُ وَاِذَا رَضِیْتُ بَارَکْتُ وَلَیْسَ لِبَرَکَتِیْ نِھَایَۃٌ وَاِذَا عَصَیْتَ غَضِبْتُ وَاِذَا غَضِبْتُ لَعَنْتُ وَتَبْلُغُ لَعْنَتِیْ اِلَی الْوَلَدِ السَّابِعِ (جب تو اطاعت کرے تو مَیں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں۔ اور میری برکت بے نہایت ہے۔ اور جب تو نافرمانی کرے تو مَیں غصے ہوتا ہوں۔ اور جب مَیں غصے ہوتا ہوں تو لعنت کرتا ہوں۔ اور میری لعنت ساتویں پشت تک پہنچتی ہے) ۔

اِس زمانے میں ایک انجیر کے عوض دین بکتا ہے۔ درازی اُمید اور قوت حرص کا زمانہ ہے۔ کوشش کر کہ ایسے لوگوں میں نہ ہو جائے۔ جن کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔ وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا (ہم نے ان کو اُن کے عملوں کی طرف بڑھایا۔ تو اُن کا عمل غبار پراگندہ کر دیا) جس عمل سے غیر اللہ مراد ہے وہ پراگندہ غبار کی طرح ہے ۔

تجھ پر افسوس! اگر تیرا کام عام لوگوں پر مخفی ہے تو خاص سے نہیں چھپ سکتا ہے
گنوار پر تیرا علم مخفی ہے صراف پر نہیں۔ جاہل سے چھپتا ہے عالم سے نہیں۔ عمل کر اور
عمل میں اخلاص کر۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شغل رکھ۔ جس کام میں فائدہ نہیں ہے۔
اس کا شغل چھوڑ۔ فضول کام میں مشغول نہ ہو۔ خاص اپنے نفس کو سنبھال تا کہ مغلوب
اور ذلیل اور قیدی اور تیری سواری کے کام آئے۔ تو اس کے ساتھ دنیا کے میدان
طے کر کے آخرت میں پہنچے۔ مخلوق سے الگ ہو کر اللہ سے واصل ہو جائے۔
یہاں تک کہ جب اس میں کامل ہو جائے اور قوت حاصل کرے۔ تو اپنے پیچھے دوسر
کو سوار کر کے اس کو دنیا سے نکال کر مولیٰ کے سامنے لا کھڑا کرے! اور حکمت کے
نوالے کھلائے۔ سچی حدیث کو لازم پکڑ تاویل نہ کر۔ کیونکہ تاویل کرنے والا بے وفا
ہے خلقت سے خوف نہ کر۔ اور ان سے امید نہ رکھ۔ کیونکہ یہ ضعف ایمان کا
نشان ہے۔ ہمت کر تو بلند ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تیری ہمت اور صدق اور
اخلاص کے قدر پر عطا کریگا۔ کوشش کر اور آگے بڑھ اور طلب کر۔ کیونکہ تجھے کوئی
چیز نہیں ملتی مگر وہی کہ جو تجھے ضرور ملتی ہے۔ نیک اعمال کے حصول کے لئے
تکلیف اٹھا۔ جیسے رزق حاصل کرنے کے لئے تکلیف اٹھاتا ہے شیطان عام
لوگوں سے کھیلتا ہے۔ جیسے شہسوار اپنے گیند سے کھیلتا ہے۔ جدھر چاہتا ہے
لوگوں کو گھماتا ہے۔ جیسے تم اپنے چوپائے کو حسب منشا گھماتے ہو۔ ان کے دونکی
گردنیں مار کر ان سے جیسی چاہے خدمت لیتا ہے۔ ان کی عبادت گاہوں سے
اتارتا اور محرابوں سے نکالتا ہے اور اپنی خدمت میں کھڑے کرتا ہے! اور نفس
اس بات میں شیطان کی مدد کرتا ہے اور اس کے لئے اسباب مہیا کرتا ہے *

بیٹا! اپنے نفس کو بھوک اور شہوتوں اور لذتوں اور حرصوں سے منع کرنے
کے چابک سے مار۔ اور دل کو خوف اور مراقبہ کے چابک سے تنبیہ کر۔ اپنے نفس
اور قلب اور باطن کو استغفار کی عادت ڈال۔ کیونکہ ہر ایک کا خاص خاص گناہ ہے
باطن کو سب حالتوں میں اللہ کی تابعداری اور موافقت میں رکھ۔ تھوڑی سمجھ والے!

جب تقدیر کی تو رد اور بدل اور محو اور مخالفت نہیں کر سکتا ہے۔ تو اس کے خلاف ارادہ ہی کیوں کرتا ہے۔ اگر تقدیر تجھے سوائے ارادہ ربی کے نہ دیگی۔ تو اپنا ارادہ ترک کر۔ اگر کسی چیز کو نہ چاہے گا۔ تو تیرے نفس اور قلب کو اس میں کسی طرح کی محنت اور مشقت نہ اٹھانی پڑے گی سب کچھ اپنے رب کو سونپ دے۔ توبہ کے ہاتھ سے اس کی رحمت کا دامن پکڑ لے۔ اگر اس پر قائم رہیگا تو دنیا تیرے دل اور سر کی آنکھ سے دور ہو جائیگی۔ اس کی مصیبتوں اور لذتوں اور خواہشوں کی ترک تجھ پر آسان ہو جائے گی۔ اس کے دکھوں اور رنجوں کی شکایت نہ کریگا۔ تیرا نفس اور بلا کا رنج حضرت آسیہ زوجہ فرعون کے مشابہ ہو جائے گا +

جب فرعون کو ثابت ہوا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئی ہے۔ تو فرعون نے حکم دیا۔ کہ حضرت آسیہ کو چومیخا کیا جائے۔ اور کوڑوں کی ضرب سے عذاب دینے لگا۔ حضرت آسیہ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ آپ نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں اور فرشتے ایک عالیشان محل تیار کر رہے ہیں۔ اور ملک الموت آپ کی روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہے۔ حضرت آسیہ سے کہا کہ یہ محل تمہارے لئے ہے۔ یہ سن کر آپ ہنس پڑیں۔ اور فرعون کی سزا کا دکھ دور رہوا۔ اور حضرت آسیہ نے درگاہ الٰہی میں دعا مانگی۔ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ (میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں محل بنوا) +

یہی حالت تمہاری ہو جائے گی۔ کیونکہ تم اپنے دل اور یقین کی آنکھ سے اللہ کے فضل کو دیکھتے ہو۔ یہاں دنیا کی بلاؤں اور آفات پر صبر کرتے ہو۔ اور اپنی طاقت اور ہمت سے نکلتے ہو نہ لیتے ہو نہ دیتے ہو نہ حرکت اور سکون کرتے ہو مگر اللہ کی طاقت اور قوت کے ساتھ۔ اس کے سامنے غنی ہے اپنا امر اسی کو سونپ دیا ہے۔ اللہ تجھ میں اور مخلوق موافق ہے۔ اس کی تدبیر کے سامنے تدبیر نہیں کرتا ہے۔ اس کے حکم کے ساتھ حکم نہیں کرتا۔ اس کے اختیار کے ساتھ اپنا اختیار نہیں جتاتا ہے۔ جس نے یہ حالت پہچانی وہ غیر کا طالب نہیں بنتا ہے۔

ذات کے سوا اس کو کوئی آرزو نہیں عقل والا اس حال کی آرزو کیوں نہ کرے! اللہ تعالیٰ کی رفاقت سوائے اس کے پوری نہیں ہو سکتی ہے ✤

اکتالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بعد کلام کے ارشاد فرمایا:-

جان لو! کہ سب چیزیں اللہ کی تحریک سے حرکت کرتی ہیں! اور اسی کے سکون سے آرام پاتی ہیں۔ جب یہ بات ثابت ہو جائے۔ تو خلقت کے ساتھ شرک کے بوجھ سے آرام ملے! اور خلقت کو تم سے آرام پہنچے۔ کیونکہ تم خلقت پر عیب نہ دھرو گے اور ان کے پاس کی چیزوں کا مطالبہ نہ کرو گے۔ صرف تمہارا ان سے شرعی مطالبہ باقی رہے گا۔ از روئے شریعت ان سے مطالبہ کرو گے اور از روئے علم الٰہی ان کو معذور سمجھو گے۔ تاکہ حکم شریعت اور حکم الٰہی کو ایک جگہ جمع کرو۔ مخلوق میں فعل الٰہی کو دیکھنا عقیدہ عقیدہ ہے۔ اس اعتقاد کو شریعت نہیں توڑتا ہے۔ کیونکہ اللہ ہی تقدیر مقرر کرنے والا ہے۔ اور اللہ ہی مطالبہ کرنے والا ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ (اللہ کے فعل میں کوئی چون و چرا نہیں کرنے والا۔ اور دوسروں کے فعل کا مطالبہ کیا جائے گا) ہر ایک مسلمان یقین والے، توحید والے، اللہ سے رضامند، قضاؤں اور قدروں میں موافقت والے، اپنے اور غیر میں صنعت الٰہی کے قائل کا یہی اعتقاد ہے۔ اللہ کی ذات تیرے نفس اور تیرے صبر سے غنی ہے۔ ولیکن دیکھتا ہے۔ کہ تم اپنے دعوے میں کس طرح عمل کرتے ہو۔ کیا سچے ہو یا جھوٹے؟ محب تو کسی چیز کا مالک نہیں۔ سب کچھ اپنے محبوب کے سپرد کر دیتا ہے۔ اپنا نفس اور مال اور عاقبت اسی کو سونپتا ہے۔ اپنے اور پرائے میں اسی کو مختار کرتا ہے۔ اس کے تصرف میں تہمت نہیں دھرتا ہے اس سے جلدی مطالبہ نہیں کرتا ہے! اور اس کو بخیل نہیں جانتا ہے۔ جو کچھ بھی محبوب سے آئے سب کے لئے شیریں ہے۔ سب

طرفیں بند ہو کر ایک ہی طرف رہ جاتی ہے +

محبت الہٰی کے مدعی! تیرے لئے محبت کامل نہ ہوگی۔ تاوقتیکہ سب طرف سے الگ ہو کر ایک ہی طرف نہ رہے۔ تیرا محبوب تیرے دل سے مخلوق کو عرش سے لیکر فرش تک نکال ڈالے۔ دنیا اور آخرت کی محبت نہ رہے۔ اپنے آپ سے وحشت ہو اور محبوب سے اُنس ہو۔ تیری حالت مجنون اور لیلیٰ کے مشابہ ہو جائے۔ جب جناب مجنوں کے دل میں لیلیٰ کی محبت نے قرار پکڑا۔ تو خلقت سے نکلکر وحدت میں خوش ہُوا۔ وحشیوں سے جا ملا۔ آبادی سے نکلا اور ویرانے میں راضی ہُوا۔ خلقت کی تعریف اور بُرائی سے بے پرواہ۔ ان کی کلام اور خاموشی اس کے نزدیک برابر ان کی رضا اور خفگی مساوی۔ کسی نے میاں مجنوں سے سوال کیا۔ آپ کون ہیں۔ جواب دیا۔ لیلیٰ۔ پھر پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے جواب دیا لیلیٰ۔ آپ سے دریافت کیا۔ کہ کہاں کی گذر ہے۔ فرمایا لیلیٰ۔ لیلیٰ کے ماسوا سے اندھا ہُوا۔ لیلیٰ کی بات کے سوا اور باتوں سے بہرا ہُوا۔ ملامت کرنے والے کی ملامت کے خوف سے اپنی محبوبہ لیلےٰ سے مُنہ نہ موڑا۔ بعض اہل دل نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر۔

وَاِذَا تَسَاعَدَتِ النُّفُوْسُ عَلَی الْھَوٰی

فَالْخَلْقُ تَضْرِبُ فِیْ حَدِیْدٍ بَارِدٍ

(اور جب جانیں محبت میں ایک دوسرے کی ہو جائیں۔ مخلوق (نصیحت کر کے) ٹھنڈے لوہے کو کوٹتی ہے) +

یہ دل جب اللہ تعالےٰ کو پہچاننے اور محبت اور اُس کے قریب ہو جائے۔ مخلوق اور اُن کے پاس آرام سے نفرت کرتا ہے۔ کھانے اور پینے اور لباس اور نکاح میں وحشت کرتا ہے۔ آبادی سے نفرت اور ویرانے کی طرف رخ کرتا ہے۔ شرع کے حکم کے سوا اور کوئی چیز اس کو نہیں روکتی ہے۔ امر اور نہی میں اُس کو قید کرتی ہے فعل الہٰی تقدیر کے آنے تک اس کو قید میں رکھتا ہے۔ اے خدا! ہمیں رحمت کے ہاتھ سے جدا نہ کر۔ ورنہ ہم دنیا کے دریا اور وجود کے دریا میں غرق ہو جائیں گے۔

سخاوت اور رازوں اور سابقہ کے مالک! ہمیں بچالے ÷

بیٹا! جو شخص میری نصیحت پر عمل نہ کرے وہ میری نصیحت کو نہیں سمجھتا ہے اگر عمل کرے۔ تو سمجھے۔ اگر میرے ساتھ حسن ظن نہیں۔ اور میری بات پر ایمان نہیں۔ اور نہ اس پر عمل کرتا ہے۔ ایسا شخص کیسے سمجھے۔ تو میرے پاس بھوکا کھڑا ہے اور میرا کھانا نہیں کھاتا کس طرح پیٹ بھریگا ÷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے۔ مَنْ مَرِضَ لَیْلَۃً وَّاحِدَۃً وَّھُوَ رَاضٍ عَنِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ صَابِرٌ عَلٰی مَا نَزَلَ بِہٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ (جو شخص ایک رات بیمار پڑا اس حال میں کہ اللہ تعالےٰ سے راضی اور دکھ پڑے پر صابر ہے۔ گناہوں سے اس طرح نکلتا ہے جیسے پیدائش کے دن اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا تھا) تجھ سے کچھ بن نہیں آتا۔ حالانکہ ضرور کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے ÷

حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابہ کرام رضؓ سے بطور شفقت فرمایا کرتے تھے قُوْمُوْا نُؤْمِنُ سَاعَۃً (اے قوموا ذرہ نوا ساعۃً) قُوْمُوْا دُخُلُوا الْبَابَ سَاعَۃً (اٹھو کہ ایک گھڑی ایمان لائیں یعنے اٹھو کہ ایک گھڑی ذوق حاصل کریں) اٹھو کہ ایک گھڑی دروازے میں داخل ہو جاؤ حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مخفی رازوں پر اطلاع پانے کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ عین الیقین کی نظر کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ہر ایک ایماندار مسلمان ایماندار نہیں اور ہر ایک ایماندار یقین والا نہیں ہے اسی لئے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ اِنَّ مُعَاذًا یَقُوْلُ لَنَا قُوْمُوْا نُؤْمِنُ سَاعَۃً اَلَسْنَا مُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ دَعُوْا مُعَاذًا وَّشَانَہٗ (کہ معاذ ہمیں کہتے ہیں کہ اٹھو ہم ایک گھڑی ایمان لائیں کیا ہم ایمان والے نہیں ہیں حضرتؐ نے سن کر ارشاد فرمایا معاذ کو اس کے حال پر چھوڑ دو) ÷

نفس اور حرص اور عادت اور شیطان اور دنیا کے بندے! تیری اللہ کے نزدیک اور نیک بندوں کے نزدیک کچھ قدر نہیں ہے۔ جو آخرت کا بندہ ہے میں تو اُسکی طرف بھی توجہ نہیں کرتا ہوں۔ دنیا کے بندے کا تو کیا ہی ابتر حال ہے ؛

تجھ پر افسوس! عمل کے بغیر زبانی بکواس کو کیا کریگا۔ جھوٹا ہے اور اپنے کو سچا جانتا ہے۔ مشرک ہے اور اپنے کو خدا پرست بتاتا ہے۔ کھوٹ کے ساتھ صحت کا اعتقاد رکھتا ہے اور اُس کو جوہر مقبول سمجھتا ہے۔ مَیں تجھے جھوٹ سے روکتا اور سچائی کا حکم دیتا ہوں۔ کھرے کھوٹے کو پرکھنے کے لئے میرے ہاتھ میں تین کسوٹیئں ہیں۔ (۱) قرآن مجید (۲) سُنت نبوی (۳) میرا دل۔ تیسرے نمبر کی کسوٹی سے اجسام (کھوٹے) ظاہر ہوتے ہیں۔ اِس منزل پر قلب نہیں پہنچتا۔ یہاں تک کہ اس کو کتاب اور سنت پر عمل ثابت نہ ہو جائے علم کے ساتھ عمل علم کا تاج ہے۔ علم کے ساتھ عمل نور ہے۔ صفا در صفا مغز در مغز جوہر در جوہر ہے۔ علم کے ساتھ عمل دل کو صحیح اور پاک کر دیتا ہے۔ جب دل صحیح ہوا اعضا صحیح ہوتے ہیں۔ جب دل پاک ہو اعضا پاک ہوتے ہیں۔ دل پر خلعت ہو تو جسم پر خلعت ہوتا ہے۔ یہ گوشت کا ٹکڑا تندرست ہو تو جسم تندرست ہوتا ہے۔ دل کی صحت باطن کی صحت سے ہے۔ باطن وہ چیز ہے کہ جو اللہ اور آدمی کے درمیان ہے۔ باطن پرندہ ہے اور دل پنجرہ ہے دل پرندہ ہے اور جسم پنجرہ ہے۔ جسم پرندہ ہے اور قبر پنجرہ ہے اور قیامت کا بھی پنجرہ ہے۔ جس میں ضرور انہیں داخل ہوتا ہے ؛

بیالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت ۱۹۔ رجب ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد

فرمایا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَکْرَمَ النَّاسِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَقْوَی النَّاسِ فَلْیَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَغْنَی النَّاسِ فَلْیَکُنْ وَاثِقًا بِمَا فِیْ یَدِ اللّٰہِ اَوْثَقُ عَلٰی مَا فِیْ یَدِہٖ (جو شخص سب لوگوں سے کریم بننا چاہے تو اللہ سے ڈرے۔ اور جو شخص سب سے قوی ہونا چاہے تو اللہ پر بھروسہ کرے۔ اور جو سب سے غنی ہونا چاہے تو اللہ کے ہاتھ کی چیز پر اپنے ہاتھ کی چیز سے زیادہ بھروسہ رکھے) ؁

جو شخص دنیا اور آخرت میں عزت چاہتا ہے تو تقویٰ اختیار کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے) ؁

تقویٰ میں عزت ہے گناہ میں ذلت ہے۔ جو شخص اللہ کے دین میں قوت چاہتا ہے اُس کو چاہئے کہ خدا پر توکل رکھے۔ کیونکہ توکل دل کو صحیح اور قوی اور مہذب اور رستے پر کر کے عجائبات قدرت دکھاتا ہے۔ اپنے روپے اور اشرفی اور اسباب پر بھروسہ نہ کر۔ کیونکہ یہ تجھے عاجز اور کمزور کرتا ہے۔ اللہ ہی پر توکل کر کیونکہ وہ تجھے قوت دیگا اور مدد کریگا۔ اور تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گا۔ اور ایسی جگہ سے فتح دیگا۔ کہ جہاں کا کبھی گمان بھی نہیں ہوا ہے۔ تیرے قلب کو قوت بخشے گا۔ تجھے دنیا کے آنے اور جانے اور خلقت کے متوجہ ہونے اور نہ ہونے کی پرواہ نہ ہوگی۔ اب تم سب لوگوں سے قوی ہوگے۔ اگر اپنے مال اور مرتبے اور اہل اور اسباب پر توکل کیا تو اللہ کے غضب میں پڑا۔ اور یہ چیزیں بھی جاتی رہینگی۔ کیونکہ وہ نہایت غیرت مند ہے۔ تیرے دل میں اپنے غیر کو دیکھنا نہیں چاہتا ہے۔ اور جو شخص دنیا اور آخرت میں غنی بننا چاہتا ہے تو اللہ ہی سے ڈرے غیر کی پرواہ نہ کرے۔ اُسی کے دروازے پر ٹھیرے اور غیر کے دروازے پر جانے سے شرمائے۔ اور غیر کی طرف نظر کرنے سے آنکھ بند کرے۔ میری مراد دل کی آنکھ ہے۔ جسم کی آنکھ نہیں۔ اپنے ہاتھ کی چیز پر کیسے بھروسہ کرتا ہے۔ حالانکہ وہ زائل ہونے والی

ہے۔ اللہ کے بھروسہ کو ترک کرتا ہے جو زائل نہ ہوگا۔ اللہ سے جاہل تجھے غیر پر بھروسہ کے لئے مائل کرتا ہے۔ اللہ کے ساتھ بھروسہ رکھنا پوری غنا ہے۔ اور غیر پر بھروسہ کرنا پوری تنگ دستی ہے ۔

تقوے کے تارک! تو دنیا اور آخرت کی عزت سے محروم رہا مخلوق اور اسباب پر توکل کرنے والے! تو دنیا اور آخرت میں اللہ کے زور اور قوت سے محروم رہا۔ اپنے ہاتھ کی جمع پر بھروسہ کرنے والے! تو دنیا اور آخرت میں اللہ کے ساتھ غنا سے محروم رہا ۔

بیٹا! اگر تو پرہیزگار۔ توکل والا اور ثابت قدم ہونا چاہتا ہے۔ تو صبر کو لازم پکڑ۔ کیونکہ ہر ایک بھلائی کی یہی بنیاد ہے۔ جب تیری صبر میں نیت صحیح ہو۔ اور اللہ کی ذات ہی کے لئے صبر کرے۔ اس کی جزا تجھے ملے گی۔ کہ تیرے دل میں اسکی محبت اور قرب دنیا اور آخرت میں داخل ہو جائے گا۔ صبر اللہ سے موافقت اسکی قضا اور قدر میں ہے۔ جو کچھ کہ اس کے علم میں پہلے ہو چکا ہے۔ اور مخلوق میں سے کوئی بھی اس کو مٹا نہیں سکتا ہے۔ یہ بات ایماندار یقین والے پر ثابت ہے۔ لہذا وہ اپنے مقدر پر صبر کرتا ہے۔ اور صبر بھی اختیاری ہے۔ بے قراری کا نہیں۔ کیونکہ پہلے قدم میں بیقراری ہے اور دوسرے میں اختیاری ہے۔ تو ایمان کا کیسے دعوے کرتا ہے۔ حالانکہ تجھے صبر نہیں۔ معرفت کا کیسے مدعی ہے حالانکہ تیرے لئے رضا نہیں ہے۔ یہ بات صرف دعوے سے نہیں حاصل ہوتی۔ تجھے کچھ حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ دروازہ دیکھے اور دہلیز کا تکیہ بنائے تقدیر اور نفع اور ضرر کے قدموں سے روند جائے۔ تیرے دل کا جسم نہ کہ قالب کا جسم لتاڑا جائے۔ اس حال میں کہ تو اپنے مکان سے جنبش نہ کھائے گویا کہ تو نے بھنگ پی رکھی ہے۔ اور تیرا جسم بغیر روح کے ہے۔ اس امر میں سکون کی بغیر حرکت کے اور گمنامی کے بغیر ذکر کے اور خلقت سے غائب ہونے کے بغیر حاضر ہونے کے بلحاظ قلب اور باطن اور معنی اور باطن الباطن کے سخت ضرورت ہے۔ میں بہت بیان کرتا ہوں تم نہیں سمجھتے۔ میں بہت طول طویل

شرح بیان کرتا ہوں تم نہیں سمجھتے ۔ میں بہت دیتا ہوں تم نہیں لیتے ۔ میں بہت نصیحت کرتا ہوں تم نہیں قبول کرتے ۔ تمہارے دلوں کو کسی چیز نے سخت کر دیا ہے ۔ اور اپنے رب سے کس چیز نے جاہل بنا دیا ہے ۔ اگر تم رب کو پہچانتے اور اُس کی ملاقات پر ایمان لاتے ۔ موت اور اس کے بعد کی حالت کو یاد کرتے تو تم ہرگز ایسے نہ ہوتے ۔ کیا تم نے اپنے ماں باپ اور خویشوں کی موت نہیں دیکھی ۔ کیا اپنے بادشاہوں کا مرنا نہیں دیکھا ۔ تم نے اُن کے حالات سے کیوں نہ نصیحت حاصل کی ۔ اور اپنے نفسوں کو طلب دنیا اور اُس کے بقا کی حب سے کیوں نہ چھڑ کا ۔ تم نے اپنے دلوں میں تغیر اور تبدل کر کے ان سے مخلوق کو کیوں خارج نہ کیا ۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے) تم کہتے ہو عمل نہیں کرتے ۔ عمل کرتے ہو اخلاص نہیں کرتے ۔ عقلمند بنو! اللہ تعالیٰ کے سامنے گستاخی نہ کرو ۔ مدد مانگو اور ثابت کرو ۔ رجوع کرو اور فکر کرو ۔ جس حالت میں تم ہو یہ حالت آخرت میں فائدہ نہ دیگی ۔ تم اپنی جانوں پر بخل کرتے ہو ۔ اگر سخاوت کرو تو ایسی چیزیں حاصل ہوں ۔ کہ جو آخرت میں اُن کے کام آئیں ۔ تم فانی میں مشغول اور باقی کے تارک ہو ۔ مال کی جمعیت اور عورتوں اور بچوں میں شغل نہ رکھو کیونکہ عنقریب ان چیزوں میں اور تمہارے درمیان حجاب ہو جائے گا ۔ طلب دنیا اور مخلوق میں عزت کے حصول میں شغل نہ رکھو ۔ کیونکہ یہ چیزیں عذاب الٰہی سے نہ بچا سکینگی ۔ تیرا دل شرک سے ناپاک ہے ۔ اللہ کے بارے مخلوق سے شکایت کرتا ہے ۔ یہ حال میں اللہ سے روگردان ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ بات جان لی تجھ پر غصے ہوا ۔ اور اپنے نیک بندوں کے دلوں میں تجھ سے نفرت ڈالدی ۔

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر سے نہ نکلتے تھے مگر آنکھوں پر پٹی باندھ کر ان کا بیٹا اُن کو لیجاتا تھا ۔ یہ بات ان سے دریافت کی گئی ۔ جواب دیا ۔ تاکہ میں کسی کافر کا چہرہ نہ دیکھوں ۔ یہی بزرگ کسی روز اپنے گھر سے کھلی آنکھوں نکل آئے ۔ کافر کو دیکھا اور وہیں غشی پڑ گئی ۔ کیا ہی سخت اُن کو اللہ کے لئے غیرت تھی ۔ تم کیسے

غیر کی عبادت اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ کیسے اُس کی نعمتیں کھاتے اور ناشکری کرتے ہو۔ حالانکہ تمہیں اس بات کی خبر تک نہیں ہے۔ بلکہ کافروں کے ساتھ کھاتے اور انکی محفل میں بیٹھتے ہو۔ کیونکہ تمہارے دلوں میں نہ تو ایمان ہے اور نہ اللہ کے لئے غیرت ہے توبہ اور استغفار اور حیا کو لازم پکڑو۔ بے شرمی کا جامہ اُتارو اور دلیری کو ترک کرو دنیا کے حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچو۔ پھر حرص اور خواہش کے ساتھ اس کی مُباح چیزوں سے بھی پرہیز کرو۔ کیونکہ ایسی چیزوں کا حرص اور خواہش سے حاصل کرنا ذکر الٰہی سے روکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ (دنیا ایماندار کے لئے قید خانہ ہے) قیدی جیلخانہ میں کیسے خوش ہوتے ہیں۔ کوئی خوشی نہیں۔ لیکن اس کے چہرے میں بظاہر خوشی ہے۔ اور دل غمناک ہے۔ ظاہر میں خوش اور باطن اور خلوت میں آفات کاٹے کھا رہی ہیں۔ ایماندار کے زخموں پر کپڑوں کے نیچے پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اپنے زخموں کو تبسم کے کُرتے سے چھپاتا ہے۔ اسی واسطے ایسے شخص پر اللہ تعالےٰ فخر کرتا ہے۔ فرشتے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں۔ ان میں ہر ایک شخص اللہ کے دین کی دولت اور اپنے باطن میں نہایت دلیر ہے۔ اللہ کے ساتھ صابر ہیں اور اُسکی تقدیر کی تلخی کو گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان سے پیار کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ (اللہ صابروں کو چاہتا ہے) محبت کے باعث تجھے آزماتا ہے۔ جب اس کے حکم بجا لاوے اور منع کئے سے باز رہو گے تو محبت اور زیادہ ہو گی۔ جب بلا پر صبر کرو گے۔ تو قرب الٰہی اور بڑھے گا ؂

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اپنے دوست کو عذاب کرنے سے انکاری ہے لیکن اس کو آزماتا اور صابر بناتا ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ کَانَ الدُّنْیَا لَمْ تَکُنْ وَکَانَ الْاٰخِرَۃُ لَمْ تَزَلْ (دنیا ہے ہی نہیں اور آخرت

ہمیشہ رہے)۔

دنیا کے طالب! دنیا کے پیارے! میرے پاس آؤ تاکہ میں اُس کے عیب تم پر ظاہر کروں۔ اور اللہ تعالیٰ کا راستہ بتاؤں۔ اور ان لوگوں سے ملا دوں جو صرف ذات الٰہی کو چاہتے ہیں۔ تم صرف حرص پر کھڑے ہو۔ جو کچھ میں کہتا ہوں سُنو! اور اس پر عمل کرو۔ اور عمل میں اخلاص کرو جب میری بات جان لو۔ اور عمل پر قوت ہو جاؤ۔ تو مقام علیین میں اُٹھائے جاؤ گے۔ اور اس جگہ دیکھ لو گے۔ وہیں پر میری کلام کی اصلیت نظر آئے گی۔ میرے لئے دعائے خیر کرو گے۔ اور مجھ پر تحفہ سلام بھیجو گے اور جن باتوں کا میں اشارہ کرتا ہوں۔ اُن کی حقیقت ثابت ہو جائے گی۔

اے قوم! اپنے دلوں میں مجھ پر تہمت نہ دھرو۔ میں کھیلنے والا اور طالب دنیا نہیں ہوں میں حق بات کہتا ہوں۔ اور حق پر اشارہ کرتا ہوں۔ میں عمر بھر صالحین کے ساتھ حُسن ظن کر کے ان کا خدمت گذار رہا۔ یہی چیز مجھے نفع دے رہی ہے۔ میں اپنے وعظ اور نصیحت کی اُجرت نہیں مانگتا ہوں۔ میرے کلام کی قیمت یہی ہے کہ اس پر عمل کرو۔ یہ کلام خلوت اور اخلاص کی صلاحیت رکھتی ہے حیلوں اور اسباب کے جاتے رہنے سے نفاق بھی جاتا رہتا ہے۔ ایمان اور یقین کو دیکھتا ہے خواہشوں اور نفسوں کو نہیں۔ میرا کلام ایماندار پر چلتا ہے منافق پر نہیں۔

اے قوم! حرص اور بے ہودہ آرزو کو چھوڑو۔ اور یاد الٰہی میں شغل رکھو کام کی بات کرو۔ اور نقصان دینے والی میں خاموش رہو۔ اگر بات کرنا چاہو تو جس امر میں بات کرنی ہے اس کو سوچ لو۔ اور نیک نیتی رکھو۔ پھر کلام کرو۔ اسی واسطے کہا ہے کہ جاہل کی زبان دل کے آگے ہے۔ اور عقل والے عالم کی زبان دل کے پیچھے ہے۔ گونگا بن رہ اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے بلوانا چاہیگا۔ تو بلا لیگا۔ اگر تجھ سے کچھ کام لینا ہوگا۔ تو اس کے لئے تیار کردیگا۔ اس کی صحبت کامل گونگی ہے۔ جب بے زبانی کامل ہو جائے تو اللہ کی طرف اگر چاہے گویائی عنایت ہوتی ہے یا آخرت تک ہمیشہ گونگا ہی رہنے دے۔ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا یہی مطلب ہے۔ جس نے

عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ (عارف الٰہی کی زبان کُند ہے) عارف کی ظاہری اور باطنی زبان ہر ایک چیز کے بارے میں اللہ پر اعتراض کرنے سے بند ہے بغیر جھگڑے کے موافق ہے۔ اس کے دل کی آنکھیں غیر کی طرف نظر کرنے سے اندھی ہیں۔ اس کا باطن پاش پاش ہو جاتا ہے۔ کسی بات کی طلب نہیں رہتی۔ اس کا جو کچھ ہے۔ جدا جدا ہو جاتا ہے۔ اپنے وجود اور دنیا اور آخرت سے نکل جاتا ہے۔ اس کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ پھر اگر اللہ چاہے تو اُس کو اُٹھا کھڑا کرتا ہے۔ گم ہوئے پیچھے وجود میں لاتا ہے۔ دُوسری مخلوق میں واپس لاتا ہے۔ فنا کے ہاتھ سے اس کو فنا کرتا ہے۔ پھر بقا کے ہاتھ سے واپس لاتا ہے تاکہ ملاقات کو طلب کرے۔ پھر اس کو واپس کرتا ہے تاکہ مخلوق کو فقر سے نکال کر غنا کی طرف لائے۔ غنا وہی ہے جو اللہ کے ساتھ غنا ہو۔ اور اس سے ملجائے۔ اور فقر اللہ سے دُوری ہے۔ اور غیر کے ساتھ غنی ہوتا ہے۔ غنا وہی ہے جو اللہ کے قرب میں ظفریاب ہو۔ اور فقیری اُس کے برعکس ہے۔ جو شخص اِس غنا کو چاہے تو دنیا اور آخرت اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور کل ماسوی اللہ کی ترک کرے۔ اپنے دل سے سب چیزوں کو آہستہ آہستہ نکال ڈالے۔ یہ جو کچھ تھوڑا سا تمہارے پاس موجود ہے۔ اُس کے پھندے میں نہ پڑو۔ یہ موجودہ تھوڑی چیز تو صرف سفر خرچ ہے اللہ کی طرف سیر کرنے کے لئے یہ زادِ راہ ہے۔ سب نعمتوں کو اسی کی طرف نسبت کرو۔ اور ان کے ساتھ اللہ کا رستہ تلاش کرو۔ علم اسی واسطے عنایت کیا ہے تاکہ اس پر عمل کرو۔ اور اُس کے نور سے ہدایت پاؤ۔

اے خدا! ہمارے دلوں کو اپنی طرف ہدایت عنایت کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دُنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت فرما۔ اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

تینتالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اتوار کے دن صبح کے وقت ۱۱- رجب ۵۴۵ھ ہجری کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا :-

بیٹا! اگر تم نجات چاہتے ہو- تو اپنے نفس کا خلاف کرو- اپنے اللہ کی موافقت کرو- اس کی اطاعت میں موافقت کرو- گناہ کے بارے میں اپنے نفس کا خلاف کرو- نفس خلقت کی معرفت سے حجاب ہے- اور خلقت اللہ تعالے کی معرفت سے حجاب کرنیوالی ہے- جب تک دُنیا کے ساتھ ہے آخرت کو نہ پہچانے گا- اور جب تک آخرت کے ساتھ ہے رب آخرت کو نہ پہچانے گا- مالک اور مملوک ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ہیں- نفس بدی کا امر کرنے والا ہے- یہی اُس کی عادت ہے- اس کو آہستہ درست کرو تاکہ نفس اور قلب کا ایک ہی امر ہو جائے- سب حالتوں میں اس سے مجاہدہ کرو اور اللہ تعالے کے فرمان کے ساتھ اس کے لئے حجت بنا- فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوٰھَا (اللہ تعالے نے اس کو نیک اور بد کا الہام کر دیا ہے) نفس کو مجاہدہ سے گلا دے- کیونکہ جب وہ گل کر نناہ ہو جائے گا- تو قلب کے ساتھ مطمئن ہو گا- پھر دل باطن کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ مطمئن ہو جائیگا- لہذا سب کا شرب ایک ہی گھاٹ ہو گا- جب نفس کامل طور پر گل جائیگا- تو اس کو تمہارے قدب سے آواز آئے گی- وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا- (اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو- کیونکہ اللہ تم پر نہایت مہربان ہے) یہ خطاب اللہ کی طرف سے آتا ہے- اس حال میں کہ نفس کدورتوں سے پاک ہو- اور اس کی شرارت زائل ہو کر ذکر اور اطاعت الٰہی سے قلب نرو تازہ ہو جائے- جب تک نفس کے لئے یہ بات حاصل نہ ہو جائے تو باوجود اس کی کدورت اور شرارت کے اس کو قرب الٰہی میں لانے کی طمع نہ کرنا- باوجودیکہ نجاستوں سے ابھی پاک نہیں ہوا ہے- اُس کو

شہنشاہی قرب کیسے حاصل ہو جائے۔ اس کی امید کو تاہ کر۔ تاکہ تمہارے حسب منشا تمہاری اطاعت کرے۔ اور نفس کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نصیحت سنایا کر۔ جو آپ کا ارشاد ہے۔ اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالْمَسَاءِ وَاِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَكَ بِالصَّبَاحِ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اسْمُكَ غَدًا۔ (جب صبح کرے تو اپنے نفس سے شام کی بات نہ کر۔ اور جب شام کرے تو اپنے نفس سے صبح کی بات نہ کر۔ کیونکہ تجھے پتہ نہیں ہے کہ کل کو تیرا کیا نام ہوگا) تو اس پر غیر سے زیادہ مہربان ہے۔ حالانکہ تو نے ہی اس کو ضائع کر دیا ہے۔ امید اور حرص کی کمی میں مجاہدہ کر۔ موت اور مراقبہ الٰہی کا ذکر کر۔ صدیقوں کے انفاس اور کلمات سے علاج کر۔ رات اور دن کدورت سے صاف ذکر سنتا۔ نفس سے کہہ کہ تیرا ہی کسب تیرے لئے مفید اور تیرا ہی کسب تیرے لئے وبال ہے۔ کوئی بھی تیرے ساتھ عمل نہ کرے گا۔ اور نہ اپنے عمل سے کچھ دیگا۔ عمل اور مجاہدہ ضرور ہونا چاہئے۔ تیرا دوست وہی ہے جو تجھے منع کرے۔ اور دشمن ہے جو تجھے بہکائے۔ میں تجھے خلقت کے پاس دیکھتا ہوں خالق کے پاس نہیں نفس اور مخلوق کا حق ادا کرتا ہے اور حق تعالےٰ کا حق گراتا ہے۔ اللہ کی نعمتیں اور غیر کا شکر۔ تیرے پاس کی نعمتیں کس نے عنایت کی ہیں۔ کیا غیر نے دی ہیں کہ تو اس کی عبادت اور شکر کرتا ہے۔ اگر تو جانتا ہے کہ تیرے پاس کی نعمتیں اللہ تعالےٰ نے عنایت کی ہیں۔ تو اللہ کا شکر کہاں ہے۔ اگر تو جانتا ہے کہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ تو امر بجالانے اور نہی سے باز رہنے میں اُس کی عبادت کہاں ہے۔ اور اس کی بلا پر صبر کہاں ہے۔ اپنے نفس سے مجاہدہ کرتا کہ ہدایت پائے +

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جو لوگ ہم میں جہاد کرتے ہیں ہم ان پر اپنے دربار کے کئی راستے ظاہر کر دیتے ہیں) اور نیز اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (اگر تم اللہ کی مدد کرو تو اللہ تمہاری مدد کریگا اور تمہیں ثابت

قدمی عنایت فرمائیگا) نفس کو چھٹی نہ دے۔ اور اُس کی اطاعت نہ کر۔ تجھے نجات حاصل ہوگی۔ اُس کے روبرو ہنسی نہ کر۔ اور اس کے ہزار کلمہ کا ایک ہی کلمہ ہیں جواب دے۔ یہاں تک کہ مہذب اور مطمئن اور صابر ہوجائے جب تجھ سے خواہشات اور لذات مانگے تو ٹال دے اور دیر کر۔ اور اس سے کہو۔ کہ ان کے حصول کا وعدہ جنت میں ہے نفس کو رکاوٹ کی تلخی پر صبر کی عادت ڈال۔ یہاں تک کہ عطائے ربانی حاصل ہو۔ جب اس کو صبر کی عادت پڑے۔ اور صبر کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے) نفس کی کوئی بات نہ مان۔ کیونکہ وہ ہمیشہ بدی کا امر کرتا ہے۔ اگر مانے تو نفس کا خلاف کر۔ کیونکہ مخالفت اس کی اصلاح ہے۔

اللہ کی ارادت کے مدعی! اور نفس پر قائم! تو اپنے دعوے میں جھوٹا ہے نفس اور حق جمع نہیں ہوتے۔ دُنیا اور آخرت جمع نہیں ہوتی۔ جو شخص اپنے نفس کے ساتھ قائم ہے وہ اللہ کے ساتھ نہیں ٹھیر سکتا ہے۔ جو دنیا پر ٹھیرا وہ آخرت کے ساتھ نہ ٹھیریگا۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ (جس نے دنیا سے محبت کی اُس نے آخرت کو نقصان پہنچایا۔ اور جس نے آخرت سے محبت کی اُس نے دُنیا کو نقصان پُہنچایا) صبر کر۔ جب صبر کامل ہوگا تو رضائے الٰہی کامل ہوگی۔ فنا کے مقام میں پہنچے گا تو تجھے سب کچھ اچھا معلوم ہوگا۔ ہر ایک بات میں شکر گذار ہوگا۔ دوری سے نزدیکی اور شرک سے توحید ہوجائے گی۔ خلقت سے نفع اور نقصان نہ دیکھو گے۔ مخالف چیزیں نظر نہ آئینگی۔ بلکہ سب دروازے اور طرفیں ایک ہوجائینگی۔ صرف ایک ہی جہت نظر آئے گی۔ یہ ایسی حالت ہے۔ کہ سب لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ بلکہ یہ خاص افراد میں لاکھوں میں سے ایک کے لئے حاصل ہے۔

بیٹا! کوشش کر کہ یہیں اللہ کے سامنے فنا ہو جائے۔ کوشش کر کہ رُوح کے بدن سے نکلنے سے پہلے ہی تیرا نفس مر جائے۔ نفس کی موت صبر اور مخالفت ہے۔ عنقریب اس کی نیک عاقبت حاصل ہوگی۔ تیرا صبر فانی اور اُس کی جزا باقی ہے۔ مَیں نے صبر کیا اور صبر کی عاقبت محمود دیکھی۔ مَیں مرا پھر مجھے زندہ کیا۔ پھر مارا اور غائب ہوُا۔ غائب ہونے کے بعد پھر مجھے وجود عنایت کیا۔ مَیں اس کے ساتھ ہلاک ہوُا۔ اور اس کے ساتھ مالک بنا۔ مَیں نے نفس سے ارادہ اور اختیار کی ترک میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ مجھے ارادہ اور اختیار عنایت ہوُا۔ تقدیر میری رہبر اور احسان میرا مددگار ہے۔ فعل الٰہی مجھے حرکت دیتا ہے۔ اور غیرت میری محافظ ہے۔ ارادہ میرے تابع اور سابق علم الٰہی مجھے آگے بڑھاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے بلند کرتا ہے۔

تجھ پر افسوس! مجھ سے بھاگتا ہے۔ حالانکہ مَیں تجھ پر کوتوال ہوں میرے پاس مکان میں تیری حفاظت ہے ورنہ تو ہلاک ہو جائے۔ جاہل! پہلے میرا حج کر پھر بیت اللہ کا حج کر۔ مَیں کعبے کا دروازہ ہوں میرے پاس آ۔ مَیں تجھے حج کرنا بتاؤں۔ مَیں تجھے خطاب بتاؤں۔ کہ جس سے تو ربِّ کعبہ کو مخاطب کرے۔ غبار بیٹھے گا تو عنقریب تم دیکھ لوگے۔ سیاست میں آنے والو! بیٹھو۔ میری حفاظت میں ہو۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے کامل قوت عنایت ہوئی ہے۔

اولیاء اللہ! تمہیں امر کرتے ہیں جو ان کو اللہ نے امر کیا ہے اور تمہیں روکتے ہیں۔ جس چیز سے کہ اللہ نے ان کو روکا ہے۔ تمہارے لئے نصیحتیں اُن کے سپرد ہوئی ہیں۔ وہ نصیحت کرنے میں اپنی امانت ادا کرتے ہیں حکمت کے گھر میں عمل کرو۔ تاکہ قدرت کے گھر میں پہنچو۔ دُنیا حکمت اور آخرت قدرت ہے۔ حکمت کو آلات اور اسباب اور ہتھیاروں کی ضرورت ہے! اور قدرت ان چیزوں کی محتاج نہیں ہے۔ یہ صرف فعل الٰہی ہے تاکہ دارِ قدرت دارِ حکمت سے الگ ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن سب رازوں اور پردوں کا کشف کریگا۔ خواہ تم چاہو یا

نہ چاہو۔ کوئی شخص بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ مگر ٹھنڈے دل سے تاکہ اُس پر محبتِ خداوندی ثابت ہو جائے۔ اپنی کتابیں فکر کی زبانوں سے پڑھو۔ پھر بدیوں سے توبہ اور نیکیوں پر شکر کرو۔ گناہ میں ڈالنے والی کتابوں سے بچو اور ان کی سطروں پر توبہ کی ضرب لگاؤ ۰

بیٹا! تو نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور میری صحبت میں بھی رہا۔ اگر میری نصیحت نہ مانے تو تجھے میں کیا کہوں۔ تجھے اس سے کیا نفع ہو صورت میں رغبت اور معنی میں نہیں ہے۔ جو شخص میری صحبت کا ارادہ کرے۔ میری بات مانے اور اس پر عمل کرے۔ جیسا میں کرتا ہوں ویسا کرے۔ ورنہ میری صحبت میں نہ آئے۔ کیونکہ بجائے نفع کے نقصان اُٹھائے گا۔ مَیں کھلا دستر خوان ہُوں۔ کوئی مجھ سے کچھ نہیں کھاتا ہے۔ کھلا دروازہ ہے اس کے اندر کوئی نہیں آتا۔ مَیں تمہارے ساتھ کیا عمل کروں کتنی بار کہوں۔ تم نہیں سُنتے۔ مَیں تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں اپنے لئے نہیں۔ مَیں تم سے نہ ڈرتا ہوں اور نہ اُمید رکھتا ہُوں میرے نزدیک آباد اور ویران۔ باقی اور فانی۔ امیری اور غریبی۔ بادشاہ اور رعیت سب مساوی ہیں۔ امر تمہارے غیر کے ہاتھ میں ہے۔ جب مَیں نے دُنیا کی حُب اپنے دل سے نکالی۔ تو یہ مقام میرے لئے صحیح ہو گیا۔ تیرے لئے توحید کیسے صحیح ہو حالانکہ تیرا دل حبِ دُنیا سے معمور ہے کیا تم نے نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا ہے۔ حُبُّ الدُّنیا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (دنیا کی محبت ہر ایک گناہ کا سر ہے) جب تک تو ابتدا میں حد سے بڑھنے والا طالب اور سالک ہے تو دنیا کی محبت تیرے حق میں ہر ایک خطا کا سر ہے۔ جب تیرے قلب کا باطن انتہا کو پہنچے اور اللہ کے قرب سے واصل ہو جائے تو تیرا دُنیا کا نصیب تیرے لئے محبوب بنا دیا جائیگا۔ اور غیر کا نصیب تیرے لئے قابل نفرت کر دیا جائیگا۔ تیرے نصیب تیرے لئے محبوب ہونگے۔ تو انہیں بھرپور حاصل کریگا۔ تاکہ اس کا علم جو تجھ میں سابق سے ہے ثابت ہو جائے۔ اس پر قناعت کریگا اور غیر کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ اس حال میں کہ تیرا دل اللہ کے حضور میں قائم ہوگا۔

دنیا میں تصرف کریگا۔ جیسے اہل جنت جنت میں تصرف کرینگے۔ جو کچھ بھی اللہ کی طرف سے جاری ہوگا۔ تجھے پسند ہوگا کیونکہ تیرا ارادہ اُس کے ارادے کے ساتھ اور تیرا اعتبار اُس کے اختیار کے ساتھ اور تیری چال اُس کی تقدیر کے موافق ہے۔ ماسوی اللہ کے کل علاقے تیرے دل سے کٹ جائینگے۔ تجھ سے دُنیا اور آخرت دُور ہو جائیگی۔ اپنے نصیبوں کا حصول اُن کی محبت کے باعث کریگا اپنی محبت سے نہیں ؛

منافق ریاکار اپنے عمل پر ناز کرنے والا ہمیشہ کا روزے دار اور شب بیدار۔ موٹا لباس اور پھیکی خوراک والا۔ باعتبار ظاہر اور باطن کی تاریکی میں ہے۔ اپنے رب کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھتا ہے۔ وہ اَلْعَامِلَۃُ النَّاصِبَۃُ (عمل کرنے والا مشقت اٹھانے والا) سے ہے۔ اس کی خصلت صدیقین اور صالحین اور اولیاء اللہ اور واصلانِ حق کے نزدیک ظاہر ہے دنیا میں اُس کو خاص لوگ پہچانتے ہیں۔ اور قیامت کے دن سب عام مخلوق پہچان لے گی۔ خاص لوگ اس کو دیکھ کر اپنے دلوں میں غصہ کرتے ہیں۔ ولیکن بظاہر اللہ کے ستر سے پردہ پوشی کرتے ہیں ؛

اپنے نفاق سے اولیاء اللہ کا مزاحم نہ بن۔ تو چھوڑا نہ جائیگا۔ کسی کام کا نہیں تاوقتیکہ شرک کے زنار کو توڑ کر نئے سرے سے اسلام نہ لائے۔ اور دل کے ساتھ توبہ کو ثابت نہ کرے۔ اور اپنی عادت اور حرص اور وجود اور حصولِ نفع اور دفع ضرر کے گھر سے نہ نکل آئے کسی مصرف کا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اپنے آپ سے نہ نکلے۔ اپنے نفس اور حرص اور عادت کو دروازے پر چھوڑے۔ اور دل کو دہلیز پر اور اپنے باطن کو بادشاہ کے پاس حجرے میں۔ بنیاد رکھنے میں جلدی کر جب پکی ہو جائے۔ تو جلدی سے عمارت بنا۔ بنیاد کا پانی دین کی فقہ ہے دل کی فقہ زبان کی نہیں۔ دل کی سمجھ اللہ سے نزدیک کرتی ہے اور زبان کی سمجھ خلقت اور بادشاہوں کے قریب کرتی ہے دل کی سمجھ قرب الٰہی کی مجلس کا صدر بناتی ہے اور بلند کرتی ہے۔ اور تیرے قدم اللہ کے قریب کرتی ہے ؛

تجھ پر افسوس! علم کی طلب میں اپنی عمر ضائع کرتا ہے۔ اور اس پر عمل نہیں کرتا ہے۔ تو نادانی کے قدم پر حرص میں ہے۔ دشمنانِ خدا کی خدمت کرتا ہے۔ اور ان کو شریک بناتا ہے۔ اللہ تجھ سے اور تیرے شریکوں سے غنی ہے۔ تیرا شرک مقبول نہ ہوگا۔ تو نہیں جانتا ہے کہ تو بندہ ہے۔ تیری لگام کس کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تو نجات چاہتا ہے۔ تو اپنے دل کی ڈوری اللہ کے ہاتھ میں چھوڑ۔ حقیقی توکل اسی پر کر۔ اپنے ظاہر اور باطن سے اس کی خدمت کر۔ اس پر تہمت نہ رکھ۔ کیونکہ وہ تہمت کے قابل نہیں ہے۔ وہ تیری مصلحت تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ وہ جانتا اور تو نہیں جانتا ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ اس کے سامنے خاموش گم نام آنکھ بند سر نیچا اور گونگا بنا رہے۔ یہاں تک کہ اس کی طرف سے تجھے گویائی کا حکم آئے۔ تو اس کے ساتھ بولے۔ اپنے ساتھ نہیں۔ اب تیرا بولنا دلوں کے امراض کی دوا اور سینوں کے لئے شفا اور عقلوں کے لئے باعث روشنی ہوگا۔

اے خدا! ہمارے دلوں کو منور کر۔ اور ان کو اپنا آپ بتا۔ اور ہمارے اسرار کو صفا کر اور اپنی قربت بخش۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا۔

چوالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن عشا کے وقت ۳۔ رجب ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

ایمان والا دنیا میں غریب اور زاہد آخرت میں غریب۔ اور طالب مولےٰ ماسوی اللہ میں غریب ہے۔ ایماندار کے لئے دنیا قید خانہ ہے۔ اگرچہ رزق اور مکان کی فراخی ہو اور اس کا اہل مال اور مرتبہ میں خوش اور اس کے آس پاس ہنستا

کیوں نہ پھرے۔ وہ باعتبار باطن قید خانہ میں ہے۔ اُس کے چہرے میں خوشی اور دل میں غم ہے۔ دنیا کو پہچانا اور اس کو دل سے طلاق دی۔ پہلے ایک طلاق دی۔ کیونکہ وہ ممکنات کی الٹا پلٹی سے ڈر گیا۔ وہ اسی حال میں تھا۔ کہ اُس پر آخرت نے اپنا دروازہ کھول دیا۔ خوبصورت چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ حاضر ہوئی۔ اُس نے دنیا کو ایک اور طلاق دے دی۔ اور آخرت اُس کے بغلگیر ہو گئی۔ دنیا کو تیسری اور طلاق دے کر آخرت کے ساتھ رہنے سہنے لگ پڑا۔ وہ آخرت کے ساتھ ہی تھا۔ کہ حق تعالے کا نور چمکا۔ اُس نے آخرت کو بھی طلاق دے دی۔ ایماندار کو دنیا نے کہا کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔ اُس کو جواب دیا۔ کہ مجھے تجھ سے اچھی مل گئی۔ پھر آخرت نے پوچھا کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑا۔ اس کو جواب دیا کہ تو نوپیدا اور صورت والی ہے لیکن حق تعالےٰ کی غیر ہے۔ لہٰذا تجھے کیوں نہ چھوڑوں۔ اب اس کے لئے اللہ تعالےٰ کی معرفت ثابت ہو گئی۔ لہٰذا ماسوی اللہ سے آزاد ہو گیا۔ دنیا اور آخرت میں غریب ہو کر سب سے غائب اور مٹ گیا۔ اس کی خدمت میں دنیا کھڑی ہوتی ہے پوری توجہ سے اس کی خدمت کرتی ہے۔ اور تعمیل ارشاد کے لئے حاضر۔ جو زینت دنیا داروں کو دکھاتی تھی۔ اس سے خالی ہو کر آتی ہے۔ ایسا اس واسطے کیا گیا تاکہ اس کی طرف توجہ نہ ہو۔ بلکہ جب کسی شخص سے پیار کرتی ہے۔ تو اپنے ہدئے بوڑھی عورتوں اور حبشنوں گولیوں کے ہاتھ بھیجتی ہے۔ تاکہ اُس پر غیرت اور حفاظت رہے۔ اپنے رب کی طرف پورے طور سے توبہ کر۔ آئندہ کل کو گذشتہ کل کے پہلو پر چھوڑ۔ شاید کہ کل آئے اور تو مر جائے۔ مالدار! اللہ کو چھوڑ کر مال میں مشغول نہ ہو۔ شاید کہ کل آئے اور تو فقیر ہو جائے۔ کسی چیز کا نہ ہو۔ بلکہ کل کے خالق کا ہو رہو۔ وہ ایسا ہے کہ اس کے مشابہ کوئی نہیں ہے۔ غیر سے آرام چاہے تو آرام نہ ملیگا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا رَاحَۃَ لِلْمُؤْمِنِ مِنْ دُوْنِ لِقَاءِ رَبِّہٖ (اللہ کی ملاقات کے سوا ایماندار کے لئے راحت نہیں ہے۔ جب تیرے اور مخلوق کے تعلقات خراب ہو کر تیرے اور خالق کے

تعلقات قائم ہو جائیں۔ تو تجھے اختیار حاصل ہو گیا۔ اُس کے اختیار کو حسرت سے نہ دیکھ۔
جس نے اللہ کے ساتھ صبر کیا۔ اُس نے الطاف الٰہی کے عجائبات دیکھے۔ جس نے
فقر پر صبر کیا۔ اُس کو غنا حاصل ہوئی۔ اکثر نبوت چرواہوں کو اور ولایت غلاموں کو
حاصل ہوئی ہے۔ جو بندہ اللہ کے لئے ذلیل ہو۔ اللہ اُس کو عزت دیتا ہے۔ جو
اُس کے لئے تواضع کرے مرتبہ بلند عنایت فرماتا ہے۔ وہی عزت اور ذلت دینے والا
بلند اور پست کرنے والا۔ موافق اور سہل کرنے والا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا۔ تو ہم اس
کو نہ پہچانتے +

اپنے اعمال پر ناز کرنے والو! تمہیں کس چیز نے نادان بنا دیا۔ اگر اللہ کی توفیق نہ
ہوتی۔ تو تم نماز نہ پڑھتے۔ روزہ نہ رکھتے اور صبر نہ کر سکتے۔ تمہیں مقام شکر میں رہنا چاہیئے۔
نہ کہ غرور میں۔ اکثر عابد! عبادت اور اعمال پر خود پسند ہیں خلقت سے تعریف اور
مدح چاہتے ہیں۔ دنیا اور اہل دنیا کی توجہ کے طالب ہیں۔ سبب اس کا یہ ہے کہ وہ اپنے
نفسوں اور خواہشوں کے تابع ہیں۔ دنیا نفس کو پیاری اور آخرت دل کو پیاری اور
اللہ تعالےٰ باطنوں کا محبوب ہے۔ تمہارے دلوں کی طرف حکم کو مضبوط کر کے ڈالا
ہے۔ کیونکہ حکم اس امر سے پہلے تھا۔ جس شخص نے کسی شخص کا دعوےٰ حکم کو بغیر
پختہ کئے کے کر لیا تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ جس حقیقت پر شریعت شہادت نہ دے
وہ بے دینی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف کتاب اور سنت کے بازوؤں سے پرواز کر۔
اس حال میں کہ اللہ کے پاس جا کر تیرا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ
مبارک میں ہو۔ آپ کو اپنا مددگار اور معلم بنا۔ اپنے ہاتھ کو چھوڑ دے۔ تاکہ آنحضرت
اس کو زینت دے کر آراستہ کر کے اللہ کے سامنے پیش کریں۔ آپ ارواح کے درمیان
حاکم مریدوں کے مربی محبوبوں کے سردار اور نیکوکاروں کے امیر احوال اور مقامات کو
تقسیم کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو یہ امور سونپ دئے ہیں۔ آپ کو
سب پر امیر بنایا ہے۔ جب خلعتیں بادشاہ کے خزانہ سے لشکر کے لئے نکلتی ہیں۔ تو
امیر لشکر کے ہاتھ سے تقسیم ہوتی ہیں۔ توحید عبادت اور مخلوق کے ساتھ شرع عادت ہے۔

عبادت کو اپنے پر لازم کر۔ اور عادت کو چھوڑ۔ جب عادت کا خلاف کریگا تو تجھ سے خرق عادت (یعنے کرامت) ظاہر ہوگا۔ تبدیلی پیدا کر تاکہ اللہ تعالےٰ تیرے لئے تبدیلی کرے۔ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ خود تبدیل حالت نہ کرے) نفس اور خلقت کو اپنے دل سے نکال اور ان کے خالق سے پُر کر تاکہ تجھے کامل پیدائش حاصل ہو۔ یہ حالت دن کے روزوں اور شب بیداری سے نہیں ملتی ہے۔ اس کا حصول دلوں کی پاکی اور اسرار کی صفائی سے ہے ۞

بعض صالحین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ روزہ اور تراویح! دسترخوان پر سرکہ اور ترکاری ہے اور طعام اُن کے علاوہ۔ کھانے سے پہلے اُن کی تصدیق کر۔ پھر رنگ برنگ کے کھانے آئینگے۔ کھا کر ہاتھ دھو۔ پھر اللہ سے ملاقات کر۔ پھر خلعتیں اور جاگیریں اور ریاست اور سیاست اور قلعے سپرد ہونگے۔ جب بندے کا دل اللہ کیلئے درست ہو جائے اور اس کے قرب میں قرار پکڑے۔ تو روئے زمین پر اس کو سلطنت اور شہنشاہی عنایت کرتا ہے۔ اور مخلوق کو خالق کی طرف دعوت کا کام سپرد ہوتا ہے۔ ان کی ایذا پر صبر کرے۔ اور باطل کو مٹا کر حق کو ظاہر کرے۔ اُس کو عطا اور غنا عنایت فرماتا ہے۔ کیونکہ جب وہ دیتا ہے۔ تو غنی کر دیتا ہے! اس کا سینہ حکم سے پُر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں عارفوں کے دلوں کی اراضی کے جوف میں حکم کی نہریں اپنے علم کی وادی سے عرش اور لوح کے پاس سے چلا رکھی ہیں۔ جو مُردہ دلوں کی اراضی کو سیراب کرتی ہیں۔ ایسے دل جو اللہ سے ناواقف اور اس سے اعراض کرنے والے ہیں ۞

بیٹا! حرام کی روزی سے تیرا دل مرتا ہے اور حلال کی روزی سے زندہ ہوتا ہے۔ ایک لقمہ تیرے دل کو منور کرتا ہے اور ایک نوالہ سیاہ کرتا ہے۔ ایک لقمہ دنیا میں اور ایک لقمہ آخرت میں مشغول کرتا ہے۔ اور ایک لقمہ دونوں سے بے رغبت کرتا ہے

اور ایک لقمہ خالق میں مشغول کرتا ہے۔ حرام کی روزی دنیا میں مشغول کرتی ہے اور گناہوں سے پیار کراتی ہے۔ مباح طعام میں آخرت میں لگاتا ہے اور طاعات الٰہی سے محبت کراتا ہے۔ اور حلال روزی دل کو مولیٰ کے قریب کرتی ہے۔ ان طعاموں کا علم اللہ کی معرفت سے ہوتا ہے۔ اللہ کی معرفت دل سے ہے کتابوں کے دفتر سے نہیں ہے۔ اللہ سے ہوتی ہے مخلوق سے نہیں۔ اللہ کی معرفت اس کے حکم پر عمل اور تصدیق کے بعد ہوتی ہے۔ اللہ کی توحید کے بعد صدق ہے اور توکل علی اللہ خلقت سے کامل طور پر نکلنے کے بعد ہے۔ اللہ کی معرفت کیسے حاصل ہو حالانکہ تو کھانے اور پینے اور لباس اور نکاح کے سوا کچھ نہیں جانتا ہے۔ اور کسی وجہ سے بھی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ کیا تو نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا ہے۔ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ اَيْنَ مَطْعَمُهٗ وَمَشْرَبُهٗ لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ مِنْ اَيِّ بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ اَدْخَلَهٗ (جو شخص پرواہ نہیں کرتا کہ اُس کا کھانا پینا کہاں سے ہے۔ تو اللہ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ دوزخ کے دروازوں میں سے اس کو کس دروازے سے داخل کرے) +

اور نیز حضرت الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کلام کے بعد ارشاد فرمایا۔ کسی چیز کی پرواہ نہ کر کسی چیز کا نام نہ لے۔ اللہ سے کوئی چیز نہ روکے۔ اس سے مخلوق قید نہ کرسکے۔ سوائے اس امر کے کہ ان سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرے۔ اور سلوک سے اُن پر صدقہ کرے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ارشاد پر عمل کرے۔ لوگوں کی دلجوئی صدقہ ہے۔ اللہ کی عطا سے ان پر عطا کرے۔ اپنی کرامت سے اُن کی تعظیم کرے۔ نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ شفقت سے اپنا بازو پھیلائے۔ تیرا خلق حق کے اخلاق سے ہو اور تیرا فعل اُس کے امر کے مطابق ہو +

شیخ دو ہیں۔ ایک حکم کا شیخ اور دوسرا علم کا شیخ۔ مخلوق ہیں کا شیخ تجھے قرب حقانی کا دروازہ بتاتا ہے۔ وہ دروازے ہیں۔ اُن میں ضرور تجھے داخل ہونا ہوگا۔ مخلوق

اور خالق کا دروازہ۔ دنیا اور آخرت کا دروازہ۔ ایک دوسرے کے تابع ہے۔ پہلے مخلوق کا دروازہ پھر خالق کا دروازہ۔ آخری دروازہ نظر نہ آوے گا۔ جب تک کہ پہلے سے نہ گذرے۔ اپنے دل کے ساتھ دنیا سے نکل تاکہ آخرت میں داخل ہو جاؤ۔ حکم کے شیخ کی خدمت کر تاکہ تجھے علم کے شیخ کے پاس پہنچائے۔ خلقت سے نکل تاکہ حق تعالیٰ کو پہچانے۔ یہ کئی درجے ہیں ایک درجہ دوسرے کے بعد ہے۔ یہ دو ضدیں ہیں کہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہ سب چیزیں ضدیں ہیں ان کو جمع نہ کر۔ جو تیرے ہاتھ لگے اس سے دل کو جو اللہ کا گھر ہے خالی کر۔ اس میں غیر کو نہ رہنے دے۔ جب کہ فرشتے (علیہم السلام) تصویروں والے گھر میں نہیں داخل ہوتے۔ تو حق تعالیٰ تیرے دل کی طرف کیسے داخل ہو حالانکہ اُس میں کئی تصویریں اور بُت ہیں۔ جو چیز اللہ کے سوا ہے بُت ہے۔ اِن بُتوں کو توڑ ڈال اور اس گھر کو پاک کر۔ اور گھر والے کو اس میں دیکھ۔ ایسے عجائبات نظر آئیں گے جو پہلے نظر نہ آئے تھے۔

اے اللہ! اپنی رضامندی کی چیز کی توفیق عنایت فرما۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر۔ اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

پینتالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۰ رجب ۵۴۵ھ ہجری کو صبح کے وقت مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ مَنْ كَانَتْ ثِقَتُهٗ بِمَخْلُوْقٍ مِثْلِهٖ (ملعون ہے ملعون ہے جس کا اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ ہے)۔ بہت لوگ اس لعنت میں داخل ہیں۔ بہت سی مخلوق سے ایک ہوگا۔ کہ جس کا اللہ پر اعتماد ہو۔ اور جس نے

اللہ پر اعتماد کیا۔ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (اُس نے مضبوط رسی کو پکڑا) اور جس نے اپنے جیسی مخلوق پر اعتماد کیا۔ اِس کی مثال ایسی ہے کہ جس نے مٹھی میں پانی کو بند کیا۔ اپنا ہاتھ کھولا تو اُس میں کچھ نہ دیکھا ؛

تجھ پر افسوس! مخلوق ایک دن یا دو دن یا تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال یا دو سال تیری حاجتیں پوری کردیگی۔ آخر کار تجھ سے تنگ آجائے گی۔ تجھ پر لازم ہے کہ اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ اور سب مرادیں اسی سے مانگے۔ کیونکہ وہ تجھ سے تنگ نہ آئیگا۔ اور دنیا و آخرت کی حاجتوں میں تجھے رنجیدہ نہ کریگا۔ خدا پرست کی توحید جب پکی ہو جاتی ہے تو اُس کا باپ اور ماں اور اہل اور دوست اور دشمن اور مال اور پڑوس کچھ نہیں رہتا ہے۔ کسی چیز سے اُس کو آرام نہیں ملتا۔ اور سوائے دروازہ حق تعالےٰ اور اس کے احسان کے کسی چیز سے علاقہ قائم نہیں رہتا ہے ؛

درہم اور دینار پر بھروسہ کرنے والے! یہ عنقریب تیرے ہاتھ سے نکل جائینگے۔ اِن کا وبال رہ جائے گا۔ جیسے دوسرے کے ہاتھ سے جاتے رہے۔ اس سے چھین کر تجھے دیئے تاکہ اُن کے ذریعہ اپنے مالک کی اطاعت پر مدد حاصل کرے حالانکہ تو نے ان کو اپنا بت بنالیا ہے۔ نادان! اللہ ہی کی رضا کے لئے علم پڑھ کر عمل کر۔ کیونکہ وہ تجھے ادب سکھائیگا۔ علم زندگی اور جہل موت ہے۔ صدیق شخص جب علم مشترک سے فارغ ہوتا ہے تو خاص علم۔ علمِ قلوب اور اسرار میں داخل ہوتا ہے۔ جب اس علم میں قرار پاتا ہے تو اللہ کے دین کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ امر اور نہی کرتا ہے۔ دیتا ہے اور روکتا ہے۔ اللہ کے اذن کے ساتھ مخلوق میں بادشاہ ہے۔ اللہ کے امر کا حکم دیتا ہے۔ اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے روکتا ہے۔ اللہ کے امر کے ساتھ لیتا ہے اور امر کے ساتھ دیتا ہے۔ مخلوق کے ساتھ حکم میں اور اللہ کے ساتھ علم میں ہے۔ حکم دروازے پر پاسبان ہے اور علم گھر کے اندر ہے۔ حکم عام اور علم خاص ہے۔ عارف اللہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ اس کی سپرد معرفت کا علم اور ایسے اُمور پر اطلاع ہے کہ جن پر اس کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہوا ہے۔ اس کو عطا کا

حکم ہوتا ہے - تو وہ عطا کرتا ہے اس کو روکنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ روک لیتا ہے۔ کھانے کا امر ہوتا ہے تو کھاتا ہے - بھوکے رہنے کا امر ہوتا ہے تو بھوکا رہتا ہے - ایک شخص پر توجہ کا حکم ہوتا ہے اور ایک سے اعراض کا - ایک شخص سے لینے کا امر اور دوسرے پر واپس کرنے کا ہوتا ہے - جو شخص اُس کی مدد کریگا مدد کیا جائیگا - اور جو شخص اُس کو رسوا کرے رسوا کیا جائیگا - اولیاء اللہ تمہارے پاس تمہاری منفعت کے لئے آتے ہیں اپنی حاجتوں کے لئے نہیں - وہ مخلوق میں کسی کے محتاج نہیں ہیں - مخلوق کی رسیوں کو بٹتے ہیں - اُن کی بنیادوں کو مضبوط اور اُن پر شفقت کرتے ہیں - وہ اللہ کی طرف سے دنیا اور آخرت کے سردار ہیں - تم سے کیا لیتے ہیں - تمہارا فائدہ ہے اِن کا نہیں - اِن کا شغل ہمیشہ کے لئے خلقت کو نصیحت ہے - کیونکر جو چیز اللہ کی طرف سے ہے قائم اور ہمیشہ ثابت ہے - غیر سے نہیں علم اور عالمان باعمل کی خدمت کر - اور اس پر صبر کر - اگر پہلے علم کی خدمت پر صبر کروگے - تو دوسری مرتبہ وہ تمہاری ضرور خدمت کریگا - تیری خدمت پر صبر کریگا جیسے تو نے اُس کی خدمت پر صبر کیا تھا - جب تو علم کی خدمت پر صبر کریگا - تو دل کی سمجھ اور نورِ باطن عطا کیا جائیگا +

اے قوم! سب کام اللہ کے سپرد کرو - کیونکہ وہ تمہاری مصلحت تم سے زیادہ جانتا ہے - اُس کی کشائش کے منتظر رہو - کیونکہ ایک گھڑی سے دوسری تک کشائش ہے - اللہ تعالیٰ کی خدمت کرو - اسی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کرو - اور مخلوق کے دروازے بند کرو - کیونکہ وہ تمہیں ایسے عجائبات دکھائیگا جو کبھی تمہارے خیال میں بھی نہیں آئے ہیں +

تجھ پر افسوس! اگر اللہ چاہے تو تجھے مخلوق کے ہاتھوں سے نفع پہنچائے - اور اگر ان کے ہاتھوں نقصان چاہے تو نقصان ہوگا - وہی دلوں کو مسخر اور نرم اور سخت کرنے والا ہے - وہی زندہ اور مارنے والا دینے والا اور روکنے والا ہے - وہی عزت اور ذلت دینے والا اور بیماری اور صحت عنایت کرنے والا ہے - وہی شکم سیری اور

بھوکا رکھنے والا اور وہی کپڑے پہنانے والا اور ننگا رکھنے والا ہے وہی احسان کرنے والا اور وحشت میں ڈالنے والا ہے۔ وہی اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے۔ سب کچھ وہی ہے دوسرا نہیں۔ ان باتوں پر دل سے اعتقاد رکھ۔ اور اپنے ظاہر کے ساتھ لوگوں سے حسن معاشرت کر۔ یہی نیکوں اور پرہیزگاروں کا شغل ہے۔ سب احوال میں خوف خدا رکھتے ہیں۔ خلقت کی دلجوئی اور ان سے ان کی عقلوں کے مطابق اپنے دلوں سے باتیں کرتے ہیں۔ اُن کا خلق نیک ہے۔ کتاب اور سنت کے مطابق ہے۔ کتاب اور سنت کا ان کو امر کرتے ہیں۔ اگر وہ قبول کریں تو اُس پر اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اگر وہ کتاب اور سنت سے نکلیں تو مخلوق اور ان کے درمیان کسی طرح کی دوستی اور محبت نہیں رہتی ہے۔ اللہ کے امر اور نہی میں مخلوق کے ساتھ بے شرم ہیں۔ اپنے دل کو مسجد بنا لے۔ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکار) جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کے ساتھ اور کسی کو نہ پکارو) جب بندہ کسی درجے میں ترقی کرتا ہے تو اسلام سے ایمان کی طرف۔ ایمان سے یقین کی طرف۔ یقین سے معرفت کی طرف معرفت سے علم کی طرف۔ علم سے محبت کی طرف۔ محبت سے محبوبیت کی طرف۔ طالب سے مطلوب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس وقت غافل سے تارک نہیں ہوتا۔ بھولتا ہے تو یاد کر لیتا ہے سوتا ہے تو بیدار ہوتا ہے۔ غافل ہوتا ہے تو ہشیار ہوتا ہے۔ پھرتا ہے تو متوجہ ہوتا ہے۔ خاموش ہوتا ہے تو گویا ہوتا ہے۔ ہمیشہ بیدار اور صاف رہتا ہے۔ کیونکہ اُس کے دل کا ظرف صاف ہو گیا ہے۔ اور ظاہر سے باطن کو دیکھتا ہے۔ اُس نے بیداری کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثے میں پایا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل جاگتا اور آنکھیں سوتی تھیں۔ جیسے سامنے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے سے دیکھتے تھے۔ ہر ایک کی بیداری اُس کے حال کے اندازے پر ہے۔ کوئی شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی

بیداری کو اور آپ کے خاصوں میں نہیں پہنچ سکتا ہے۔ سوائے اس امر کے کہ آپ کی امت کے اولیا اور ابدالوں نے آپ کے کھانے اور پانی سے پس خوردہ نوش کیا ہے۔ اُن کو آپ کے مقامات کے سمندروں سے ایک قطرہ اور آپ کی کرامات کے پہاڑوں سے ایک ذرہ عنایت ہوا ہے۔ کیونکہ یہی لوگ آپکے وارث ہیں۔ دین کو مضبوطی سے پکڑنے والے اور دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دربار بتانے والے اور آپ کے دینی علم اور شرع کو پھیلانے والے ہیں۔ اُن پر اور ان کے نائبوں پر اللہ کا سلام اور رحمت تاقیامت نازل رہے۔ مومن پر دنیا چمکی اُس کا ارادہ اور طلب کی۔ اور اس کا دل دنیا سے پُر ہوگیا۔ اور دنیا نے بھی چاہا کہ اس کی مالک ہو جائے مومن نے اس کو طلاق دے کر طلب آخرت کی یہاں تک کہ وہ بھی مل گئی۔ اور اُس کا دل اس سے بھی پُر ہوگیا۔ خوف الٰہی اور آخرت کی اور اُس کی پابندی سے ڈرا۔ اس کا بھی فرض ادا کر کے طلاق دے کر دنیا کے پہلو میں بٹھا دی۔ اور خود اللہ کے دروازے سے جا ملا۔ اس پر خیمہ لگایا۔ اور اس کی دہلیز سے تکیہ لگایا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت کا تابعدار ہوا۔

زاہد پہلے تارے میں پھر چاند میں پھر سورج میں ہے۔ پھر لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ میں چھپنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں، کہتا ہے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (میں اپنا چہرہ اُسی ذات کی طرف متوجہ کرتا ہوں جس نے کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ سب سے بے رُخ ہو کر اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں)۔

جب اس کا دہلیز پر سہارا محکم ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی معرفت حاصل کر کے طالب صادق ہو جاتا ہے۔ تو دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور اُس کے قلب کو داخل ہونے کا اذن مل جاتا ہے۔ اس کو اپنے حال کی خبر اور جو کچھ دنیا اور آخرت میں بیتی ہے سُنا دیتا ہے حالانکہ بندے سے اللہ کو زیادہ علم ہوتا ہے۔ اس کو اپنا قصہ سنا دیتا ہے۔ اللہ اس کو قریب کرتا ہے اور اس سے انسیت اور بات کرتا ہے۔ اور اپنی رضا کی

خلعت عنایت فرماتا ہے۔ اور اس کو اپنے علم اور حکمت سے پُر کر دیتا ہے۔ اور اس کی دنیا اور آخرت مطلقہ کو بلا کر نئے سرے سے عقد کر دیتا ہے۔ اور بندے اور دنیا و آخرت کے درمیان عہد اور شرط تحریر ہو جاتی ہے اور ان کو حکم ہوتا ہے کہ بندے کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچائیں۔ اور خادمہ بن کر اس کے نصیبوں کا لکھا پُورا کریں۔ اور دونوں اس کی محبت میں گرویدہ ہو جاتی ہیں۔ اس کے حق میں امر بدل جاتا ہے اس کے دل کا مقام اللہ کے پاس ہو جاتا ہے۔ اور ماسوی اللہ سے الگ ہو کر آزاد بندہ اللہ کا بندہ بن جاتا ہے۔ ماسوی اللہ سے آزاد ہو۔ زمین اور آسمان میں کھلے بند ہے۔ اس کی کوئی چیز مالک نہیں اور وہ سب چیزوں پر حکمراں ہے۔ وہ بادشاہ ہے شہنشاہ کے سوا اس پر کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اس کے لئے دروازہ کھلا ہے اذن عام ہے۔ کوئی پاسبان اور چوکیدار روک نہیں سکتا ہے۔

بیٹا! اللہ والوں کا غلام بن جا۔ کیونکہ دنیا اور آخرت اِن کی خدمت گذار ہیں جس وقت چاہیں اللہ کے حکم سے حاصل کر لیتے ہیں۔ تمہیں دنیا سے صورت اور آخرت سے معنی عنایت کرتے ہیں۔ اے خدا! ہمارے اور ان کے درمیان دنیا اور آخرت میں تعارف کرا دے۔

چھیالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتوار کے دن صبح کے وقت ۱۸ ار رجب ۵۴۵ ہجری کو ارشاد فرمایا:۔

دنیا کا بازار عنقریب بند ہو گا۔ خلقت کو دیکھنے کے دروازے بند کرو۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے دروازے کھولو۔ دلوں کو صاف اور باطن کو نزدیک کر کے اسباب اور کمائی کے دروازے بند کرو خاص اپنے لئے نہ عام غیر کے لئے اپنے اہل اور تابعداروں سے۔ کمائی اور نفع اور تحصیل غیر کے لئے ہو اور خاص اپنے لئے اُس کے فضل کے

خیالات طلب کرو۔ دنیا کے ساتھ اپنے نفسوں کو اور آخرت کے ساتھ اپنے دلوں کو اور مولیٰ کے ساتھ اپنے باطنوں کو بٹھائے رکھو۔ جو ہم چاہتے ہیں تو جانتا ہے +

اور نیز حضرت غوث پاک نے ارشاد فرمایا۔ اولیاء اللہ نبیوں کے خلیفہ ہیں۔ جس چیز کا امر کریں قبول کرو۔ کیونکہ وہ تمہیں اللہ کے امر کا حکم کرتے ہیں۔ اور جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے وہ منع کرتے ہیں۔ وہ بلائے جاتے ہیں تو بولتے ہیں۔ دئیے جاتے ہیں تو لیتے ہیں۔ اپنے نفسوں اور عادتوں سے کوئی حرکت نہیں کرتے ہیں۔ اپنی خواہشوں کو اللہ کے دین میں شریک نہیں کرتے ہیں۔ اپنے اقوال اور افعال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے تابعدار ہیں۔ انہوں نے اللہ کا فرمان سن لیا ہے۔ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو کچھ رسول عنایت کرے لے لو اور جس چیز سے منع کرے رک جاؤ) انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی یہاں تک کہ ان کو بھیجنے والے کے پاس پہنچا دیا۔ وہ آنحضرت کے قریب ہوئے اور آنحضرت ؐ نے ان کو اللہ کے قریب کر دیا۔ ان کے لئے خطاب اور خلعتیں اور امارت مخلوق پر حاصل کرائی۔ ریا کارو! تمہارا خیال ہے کہ دین مسافر اور امر لغو ہے۔ تمہاری اور تمہارے شیطانوں اور تمہارے برے ہمنشینوں کی کوئی عزت نہیں ہے +

الٰہی! میری اور ان کی توبہ قبول فرما۔ اور ان کو نفاق کی رسوائی اور شرک کی قید سے خلاصی عنایت کر۔ اللہ ہی کی عبادت کرو اور حلال کی کمائی سے اس کی عبادت پر مدد حاصل کرو۔ بیشک اللہ تعالےٰ ایماندار تابعدار حلال کی روزی کھانے والے بندے کو دوست رکھتا ہے۔ جو عمل کرے اور کھائے اس کو پیار کرتا ہے۔ اور جو کھائے اور عمل نہ کرے اس سے نفرت رکھتا ہے۔ جو شخص اپنے کسب سے کھائے محبوب الٰہی ہے۔ اور جو شخص نفاق سے اور نفاق سے کھلائے اس سے نفرت کرتا ہے۔ خدا پرست محبوب اور مشرک مبغوض ہے۔ اسی کو سب کچھ سونپنے والے سے خوش ہے۔ اور جھگڑالو سے ناراض ہے۔ محبت کی شرط موافقت اور عداوت کی شرط مخالفت ہے۔ سب کچھ اللہ کی سپرد کرو۔ اور دنیا و آخرت میں اس کی تدبیر

کے ساتھ خوش رہو ❖

میں چند دنوں سے ایک مصیبت میں گرفتار تھا۔ اللہ سے میں نے اُس کے دفعیہ کی دُعا مانگی۔ مجھ پر اس کے علاوہ ایک اور مصیبت بڑھا دی۔ میں اس امر میں حیران ہو گیا۔ اچانک کوئی کہنے والا مجھ سے کہنے لگا۔ کہ تم نے ہم کو شروع میں نہ کہا تھا۔ کہ میری حالت حالت تسلیم ہے۔ پس ادب کے باعث خاموش ہو گیا ❖

تجھ پر افسوس! اللہ کی محبت کا دعوےٰ اور غیر سے پیار۔ وہی صفا اور اس کا غیر کدورت ہے۔ اگر تم غیر کی محبت سے صفائی میں کدورت کرو گے تو تمہارا وہی حال ہو گا جو حضرت ابراہیم خلیل اور حضرت یعقوب علیہما السلام کا ہوا تھا جب دونوں اپنے دلوں کی سوزش سے اپنے بیٹوں کی طرف مائل ہوئے۔ اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے نواسوں حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف مائل ہوئے۔ آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ عرض کی کہ کیا آپ ان سے پیار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں! جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ ایک کو زہر پلایا جائیگا اور دوسرا شہید کیا جائیگا۔ تو اس وقت دونوں کی محبت آپ کے دل سے خارج ہوئی اور دل کو اپنے مولا سے لگا لیا۔ جو دونوں کے ساتھ خوشی تھی غم سے بدل گئی۔ اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں اور دوستوں اور نیک بندوں کے دلوں پر نہایت غیرتمند ہے نفاق سے دنیا کے طالب! اپنا ہاتھ کھول۔ اس میں تجھے کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔

تجھ پر افسوس۔ کمائی سے تو نے بے رغبتی کی۔ اور دین کے عوض لوگوں کے مال کھانے لگا۔ تمام نبیوں کا ہنر کسب ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک صنعت خاص تھی۔ آخر میں انہوں نے اللہ کے لوگوں سے بھی حاصل کیا۔ دنیا کی شراب اور اس کی شہوتوں اور حرصوں سے مست! عنقریب لحد میں تیرا نشہ کرکرا ہو گا ❖

سینتالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن یکم شعبان ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

علم سیکھ پھر اخلاص سے عمل کر۔ اپنے آپ سے اور خلعت سے خالی ہو۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ (کہدو کہ اللہ ہی ہے۔ پھر ان کو ان کی بیہودہ سوچ میں لگے رہنے دو) تم کہو جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ (رب العلمین کے سوا یہ سب میرے دشمن ہیں) مخلوق کو چھوڑ اور ان سے نفرت کر۔ ان کے خدا سے ڈرتا ہے۔ جب تیری توحید صحیح ہو اور تیرے دل سے شرک کی نجاست نکلجائے تو ان کی طرف رجوع کر ان سے مل اور ان کو اپنے علم سے نفع پہنچا۔ اور ان کو اپنے رب کا دروازہ بتا۔ خاص لوگوں کی موت صرف مخلوق سے موت ہے۔ اپنے ارادے اور اختیار سے موت ہے۔ جس کے لئے یہ موت صحیح ہو اس کو اپنے رب کے ساتھ حیات ابدی صحیح ہو جاتی ہے اس کی ظاہری موت ایک لحظہ کا سکتہ ایک لحظے کی غشی ایک لحظے کا غائب ہونا ہے خواب ہے پھر بیداری۔ اگر تم ایسی موت چاہتے ہو تو تم پر لازم ہے کہ معرفت اور قرب کی بھنگ پی کر حق تعالےٰ کے آستانے پر سو رہو۔ تاکہ تمہیں رحمت اور احسان کا ہاتھ اٹھا کر ہمیشہ کی زندگی بخشے۔ ایک نفس کے لئے طعام اور ایک قلب کیلئے طعام اور ایک باطن کے لئے طعام ہے۔ اسی واسطے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اِنِّي أَظَلُّ عِنْدَ رَبِّي فَيُطْعِمُنِي وَيَسْقِيْنِي (لَكِنِّي يُطْعِمُ سِرِّيْ مَعَانِيْ يُطْعِمُ رُوْحِيَ الرُّوْحَانِيَّةَ يُغَذِّيْنِيْ بِغِذَاءٍ يَخُصُّنِيْ) (میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے (یعنے میرے باطن کو معانی کی غذا اور میری روح کو روحانیت کی غذا عنایت کرتا ہے) مجھے غذا عطا فرماتا ہے جو میرے ہی لئے خاص ہے)۔

پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قلب اور قالب کے ساتھ تشریف لے گئے۔ پھر اس کے بعد قالب کو روک لیا۔ اور اپنے قلب اور باطن کے ساتھ عروج فرمانے لگے اس حال میں کہ آپ لوگوں میں موجود ہوتے۔ یہی حال آنحضرت کے حقیقی وارثوں کا ہے۔ جنہوں نے علم اور عمل اور اخلاص کو جمع کیا۔ اور خلقت کو تعلیم دیتے رہے *

اے قوم اولیاء اللہ کا پس خوردہ کھاؤ۔ اُن کے برتنوں میں جو باقی ہے پی لو۔ علم کے دعوے دار! عمل کے بغیر تیرے علم کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور تیرا عمل بغیر اخلاص کے مقبول نہیں ہے۔ کیونکہ وہ صرف بُت بغیر روح کے ہے۔ تیرے اخلاص کی یہ علامت ہے کہ تو مخلوق کی تعریف اور برائی کی طرف توجہ نہ کرے۔ اور ان کے ہاتھوں کی چیز کو نہ دیکھے۔ بلکہ خاص ربوبیت کا حق ادا کرے۔ نعمت کے لئے نہیں نعمت دینے والے کیلئے عمل کرے۔ مالک کے لئے ملک کے واسطے نہیں۔ حق کیلئے باطل کے واسطے نہیں۔ مخلوق کے پاس پوست اور خالق کے پاس مغز ہے۔ جب اللہ میں تیرا صدق اور اخلاص صحیح ہو اور ہمیشہ اس کے سامنے کھڑا رہے۔ تو تجھے اس مغز کے روغن سے کھانا عنایت فرمائیگا۔ اور تجھے مغز در مغز اور باطن در باطن اور راز در راز سے مطلع کرے گا۔ اب تو ہر ایک چیز سے برہنہ ہو جائیگا۔ برہنگی دل کے لئے ہے جسم کے لئے نہیں۔ زہد قلب کے لئے ہے قالب کے لئے نہیں۔ اعراض باطن کا ہے ظاہر کا نہیں۔ باطنوں پر نظر ہے جسموں پر نہیں۔ نظر حق پر ہے مخلوق پر نہیں۔ توحید کا دائرہ یہ ہے کہ خالق کے ساتھ ہے مخلوق کے ساتھ نہیں تمہاری نگاہ میں دنیا اور آخرت کی نفی ہو جائے۔ نہ دنیا رہے نہ آخرت اور نہ کوئی شئے اللہ کے سوا۔ جو لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ ان پر انعام کرو جن کو اللہ نے مخلوق میں سے ان کے جسموں کو ابتدا کے لئے خاص کر لیا ہے۔ شہید لوگ جو کافروں کی تلواروں سے مارے گئے۔ ان کے جسموں کی آزمائش کی گئی۔ کیا حال ہے ان شہیدوں کا جو محبت کی تلوار سے قتل کئے گئے۔ گناہوں کے باعث جسموں اور عمارتوں پر خرابی مسلط ہو جاتی ہے۔ کیا تم نے اُجڑے ہوئے مکانوں کو نہیں دیکھا کہ ان کے اہل نے گناہ کرکے

ویران کر دئے۔ کیونکہ گناہ شہروں کو ویران اور بندوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ یہی تیرا حال ہے۔ تیرا جسم شہر ہے اس میں گناہ کرنے سے برباد ہوگا۔ جب تو گناہ کرے تو تیرا جسم خراب ہوگا پھر تیرے دین کا جسم برباد ہوگا۔ تو اندھا اور بہرہ اور اپاہج اور مصیبت زدہ اور کئی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیگا تنگی اگر تیرے مال کے گھر کو برباد اور تجھے دوستوں اور دشمنوں کا محتاج کریگی ؛

ریاکار! تجھ پر افسوس۔ اللہ کو دھوکا نہ دے۔ عمل کر کے ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کے لئے ہے۔ حالانکہ مخلوق کے لئے ہے ان کو دکھاتا ہے۔ اور اُن سے نفاق کر کے چاپلوسی کرتا ہے اور اپنے رب کو بھلا دیا ہے۔ تو عنقریب دنیا سے مفلس ہو کر نکلے گا۔ باطن کے بیمار! اس مرض کا علاج کر۔ اس کی دوا اللہ کے بندوں صالحین کے سوا اور کہیں نہ ملے گی۔ ان سے دوا لے کر استعمال کر۔ تو ہمیشہ کے لئے تندرستی اور صحت ابدی حاصل ہوگی۔ تیرے معنی اور دل اور باطن اور خلوت اللہ کے ساتھ ہو جائے گی۔ تیرے دل کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور تو اپنے رب کو دیکھیگا۔ تیرا اشمار محبّین سے ہوگا۔ جو اس کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اللہ کے سوا غیر کو نہیں دیکھتے ہیں۔ تیرا دل تو بدعت سے پُر ہے۔ اللہ تعالےٰ کا دیدار کس طرح کر سکتا ہے ؛

اے قوم! تابعداری کرو۔ اور نئی باتیں نہ تراشو۔ موافقت کرو۔ مخالف نہ بنو۔ اطاعت کرو۔ نافرمان نہ بنو۔ اخلاص کرو۔ شرک نہ کرو۔ اللہ کی توحید قائم کرو۔ اس کا دروازہ نہ چھوڑو۔ اسی سے سوال کرو۔ غیر سے نہ مانگو۔ غیر کی مدد سے بچو۔ اللہ پر توکل کرو۔ غیر کا سہارا نہ ڈھونڈو ؛

خاص لوگو! اپنی جانیں اللہ کے سپرد کرو۔ جو تم میں تدبیر کرے اُس پر راضی ہو۔ اس کے ذکر میں مشغول رہو۔ اور اس سے سوال نہ کرو۔ کیا تم نے اللہ کا ارشاد جو بعض کتابوں میں موجود ہے نہیں سُنا۔ مَنْ شَغَلَہٗ ذِکْرِیْ عَنْ مَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ (جس شخص کو میرے ذکر نے سوال سے روک رکھا۔ تو میں سوال کرنے والوں سے کہیں زیادہ اُس کو عنایت کرونگا) ذکر میں شغل والے! جس کا دل اللہ کے لئے پاش پاش ہو رہا ہے۔ کیا تو اللہ کی عطا سے راضی نہیں ہے،

کہ وہ تیرا ہمنشین ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (جو شخص مجھے یاد کرے مَیں اُس کا ہمنشین ہوں) اور نیز ارشاد فرمایا۔ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ اَجَلِیْ (جن کے دل میری خاطر شکستہ مَیں اُن کے پاس ہوں)۔

بیٹا! اللہ کا ذکر قلب کو اُس کے نزدیک کرتا ہے۔ اور اُس کے قرب کے گھر میں داخل کر کے اُس کا مہمان بنا دیتا ہے۔ مہمان کی تعظیم لازم ہے خاص کر شاہی مہمان کی ضرور ہے۔ اِس بادشاہ کو چھوڑ کر ملک اور ملکیت میں کب تک لگا رہے گا۔ عنقریب تجھ سے ملک اور ملکیت جدا ہونگے۔ بہت جلد آخرت میں حاضر ہوگا۔ اور تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا تھی ہی نہیں اور آخرت ہمیشہ کے لئے ہے۔

مجھے فقیر دیکھ کر مجھ سے نہ بھاگو۔ کیونکہ مَیں تم سے اور اہل مشرق اور اہل مغرب سے غنی ہوں۔ مَیں تمہیں تمہارے ہی لئے چاہتا ہوں۔ تمہاری رسّیں باٹتا ہوں۔ بدعت نہ کر اور اللہ کے دین میں ایسی بات نہ ملا جو پہلے نہ تھی۔ دو شاہد عادل کتاب اور سنت کی تابعداری کر۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالےٰ تک پہنچا دینگے۔ اگر تو بدعتی بنا تو تیرے شاہد تیری عقل اور حرص ہے۔ یہ تو تجھے ضرور دوزخ میں پہنچائینگے۔ اور تجھے فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر سے ملا دینگے۔ تقدیر کی حجت پیش نہ کر یہ تجھ سے قبول نہیں کی جائیگی۔ تجھے لازم ہے کہ دار العلم میں آکر علم حاصل کرے پھر عمل کرے اور مخلص بنے۔ تجھ سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔ علم اور عمل کی طلب میں کوشش کر۔ دنیا کا طالب نہ بن عنقریب تجھ سے کوشش بھی منقطع ہو جائیگی۔ لہذا جو چیز نافع ہے۔ اس میں کوشش کر۔

ایک شخص وجد میں آکر آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی۔ کہ پہلے اس دُلہن کا کیا تحفہ ہے کہ نصیب ہو۔ حضورؓ نے جواب دیا۔ کہ شبِ وصال سے پہلے محبت کے لئے ایک بکری (یعنے اپنی قربانی)۔

بیٹا! دُنیا سے اعراض کر اور رضا الٰہی کی طرف پہنچ۔ کیونکہ وہ تجھ سے راضی ہو کر

محبوب بنا لیگا۔ اپنے دل سے رزق کا غم دور کر۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے بلا محنت ومشقت رزق آئیگا۔ سب طرح کے فکر دل سے دور کر۔ اور سب کا ایک بنالے یعنی جب اللہ کا فکر تو ایسا کریگا۔ تو تیرے سب فکروں کو کفایت کریگا۔ تیرا فکر وہ ہے کہ جو تجھے غم میں ڈالے۔ اگر تیرا غم دنیا ہے تو اس کے ساتھ ہے۔ اگر آخرت ہے تو اس کے ساتھ ہے۔ اگر خلقت ہے۔ تو انہی کے ساتھ ہے۔ اگر تیرا فکر حق تعالے کے ساتھ ہے۔ تو دنیا اور آخرت میں اسی کے ساتھ ہے ؛

اٹھتالیسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے منگل کے دن عشا کے وقت ۸ شعبان ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا مَنْ تَزَیَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا یُحِبُّوْنَ وَبَارَزَ اللّٰہَ بِمَا یَکْرَہُ لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ (جس نے لوگوں کے لئے زینت بنائی ایسی چیز کے ساتھ جس سے کہ وہ محبّت رکھتے ہیں اور اللہ کا مقابلہ کیا ایسی چیز سے کہ وہ نفرت رکھتا ہے اللہ سے ملاقات کریگا۔ ایسے حال میں کہ وہ اس پر غضبناک ہے) ؛

منافقو! نبوت کے کلام کو سنو! دنیا کے عوض آخرت کو بیچنے والو! مخلوق کے عوض خالق کو فروخت کرنے والو! باقی کے بدلے فانی کو مول لینے والو تمہاری تجارت خسارے میں ہے۔ تمہارے سرمائے جاتے رہے۔ تم پر افسوس! تم اللہ کے غصّے اور غضب کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ کیونکہ جس نے لوگوں کے لئے ناجائز زینت بنائی اُس پر بیشک اللہ غضبناک ہے۔ اپنے ظاہر کو شرع کے آداب سے مزین کر۔ اور اپنے باطن سے مخلوق کو نکال۔ ان کے دروازوں سے واپس آ۔ اور اُن کو اپنے دل سے فانی سمجھ۔ گویا کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھوں

سے نفع اور نقصان نہ دیکھ۔ تو قالب کی زینت میں لگا رہا۔ اور قلب کی زینت ترک کر دی۔ دل کی زینت توحید اور اخلاق۔ یاد اللہ پر اعتماد اور اس کے ذکر اور غیر کو بھلا دینے سے ہے۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ هُوَ الَّذِی لَا یُحِبُّ اَنْ یُّحْمَدَ عَلَیْهِ (عمل نیک وہی ہے کہ جس پر تعریف کی اُمید نہ کی جائے)۔

آخرت کے اعتبار سے دیوانے اور پاگل! دنیا کے اعتبار سے مجسم عقل، یہ عقل تمہارے لئے مفید نہیں ہے! ایمان کے حصول میں کوشش کر۔ اس حال میں کہ تجھے ایمان حاصل ہو جائے۔ توبہ کر اور عذر کر اور شرمندہ ہو۔ اپنی آنکھوں سے رخساروں پر آنسو بہا۔ کیونکہ خوف خدا سے رونا گناہوں کی آگ اور غضب الٰہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ جب دل سے توبہ کرو۔ تو سچی توبہ کا نور چہرے پر روشن ہوتا ہے۔

بیٹا! اپنے باطن کی حفاظت کر۔ جب حفاظت پر قدرت حاصل ہو جائے تو غلبہ کی حالت میں معذور ہے کیونکہ محبت پردے اور ستر کی دیواروں کو گرا دیتی ہے۔ اور حیا اور وجود اور مخلوق کے دیکھنے کی دیواروں کو ویران کر دیتی ہے۔ تکلف والے کو اس کے نکالنے کا حکم ہے۔ اور جو مکلف مغلوب ہے۔ وہ اُس کی خاک قدم سے سرمہ لگاتا ہے۔ کیونکہ وہ نفس والا اور یہ قلب والا ہے۔ اور وہ مخلوق والا اور یہ رب والا ہے۔ کوشش کر کہ تو نہ ہو بلکہ وہی ہو۔ کوشش کر کہ ضرر کے دفع اور نفع کے حصول میں تیری طرف سے حرکت نہ ہو۔ جب تو ایسا کریگا۔ تو اللہ تعالے تیرے لئے ایک خادم قایم کر دیگا۔ جو تیرا محافظ ہوگا۔ اور تجھ سے سب طرح کی ایذا دور کرتا رہیگا۔ اس کے ساتھ ایسا ہو جیسا مردہ شو کے ہاتھ میں میت ہے۔ اور جیسے اصحاب کہف جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اس کے ساتھ بلا وجود اور بلا اختیار اور بلا تدبیر ہو جا۔ اس کے سامنے ایمان اور نفس کے قدموں پر ثابت رہ۔ اس کی قضاؤں اور قدروں کے مصائب کے نزول کے وقت اس کی تقدیر پر ایمان کے ساتھ ثابت

اور قائم رہ۔ ایمان تقدیر کے ساتھ قائم ہے۔ اور نفاق تقدیر سے بھاگتا ہے۔ منافق پر جس قدر دن اور رات گذرتے ہیں۔ اس کا جسم دُبلا اور حرص اور عادت اور نفس موٹا ہوتا ہے۔ اس کے باطن اور دل کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اس کے گھر کا دروازہ سجا ہوا اور اندرون خانہ ویران ہے۔ اللہ کا ذکر زبان سے کرتا ہے دل سے نہیں۔ اس کا غصہ نفس کے لئے ہے اللہ کے لئے نہیں۔ ایماندار منافق کی ضد پر ہے۔ اس کا ذکر زبان اور دل سے اللہ کے لئے ہے۔ اور اکثر اوقات میں اس کا دل ذاکر اور زبان ساکت ہوتی ہے۔ اس کا غصہ اللہ اور رسُول کے لئے اپنے نفس اور حرص اور عادت اور دنیا کے لئے نہیں ہے۔ نہ کسی حد پر حسد کرتا ہے۔ اور نہ اُس پر کوئی حسد کرتا ہے۔ حظ والوں کے حظوظ میں نزاع نہیں کرتا ہے۔

بیٹا! بچ اور پھر بچ کہ کسی صاحب نصیب سے نزاع کرے۔ کیونکہ وہ سالم اور بلند مرتبہ ہے۔ اور تو حسد کے باعث گرتا اور ذلیل ہوتا ہے اور رسوا اور ہلاک ہوتا ہے۔ تو جھگڑ کر اس کے نصیب کو کیسے بدل دیگا۔ حالانکہ جن نعمتوں میں وہ ہے اللہ کے علم میں سابق ہو چکی ہیں۔ جب تو اللہ کے ساتھ اس کے سابق علم میں اپنے اور غیر کے بارے میں نزاع کرے تو اللہ کی نظر سے گر جائیگا اور تجھے تیرا علم نفع نہ دیگا۔ جیسے کہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (عمل کرنیوالا محض مشقت اُٹھانے والا ہے) معصوم شخص دور اندیش ہے۔ تجھ پر بلا نازل ہوتی دیکھ کر اپنے ارادے کو نہ پلٹا دے گا۔ اپنے سے بلا کے دُور ہونے کا انتظار کر کیونکہ ایک گھڑی سے دوسری گھڑی تک کشائش ہے۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (وہ ہر ایک دن نئی شان میں ہے) ایک قوم کی حالت دوسری قوم کی طرف پلٹا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ صبر کر اور اس کی تقدیر پر راضی رہ۔ کیونکہ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا (تو نہیں جانتا کہ شاید اللہ تعالے اس کے بعد کوئی اور سبیل نکالدے) جب تو صبر کریگا تو تیری بلا ہلکی کر دی جائیگی۔ اور

تیرے لئے کوئی خاص سبیل نکال دیگا۔ کہ جس سے تو بھی رضی ہو اور اللہ بھی راضی ہو۔ اور اگر تو گھبرائے اور اعتراض کرے تو تیری مصیبت اور بھاری ہو گی۔ اس کے علاوہ تیرے اعتراض کے باعث عذاب اور زیادہ ہو گا۔ اللہ پر اعتراض اور نزاع کا باعث یہ ہے۔ کہ تم اپنے نفسوں اور عادتوں اور خواہشوں اور غرضوں اور دنیا کی محبت اور اس کے جمع کی حرص پر جمے ہوئے ہو +

اے قوم! اگر دنیا کی سخت ضرورت ہے تو تمہارے نفس دنیا کے دروازے پر اور دل آخرت کے دروازے پر اور باطن مولٰے کے دروازے پر رہیں۔ یہاں تک کہ نفس کا قلب بن جائے اور جو مزا قلب نے لیا ہے نفس بھی حاصل کرے۔ اور قلب کا باطن بن جائے۔ اور جو مزا باطن نے لیا ہے قلب بھی حاصل کرے۔ اور باطن ذات خداوندی میں فنا ہو جائے۔ نہ مزا لے اور نہ مزا دیا جائے۔ اب کیمیا بن جائیگا۔ اور ایک درہم کی مقدار سے ہزار مثقال کے برابر پونہ سے سونا بن جائیگا۔ یہ (انسانی کمال کی) غایت کل اور اصلیت باقی ہے۔ اس شخص کے لئے خوش خبری کہ جس نے میرے قول کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا۔ بشارت ہے اس کے لئے جو اس پر اخلاص سے عمل کرے۔ مبارک ہے کہ جس نے عمل کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور جس کے لئے عمل کیا ہے۔ اس کے قریب کر دے +

بیٹا! جب تو مریگا مجھے دیکھیگا اور پہچانے گا۔ اپنے اور بائیں دیکھے گا۔ کہ مَیں نے تیرا بوجھ اُٹھایا ہوا ہے۔ اور تجھ سے بلا کو دُور کر رہا ہوں اور تیرے حق میں سوال کرتا ہوں۔ خلقت کے ساتھ کب تک شرک اور اُن پر توکل کریگا۔ تجھ پر واجب ہے کہ جان لے کہ کوئی اُن میں سے نہ نفع اور نہ نقصان دے سکتا ہے۔ خواہ فقیر خواہ غنی خواہ عزیز خواہ ذلیل ہو۔ اللہ ہی کو لازم پکڑ۔ نہ خلقت پر اور نہ اپنے کسب اور قوت اور طاقت پر بھروسہ کر۔ اللہ کے فضل پر بھروسہ کر۔ اس پر توکل کر کہ جس نے تجھے کسب پر قدرت عنایت کی ہے۔ اور خاص اُسی نے تجھے رزق دیا ہے۔ جب تو ایسا کرے گا۔ تو تیری سیر اس کے ساتھ ہو گی۔ اور تجھ کو اپنے سابقے اور

قدرت کے عجائبات دکھائے گا۔ تیرا قلب اس سے واصل ہوگا پھر وصول کے بعد اپنے گذشتہ ایام یاد کریگا۔ جیسے کہ اہل جنت جنت میں دنیا کے ایام یاد کرینگے اگر تو سبب کا کانٹا توڑ ڈالے تو سبب والے سے مل جائیگا۔ اگر تو عادت کے خلاف کرے تو تجھ سے خلاف عادت ظاہر ہوگا۔ جس نے خدمت کی مخدوم ہؤا۔ جس نے تابعداری کی تابعداری کیا جائیگا جس نے تعظیم کی تعظیم کیا جائیگا جس نے تواضع کی بلند ہؤا۔ جو کرم کرے اُس پر کرم کیا جائیگا جس نے حسن ادب کیا قریب ہؤا حسن ادب تجھے قریب کریگا۔ اور گستاخی دور کرے گی حسن ادب! اللہ کی اطاعت ہے اور گستاخی! اللہ کی نافرمانی ہے ٭

اے قوم! اپنے نفس کی پیشی اور حساب میں دیر نہ کرو۔ آخرت سے پہلے اپنے نفسوں پر اس کی جلدی کرو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَسْتَحْیِ اَنْ یُّحَاسِبَ الْمُتَوَرِّعِیْنَ مِنْ عِبَادِہٖ فِی الدُّنْیَا (جو بندے دنیا میں پرہیزگار ہیں اللہ تعالےٰ اُن کے حساب سے شرماتا ہے) پرہیزگاری لازم پکڑ ورنہ تیری گردن پر خواری ہے دنیا کے تصرف میں پرہیز کر۔ ورنہ دنیا اور آخرت میں تیری خواہشیں صرف حسرت ہو جائینگی دینار آگ کا گھر اور درہم رنج کا گھر ہے خصوصاً اُن کو جب حرام طور سے حاصل کیا ہو اور حرام طور پر خرچ کیا ہو۔ جو کچھ میں کہتا ہوں قیامت کے دن تجھ پر ظاہر ہو جائے گا۔ آج تو اندھا اور بہرہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ (چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے) دل کو دنیا سے برہنہ کر کے اس کو بھوکا اور پیاسا رکھ تاکہ اللہ تعالےٰ اس کو پہنائے اور کھلائے اور پلائے! اپنا ظاہر اور باطن اللہ کے سپرد کر۔ تدبیر کو چھوڑ۔ بلکہ وہی ہو تو نہ رہے۔ ہمیشہ خدمتگار رہ۔ کیونکہ دنیا عمل کا گھر اور آخرت اُجرت کا گھر اور عطا اور بخشش کا گھر ہے۔ یہ اکثر صالحین کے حق میں ہے۔ اور لیکن اُن میں سے بعض کو دنیا ہی میں عمل سے خارج کر دیتا ہے۔ اس پر رحم اور احسان فرما کر آخرت

پہلے ہی اُس کی راحت میں جلدی کرتا ہے۔ صرف فرض ادا کرتا ہے۔ اور نفلوں سے آرام دیتا ہے۔ کیونکہ فرض سب مقامات اور احوال میں لازم ہیں۔ یہ بھی اللہ کے بندوں سے خاص افراد کے لئے ہے۔ جو نادر میں سے نادر ہے ؛

بیٹا! زہد کر اور دنیا سے منہ پھیر جلدی آرام پائے گا۔ اور جو دنیاوی نصیب ہے، وہ تجھے ضرور ملتا رہیگا۔ تیرا نصیب با عزت با عظمت با کرامت ملیگا۔ اپنے نفس اور حرص سے نہ کھا۔ کیونکہ یہ حجاب ہے جو دل کو اللہ سے روکتا ہے۔ مومن اپنے نفس کو اپنے نفس کے لئے نہ کھلاتا اور نہ پہناتا اور نہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ بلکہ کھاتا ہے کہ اللہ کی اطاعت پر قوت حاصل ہو۔ اس لئے کھاتا ہے کہ اس کے ظاہری قدم اللہ کے سامنے ثابت رہیں۔ شرع کے ساتھ کھاتا ہے خواہش کے ساتھ نہیں۔ اللہ کا ولی امر سے اور ابدال جو قطب کا وزیر ہے اللہ کے فعل سے کھاتا ہے۔ اور قطب کا طعام اور تصرف آنحضرت کے طعام اور تصرف سے مشابہ ہے ایسا کیوں نہ ہو۔ کیونکہ قطب آنحضرت کا غلام اور نائب اور آپ کی اُمت میں خلیفہ ہے۔ وہ آنحضرت اور اللہ تعالےٰ کا خلیفہ ہے۔ یہ باطن کا خلیفہ اور مسلمانوں کا امام اور پیشوا ہے۔ اور ظاہر کا خلیفہ بھی ہے اس کی صفت یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس کی اطاعت اور متابعت کی ترک جائز نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کا امام جب عادل ہو تو وہی زمانے کا قطب ہے۔ اس امر کو آسان سمجھ۔ کیونکہ تم پر فرشتہ مؤکل ہے۔ جو تمہارے ظاہری اور باطنی افعال کا شمار رکھتا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ قیامت کے دن فرشتے ہونگے۔ جو دنیا میں تمہارے ساتھ مؤکل تھے۔ نیکی اور بدی کے لکھنے والے۔ ان کے پاس ننانوے رجسٹر ہونگے۔ ہر ایک رجسٹر کی درازی نگاہ کی درازی کے برابر ہوگی۔ اس میں نیکی اور بدی اور جو کچھ اس سے دنیا میں صادر ہوا ہے سب کچھ لکھا ہوا ہوگا۔ ان کے پڑھنے کی اس کو تکلیف دیجائیگی۔ اور وہ پڑھے گا۔ اگر دنیا میں نیکی نہیں کی تو لکھی ہوئی ہوگی۔ اور وہ نہ پڑھے گا۔ چونکہ دنیا حکمت کا گھر اور آخرت قدرت کا گھر ہے

دنیا آلات اور اسباب کی محتاج ہے۔ آخرت کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص رجسٹروں کی تحریر سے انکار کریگا۔ تو اس کے اعضا تحریر کی تصدیق کے لئے بول اٹھیں گے +

ہر ایک عضو نے جو دنیا میں عمل کئے ہیں۔ اُن پر الگ الگ بول اُٹھیگا۔ تمہاری پیدائش ایک نہایت بڑے کام کے لئے ہے۔ حالانکہ تمہیں اس کی خبر نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (کیا تمہارا گمان ہے کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور تم نے ہماری طرف رجوع نہیں کرنا ہے) +

انچاسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ۱۱ شعبان ۵۴۵ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے۔ کہ آپ کے پاس کسی دن کوئی سوالی آیا۔ اس نے کسی کھانے کی چیز کا سوال کیا۔ آپ کے پاس دس انڈوں کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ آپ نے خادمہ کو حکم دیا۔ کہ وہی سائل کو دیدے۔ خادمہ نے نو عدد سائل کو دئے۔ اور ایک چھپا رکھا۔ جب غروب آفتاب کا وقت ہوا تو کوئی شخص آیا۔ اور اس کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ اور اس نے کہا کہ مجھ سے یہ ٹوکری لے لو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ خود باہر نکلے اور اس سے ٹوکری پکڑ لی۔ اس میں انڈے دیکھے اور شمار کئے۔ تو نوے انڈے نکلے آپ نے خادمہ سے فرمایا کہ اور انڈا کہاں ہے۔ تو نے سائل کو کتنے دئے۔ اُس نے عرض کی کہ میں نے سائل کو نو دئے۔ اور ایک میں نے سب کا روزہ افطار کرنے کے لئے رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو نے دس انڈوں کا ہم پر تاوان ڈالا۔ ان کا اپنے رب کے ساتھ اس طرح معاملہ

تھا۔ ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جو کچھ وارد ہے اس پر ایمان اور تصدیق تھی۔ وہ قرآن کے ساتھ رہتے اور اپنے لینے اور دینے اور حرکات اور سکنات میں مخالفت نہ کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ معاملہ کیا اور اپنے معاملہ میں نفع اٹھایا۔ اور اپنے مالک کے ساتھ لین دین کو لازم کر لیا۔ اس کا دروازہ کھلا دیکھ کر اس میں داخل ہوئے۔ اور غیر کے دروازے کو بند پایا۔ اس کو ترک کر دیا۔ غیر کے بارے میں اللہ کے موافق ہوئے۔ اور اللہ کے غیر کے موافق نہ کیا۔ جس سے اللہ نے نفرت کی۔ اس سے انہوں نے نفرت کی۔ اور جس سے اللہ نے محبت کی اِس سے اُنہوں نے محبت کی +

اسی واسطے بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مخلوق میں اللہ کی موافقت کرو۔ اور اللہ کو مخلوق کے موافق نہ بناؤ۔ جس کو توڑا ہے ٹوٹا رہنے دے اور جس کو جوڑا ہے جڑا رہنے دے۔ اولیاء اللہ ہمیشہ حق تعالیٰ کے طرفدار رہے ہیں۔ اپنے نفسوں اور غیر پر اس کی مدد کرتے ہیں۔ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے ہیں۔ اس کی شرع کے قائم کرنے اور اس کے حدوں میں کسی سے خوف نہیں کھاتے ہیں +

بیٹا! جس ہوس کے اندر اور جس ہوس کے اوپر تو ہے اس کو ترک کر۔ اولیاء اللہ کی اُن کے اقوال اور افعال میں تابعداری کر۔ جھوٹے دعوے کے ساتھ اُن کے مرتبہ پر پہنچنے کی طلب نہ کر۔ جیسے انہوں نے بلا پر صبر کیا ہے تو بھی صبر کر۔ اگر آزمائش خداوندی نہ ہوتی۔ تو سب لوگ عابد اور زاہد بن جاتے۔ لیکن اُن پر بلائیں آتی ہیں تو صبر نہیں کرتے ہیں۔ بلائیں دروازہ الٰہی اور ان کے درمیان حجاب ہو جاتی ہیں۔ جو شخص اللہ کے لئے صبر نہ کرے اس کے لئے عطا نہیں ہے۔ جب صبر اور رضا نہ رہے تو یہ اللہ کی عبودیت سے خروج کے لئے سبب ہے +

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے مَنْ لَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ فَلْیَتَّخِذْ اِلٰھًا سِوَائِیْ (جو شخص میری قضا پر راضی

نہیں اور میری بلا پر صابر نہیں ہے۔ اس کو چاہئے کہ میرے سوا کوئی اور معبود بنائے) غیر کو چھوڑ کر اسی کے ساتھ صبر کرو۔ اور تمہارے نفع یا نقصان کا مقدر ہو کر رہیگا۔ اسلام کو ثابت کرو۔ تاکہ ایمان تک پہنچو۔ پھر ایمان کو ثابت کرو تاکہ یقین تک پہنچو۔ اب تم وہ چیزیں دیکھو گے جو پہلے نہ دیکھی تھیں۔ جیسی چیزوں کی صورتیں ہیں یقین تم کو ویسی ہی دکھائے گا۔ خبر مشاہدہ ہو جائے گی اور قلب کو اللہ پر ٹھیرائیگی۔ اور اسی سے چیزوں کو دکھائے گی۔ جب دل اللہ کے دروازے پر ٹھیرتا ہے تو اس کی طرف کرامت کا ہاتھ نکلتا ہے۔ اور اس پر کرامت کو نازل کرتا ہے۔ اُس کو سخی یا ایثار بنا دیتا ہے۔ مخلوق پر سخاوت کرتا ہے۔ اور ان پر کسی چیز کے بخل کو روا نہیں رکھتا ہے۔ تندرست دل جو اللہ کے لئے سنور جائے کریم ہے۔ اور جو باطن کدورت سے صفا ہو کریم ہے۔ قلب اور باطن ایسے کیوں نہ ہوں۔ حالانکہ ان پر سب کریموں سے کریم نے کرم کیا ہے ؛

اے قوم! سخاوت اور ایثار نفس اللہ کی اطاعت میں کرو معصیت میں نہیں۔ جو نعمت گناہ میں صرف ہو وہ زوال کا پیش خیمہ ہے۔ عبادت کو لازم کر کے کسب میں مشغول ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ قرب حقانی حاصل ہو جائے۔ تمہارے فکر اس کے اندر اس کے ساتھ نہ غیر کے اندر اور غیر کے ساتھ جمع ہو جائینگے۔ اب تمہاری خوراک اس کے فضل و کرم کے طباق سے ہوگی۔ ایسی جگہ سے کہ تمہیں اس کا علم نہ ہوگا۔ اور نہ کبھی خیال ہی گذرا ہوگا۔ اللہ سے صرف نفس کا حجاب ہے۔ جب نفس درمیان سے زائل ہوا تو حجاب بھی جاتا رہا۔ اسی واسطے حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں اپنے رب کو دیکھا۔ میں نے عرض کی کہ بار خدایا تیری طرف راستہ کس طرح ملے۔ فرمایا۔ دع نفسك وتعال (نفس کو چھوڑ کر چلے آؤ) تو میں نفس سے اس طرح نکلا جس طرح سانپ اپنی کھنچلی سے نکلتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی آنکھ نفس پر ہے غیر پر نہیں۔ اسی واسطے حضرت بایزید بسطامی کو نفس کی ترک کا امر فرمایا۔ دنیا اور ماسوی اللہ سب کچھ نفس کے تابع ہے۔ دنیا نفس کی اور اس کی محبوبہ ہے۔ اور آخرت

بھی اسی طرح ہے۔ کیونکہ اللہ جلّشانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ (اس میں وہی چیزیں ہیں کہ جن کے نفس خواہش کرتے اور آنکھیں لذت پاتی ہیں)

حضرت غوث پاک نے کلام کے بعد ارشاد فرمایا۔ اولیاء اللہ جن کو مخلوق اور عیال کی مصلحتوں میں ہیں اور رات کو اپنے رب کی خدمت اور اس کی خلوت میں ہیں۔ یہی بادشاہوں کا حال ہے۔ کہ دن بھر غلاموں اور خادموں کے ساتھ اور لوگوں کے مقدمات طے کرتے ہیں جب رات آتی ہے تو اپنے وزیروں اور خاصوں کی محفل لگاتے ہیں۔ میری بات کو سنو اللہ تم پر رحم کرے۔ دلوں سے سنو اور اس کو یاد رکھو۔ اور اس پہ عمل کرو۔ میں حق کے ساتھ حق سے بولتا ہوں۔ میں اللہ کے راستے کی صفت پر بولتا ہوں راستے کی صفت کرتا ہوں کہ اس پر چلو۔ مجھے اَحْسَنْتَ (تو نے اچھا بیان کیا) کہلا کر صبر نہیں آتا۔ بلکہ اپنے دل کی زبانوں سے کہو میری نصیحت پر عمل کرو۔ اور عمل میں اخلاص کرو۔ یہاں تک کہ جب میں تمہاری یہ حالت دیکھ لوں تو میں اَحْسَنْتُمْ (تم نے اچھا کیا) کہوں۔ کب تک نفس اور دنیا اور آخرت اور مخلوق اور ماسوی اللہ سب کچھ کے ساتھ رہے گا۔ مخلوق تیرے نفس کا حجاب اور نفس تیرے دل کا حجاب اور دل تیرے باطن کا حجاب ہے۔ جب تک مخلوق کے ساتھ ہے نفس کو نہ دیکھے گا۔ اگر مخلوق کو ترک کرے تو نفس کو دیکھے۔ نفس کو اپنا اور رب کا مخالف دیکھے۔ اس کے ساتھ ہر وقت لڑائی کر۔ تاکہ رب کے ساتھ مطمئن ہو جائے۔ اور اس کے وعدے پر اطمینان کرے۔ اور اس کے عذاب سے ڈرے۔ امر بجا لائے اور نہی سے باز رہے۔ اور قدر میں موافق ہو جائے۔ اب دل اور باطن سے حجاب دور ہوں گے وہ دیکھیں گے جو پہلے نہ دیکھا تھا۔ اللہ کو پہچانیں گے اور اسی سے التجا کریں گے۔ اور اس کے غیر پر نہ ٹھہریں گے عارف کسی چیز کا واقف نہیں۔ بلکہ ہر ایک چیز کے خالق سے واقف ہے۔ اس کو نیند اور اونگھ نہیں۔ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے اس کو نہیں روکتی ہے محبوب کا کوئی وجود نہیں۔ وہ اپنے رب کے ساتھ علم اور قدر کے میدان میں ہنستا ہے۔ بحر علم

کی موجیں اس کو اوپر اور نیچے ڈالتی ہیں۔ گاہے آسمان کی طرف اور گاہے زمین کی طرف۔ حالانکہ وہ غائب اور حیران ہے کہ کچھ نہیں سمجھتا۔ بہرہ اور گونگا ہے۔ غیر حق سے سُنتا نہیں اور غیر حق کو دیکھتا نہیں ہے۔ اللہ کے سامنے مردہ ہے۔ جب چاہتا ہے اُس کو مشتہر کرتا ہے اور جب چاہتا ہے اُس کو وجود عنایت کرتا ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ قرب کے خیموں میں ہیں جب حکم کی نوبت آئے تو حکم کے صحن میں ہو جاتے ہیں اور نکلنے کی نوبت آئے تو دروازے پر آجاتے ہیں۔ مخلوق کے قصے سُنتے ہیں مخلوق اور خالق کے درمیان ایلچی اور قاصد ہیں۔ یہ ان کے حالات ہیں لیکن بعضے احوال چھپانے کے قابل ہوتے ہیں ✤

اے قوم! یہ کیا بات ہے۔ تم حرص میں پڑے ہو۔ بے فائدہ اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ اللہ کے ساتھ صبر کرو۔ اور دنیا و آخرت میں بھلائی دیکھو۔ اگر اسلام کی حقیقت چاہتا ہے تو سب کچھ اللہ کے سپرد کر۔ اگر قرب الٰہی چاہتا ہے تو اس کے فعل اور تقدیر میں بغیر چون و چرا کے آرام حاصل کر۔ کسی چیز کو نہ چاہو کیونکہ تمہارا چاہنا صحیح نہیں ہے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ (تم نہیں چاہتے ہو مگر اللہ چاہتا ہے) جب چاہنا پورا نہ ہو تو نہ چاہو اس کے افعال میں نزاع نہ کرو۔ اگر تیرا سامان اور مال اور صحت اور تیرا بیٹا لے لے اور تیری ہتک عزت کرے تو اس کی تبدیلی اور ارادے اور تقدیر میں مسکرا۔ اگر قرب اور صفائی کی طلب ہے تو اس حال پر قائم ہو جا۔ اگر دنیا میں اپنا دل اس تک پہنچانا چاہتے ہو تو اپنا غم چھپاؤ۔ اور بظاہر خوش رہو۔ کیونکہ مخلوق کے خالق کا خلق بہت اچھا ہے ✤

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ و صحابہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بِشْرُ الْمُؤْمِنِ فِیْ وَجْهِهٖ وَحُزْنُهٗ فِیْ قَلْبِهٖ (ایمان دار کا چہرہ خوش اور دل غمناک ہے) ✤

کسی کے پاس شکایت نہ کر۔ کیونکہ اگر اللہ کی شکایت کریگا تو اُس کی نگاہ سے گر جائیگا۔ باوجودیکہ تیری شکایت قائم رہے گی دور نہ ہو گی۔ اپنے مال پر اترانا نہیں کیونکہ خود پسندی اعمال کو فاسد اور برباد کر دیتی ہے۔ جس شخص کی یاوری توفیق الٰہی

کرے اس قسم کے اعمال سے غرور جاتا رہتا ہے۔ اپنے پورے ارادے سے اس کی طرف توجہ کر۔ کیونکہ وہ تیرے لئے رحمت کر کے اپنی طرف وصول کے اسباب مہیا کر دے گا۔ اپنا پورا قصد اس کی طرف کیسے کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم اپنے اقوال اور افعال میں جھوٹے ہو مخلوق سے تعریف کا طالب اور ان کی برائی سے ڈرتا ہے۔ اللہ کا راستہ سب کا سب سچائی ہے۔ اولیاء اللہ کا صرف صدق ہے جھوٹ نہیں۔ صدق کو ظاہر نہیں کرتے۔ ان کے اکثر افعال اقوال کے مطابق ہیں۔ وہ مخلوق میں اللہ کے نائب اور ان پر خلیفے ہیں وہ اللہ کی طرف سے سردار اور زمین پر کوتوال ہیں۔ وہ اس کے خاص اور مخلص بندے ہیں۔ نفاق والے! تجھے ان پر کوئی حق نہیں ہے اپنی ریاکاری سے ان کا مزاحم نہ بن۔ یہ مقام مطلق الصانی اور آرزو اور قال اور قیل سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اے خدا! ہمیں صادقین سے کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

اور نیز حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ ان کے احوال پر صرف نام سے اور ان جیسی ظاہری حالت بنانے سے اور ان کی باتیں چبا چبا کرنے پر قناعت نہ کرو۔ ان کے افعال کی مخالفت کر کے ان امور سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ تو مجسم کدورت ہے صفائی نہیں۔ مخلوق ہے، خالق نہیں۔ دنیا ہے آخرت نہیں۔ باطل ہے حقیقت نہیں۔ ظاہر ہے باطن نہیں۔ قول ہے عمل نہیں۔ عمل ہے اخلاص نہیں۔ اگر اخلاص ہے تو سنت کے مطابق نہیں۔ اللہ تعالےٰ قول کو عمل کے بغیر اور عمل کو اخلاص کے بغیر قبول نہیں کرتا ہے۔ اور جو کوئی چیز بھی جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق نہ ہو مقبول نہیں ہے۔ یہ دعوے بلا دلیل ہے۔ لہٰذا تیری کوئی چیز بھی قبول نہیں ہے۔ اگر تجھے جھوٹ کے ساتھ خلقت میں قبولیت حاصل ہو جائے تو اللہ کے پاس ہرگز مقبول نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ دلوں کے درازوں سے واقف ہے۔ ملمع نہ پیش کر۔ کیونکہ پرکھنے والا دانا ہے۔ اللہ تعالےٰ تیرے دل کو

دیکھتا ہے صورت کو نہیں تیرے کپڑوں اور کھاڑی اور ہڈیوں کے پیچھے دیکھتا ہے۔ تیری خلوت سے تیری کثرت کی طرف نگاہ کرتا ہے۔

کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ خلقت کا منظر زینت دار اور خدا کا منظر گندہ بنا رکھا ہے۔ اگر نجات چاہتا ہے تو سب گناہوں سے توبہ کر۔ اور توبہ بھی اخلاص سے کر۔ خلقت کے شرک سے توبہ کر کوئی عمل بھی اللہ کے سوا اور کسی کے واسطے نہ کر۔ میں تجھے مجسم خطا دیکھتا ہوں۔ کیونکہ تو نفس اور خواہش اور دنیا اور حرص اور لذت کے ساتھ ہے۔ تجھے ایک مچھر رنجیدہ اور ایک نوالہ غضبناک کر دیتا ہے۔ تیری خوشی نفس کی خوشی کے ساتھ اور تیرا غصہ نفس کے غصے کے ساتھ ہے۔ لہذا تو اپنا ہی بندہ ہے۔ اور تیری لگام نفس کے ہاتھ ہے۔ تو اللہ کے بندوں میں سے کہاں ہے۔ جن کے لئے عبودیت ثابت اور وہ راضی برضا ہیں۔ اُن پر آفات نازل ہوتی ہیں اور وہ آرام سے بیٹھے ہیں۔ جیسے پہاڑ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ مصیبتیں ان کی طرف اور ان کے اوپر نازل ہوتی ہیں۔ اور وہ صبر اور موافقت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ جسموں کو بلا کے لئے چھوڑا اور خود دلوں کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف پرواز کر گئے۔ اُن کی مثال ایسی ہے جیسے جن خیمیں لوگوں کے بغیر اور پنجرے پرندوں کے بغیر۔ ان کی روحیں اللہ کے پاس اور جسم اللہ کے سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنے والو! اس سے وحشت رکھنے والو! میرے پاس آؤ! تمہارے اور اللہ کے درمیان صلح کرا دوں۔ تمہارے لئے سوال کروں اور اس سے امن دلاؤں۔ تمہارے لئے زاری کروں۔ تاکہ اپنے حقوق جو تم پر ہیں بخش دیوے۔ اے خدا! ہمیں اپنی طرف واپس بلا۔ اور ہمیں اپنے دروازے پر کھڑا کر۔ ہمیں اپنے لئے اپنے اندر اپنے ساتھ کر لے۔ اپنی خدمت میں ہم سے راضی ہو۔ ہمارا لین دین اپنے لئے کر۔ ہمارے باطن غیر سے پاک کر۔ جہاں سے منع کیا ہے وہاں ہمیں نہ دیکھ۔ اور جہاں کا امر کیا ہے وہاں سے ہمیں غائب نہ دیکھ۔ ہمارے ظاہر کو گناہوں سے اور باطن کو شرک سے آلودہ نہ کر۔ ہمیں ہمارے نفسوں سے الگ کر کے اپنی طرف بلا۔ ہمیں غیر سے

علیحدہ کرکے اپنے ساتھ غنی کر غفلت سے بیدار کر۔ تیری طاعت اور مناجات کا ارادہ کریں۔ اپنے قرب سے ہمارے دلوں اور باطنوں کو لذت عنایت کر۔ ہم میں اور ہمارے گناہوں میں دوری کر۔ جیسے تو نے آسمان اور زمین میں دوری کی ہے۔ ہمیں اپنی اطاعت کے قریب کر۔ جیسے آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کو قریب کیا ہے۔ ہم میں اور جس چیز سے تجھ کو نفرت ہے اس میں دوری کر۔ جیسے تو نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کو گناہ کی حالت میں ایک کو دوسرے سے دور کر دیا ۞

اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے نفسوں اور خواہشوں اور عادتوں کو ہمیشہ کے روزے اور ہمیشہ کی نماز اور ہمیشہ کے صبر سے گلا ڈالو۔ جب بندے کے لئے اپنے نفس اور خواہش اور عادت کا گلانا صحیح ہو جائے۔ تو بلا مزاحمت اور موالی باقی ہے قلب اور باطن اور موالی باقی رہے۔ کشائش بلا تنگی اور صحت بلا مرض ہے عقلمند ہو! علم پڑھو اور اخلاص سے عمل کرو ۞

بیٹا! پہلے خلقت سے سیکھ پھر خالق سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ عَمِلَ بِمَا يَعْلَمُ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اللہ اسے ایسا علم بتاتا ہے کہ جس کو وہ نہیں جانتا ہے) پہلے خلقت سے علم سیکھ کہ جو حکم ہے۔ پھر خالق سے سیکھ جو علم لدنی ہے۔ جو علم کہ دلوں سے خاص ہے جو راز کہ باطنوں سے خاص ہے۔ استاد کے سوا تمہیں کسی چیز کے سیکھنے کی کیسے قدرت ہو۔ تو حکمت کے گھر میں ہے علم کو طلب کر کیونکہ علم کی طلب فرض ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ (علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں ہو) ۞

بیٹا! ایسے شخص کی صحبت میں رہ کہ جو تیرے نفس کے جہاد پر مدد کرے۔ ایسے شخص سے نہ مل کہ جو تیرے خلاف مدد کرے۔ اگر تم جاہل پیر یا کار حرص اور ہوس والے کی صحبت میں ہوگے۔ تو وہ تمہارے نفس کا مددگار ہوگا۔ کامل پیر دنیا کے لئے صحبت نہیں رکھتے۔ بلکہ آخرت کے لئے صحبت رکھتے ہیں۔ اگر شیخ حرص اور ہوس کا بندہ ہے

تو دنیا کے لئے مرید کریگا۔ اگر اہل دل ہے تو آخرت کے لئے صحبت رکھیگا۔ اگر صاحب باطن ہے تو مولیٰ کے لئے صحبت رکھیگا۔ زبردستی پیر بننے والے! اور خواہ مخواہ کے مرشد! ہادیان کامل سے جو اپنے احوال میں مخلص ہیں مزاحمت کرنے والے۔ جب تک تو دنیا اور نفس اور حرص کا طالب ہے تو بچہ ہے۔ یہ صرف حرص ہے۔ ہر ایک نادر سے نادر ہے۔ کہ نفس دنیا سے منہ موڑے اور اس کو اختیار سے ترک کرے۔ بے اختیاری سے نہیں۔ اور نفس کا مطمئن ہونا اور قلب بن جانا ہر ایک نادر سے نادر اور دُور سے دُور ہے۔ اس کے حق میں یہ مقام صحیح ہے کہ جب دنیا آخرت اور ماسوی اللہ سے اندھا ہو جائے تو جس قدر بندہ اللہ کے قریب ہوگا اسی قدر اندیشناک اور زیادہ خوف کریگا۔ اسی واسطے لوگ بادشاہ کی نسبت وزیر سے بہت اندیشناک رہتے ہیں کیونکہ وزیر بادشاہ کی نسبت اُن سے بہت نزدیک ہے۔ مومن اخلاص کے سوا اللہ کے نزدیک نہیں ہو سکتا ہے۔ اس وقت وہ نہایت خطرناک حالت میں ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ نہایت خطرناک حالت میں ہیں۔ جب تک اللہ سے ملاقات نہ کرلیں اُن کا خوف تھمتا نہیں ہے۔ بلکہ بہت بڑھتا ہے۔ اسی واسطے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَنَا اَعْرَفُکُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّکُمْ لَہٗ خَوْفًا (میں تم سب سے اللہ کا عارف ہوں اور سب سے زیادہ خوف رکھنے والا ہوں) اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو آزماتا ہے تاکہ اُن کو صفائی عنایت کرے۔ وہ ہمیشہ تغیر اور تبدل سے خوف کے قدم پر کھڑے ہیں۔ ڈرتے ہیں اگرچہ امن کی حالت میں ہوں۔ کانپتے ہیں اگرچہ انہیں سکون عنایت کیا گیا ہو۔ اپنے نفسوں پر ایک ذرے اور ایک رائی کے دانے اور ذراسی چوک اور تھوڑی سی غفلت پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ جب انہیں سکون حاصل ہوتا ہے تو پرواز کرتے ہیں۔ جب غنی کرتا ہے تو اور محتاج ہوتے ہیں۔ امن دیتا ہے تو خوف کرتے ہیں۔ عطا کرتا ہے تو رُکتے ہیں۔ ہنساتا ہے تو روتے ہیں۔ خوش کرتا ہے تو غم کرتے ہیں۔ دوسروں کی اُلٹا پلٹی اور بُرے انجام سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اُن کا پاک پروردگار لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ

وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (جو کچھ وہ کرتا ہے نہ پوچھا جائے گا اور اُن سے پُوچھا جائیگا) اَور تو غفلت والے! گناہ اَور مخالفت سے حق کا مقابلہ کرتا ہے اَور پھر اُس سے امن مانگتا ہے عنقریب تیرا امن خوف سے بدل جائیگا۔ تیری کشائش تنگی سے اَور تیری صحت بیماری سے۔ عزّت ذِلّت سے۔ بلندی پستی سے۔ غنا فقر سے بدل جائیں گے ✦

اتنی بات جان رکھ کہ تیرا امن قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے دُنیا میں تیرے خوف کے اندازے پر ہوگا۔ اور آخرت میں تیرا خوف دُنیا کے امن کے اندازے پر ہوگا لیکن تم دنیا کے دریا میں ڈوب رہے ہو۔ مچھی کی طرح چاہ غفلت میں پڑے ہو۔ لہٰذا تمہاری زندگی بالکل چوپایوں کی زندگی کے مشابہ ہے۔ کھانے اور پینے اور نکاح اَور خواب کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ تمہارے احوال اہل دل پر ظاہر ہیں۔ دُنیا کی حرص اَور اُس کی جمع اور رزقوں کی طلب نے اللہ کے راستے اور اُس کے دروازے سے تمہیں حجاب میں ڈال رکھا ہے ✦

حرص سے رسوا ہونے والے! اگر تو اور تمام اہل زمین کسی چیز کو تیرے لئے حاصل کریں جو تیرے نصیب میں نہیں ہے ہرگز حاصل نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا جو نصیب میں ہے۔ اَور جو چیز نصیب میں نہیں ہے اُس کی طلب کو ترک کر۔ عاقل کو کب اچھا معلوم ہوتا ہے کہ ایسی چیز کی طلب میں اپنے وقت کو ضائع کرے کہ جس سے اللہ تعالےٰ فارغ ہو چکا ہے۔ مخلوق کو اپنے دل سے نکال۔ ان کو نفع او رنقصان عطا اور منع۔ تعریف اور برائی۔ عزت اَور ذِلّت۔ ان کی توجہ اور بے توجہی میں نہ دیکھ۔ اور اعتقاد رکھ کہ ضرر اور نفع اللہ سے ہے۔ اَور نیکی اور بدی اللہ ہی کے دست قدرت میں ہے۔ جس کو کہ مخلوق کے ہاتھوں سے جاری کراتا ہے۔ جب تجھے ثابت ہو جائے۔ تو مخلوق اور خالق کے درمیان سفیر (قاصد) ہو جائے گا۔ اور ان کے ہاتھ پکڑ کر اللہ کے دروازے پر لائیگا۔ ان کو خیال کر کہ تیری طرف سے معدوم ہیں۔ اپنے رب کے نافرمانوں کو جنبوں اور زنا دانستگی کی آنکھ سے دیکھ ان سے مدارات کر اور خوشی سے پیش آ۔ ان کی نادانی اور ایذا پر صبر کر۔ اللہ کے تابعدار

عالم مجسم عقل ہیں۔ اور اللہ کے نافرمان۔ جاہل۔ دیوانے ہیں۔ گنہگار رب سے جاہل ہو کر
نافرمان ہوُا۔ اور شیطان کے تابع اور موافق بنا۔ اگر اللہ سے واقف ہوتا تو نافرمانی
نہ کرتا۔ اگر اپنے نفس کو پہچانتا اور جانتا کہ وہ بدی کا امر کرتا ہے تو اس کی موافقت نہ کرتا
کسی قدر ابلیس اور اس کے مددگاروں سے ڈرایا ہے۔ کہ تو اُن کی مصاحبت نہ کرے
اور ان کی نہ مانے۔ ابلیس کے مددگار نفس اور دنیا اور حرص اور ہوس اور بُرے ہمنشین
ہیں۔ سب سے پرہیز کر۔ کیونکہ یہ سب تیرے دشمن ہیں۔ اور اللہ کے سوا تیرا کوئی بھی
مُحب نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تجھے تیرے لئے چاہتا ہے۔ اور غیر تجھے اپنے لئے
چاہتا ہے۔ جب تو اپنی خلوت میں نفس کو گم کرے اور طالبوں کے ساتھ طلب کرے تو
اب تیری خلوت اللہ تعالٰے کے انس ہو گی۔ اگر تو اپنے نفس کو دنیا کے ساتھ اور دل کو آخرت
کے ساتھ اور باطن کو مولٰی کے ساتھ ترک کریگا۔ تو تیری خلوت میں اللہ کے ساتھ اُنس ہو گا
لیکن دُنیا اور نفسوں کے وجود کے خلوت حاصل نہ ہو گی۔ غیر سے وحدت میں حاصل ہوُا
کرتی ہے غیر سے نفرت کر کے اللہ کو پائے گا۔ کب صفا ہو گا کہ صفا اور اہل صفا کو دیکھے۔
کب صدق کریگا کہ صدق اور اہل صدق کو دیکھے۔ کب خالص ہو گا کہ اللہ کا دروازہ اور
اس کے اہل کو دیکھے۔ جب اپنے حال کو ثابت کرے گا۔ تو مردانِ خدا نظر آئیں گے۔
جب شاہی دروازہ دیکھیگا۔ تو اس کے خادم اور وہاں کے ٹھیرنے والے بھی نظر آئینگے۔
شاہی دروازہ میں کبھی گھُسا نہیں ایک لمحہ کبھی دیکھا نہیں اس کے خادم اور غلام
کیسے نظر آئیں۔ کچھ حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالٰے کا دیدار نہ کرے۔ اب تجھے
صدق نظر آئے گا۔ اور تو وہاں دیکھیگا۔ کہ صدق تجھے اُٹھاتا ہے اور آگے بڑھاتا ہے
اور بیدار کرتا ہے اور جھوٹ تجھے واپس کرتا اور خواب میں لاتا ہے۔ سچوں کا ساتھی بن
یہاں تک کہ جو معاملہ ان کے ساتھ ہوُا ہے تیرے ساتھ بھی ہو۔ اپنے اقوال و افعال میں
صدق رکھ۔ سب احوال میں صبر کر۔ توحید اور اخلاص اور اللہ پر توکل یہ سب صدق ہی تو
ہے۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اسباب اور معبودوں کو کاٹا جائے۔ اپنے اور باطن کے
ساتھ اپنی طاقت اور قوت سے نکل۔ اگر اس سے ملنا چاہتے ہو تو غیر کے میل کو ترک کر۔

اپنے آپ اور غیر سے اعراض کر۔ مخلوق سے اعراض کر تا کہ خالق سے ملے جب تک اپنے اور ان کے ساتھ ہو نجات نہ پائیگا۔ اللہ کا قرب ہجوم کی برداشت نہیں کرتا ہے ہزار در ہزار میں سے قیامت تک ایک شخص ہے کہ جو میری بات کو سمجھتا ہے۔ اور میری نصیحت پر عمل کرتا ہے۔ اور باقی اس کے طفیلیوں میں داخل اور اس کے حضور سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ میں دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بھلائی کی اُمید رکھتا ہوں! ایماندار کے لئے دنیا قید خانہ ہے جب اپنے قید خانہ کو بھولتا ہے تو اُسے خوشی معلوم ہوتی ہے! ایماندار قید خانہ میں اور عارف مقام شکر میں ہیں۔ قید خانہ سے غائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے شوق کی شراب اور اپنے انس کی شراب اور اپنی طلب کی شراب اور مخلوق سے غفلت اور اپنے ساتھ بیداری کی شراب پلائی ہے۔ یہ شرابی ہیں۔ انہوں نے مخلوق کی طرف سے بھنگ پی رکھی ہے۔ ان کو اللہ میں اور اس کے ساتھ افاقہ ہے۔ قید خانے اور قیدیوں سے غائب ہیں۔ ان کے دوزخ اور جنت نے دنیا ہی میں جلدی کی۔ نزاع ان کا دوزخ اور راضی برضا ان کا جنت ہے غفلت ان کا دوزخ اور بیداری ان کا جنت ہے۔ عام کے حق میں قیامت حساب ہے اور خاص کے حق میں قیامت عتاب ہے ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ انہوں نے دنیا ہی میں اپنے نفسوں پر قیامت کو قائم کر لیا ہے مار سے پہلے ہی رو پڑے۔ مار کی حاضری کے وقت رونے نے اُن کو نفع دیا ہے ❖

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے حالت خواب میں روایت ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور مجھے حکم ہوا کہ اے سفیان! تم نہیں جانتے۔ اِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں) تم یہ سب رونا میرے خوف سے روئے۔ مجھ سے حیا کیوں نہ کیا۔ اپنی عادت اور حرص اور شیطان کو ترک کر۔ اور اُن کی طرف مائل نہ ہو۔ جب یہ ثابت ہو جائے تو اپنے اور بُرے دوستوں کے درمیان عداوت

قائم کرا اور اُن سے محبت نہ رکھ یہاں تک کہ تیرے حال ہیں موافق ہو جائیں ۔ توبہ دولت کا دل ہے جس شخص نے توبہ کی اور توبہ سے پہلی حالت کو نہ بدلا ۔ تو وہ شخص اپنی توبہ میں جھوٹا ہے ۔ جب تو بدلیگا ۔ تو تجھ پر تبدیلی کی جائیگی ۔ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ہے یہاں تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے) دُنیا میں کسی پر ظلم نہ کر ۔ کیونکہ آخرت میں تجھ سے مواخذہ کیا جائیگا ۔ دنیا میں عدل کرتا کہ تجھ پر جنت کے راستہ میں بے عدلی نہ ہو ۔ ظالموں نے جب عدل کو ترک کر دیا ۔ اُن پر اہل عدل کے طریق سے عدل کیا گیا ۔ ہر ایک چیز کو اپنی جگہ میں چھوڑ ۔ تاکہ تجھے اللہ کے نزدیک جگہ ملے ۔ یہ آخری زمانہ ہے ۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ تم نے بہت کچھ ایرا پھیری کر لی ہے ۔ مَیں خوف کرتا ہوں ۔ کہ تم پر اللہ کی طرف سے ایرا پھیری نہ ہو جائے ۔ ضرور ہے کہ جو چیزوں میں تغیر اور تبدل کرے ۔ لیکن بعض حلال سے ایسا بھی ہے کہ جو چھپایا جائے ۔ مخلوقِ خدا ! مَیں صرف تمہاری درستی اور منفعت کا طالب ہوں ۔ میری تمنا ہے کہ دوزخ کے دروازے بند ہوں ۔ اور دوزخ بالکل نابُود ہو جائے ۔ اور مَیں چاہتا ہوں کہ مخلوقِ خدا میں سے دوزخ میں کوئی بھی داخل نہ ہو ۔ اور میری آرزو ہے کہ جنت کے دروازے کھلیں ۔ اور اُس میں داخل ہونے سے اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ روکا جائے ۔ یہ میری سب تمنائیں اللہ کی رحمت اور مخلوق پر شفقت کی اطلاع سے ہیں ۔ مَیں تمہارے دلوں کی اصلاح اور تہذیب کے لئے بیٹھا ہوں ۔ میرا مقصد کلام میں تغیر اور تہذیب نہیں ہے ۔ میری سخت کلام سے نہ بھاگو ۔ کیونکہ اللہ کے دین میں سختی نے مجھے پرورش کیا ہے ۔ میری کلام سخت اور میرا طعام بے مزہ ہے ۔ جو شخص مجھ سے اور میرے جیسوں سے بھاگے گا ۔ نجات نہ پائیگا ۔ اگر گستاخ بنے گا تو دین کی طرف رجوع کرے گا ۔ مَیں تجھے ترک نہ کرونگا ۔ اور نہ کہونگا کہ یہ کر ۔ مجھے پرواہ نہیں میرے پاس حاضر ہو یا نہ حاضر ہو ۔ مَیں اللہ کے سوا اور حیلوں کا طالب نہیں ہوں ۔ اس سے طلب ہے تم سے نہیں ۔ مَیں تمہارے شمار اور حساب سے

الگ ہوں میں اس میں شامل نہیں۔ زبان سے حالت نہیں بدلتی دل سے بدلتی ہے، داہنا اور بایاں اور پیچھا نہیں ہے۔ صرف آگا ہے۔ سینہ ہے کمر نہیں۔ میں نبیوں اور رسولوں اور سلف صالحین کا تابعدار ہوں۔ میری ساری دوڑ قرب حقانی کے دروازے کی طرف انہی سے ہے۔ اپنے گناہوں اور بے ادبی سے توبہ کرو۔ یہ توبہ تمہارے دلوں کی زمین میں مَیں نے پودا اگایا ہوا ہے۔ تمہارے پاس ایک عمارت بنا رہا ہوں۔ شیطان کی عمارت گرا کر رحمان کی عمارت بناتا ہوں۔ اور تمہیں تمہارے مولیٰ تمہارے رب کے ساتھ ملاتا ہوں۔ میں مغز کے ساتھ قائم ہوں۔ پوست کے ساتھ نہیں۔ یہ ظاہر پوست ہے اس کی ترتیب میں شفقت نہیں اٹھاتا ہوں۔ میں تمہارے مغز کو پرورش کرتا ہوں۔ اور تمہارے پوستین کو دور کرتا ہوں۔ اور تمہاری تربیت اسی لئے کرتا ہوں کہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھ تم سے ٹھنڈی ہو جائے۔

بیٹو! دنیا کے لئے میری صحبت نہ رکھو۔ بلکہ صرف آخرت کے لئے جب تمہاری صحبت میرے ساتھ آخرت کے لئے صحیح ہو جائے گی۔ تو ضمنی اور عارضی طور پر تمہیں دنیا بھی مل جائیگی۔ اپنے زہد کے قدر پر اس کو حاصل کرو گے میں تمہارا ضامن ہوں کہ دنیا کا حساب تم سے نہ لیا جائیگا۔ آخرت کو دنیا پر اور باطن کو ظاہر پر اور حق کو باطل پر اور باقی کو فانی پر مقدم رکھو۔ پہلے ترک کرو پھر حاصل کرو۔ حرص اور ہوس اور نفس کے ہاتھوں سے لینے کو ترک کرو۔ باطن اور دل کے ہاتھ سے لو۔ مخلوق کے ہاتھوں سے لینا ترک کرو۔ اور خالق کے ہاتھ سے لو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابعداری کرو۔ اور آپ جو کچھ امر اور نہی لاتے ہیں قبول کرو۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو کچھ رسول لایا ہے لے لو اور جس سے منع کیا ہے رک جاؤ) اللہ اور رسول کے امر کے وقت درندے بن جاؤ۔ اور ان کی نہی کے وقت بیمار ہو جاؤ۔ قضا اور قدر دل کے آنے کے وقت مر جاؤ۔ اور اس کے ساتھ ہی لوگوں

سے حسن خلق کے ساتھ معاشرت کرو۔ اللہ تعالےٰ سے جو اس کا علم اس کے سوا طلب نہ کرو۔ اور اس کے حکم اور قدر کی اپنے اور پرائے میں موافقت کرو۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ الْقَلَمَ قَالَ لَہٗ اُکْتُبْ قَالَ مَا الَّذِیْ اَکْتُبُ قَالَ اُکْتُبْ حُکْمِیْ فِیْ خَلْقِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اس کو حکم دیا کہ لکھ۔ اُس نے عرض کی کہ مَیں کیا لکھوں۔ فرمایا کہ میرا حکم میری مخلوق میں قیامت تک کا لکھ ڈال)۔

دلوں کے مُردو! نفسوں کے زندو! تمہارے دل مر گئے۔ ان کی مصیبت میں رہنا تمہارے غیر کی مُصیبت میں رہنے سے بہتر ہے۔ دِلوں کی موت اللہ سے اور اس کے ذکر سے غفلت ہے۔ جو شخص اپنے دل کو زندہ کرنا چاہتا ہے تو اس میں اللہ کا ذکر اور اس کا اُنس اور اس کے غلبہ کی نظر اور اس کی عظمت اور مخلوق میں تصرف کو قائم کرے۔

بیٹا! اللہ کا ذکر پہلے دل سے پھر جسم سے کر۔ پھر دوبارہ دِل سے ہزار مرتبہ اور زبان سے ایک مرتبہ کر۔ اس کا ذکر آفتوں کے آنے کے وقت صبر کے ساتھ اور دنیا کے آنے کے وقت ترک کے ساتھ۔ اور آخرت کے آنے کے وقت قبول کے ساتھ۔ اور حق کے آنے کے وقت توحید کے ساتھ۔ اور غیر کے آنے کے وقت اعراض کے ساتھ کر۔ اگر تو اپنے نفس کی لگام ڈھیلی کرے گا تو تجھ میں طمع کرے گا اور تجھے گرا دیگا۔ لہٰذا اس کو پرہیزگاری کی لگام ڈال۔ اور اپنی قیل وقال کو ترک کر۔ موت کا ذکر دل کو صاف کرتا ہے۔ دنیا اور مخلوق سے نفرت کراتا ہے۔ تیرے دل سے پردے کو اٹھاتا ہے۔ تو مخلوق کو فانی مردہ ویران عاجز اُن سے نفع اور نقصان دیکھتا ہے۔

پچاسویں مجلس

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۸ ا شعبان ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا ؛

اپنی درستی اور اصلاح میں کوشش کر۔ اپنے سے قال اور قیل اور دنیا کی حرص کو چھوڑ۔ جہاں تک ہو سکے دنیا کے فکروں سے فارغ ہو۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ تَفَرَّغُوا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ (حتی الامکان دنیا کے فکروں سے فارغ ہو جاؤ) دنیا سے جاہل! اگر تو پہچانتا تو نہ طلب کرتا۔ اگر تیرے پاس آتی ہے تو مشقت میں ڈالتی ہے۔ اگر پھرتی ہے تو حسرت چھوڑتی ہے اگر تو اللہ کو پہچانتا تو اس کے ساتھ غیر کو بھی پہچان لیتا۔ ولیکن تو اللہ سے اور اس کے رسولوں اور نبیوں اور اللہ کے دوستوں سے جاہل ہے ؛

تجھ پر افسوس! اس دنیا میں گذشتہ مخلوق کی آفتوں اور مصیبتوں سے کیوں نہیں عبرت حاصل کرتا! دنیا سے خلاصی طلب کر۔ اس کا لباس اُتار کر بھاگ جا۔ نفس کا لباس اُتار اور اللہ کے دروازے کی طرف سیر کر۔ اگر نفس سے الگ ہو گیا۔ تو سب ماسوی اللہ سے الگ ہو گیا۔ اگر ماسوی اللہ نفس کے تابع ہے تو اپنے نفس سے دور رہو۔ اور اپنے رب کا دیدار کر۔ اس کو سب کچھ سپرد کر کے سلامتی والا ہو جا۔ اس میں جہاد کر کے ہدایت پا۔ اس کا شکر کر اور سلامتی زیادہ حاصل کر۔ اپنے آپ کو مخلوق سے بچا۔ اپنے اور غیر کے بارے میں اللہ پر اعتراض نہ کر۔ اولیاء اللہ! اللہ کے ارادے کے ساتھ اپنا ارادہ اور اس کے اختیار کے ساتھ اپنا اختیار نہیں رکھتے ہیں اپنے رزقوں کی طلب میں حرص نہیں کرتے اور دوسرے کے رزقوں کی طرف دیکھتے نہیں ہیں۔ اگر تو دنیا اور آخرت میں اولیاء اللہ کی صحبت چاہتا ہے۔ تو اُس کے اقوال اور افعال اور ارادے میں موافقت کر میں دیکھتا ہوں کہ تو سب کام اُلٹے کرتا ہے۔ رات اور دن تجھے اس کی

خالفت اور نزاع کی عادت پڑگئی ہے۔ تجھے حکم ہوتا ہے کہ یہ کام کر اور تو نہیں کرتا ہے گویا کہ وُہ بندہ اور تو معبود ہے۔ اس کی ذات پاک ہے کس قدر حلیم (بردبار) ہے۔ اگر اُس کا حلم نہ ہوتا تو جو نعمتیں تیرے پاس موجود ہیں اُن کا اُلٹ ہوتا۔ اگر تو نجات چاہتا ہے۔ تو اس کے سامنے سکون کر۔ سکون ظاہر اور باطن کا ہو۔ میرے پاس جو گستاخی کرتے ہو اُس کو میں رخصت میں شمار کرتا ہوں۔ امر ادا کر اور نہی سے باز رہ۔ اور تقدیر کے موافق ہو اس کے سامنے کلام کرنے سے اپنے ظاہر اور باطن کو سکون میں رکھ۔ تو دنیا اور آخرت کی بھلائی دیکھے گا۔ مخلوق سے کسی کا سوال نہ کر۔ کیونکہ وہ عاجز تنگ دست ہیں۔ نہ اپنے نفس کے لئے اور نہ غیر کے لئے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اللہ کے ساتھ صبر کر۔ اس پر جلدی نہ کر اس کو بخیل نہ بنا۔ اس پر تہمت نہ دھر۔ وہ تم سے زیادہ تم پر مہربان ہے۔ اور تجھ سے زیادہ تجھ پر شفیق ہے۔ اسی واسطے بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے ایش علی منی (مجھ سے مجھ پر کیا چیز ہے) اللہ تعالےٰ کی موافقت کرو۔ وہ تم سے زیادہ تم کو جانتا ہے جس چیز کی تمہارے لئے مصلحت ہے۔ ہر ایک پر تم کو اطلاع نہیں ہے ؛

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (قریب ہے کہ تم کسی چیز سے نفرت کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز سے پیار کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بُری ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو) ؛

اور نیز ارشاد فرمایا۔ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (پیدا کرتا ہے کہ جس چیز کو تم نہیں جانتے) اور فرمایا وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا) ؛

جو شخص اللہ کے رستہ کا سلوک چاہے تو سلوک سے پہلے اپنے نفس کو مہذب

کرے۔ یہی گستاخ ہے۔ لِاَنَّ النَّفْسَ اَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (کیونکہ نفس بدی کا امر کرنے والا ہے) اللہ کے پاس کیا عمل کریگا۔ اس کی طرف سیر کیسے کریگا۔ نفس سے جہاد کر تا کہ مطمئن ہو جائے۔ جب مطمئن ہو جائے۔ تو اس کو ساتھ لے کر اس کے دروازے کی طرف چل۔ اس کی موافقت نہ کر۔ مگر بعد ریاضت اور بعد تعلیم اور حسن ادب کے اور بعد طمانیت کے اللہ کے وعدے اور عذاب پر وہ اندھا اور بہرہ اور گونگا ہے۔ اپنے رب کا مخالف اور جاہل اور خسارے والا ہے ہمیشہ کے مجاہدات سے اُس کی آنکھیں کھلیں گی۔ اُس کی زبان بولے گی اور اُس کے کان سُنیں گے۔ اُس کی اپنے رب سے جہالت اور عداوت اور خسارہ جاتا رہے گا۔ اور اُس کے لئے رسوں اور مردوں کی گھڑی گھڑی کے بعد دن دن کے بعد سال سال کے بعد ضرورت ہے۔ یہ بات گھڑی اور دن اور مہینے کے مجاہدے کے بعد حاصل نہیں ہوتی ہے۔ نفس کو بھوک کے چابک مار۔ اُس کا حظ روک اور حق پورا کر۔ اس پر سوار ہو جا۔ اس کی تلوار اور کٹار سے خوف نہ کر۔ اس کی تلوار لکڑی کی ہے لوہے کی نہیں۔ اِس کی صرف بات ہے فعل نہیں۔ جھوٹ ہے صدق نہیں۔ عہد ہے وفا نہیں۔ اس کو محبت نہیں ہے۔ چکر ہے دولت نہیں۔ ابلیس جو نفس کا امیر ہے یہاں اُلوصادقوں کے نزدیک جو اُس کے مخالف اور دشمن ہیں اس کو کوئی قوت نہیں ہے۔ لہٰذا نفس کی ہستی ہی کیا ہے۔ یہ خیال نہ کرو۔ کہ وہ جنت میں داخل ہوا اور آدم علیہ السلام کو اپنی قوت کے ساتھ جنت سے نکال دیا۔ کیونکہ حق تعالےٰ نے ہی اُس کو اس امر پر طاقت دی تھی۔ وہ صرف سبب تھا اصل نہ تھا۔

تھوڑی عقل والے! حق تعالےٰ کے دروازے سے نہ بھاگ۔ کہ کسی بلا میں تجھ کو آزمائے۔ کیونکہ وہ تجھ سے زیادہ تیری مصلحت کو جانتا ہے۔ تجھے آزمائش میں نہ ڈالے گا۔ مگر کسی فائدے اور مصلحت کے لئے جب آزمائے تو ثابت قدم رہ اور اپنے گناہوں کو یاد کر اور بکثرت توبہ اور استغفار کر اور اللہ سے صبر اور ثابت قدمی کا سوال کر۔ اُس کے سامنے کھڑا ہو اور اُس کی رحمت کا دامن پکڑ۔ اور اس سے بلا کے

کشف اور مصلحت کی وجہ کے بیان سے سوال کر۔ اگر نجات چاہتا ہے تو شیخ کی صحبت اختیار۔ جو اللہ کے علم کا عالم اور تجھے اس کا علم اور ادب سکھائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا راستہ بتائے۔ مرید کے لئے راہبر اور ہادی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مرید ایسے میدان میں ہے کہ جس سے بچھو اور سانپ اور درندے اور مہلک آفات ہیں اور پانی نہ ہونے کے باعث پیاس بھی سخت لگتی ہے۔ ان آفات سے بچا کر اس کو پانی کی جگہ اور پھل دار درخت بتائے۔ اگر تنہا بغیر رہبر کے ہو تو ایسی زمین میں جا نکلے گا۔ کہ جس میں درندے دہشتناک بکثرت ہیں۔ اور سانپوں اور بچھوؤں اور آفتوں سے پر ہے۔ دنیا کے راستے کے مسافر! قافلے اور رہبر اور رفیقوں سے دور نہ ہو۔ ورنہ تیری جان اور مال کا نقصان ہوگا۔ اور تو آخرت کے راستے کے مسافر! ہمیشہ رہبر کے ساتھ رہ۔ یہاں تک کہ تجھے منزل تک پہنچا دے۔ راستے میں اس کی خدمت کر اور حسن ادب سے پیش آ۔ اور اس کی رائے کے خلاف نہ کر۔ تجھے تعلیم دے کر اللہ کے قریب کردیگا۔ پھر تجھے اللہ تعالےٰ اپنے دیدار کے راستے میں اپنا نائب بنالیگا۔ تیری شرافت اور صدق اور دانائی کے باعث اپنے راستے میں امیر اور بادشاہ کردے گا۔ اپنے سواروں میں تجھے خلیفہ کریگا۔ ہمیشہ اسی حال پر رہیگا۔ یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں لاکر تجھے آنحضرت کے سپرد کر دیگا۔ اور ذاتی طور پر تجھ سے قریب ہو جائیگا۔ پھر تجھے دلوں اور باطنوں اور احوال پر اپنا نائب کردیگا۔ پھر تم اللہ اور مخلوق کے درمیان سفیر ہو جاؤ گے اور اپنے نبی کریم کے خادم گاہے مخلوق کی طرف اور گاہے خالق کی طرف آتے جاتے رہو گے۔ یہ بات صرف خلوت اور تمنا سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ایسی چیز سے کہ جو سینے میں قرار پکڑنے والی ہو اور عمل اس کی تصدیق کرے۔ اولیاء اللہ قبائل سے منتخب ہیں۔ ہزار در ہزار سے قیامت تک ایک شخص ہوتا ہے۔ جو اللہ کا کلام دلوں اور باطنوں سے سنتے ہیں۔ اور اس سننے کی تصدیق اپنے اعضا کے اعمال سے کرتے ہیں *

جاہلو! اللہ کے سامنے توبہ کرو۔ صدق والوں کے راستہ کی طرف رجوع کرو۔

اور ان کے اقوال اور افعال میں تابعداری کرو۔ منافقوں کے طریقوں سے تابعداری نہ کرو۔ جو دنیا کے طالب آخرت سے منہ موڑنے والے اور اللہ کے راستے کو جس پر پہلے لوگ تھے ترک کرنے والے ہیں۔ منافق داہنے اور بائیں اور پیچھے ہو لیئے۔ انہوں نے کاہنوں کے طریقے کی طلب کی۔ اس کے راستے پر جو صحیح راستہ تھا نہ گذرے وہی راستہ جو اللہ کی طرف جاتا ہے ۔

بیٹا! یہ لوگ جنہوں نے دنیا میں دُنیا کے لئے زندگی بسر کی ہے۔ قیامت کے دن اُن کو نہ دیکھے گا۔ ان میں پھوٹ پڑ جائیگی۔ تجھ میں اور تیرے بُرے دوستوں میں جن کے ساتھ غیر اللہ میں زندگی بسر کی ہے پھوٹ کیوں نہ پڑیگی۔ اگر تجھے ضرور ہی مخلوق سے معاشرت کرنی ہے تو پرہیزگاروں، زاہدوں، عارفوں، عاملوں کے ساتھ زندگی بسر کر۔ جو حق تعالےٰ کے مرید اور مراد ہیں۔ ایسے شخص کے زندگی بسر کر کہ تجھ سے مخلوق کو لے اور خالق کو دے۔ تجھ سے گمراہی لے اور سیدھے راستے پر قائم کرے۔ تیری آنکھوں پر دنیا سے پٹی باندھے۔ پھر آخرت پر کھولے۔ تیرے آگے سے دنیا کا طباق اُٹھا ڈالے اور اس کے بدلے آخرت کا طباق رکھے۔ تیرے پاؤں کی برہنگی کو دُور کرے اور اُس کے عوض جوتا پہنائے۔ سانپوں اور بچھوؤں اور درندوں کے درمیان سے اُٹھا کر تجھے امن اور راحت اور خوشی کے درمیان بٹھائے۔ جس شخص کی یہ صفت ہو اس کے ساتھ زندگی بسر کر۔ اور اس کے کلام پر صبر کر۔ اور اس کا امر اور نہی قبول کر۔ تجھے دنیا ہی میں بھلائی نظر آجائیگی۔ سوائے اس امر کے کہ بہادری کا زمانہ صرف ایک گھڑی کا صبر ہے تجھ سے کچھ نہ بن پڑیگا۔ اور ضرور کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔ کچکول اور زنبیل خرید کر عمل کے دروازے پر بیٹھ۔ اگر تیرے مقدر میں عمل ہے تو عنقریب عمل کریگا۔ سبب کو اس کا حق دے۔ اور عمل کے دروازے پر بیٹھ۔ تجھ سے کچکول لیں یا نہ لیں اپنے مکان سے انگشت نما ہو۔ یہاں تک کہ تو مایوس ہو جائے پھر کوئی تجھ سے اپنے عمل کی طرف بلائیگا! اب اپنے نفس کو توکل کے دریا میں ڈال سبب اور سبب والے کو جمع کر۔ اپنے معلم کے سامنے حسن ادب سے پیش آ۔ تیری خاموشی تیرے بولنے سے

زیادہ ہو۔ کیونکہ تیرے سیکھنے اور تیرے دل کی نزدیکی کا یہی سبب ہے۔ حسن ادب نزدیک کریگا اور گستاخی دور کریگی۔ تجھے حسن ادب کیسے آئے حالانکہ تو کبھی ادب والوں سے ملا نہیں ہے تو کیسے تعلیم پائیگا حالانکہ تو معلم سے راضی نہیں ہے۔ اور نہ تیرا اُس میں گمان نیک ہے۔

مجلس نمبر اکاون

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۲۰ شعبان ۵۴۵ھ ہجری کو ارشاد فرمایا:-

دنیا ساری حکمت اور عمل ہے۔ آخرت ساری قدرت ہے۔ اُس کی بنا حکمت پر اور اُسکی بنا قدرت پر ہے۔ حکمت کے گھر میں عمل کو نہ چھوڑ۔ قدرت کے گھر میں اُس کی قدرت کو عاجز نہ سمجھ۔ حکمت کے گھر میں اُس کی حکمت کے ساتھ عمل کر۔ اُس کی قدرت پر بھروسہ نہ رکھ۔ اپنے نفس کے لئے تقدیر کا عذر نہ بنا۔ کیونکہ نفس تقدیر کے ساتھ حجت پکڑ کر عمل کو چھوڑتا ہے۔ تقدیر کا عذر کاہلوں کی حجت ہے۔ تقدیر کا عذر امر اور نہی کے سوا اچھا ہے۔

اور نیز حضرت غوث پاکؒ نے بعد کلام کے ارشاد فرمایا۔ ایمان والا نہ دنیا میں اور نہ اُس کی چیزوں میں رہتا ہے۔ اپنا نصیب دُنیا سے لیتا ہے۔ اور اپنے دل کے ساتھ حق تعالےٰ کی طرف الگ ہو جاتا ہے۔ وہیں ٹھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ دنیا کی سوزش اُس کے دل سے دُور ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے دل کو دنیا پر داخل ہونے کی اجازت ملجاتی ہے۔ اس کے باطن کی سفارت باطن کو دل کی طرف اور دل کو نفس مطمئنہ اور تابعدار اعضا کی طرف نکالتی ہے۔ وہ اسی حال میں ہوتا ہے کہ اس کا عیال اس سے غنی کر دیا جاتا ہے کہ اس میں اور اس کے عیال میں حجاب ڈال دیا جاتا ہے۔ مخلوق کی شروں سے کفایت ہو کر مخلوق اُس کی اطاعت کرتی ہے۔ اُس کے دل اور اُن کے دلوں میں حجاب پڑجاتا ہے۔ اور وہ تنہا اپنے رب کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ گویا کہ

مخلوق اُس کے نزدیک پیدا ہی نہیں ہوئی ہے۔ اور گویا کہ اُس کے سوا حق تعالےٰ کی اَور کوئی مخلوق ہی نہیں ہے۔ اس کا رب اس میں فعل کرنے والا اور وہ معمول ہو جاتا ہے۔ حق مطلوب اَور وہ طالب بن جاتا ہے۔ اور وہ اصل اَور یہ شاخ ہوتا ہے۔ غیر کو پہچانتا نہیں اور غیر کو دیکھتا نہیں ہے۔ اس کو مخلوق سے بند کر لیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے مشہور کر دیتا ہے۔ اس کو ان کی مصلحتوں اور ہدایت کے لئے وجود عنایت کرتا ہے۔ اور رضا الٰہی کے لئے ان کی ایذا پر صبر کرتا ہے *

اولیاء اللہ دلوں اور باطنوں کے محافظ ہیں غیر کو ترک کر کے اللہ کے ساتھ قائم ہیں۔ اللہ کے لئے عمل کرتے ہیں غیر کے لئے نہیں۔ منافق! تجھے اس گروہ کی کیا خبر ہے نہ ایمان کی خبر اَور نہ انس حقانی کی خبر ہے۔ عنقریب مریگا۔ اَور موت کے بعد رسوا ہوگا تو گونگے دل اور زبان کی فصاحت پر قانع ہے۔ یہ تیرے لئے مفید نہیں ہے۔ فصاحت دل کی ہے زبان کی نہیں۔ اپنے نفس پر ہزار مرتبے اور غیر پر ایک مرتبہ رو۔ دِل کے مُردے! اولیاء اللہ سے غائب! بدبخت! اپنے ساتھ اَور خلقت کے ساتھ اللہ سے محجوب! اَے خدا! مَیں گونگا تھا تو نے مجھے گویائی عنایت کی۔ میرے وعظ سے مخلوق کو نفع پہنچا۔ اَور میرے ہاتھ پر ان کی صلاحیت مکمل کر۔ ورنہ مجھے پھر گونگا بنا دے *

اے قوم! مَیں تمہیں سُرخ موت کی طرف بُلاتا ہوں۔ وہ نفس اور حرص اَور عادت اَور شیطان اور دنیا کی مخالفت اور مخلوق سے نکلنا اَور کل ماسوی اللہ کی ترک ہے۔ ان احوال میں جہاد کرو۔ اور مایوس نہ ہونا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ (ہر ایک دن وہ نئی شان میں ہے) اس کی قدرت کے انداز سے پر اس سے مانگو۔ قدرت کے اعتبار سے مانگو۔ حکمت کے اعتبار سے نہیں۔ اس کے علم کی حیثیت پر سوال کرو۔ اپنے علم کی حیثیت سے نہیں۔ اپنے دلوں اور باطنوں کے ساتھ سوال کرو زبانی بکواس سے نہیں۔ اپنے علم اور قدرت کے اندازے سے بڑھ کر سوال کرو۔ تمام چیزوں سے افنا اس کے قدم پر اُس کے سامنے کھڑے رہو۔

اس کے سر چڑھ کر معاملہ اور مقدور اور عقل نہ چلاؤ۔ اُس کی تدبیر کو اپنی تدبیر کے ساتھ جاہلوں کی طرف رد نہ کرو۔ جو شخص اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ جاہل ہے۔ اگرچہ علم کے حفظ اور اس کے معانی پر عمل میں پکا ہو۔ علم کا پڑھنا بغیر عمل کے مخلوق کی طرف رد کرتا ہے۔ اور علم کے ساتھ عمل حق تعالےٰ کی طرف پہنچاتا ہے۔ اور دُنیا میں زاہد بناتا ہے۔ اور تجھے باطن کے ساتھ دیکھتا ہے۔ ظاہر کی زینت سے روک کر باطن کی زینت کا الہام کرتا ہے۔ اب تیرا والی اللہ تعالےٰ ہو جائیگا۔ کیونکہ تو اس کے لئے سنور گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (اور صالحین کا وہی والی ہے) ان کے ظاہر اور باطن کا والی ہے۔ ان کے ظاہر کی تربیت اپنے حکمت کے ہاتھ سے کرتا ہے۔ اور باطن کی تربیت علم کے ہاتھ سے کرتا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ غیر سے خوف نہیں کرتے اور نہ غیر سے امید رکھتے ہیں۔ نہیں لیتے مگر اسی سے۔ نہیں دیتے مگر اسی میں۔ غیر سے وحشت اور اُس کے ساتھ سکون اور اُنس رکھتے ہیں۔ یہ زمانے کا اخیر ہے۔ اِس میں تغیر اور تبدل بکثرت ہے۔ یہ فتور اور نفاق کا زمانہ ہے ٭

ریاکار! تو مخلوق اور دنیا کا بندہ ہے۔ اُن کے دکھاوے کے لئے عمل کرتا ہے۔ حق تعالےٰ نے بھی تجھے اپنی رحمت سے بھلا دیا ہے۔ تو اپنے عمل آخرت کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ تیرا عمل اور ارادہ دنیا کے لئے ہے ٭

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اِذَا تَزَيَّنَ الْعَبْدُ بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ وَهُوَ لَا يُرِيْدُهَا وَلَا يَطْلُبُهَا لُعِنَ فِي السَّمٰوٰتِ بِاِسْمِهٖ وَنَسَبِهٖ (جب بندہ عمل آخرت کے ساتھ زینت حاصل کرتا ہے حالانکہ دل سے اس عمل کو نہ چاہتا ہے اور نہ طلب کرتا ہے۔ اس کے نام اور نسب کے ساتھ آسمانوں میں لعنت کی جاتی ہے) ریاکار! میں تمہیں حکم اور علم کے ذریعہ پہچانتا ہوں لیکن اللہ کے ستر کے ساتھ تمہاری پردہ پوشی کرتا ہوں ٭

تجھ پر افسوس! تو شرماتا نہیں۔ تیرے اعضا گناہوں اور ظاہری نجاستوں سے پاک

نہیں ہیں۔ باطن کی طہارت کا مدعی ہے ابھی دل پاک نہیں ہوا باطن کیسے پاک ہو گیا۔ مخلوق کے ساتھ ادب نہیں حالانکہ خالق کے ساتھ ادب کا دعوٰے کرتا ہے علم تجھ سے راضی نہیں ہوا اور نہ تو نے اس کا ادب کیا۔ اور نہ اُس کے احکام قبول کئے مسند پر بیٹھ کر صدر نشین بنتا ہے۔ کسی کام نہیں تاوقتیکہ تیری توحید اپنے پاؤں کے بل قائم ہو کر اللہ کے سامنے ثابت نہ ہو جائے۔ اور تو اپنے وجود کے انڈے سے نکل کر لطف کی گود میں نہ بیٹھے۔ اور اُس کے بازو کے نیچے ہو کر اخلاص کا دانہ نہ چُنے اور مشاہدے کا پانی نہ پیئے۔ اسی حال پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ مُرغ بن جائے۔ اب تو مرغیوں کا محافظ اور ان میں محبت کا اثر کریگا۔ اذان دے کر رات اور دن لوگوں کو جگا کر طاعت الٰہی کیلئے متنبہ کریگا۔

نادان! اپنے ہاتھ سے دفتر کو چھوڑ کر میرے پاس چلا آ۔ میرے سامنے سر کے بل بیٹھ۔ علم مردان خدا کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے کتابوں کے دفتروں سے نہیں۔ حال سے ملتا ہے قال سے نہیں۔ جو لوگ اللہ کے ساتھ باقی مخلوق اور اپنے آپ سے فانی ہیں ان سے ملتا ہے۔ دارومدار اس امر پر ہے کہ مخلوق اور اپنے آپ سے فنا ہو کر اللہ کے ساتھ وجود حاصل کر۔ غیر سے مر کر اللہ میں اور اللہ کے لئے زندہ ہو۔ اللہ کے خادموں کی صحبت میں رہ۔ جو اس کے دروازے پر ہمیشہ رہتے ہیں۔ امر بجالانا نہی سے باز رہنا۔ تقدیر کی موافقت کرنا۔ اپنے آپ میں اللہ کے فعل اور ارادے کے ساتھ گھومنا ان کا شغل ہے۔ اپنے اور پرائے بابت اللہ کے ساتھ ان کو کسی طرح کا نزاع نہیں ہے۔ تھوڑے اور بہت اور ادنےٰ اور اعلےٰ میں اُن کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اللہ کی خدمت ترک کر کے اپنے نفس کے اغراض اور حرصیں پوری نہ کر۔ اولیاء اللہ مخلوق سے طلب میں تکلیف ہے۔ ان کو کوئی حاجت نہیں ہے۔ ولیکن اللہ تعالےٰ مخلوق پر رحم کر کے ان کو لینے کے واسطے الہام کر دیتا ہے۔ اپنے نفس کے لئے نہیں طلب کرتے۔ کیونکہ اُن کا نفس مطمئن ہو گیا ہے۔ ان کے لئے دنیا داری کا ارادہ اور حرص نہیں رہی ہے۔ تیرا گمان ہے۔ کہ ان کا نفس تیرے نفس جیسا جاہل ہے۔ جس نے تجھے صرف اپنی

خدمت اور اپنے ارادے اور اپنی حرص کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اگر تجھے عقل ہوتی تو نفس کی خدمت سے منہ پھیر کر اپنے رب کی خدمت میں مشغول ہوتا۔ نفس تیرا دشمن ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے جواب سے خاموش رہے اور اس کی بات کو دیوار سے دے مارے اس کی بات اس طرح سُن جیسے دیوانے بے عقل کی بات سُنا کرتے ہیں۔ اس کی بات اور شہوتوں اور لذتوں اور خواہشوں کی طلب کی طرف توجہ نہ کر۔ نفس کی بات مانی تو تیری اور تیرے نفس کی ہلاکت ہوئی۔ تیری اور تیرے نفس کی بہتری نفس کی مخالفت میں ہے۔ اگر نفس اللہ کا تابعدار ہو تو اس کا رزق خوشگوار ہر ایک مکان سے آتا ہے۔ اگر نافرمانی اور ظلم کرے تو رزق کے اسباب دُور کر کے اُس پر آفتیں مسلط کر دی جاتی ہیں۔ جن سے وُہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہی نفس دنیا اور آخرت میں خسارہ اُٹھانے والا ہے۔ تابعدار اور قناعت والے نفس کا صاحب مخدوم ہے۔ جدھر جاتا ہے رضائے الٰہی سے اپنا نصیب حاصل کرتا ہے۔ بلا مشقت خوشدلی سے اپنا فرض ادا کرتا ہے۔ اس کا دل ماسوی اللہ سے فارغ۔ اس کے اعضا زاید تحصیل دنیا کی مشقت سے آرام میں ہیں نعمت والے! نعمت کا شکر کر۔ ورنہ تیرے ہاتھ سے چھن جائیگی۔ نعمت کا بازو شکر سے کاٹ ورنہ پرواز کر جائیگی۔ میت وہی ہے جو رب سے مرا ہو اگرچہ دنیا میں زندہ ہو۔ اس کو زندگی کا کیا مفاد ہے۔ حالانکہ وہ زندگی کو شہوتوں اور لذتوں اور حرصوں کی تحصیل میں صرف کرتا ہے۔ ایسا شخص باطن کا مُردہ اور ظاہر کا زندہ ہے۔ اے خدا ہمیں اپنے ساتھ زندہ اور غیر کے ساتھ مردہ رکھ +

عمر کے بوڑھے عادت کے بچے اپنی عادت کے بچپنے کے ساتھ دنیا کی حرص کے پیچھے کب تک دوڑیگا۔ تُونے حرص دنیا ہی کو اپنا فکر بنا رکھا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا فکر وہی ہے کہ جو تجھے فکرمند کرے۔ اگر تیری ڈوری آخرت کے ہاتھ ہے تو آخرت کا بندہ ہے۔ اگر حرص کے ہاتھ ہے تو حرص کا بندہ ہے۔ اگر نفس کے ہاتھ ہے تو نفس کا بندہ ہے۔ لہٰذا خیال رکھو۔ کہ تمہاری ڈور کس کے ہاتھ میں ہے۔ تم میں سے اکثر دنیا کے طالب اور تھوڑے آخرت کے طالب اور بہت تھوڑے

رب دنیا اور آخرت کے طالب ہیں۔ حسن ادب سے ان کی صحبت رکھ۔ ان سے نزاع اور روگردانی نہ کر۔ ان کی ہتک نہ کر ورنہ تیری ہتک ہوگی۔ ان کی گستاخی نہ کر ورنہ برباد ہوگا۔ عقلمند بنو۔ تم اپنے اعمال کے ذریعے اللہ کو ناراض کرتے ہو۔ تمہارے اعمال اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے ہیں۔ تاوقتیکہ اپنی خلوتوں اور سب احوال میں خلاص نہ کرو۔ صدق اور اخلاص اور خوف خدا ایسے خزانے ہیں جو کبھی فنا نہ ہونگے۔ اللہ ہی سے امید رکھو۔ اور سب احوال میں اسی کی طرف رجوع کرو۔ ایمان کو قائم رکھ کیونکہ وہ تجھے واصل بخدا کریگا۔ ان میں سے اگر کسی سے ملاقات ہو۔ تو اپنا بازو اُس کے سامنے جھکا دے۔ اور اپنا حال اس کے سپرد کر۔ اِس سے نزاع نہ کر خاموش رہ۔ بے ادبی سے ایذا نہ پہنچا۔ جس بات کا علم نہیں اس میں نہ بول۔ جس چیز کا علم نہیں اس میں تسلیم اسلام ہے +

اعتقاد کے بودے! نہ تیرے پاس دُنیا اور نہ آخرت ہے۔ اس کا باعث اللہ کی گستاخی۔ ولیوں اور ابدالوں پر جو نبیوں کے نائب ہیں تہمت ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کے مقام پر قائم کیا۔ اُن کو وہی عنایت کیا جو نبیوں اور صدیقوں کو عنایت کیا۔ ان کے اعمال اور علوم ان کے سپرد کئے۔ ان کو ان کے نفسوں اور خواہشوں سے فنا کیا۔ اور اپنے ساتھ وجود عنایت فرمایا۔ اپنے سامنے کھڑے کئے۔ ماسویٰ اللہ سے ان کے دل پاک ہیں۔ دنیا اور آخرت اور مخلوق انکے سامنے ہیں۔ اُن کو اپنی قدرت دکھائی۔ اور اپنا حکم اور علم سکھایا۔ اللہ ہی کے ساتھ ان کو قوت ہے۔ اُن کے لئے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (نہ گناہ سے بچنا اور نہ نیکی کی قوت مگر اللہ بلند بزرگ کے ساتھ ہے) کا فرمان صحیح ہوا۔ اس فرمان میں صادق ہیں۔ انہوں نے اپنی طاقت اور اپنی اور مخلوق کی قوتوں کو فنا کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی قوت سے تمسک حاصل کیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ بِیْ مَا اُرِیْدُ فَصَبِّرْنِیْ عَلٰی مَا تُرِیْدُ (اے اللہ! اگر تو میرا ارادہ نہیں پورا کرتا تو اپنے ارادے پر صبر عنایت فرما) +

بیٹا! راضی برضا رہنا جھگڑ کر دنیا کے حصول سے بہتر ہے۔ اس کی شیرینی صدیقوں کے دلوں میں دنیاوی خواہشوں اور لذتوں سے اعلےٰ ہے۔ ان کے نزدیک ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے شیریں تر ہے۔ کیونکہ راضی برضا ہونا سب طرح کے مختلف احوال میں زندگی کو بہتر کرتا ہے۔ لوگوں سے علم اور عمل اور اخلاص کی زبان کے ساتھ بات کر۔ علم بغیر عمل کی زبان کے ساتھ کلام نہ کر۔ کیونکہ وہ تیرے لئے اور تیرے پاس والے کے لئے مفید نہیں ہے*

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وصحابہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے۔ یَهْتِفُ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ فَاِنْ اَجَابَهٗ وَاِلَّا ارْتَحَلَ عَنْهُ (علم عمل کو پکارتا ہے۔ اگر آ گیا تو بہتر ورنہ کوچ کر جاتا ہے)*

اس کی برکت کوچ کرتی ہے اور تیرے خلاف حجت باقی رہتی ہے۔ ایسا عالم ہوتا ہے کہ اس کا علم فتنہ کا باعث ہے۔ اس کا درخت باقی اور پھل چلا جاتا ہے۔ اللہ سے سوال کر۔ کہ تجھے حال اور اپنے پاس مقام عنایت فرمائے۔ جب عنایت فرمائے تو اس سے اُس کے چھپانے کا سوال کر۔ اور اس سے کسی چیز کے اظہار کی خواہش نہ کر۔ اگر اللہ کے اور اپنے درمیان اظہار راز کی خواہش کرو گے تو یہ تمہاری ہلاکت کا باعث ہوگا۔ اپنے آپ کو احوال اور اعمال پر غرور سے بچا۔ کیونکہ یہ اپنے صاحب کو اللہ کی آنکھ سے سرکش اور غضبناک کر دیتا ہے۔ اپنے آپ کو مخلوق سے کلام کی محبت اور ان کے قبول سے بچا۔ کیونکہ یہ تمہارے لئے مضر ہے نافع نہیں۔ کسی کلمہ کے ساتھ کلام نہ کر۔ یہاں تک کہ تجھے امر برانگیختہ نہ کرے اور تیرے قلب کو اللہ کا یقینی امر نہ ہو جائے۔ لوگوں کو اپنے گھر کیوں بلاتا ہے۔ حالانکہ تو نے اُن کے لئے کھانا تیار نہیں کیا ہے۔ اس امر کے لئے بنیاد کی ضرورت ہے پھر اس کے بعد عمارت ہے۔ اپنے دل کی زمین کھود یہاں تک کہ اس میں سے حکمت کا پانی پھوٹ نکلے۔ پھر اخلاص اور مجاہدے اور نیک اعمال کی عمارت بنا۔ یہاں تک کہ تیرا محل بلند ہو جائے۔ اس کے بعد لوگوں کی دعوت کر۔ اے خدا! ہمارے اعمال کے جسم کو اخلاص کی رُو سے زندہ کر مخلوق سے

خلوت تجھے کیا نفع دیگی - حالانکہ مخلوق تیرے دل میں ہے - نہیں - تیرے لئے اور تیری خلوت کے لئے کوئی عزت نہیں جب خلوت ہو اور مخلوق دل میں ہو تو تم انس الٰہی کے حضور کے بغیر تنہا بیٹھے ہو - بلکہ نفس اور شیطان اور حرص تیرے ساتھی ہیں - اگر تمہارا دل اللہ کے ساتھ انس حاصل کرنے والا ہے - تو تم مخلوق سے خالی ہو - اگرچہ تم اپنے اہل اور قبیلے میں رہو - جب انس الٰہی تمہارے دل میں قرار پکڑے گا - تو تمہارے وجود کی دیواروں کو گرا دیگا - اور بینائی کی آنکھ کھول دیگا - اللہ کا فضل اور فعل نظر آئے گا - غیر کے سوا اس کے ساتھ راضی رہو گے - جس شخص کو شرع کی ملازمت کے ساتھ حالتوں میں سے کوئی حالت حاصل ہو جائے - اور اس کے اوپر اور نیچے اور بقا اور فنا کی تمنا نہ کرے - اس کو رضا اور موافقت اور عبودیت کی شرط حاصل ہو گئی ۔

تجھ پر افسوس! جھوٹ نہ بول - راضی برضا کا دعوٰے کرتا ہے - حالانکہ ایک مچھر اور ایک لقمے اور کسر شان سے پریشان ہو جاتا ہے - جھوٹ نہ بول میں تیرا جھوٹ نہ سنونگا - نہ اس پر عمل اور تصدیق کرونگا ۔

مخلوق میں سے بہت کم لوگ ہیں - کہ ان کے دلوں کی طرف اطلاع بھیجی جائے اور ان کی طرف خاص کلمات ڈالے جائیں - کہ وہ بھلائی کو پہچانیں اور اس پر ٹھیرائے جائیں - اس طرح کیوں نہ ہو - حالانکہ وہ رسول کریمؐ کے ان کے اقوال اور افعال میں متابعت پر ہیں - آنحضرتؐ کی طرف ظاہری وحی ہوئی - اور اُن کے دلوں کی طرف باطنی وحی ہوتی ہے - کیونکہ آپ کے وارث اور جن باتوں کا آپ کو امر ہے ان میں تابعدار ہیں - اگر تم چاہتے ہو کہ یہ متابعت تمہارے لئے صحیح ہو جائے تو موت کا ذکر بکثرت کرو - کیونکہ اس کا ذکر نفس اور شیطان اور حرص اور ترک دنیا پر مدد کرتا ہے - جو شخص موت سے نصیحت نہ حاصل کرے اس کے لئے میرے پاس کوئی سبیل نہیں ہے - حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا - کَفیٰ بِالْمَوْتِ وَاعِظًا (موت کافی واعظ ہے) نصیب پہونچکر رہے گا - زہد کرو خواہ رغبت کرو - اگر زہد کرو گے تو تمہارا نصیب عزت کے ساتھ پہنچے گا - اگر رغبت کرو گے تو تمہارا نصیب ذلت کے ساتھ

پہنچے گا۔ ریاکار کے پاس مخلوق ہو تو اللہ سے شرماتا ہے۔ اور خلوت کے وقت اللہ سے شوخ چشم ہو جاتا ہے ؛

تجھ پر افسوس! اگر تیرا ایمان اور اعتقاد صحیح ہوتا کہ اللہ تجھے دیکھنے والا اور تجھ سے قریب اور تجھ پر محافظ ہے تو ضرور اس سے شرم کرتا۔ میں تمہیں حق کہتا ہوں۔ اور تم سے کسی طرح کا خوف اور امید نہیں رکھتا ہوں۔ تم اور روئے زمین کے لوگ میرے نزدیک مچھر اور چینے کے دانے کی طرح ہو۔ کیونکہ میں نفع اور نقصان اللہ کی طرف سے دیکھتا ہوں۔ تمہاری طرف سے نہیں۔ بادشاہ اور رعیت میرے نزدیک مساوی ہیں۔ اپنے نفسوں اور غیر پر شرع کے بارے میں نفرت کرو۔ خواہش اور نفس اور حرص کو دخل نہ دو۔ جس امر کے بارے میں شریعت خاموش ہے تم بھی خاموشی میں شرع کی موافقت کرو۔ اور جس امر میں شرع کا حکم ناطق ہے۔ تم بھی اس کی موافقت میں بول اٹھو ؛

بیٹا! اپنے نفس اور خواہش سے غیر پر انکار نہ کر۔ بلکہ اپنے ایمان سے انکار کر۔ ایمان انکار کرنے والا اور یقین شبہات کو دور کرنے والا اور اللہ تیرا مددگار اور تیرے ساتھ فخر کرنے والا ہے۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ (اگر تم اللہ کی مدد کرو تو کوئی تم پر غالب نہ ہوگا) اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم ثابت رکھیگا) اگر تم کسی برے شخص کو اللہ کے لیئے غیرت کر کے برا جانو گے۔ تو اللہ اس کے دور کرنے میں مدد کرے گا۔ اور اس کے اہل پر اعانت فرمائیگا۔ ان کو تمہارے لئے ذلیل کر دیگا۔ اگر اس کو اپنے نفس اور شیطان اور حرص اور عادت کیلئے برا جانوگے تو اللہ تمہیں رسوا کریگا۔ اور اس کے اہل پر مدد نہ کریگا۔ اور اس کے دور کرنے بھی قدرت نہ پاؤ گے۔ ایمان ہی برا جاننے والا ہے۔ جس برے کی برائی ایمان سے نہ ہو وہ برا نہیں ہے۔ برا جاننے میں تیرا ذاتی دخل نہ ہو۔ اللہ کے لئے ہو مخلوق کے لئے نہیں دین کے لئے ہو۔ نفس کے لئے نہیں اللہ کے لئے ہو۔ تیرے مفاد کے لئے نہیں حرص کو ترک کر۔ اخلاص سے عمل کر۔ موت تیری گھات میں ہے۔ اس کے پل پر ضرور گذرنا ہوگا۔

اس حرص کو جس نے تجھے رسوا کیا ہے۔ ترک کر۔ وہ تمہارے لئے مفید نہیں ہے۔ تجھے ضرور ملیگا۔ اور غیر کا حصہ ہرگز نہ ملیگا۔ اللہ کے ساتھ مشغول ہو۔ اپنے اور پرائے کے لئے طلب کو چھوڑ ؛

اللہ تعالےٰ جلّشانہٗ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ (اس چیز کی طرف اپنی آنکھیں دراز نہ کرو کہ ہم نے اُن کو نفع دیا ان کی عورتوں سے۔ اُن کی آزمائش کے لئے صرف دنیاوی زندگی کی زینت ہے) ؛

عارف الٰہی پر سخت ترین مصائب مخلوق کے ساتھ بات چیت اور ان کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ اِسی واسطے ہزار عارف میں سے صرف ایک عارف کلام کرنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کی قوت کا محتاج ہے۔ ان کی قوت کا کیوں نہ محتاج ہو کیونکہ وہ رقم رقم کی مخلوق میں بیٹھنا چاہتا ہے۔ عقل مند اور بے عقل سے ملتا ہے۔ منافق اور مومن کے پاس بیٹھتا ہے۔ وہ سخت محنت میں ہے۔ جس چیز سے نفرت کرتا ہے اُس پر صابر ہے۔ باوجود اس کے سب کے سب مصائب میں محفوظ ہے۔ ان پر مدد حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ مخلوق کے ساتھ کلام کرنے میں امر الٰہی بجالا رہا ہے۔ اپنے نفس اور حرص اور اختیار اور ارادے سے کلام نہیں کرتا ہے۔ وہ کلام کرنے میں مجبور ہے لہٰذا محفوظ ہے۔ اگر تو اللہ کی معرفت چاہتا ہے۔ تو مخلوق کی قدر اپنے دل سے گرا دے۔ ان سے نفع اور ضرر نہ دیکھ۔ کیونکہ تیری معرفت الٰہی اسی باعث سے ہے ؛

تجھ پر افسوس! دنیا ہاتھ میں جائز ہے جیب میں جائز ہے۔ کسی سبب کے لئے نیک نیت کے ساتھ اس کا ذخیرہ جائز ہے۔ دنیا کو دل میں رکھنا جائز نہیں ہے دروازے پر دنیا کا ٹھہرانا جائز ہے۔ اس کا دروازے کے اندر آنا جائز نہیں ہے۔ نہیں۔ تیرے لئے کوئی عزت نہیں ہے۔ جب یہ بندہ اللہ اور مخلوق سے فنا ہو جائے۔ تو ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ نحو اور گم ہے۔ آفتوں کے نازل ہونے پر اس کا باطن متغیر نہیں ہوتا۔ امر الٰہی آنے پر موجود ہو جاتا ہے اور اس کو بجالاتا ہے۔ اور نہی آنے پر اس سے باز رہتا ہے۔ نہ کسی چیز

کی تمنا اور نہ کسی چیز پر حرص کرتا ہے۔ جہان کو اس کے دل کی طرف رُد کیا جاتا ہے۔ ممکنات کی الٹا پلٹی اس کے سپرد کی جاتی ہے۔ تم کہاں اور وہ کہاں۔ اللہ اور اس کے رسُول کے دشمنو! بندگانِ خدا کے کاٹنے والو! تم ظلم اور نفاق ظاہر میں ہو۔ یہ ریاکاری کب تک۔ عالموں! زاہدوں! تم بادشاہوں اور امیروں سے نفاق کرتے ہو۔ تا کہ اُن سے دنیا کا مال اور اس کی شہوتیں اور لذتیں حاصل کرو۔ تم اور اس زمانے کے اکثر بادشاہ اللہ کے مال میں جو اس کے بندوں کے لئے ہے ظلم اور خیانت کرتے ہو۔ اے خدا! ریاکاروں کے دبدبے کو توڑ اور ان کو رسوا کر۔ یا ان سے توبہ کرا۔ ظالموں کو برباد کر۔ اور زمین کو اُن سے پاک کر۔ یا ان کی اصلاح کر دے۔ آمین +

نیز حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ بادشاہ اور رعیت۔ ظالم اور عادل۔ ریاکار اور مخلص یاد رکھیں۔ کہ دنیا تھوڑی دیر کے لئے اور آخرت ہمیشہ تک ہے۔ اپنے مجاہدے اور زاہد کے ساتھ ماسوی اللہ سے الگ ہو غیر اللہ سے دل کو صاف کر۔ ڈرتا رہ کہ مولا سے کوئی چیز شکار نہ کرے۔ اور کوئی چیز قید نہ کرے۔ اور کوئی چیز ٹھیرا نہ لے۔ جب دنیا دی نصیب آئے۔ تو امر کے ہاتھ اور موافقت کے ہاتھ سے زہد کے قدم پر تناول کر اختیار کے ہاتھ اور محبت سے نہیں۔ ہمیشہ کا زہد بدن میں عمل کرتا ہے۔ دل میں غم اور بدن کو ضعیف کرتا ہے۔ جب یہ غم اور ضعف ثابت ہو جائے تو اللہ کی طرف سے کشادگی آئیگی۔ اللہ کے ساتھ خوشی اور معرفت ہو گی۔ جس سے غم اور فکر جاتا رہیگا! ایماندار کا دل مخلوق اور اہل اور مال اور اولاد سے الگ ہے۔ ان کے ساتھ شغل اس حال میں ہوتا ہے کہ اس کا قلب شاہی قاصد کا منتظر ہوتا ہے۔ شہر کے دروازے میں پہنچا اور اہل کو رخصت کیا۔ اس حال میں کہ ان کے درمیان بیٹھا ہُوا ہوتا ہے۔ ایماندار ہمیشہ رخصت میں رہتا ہے۔ مخلوق کے درمیان ہے حالانکہ اُن کو رخصت کئے ہوئے ہے۔ ذرہ بھر مخلوق کے ساتھ اور پہاڑ کے قدر خالق کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب توحید دل میں قرار پکڑتی ہے۔ تو ظاہر اعمال بھی صحیح ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اب ظاہر اور باطن۔ غنا اور فقر۔ مخلوق کی توجہ اور عدم توجہ برائی اور تعریف سب مساوی ہیں۔ ان کو کس طرح نہ نکالیگا۔ حالانکہ تیرا دل باوجود فراخی کے

ان سے تنگ ہے۔ اور اللہ سے اور اس کے ذکر اور شوق سے پُر ہے۔ اس وقت ھُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (وہاں پر صرف حقانی سلطنت ہے) ایسا شخص محب محقق عالم معلم۔ حکیم محکم۔ قریب مقرب۔ ادیب مؤدب۔ خلقت سے غنی یعنے اللہ کی طرف سے کفایت والا ہو جاتا ہے ٭

جاہل! تو اپنے جہل کے باعث جانتا ہے کہ علم سے فارغ ہو کر دوسرے کو بتانے کے قابل ہو گیا ہے مشقت نہ اٹھا۔ تجھ سے کچھ نہ بن پڑیگا۔ اور تیرے ہاتھ پر کوئی شخص نجات نہ پائیگا۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو اچھی طرح تعلیم نہیں دے سکتا ہے وہ غیر کو کیا تعلیم دے گا ٭

اے قوم! اللہ تعالےٰ کو تقدیر میں عاجز نہ جانو۔ ورنہ کافروں میں جا ملو گے۔ حکم پر عمل کرو۔ تاکہ یہ عمل علم سے ملا دے۔ جب عمل ثابت ہو جائیگا تو قدرت بھی نظر آ جائے گی۔ اب سارا جہان تمہارے دلوں اور باطنوں کے ہاتھوں میں کر دیا جائے گا۔ جب تمہارے اور اللہ کے درمیان دل کے اعتبار سے حجاب نہ رہیگا۔ تمہیں موجودات پر قدرت عنایت فرمائے گا۔ اپنے باطن کے خزانوں سے اطلاع دیگا۔ اور اپنے فضل کا کھانا کھلائے گا۔ اور اُنس کی شراب پلائے گا۔ اور اپنے قرب کے دستر خوان پر بٹھائے گا۔ یہ سب کتاب اور سنّت پر عمل کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں پر عمل کر ان سے باہر نہ نکل۔ تاکہ علم کا مالک اللہ تعالےٰ آ جائے۔ تجھے اپنے پاس کرے گا۔ جب حکم کا معلم تیری بابت اپنی کتاب میں دانائی کی شہادت دیدے۔ تو تجھے علم کی کتاب کی طرف اُٹھالے گا۔ جب تو اس میں بھی ثابت ہو جائے تو تیرا دل اور باطن قائم ہو جائے گا۔ اس حال میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں ہونگے۔ آنحضرت دل اور باطن کے ہاتھ پکڑ کر ان کو بادشاہ کے پاس داخل کر دینگے۔ اور ان دونوں کو فرمائیں گے۔ ھَا اَنْتُمَا وَ رَبُّكُمَا (یہ لو تم دونوں اور دونوں کا رب) ٭

مجلس نمبر باون

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صبح کے وقت ۱۳ رمضان ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

اے قوم! اللہ کی طرف دوڑو۔ مخلوق اور دنیا اور ماسوی اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو۔ دلوں کے ساتھ اُس کی طرف رجوع کرو۔ کیا تم نے اللہ جلشانہٗ کا فرمان نہیں سُنا ہے۔ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ (خبردار! سب امر اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں)۔ بیٹا! بقا کی آنکھ سے مخلوق کو نہ دیکھ۔ بلکہ اُن کی طرف فنا کی آنکھ سے دیکھ۔ ضرر اور نفع کی نگاہ سے ان کو نہ دیکھ۔ بلکہ عاجزی اور ذلت کی نگاہ سے ان کی طرف دیکھ! اللہ کو ایک جان اور اسی پر توکل کر جس بات سے حق تعالےٰ فارغ ہو چکا ہے۔ اس میں کاوش نہ کر۔ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ظاہر ہوتا ہے وہ سب سے فارغ ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ اس میں انقلاب ہے اس سے فارغ ہے۔ ایماندار کا دل ان سب سے فارغ ہے خصوصاً جب اسباب سے بالکل خالی ہو تو وہ اپنے حال کو مضبوط کرنے والا ہے۔ اگر اس کے پاس اسباب اور عیال موجود ہوں۔ تو ان پر مدد چاہتا ہے۔ اور ان کی مشقتوں پر قوت دیا جاتا ہے۔ اس کا دل سب احوال میں ماسوی اللہ سے فارغ ہے۔ اس کے غریب میں ہمیشہ قائم اور ثابت رہتا ہے اس سے کسی قسم کا تغیر اور تبدیل طلب نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ اس کو علم ہے کہ جس نے حکم لگایا ہے وہ بدلیگا نہیں۔ اور مقسوم سے فارغ ہو چکا ہے۔ وہ کم اور زیادہ نہ ہوگا۔ لہٰذا وہ کمی اور زیادتی کا طالب نہیں ہے۔ مقسوم کو آنے میں جلدی اور دیر کا مطالبہ نہیں کرتا ہے کیونکہ اس کو ثابت ہو چکا ہے کہ مقسوم کے لئے وقت مقرر مخصوص ہے۔ یہ شخص اور اس کی مثل اور لوگ مخلوق میں سے یہی عقل والے ہیں۔ کمی اور زیادتی جلدی اور دیر کے طلب کرنیوالے دیوانے ہیں۔ جو شخص اللہ سے راضی ہے وہ اپنے اور غیر کے بارے میں اللہ کے موافق ہے۔ اللہ کا محبوب ہے اور عارف ہے۔ باقی عمر مراد کے رستہ پر اللہ کی مصاحبت میں گذارتا

ہے۔ پہلے موافق بناتا ہے۔ پھر قریب کرتا ہے۔ اور اس کو حیرانی اور جدائی کی حالت میں ارشاد ہوتا ہے۔ اَنَا رَبُّکَ (میں تیرا رب ہوں) جیسے اَنَا رَبُّکَ حضرت موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا۔ آپ کو ظاہر میں ارشاد ہوا اور اس عارف کے قلب کو باطن میں کہا جاتا ہے جس کو وہ سنتا ہے۔ یہ اس پر رحمت اور لطف ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کرامت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے معجزے ظاہر ہیں اور اولیاء اللہ کی کرامات باطن ہیں۔ یہی لوگ نبیوں کے وارث اور اللہ کے دین کو قائم کرنے والے اور اس کے جن اور انسان کے شیطانوں سے محافظ ہیں۔ تو اللہ اور اس کے رسولوں سے جاہل ہے۔ تجھے کس چیز کی خبر ہے!

ریاکار! اولیاء اللہ کس میں اور کس پر ہیں۔ تو قرآن پڑھتا ہے اور نہیں جانتا۔ عمل کے لئے نہیں پڑھتا ہے۔ اور تو نہیں جانتا کہ کیا عمل کرے۔ یہی دنیا بغیر آخرت کے ہے۔ پھر اسی برتے پر ان سے روگردانی کرتا ہے عقلمندین ادب سیکھ اور توبہ کر اور گونگا ہو رہ۔ تجھے نہ اللہ کی خبر اور نہ رسولوں کی خبر اور نہ اولیاء اللہ کی خبر ہے۔ نہ اپنے علم کی اور نہ اس کی مخلوق کی خبر ہے۔ توبہ اور خاموشی کو لازم پکڑ۔ موت میں فکر کر۔ اور قبر میں اٹھائے جانے کا فکر کر تاکہ علم کو جان لے۔ اللہ کے ساتھ عمل کر۔ تاکہ تجھے ایسا نور عنایت کرے۔ کہ جس سے دنیا اور آخرت میں روشنی حاصل کرے۔ میری نصیحت کو قبول کرو۔ اور اس میں کوشش کرو۔ اور سابقے علم کا تعلق چھوڑو۔ کیونکہ یہ کمینہ پن اور حرص ہے۔ اور کاہلوں کی حجت ہے۔ سابقہ ہمارے لئے مضر نہیں ہے۔ کمریں باندھو۔ کوشش کرو۔ اور عمل کرو۔ ہم قال (اس نے کہا) اور قلنا (ہم نے کہا) نہ کہیں اور چون و چرا نہ کریں۔ ہم اللہ کے عمل میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ کوشش کریں اور اللہ جو چاہے کرے +

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ (جو کچھ وہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں اور وہ پوچھے جائینگے) +

جب تیرا امر انتہا کو پہنچے اور تیرا دل اللہ کے قریب ہو جائے اور صحیح ہو جائے۔

یہی دنیا میں زہد اور آخرت کی رغبت ہے۔ اللہ سے اس حال میں ملاقات کریگا۔ کہ تیرا نام قرب کے دروازے پر لکھا ہوا ہوگا۔ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ مِنْ عُتَقَاءِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ (فلاں! فلاں کا بیٹا اللہ کے آزادوں میں سے ہے) یہی امر ہے جو نہ بولتا اور نہ متغیر ہوتا ہے اور نہ کم اور نہ زیادہ ہوتا ہے۔ اب تو اللہ کا زیادہ شکر کریگا۔ اور تیرا فعل اس کے سامنے خیرات اور عبادت ہوگی۔ باوجود اس کے اس کے خوف کو ترک نہ کریگا۔ اور اس کی قدرت کو عاجز نہ جانے گا۔ اللہ جلّ شانہٗ کے ارشاد کی تلاوت کر۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ (اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور اس کے پاس کتاب کی اصل ہے) اور اس کا فرمان ہے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ (جو کچھ وہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور وہ پوچھے جائینگے) اس لکھے ہوئے پر نہ ٹھیر کیونکہ جس نے لکھا ہے وہ مٹانے پر قادر ہے اور جس نے بنایا ہے توڑنے پر قادر ہے۔ ہمیشہ طاعت اور خوف اور دہشت اور بچاؤ کے قدم پر رہ۔ یہاں تک کہ موت آئے۔ اور سلامتی کے قدم پر دنیا سے آخرت کی طرف گذر جائے۔ اب تغیر اور تبدل سے بے خوف ہوگا۔ جہل اور نفاق اور دنیا کی طلب کے ساتھ فراحمت کرنے والے! حرام کے کھانے والے! کس طرح دل کے نور اور باطن کی صفائی اور حکمت کے ساتھ بولنے میں طمع کرتا ہے ❖

اولیاء اللہ کی کلام ضرورت ہے۔ ان کی نیند ڈوبے ہوئے کی نیند ہے۔ ان کا کھانا بیماروں کا کھانا ہے۔ وہ اسی حال پر رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ لکھے کی موت پوری ہوجائے۔ وہ فرشتوں کے مشابہ ہیں۔ کہ جن کے حق میں اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (امرِ الٰہی میں نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو انہیں امر ہوتا ہے کرتے ہیں) ان کو فرشتوں سے تشبیہ دی گئی ہے حالانکہ وہ ان سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ فرشتے ان کے خادم ہیں دنیا اور آخرت میں اُن کے جھاڑن جھاڑتے ہیں ❖

اے قوم! اگر تمہارا حال میرے کلام تک پہنچے۔ تو اس کو ایمان اور تصدیق سے

سنو۔ میرا کلام دلوں کی آبرو ہے اس کو دلوں اور باطنوں سے سنو۔ تمہارے ظاہر اور باطن راحت میں ہو جائینگے۔ تمہارے نفسوں اور خواہشوں کا کانٹا ٹوٹ جائیگا۔ اور تمہاری شہوتوں کی آگ بجھ جائے گی۔ تم پر شہوات کی شرارت بہت ہے۔ دنیا کو تمہاری محبوبہ اور فقر سے نفرت دلا کر ہلاکتوں میں ڈالتی ہے ✤

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ تقوے کی حقیقت یہ ہے کہ تمہارے دل میں جو کچھ ہے اس کو جمع کر کے ایک کھلے طباق میں رکھو۔ اور اس کو اٹھا کر بازار میں گھومو۔ اس میں کوئی چیز ایسی نہ ہو کہ جس سے تمہیں شرم آئے ✤

نادان! تو اس پر کفایت نہیں کرتا کہ تو پرہیزگار نہیں ہے۔ بلکہ جب تجھے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو غضبناک ہوتا ہے۔ جب تجھے حق بات کہی جائے تو سن کر حقارت کرتا ہے۔ جب تجھے کوئی بری بات معلوم ہو تو اس پر غصہ کرتا ہے۔ اور اپنی پیاس اس سے بجھاتا ہے ✤

حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ لَا یَشْفِی غَیْظَہٗ (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اپنے غصے کا بدلہ نہیں لیتا ہے) ✤

اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔ کُنْتُ اُحِبُّکُمْ مِمَّا اَطَعْتُمُوْنِیْ فَلَمَّا عَصَیْتُمُوْنِیْ بَغَضْتُکُمْ (میں تابعداروں کو چاہتا ہوں اور نافرمانوں سے نفرت کرتا ہوں) ✤

اللہ تم سے پیار کرتا ہے کسی حاجت کے لئے نہیں۔ بلکہ تم پر رحمت کے لئے۔ تجھے تیرے لئے پیار کرتا ہے اپنے لئے نہیں۔ تیری طاعت کو پسند کرتا ہے کیونکہ اس کا نفع تیرے ہی لئے ہے۔ اللہ تعالےٰ جو باتیں تیرے لئے محبوب رکھتا ہے ان میں توجہ کر اور مشغول ہو۔ اور جو شخص تجھے صرف تیرے لئے محبت کرتا ہے۔ اس سے اعراض کر۔ ایماندار سب چیزوں کو بھلا کر صرف اللہ ہی کا ذکر کرتا ہے۔ لہذا اس کو اللہ کا

قرب اور اس میں اور اسکے ساتھ حیات حاصل ہے۔ اس کا توکل صحیح ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت کی مہموں میں اس کے لئے کافی ہے۔ جب مومن کا توکل اور توحید صحیح ہو جائے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کیا۔ اس کو اس کا حال اور رباطن عنایت فرماتا ہے۔ نام نہیں اپنے طعام سے کھلاتا اور اپنی شراب سے پلاتا اور اپنے گھر کی دہلیز میں ٹھیراتا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کو اپنا عین مقام دیدیوے۔ اب اس کے لئے نسبت ابراہیمی صورت کے لحاظ سے نہیں بلکہ باطن کے لحاظ سے صحیح ہو گئی +

تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھ کو ظالموں کا خادم بنا رکھا ہے۔ اور حرام کھاتا ہے۔ کب تک کھائیگا۔ اور جن بادشاہوں کی خدمت کرتا ہے ان کا ملک عنقریب زائل ہو جائیگا۔ لہذا اللہ کی خدمت کیوں نہیں کرتا۔ کہ جس کی ولایت ہمیشہ کے لئے ہے عقلمند بن اور دنیا میں تھوڑے پر صبر کر۔ تاکہ آخرت میں بہت ملے نصیب کی روزی زہد کے ہاتھ سے تناول کر۔ تناول بھی اپنے مولا کے دروازے پر اس کی قدرت اور فعل سے اس کے ساتھ کر۔ دنیا اور اس کے ہاتھ سے نہ کر۔ بادشاہوں کے دروازے پر حرص اور خواہش اور شیطان اور عام لوگوں کی صحبت میں تناول نہ کر۔ جب تو تناول کرے اس حال میں کہ تیرا دل حق تعالےٰ کے دروازے پر ہو۔ تو فرشتے اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح تیرے گرد ہونگی۔ خیال کرو۔ کہ دونوں حالوں اور دونوں جگہوں میں کس قدر فرق ہے +

اولیاء اللہ مجسم عقل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم دنیا کی روزی راستے میں اور اپنے گھروں میں نہ کھائیں گے۔ ہماری خورش صرف اس کے پاس ہوگی۔ زاہد جنت میں کھائیں گے۔ اور عارف دنیا ہی میں اس کے پاس کھاتے ہیں۔ اور محبت والے نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں کھاتے ہیں۔ ان کا طعام اور شراب انس اور قرب ربانی اور اُس کا دیدار ہے۔ دنیا کو آخرت کے عوض بیچا اور آخرت کو رب دنیا اور آخرت کے قرب کے عوض بیچ ڈالا۔ جو لوگ اس کی محبت میں صادق ہیں اُنہوں نے دنیا اور آخرت کو ذات کے عوض فروخت کر دیا۔ اور غیر کو ترک کر کے اسی کا ارادہ کر لیا۔ جب خریدو

فروخت ختم ہو گئی تو کرم نے غلبہ کر کے دُنیا اور آخرت بطور انعام واپس کر دیں۔ اور ان کو ان کے تناول کا حکم دیا۔ تو انہوں نے صرف امر بجالانے کے لئے باوجود سیر شکمی اور بدہضمی اور سب طرح غنا کے اُن کو قبول کیا۔ یہ صرف قدر کی موافقت اور قدر کے ساتھ حسن ادب کے باعث کیا۔ اور کہتے ہیں کہ تو ہمارے ارادوں سے خوب واقف ہے۔ اور غیر کو چھوڑ کر ہم تیرے ہی ساتھ خوش ہیں۔ بھوک اور پیاس اور برہنگی اور ذلت اور خاکساری میں راضی ہیں۔ یہی چاہتے ہیں کہ دربدر کے دھکے کھانے سے تیرے ہی دروازے پر پڑے رہیں۔ جب وہ اس حال پر راضی ہو گئے۔ اور اُن کے نفس اطمینان پر ثابت ہو گئے۔ تو ان کو نظر رحمت سے دیکھ کر ذلت کے بعد عزت اور فقر کے بعد غنا عنایت فرمائی۔ اور دنیا و آخرت میں اپنے قریب کر لئے +

مومن دنیا میں زہد کرتا ہے۔ اس کا زہد باطن کی کثافت اور کدورت بالکل صاف کر دیتا ہے۔ پھر آخرت کو اپنے سکون قلب کے ساتھ آتا ہے۔ پھر غیرت الٰہی کا ہاتھ آ کر آخرت کو بھی اس کے دل سے دُور کر دیتا ہے۔ اور اس کو بتا دیتا ہے کہ آخرت بھی اللہ کے قرب کا حجاب ہے۔ اب مخلوق کے شغل کو بالکل ترک کر دیتا ہے اور شرع کے امر بجالاتا ہے۔ اور شرع کی حدود جو اُس میں اور عوام میں مشترک ہیں اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ اُس کے دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ تو اپنے نفس اور مخلوق کے عیب دیکھنے لگ پڑتا ہے۔ رب کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ٹھہرتا ہے غیر سنتا نہیں اور غیر کی عقل رکھتا ہے۔ اللہ کے وعدے کے سوا کسی چیز سے سکون نہیں کرتا۔ اللہ کے عذاب کے سوا غیر سے خوف نہیں کرتا ہے۔ غیر کے شغل کو ترک کر کے اللہ ہی کے ساتھ مشغول ہے۔ جب یہ حال کامل ہو جائے۔ تو وہ ان نعمتوں میں ہے۔ لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ (جو آنکھوں نے کبھی دیکھی نہیں اور کانوں نے کبھی سُنی نہیں اور نہ کبھی انسان کے دل پر اُن کا خیال ہی گذرا ہے) +

بیٹا! اپنے نفس میں مشغول ہو۔ پہلے اپنے نفس کو نفع دے پھر غیر کو۔ موم بتی

(شمع) جیسا نہ ہو۔ اپنے آپ کو جلاتی ہے اور غیر کو روشنی دیتی ہے۔ کسی شے میں اپنے نفس اور حرص اور خواہش سے دخل نہ دے۔ اللہ تعالےٰ اگر کسی امر کا ارادہ کرے گا۔ تو اس کے لئے تمہیں تیار کریگا۔ اگر مخلوق کا نفع چاہیگا۔ تو تمہیں ان کی طرف واپس کردیگا۔ اور تمہیں ان پر ثابت قدمی اور صلح جوئی عنایت کریگا۔ اور ان مشقتوں پر قوت دیگا۔ تمہارے دل مخلوق کے لئے کشادہ کریگا۔ اور تمہارے سینے کو کھول دیگا۔ اور اس میں اپنا حکم بھریگا۔ تمہارا باطن دیکھے گا اور خوش ہوگا۔ اب وہی ہوگا تم نہ ہوگے۔ کیا تم نے اللہ جلشانہ کا ارشاد نہیں سُنا ہے۔ یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے) اللہ تعالےٰ کے فرمان اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً پر اعتبار کر۔ یوں نہیں فرمایا۔ اَنْتَ جَعَلْتَ نَفْسَکَ (کہ تو نے اپنے نفس کو بنایا)۔

اولیاء اللہ کے لئے نہ اپنا ارادہ اور نہ اختیار ہے۔ وہ صرف اللہ کے امر اور اُس کے فعل اور ارادے میں ہوتے ہیں۔ سیدھے راستے سے الگ ہونے والے کسی چیز سے حجت نہ پکڑ۔ تیرے پاس حقانی راستے کی کوئی سند نہیں ہے۔ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے۔ تجھے کس چیز نے اللہ پر بےحیا بنا دیا ہے۔ کس چیز نے تیرا خوف گھٹا دیا ہے۔ اس کے دیدار سے کس چیز نے بے قدر کردیا ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ خَفِ مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (اللہ سے ڈر گویا کہ تو اُس کو دیکھتا ہے اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے)۔

بیدار لوگ اللہ کو اپنے دلوں سے دیکھتے ہیں۔ اس کی پراگندگی کو جمع کر۔ دیدار پائیگا اور ایک جان ہوجائیگا۔ اللہ اور دل کے درمیان سے حجاب اٹھ جائینگے۔ جسم فنا اور باطن باقی رہینگے۔ جوڑ ٹوٹ جائینگے اور بہت سے معبود اکھڑ جائینگے۔ اللہ کے سوا اور کچھ باقی نہ رہیگا۔ ان کیلئے نہ کلام نہ حرکت اور نہ کسی چیز سے خوشی ہے۔ یہاں تک کہ حال صحیح ہوجائے۔ جب صحیح ہوجائے تو امر انکے حق میں پورا ہوگیا۔ پہلے وہ دنیا کے ورق اور اس کی بندگی سے نکلے۔ پھر ماسوی اللہ سب سے الگ ہوجائے۔ ہمیشہ اللہ کے معاملے اور اس کے گھر اور اس کی آزمائش میں ہے۔

تم کس طرح عمل کرتے ہو باطن بادشاہ ہے اور دل اس کا وزیر ہے نفس اور زبان اور سب اعضاء اُن کے سامنے خادم ہیں۔ باطن دریائے حقانی سے سیراب ہوتا ہے۔ اور قلب باطن سے سیراب ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ قلب سے سیراب ہوتا ہے۔ اور زبان نفس مطمئنہ سے اور باقی اعضا زبان سے سیراب ہوتے ہیں۔ زبان سنورے تو دل سنورتا ہے۔ زبان خراب ہو تو دل خراب ہوتا ہے زبان کو تقوے اور توبہ کے جام کی ضرورت ہے۔ اور کلام میں بکواس اور نفاق سے بچے۔ جب اس پر ہمیشگی ہو تو زبان کی فصاحت دل کی فصاحت کی طرف لوٹ آئیگی۔ جب یہ حال تمام ہو جائے۔ تو دل سے نور ظاہر ہو کر دل اور زبان کو روشن کریگا۔ اب کامل مقرب کی زبان کے لئے گویائی حاصل ہوگی۔ قرب الٰہی کی حالت میں نہ دُعا ہے نہ ذکر ہے۔ دُعا اور ذکر اور کلام دوری کی حالت میں ہے۔ لیکن قرب میں خاموشی اور سکوت اور نظر کے ساتھ قناعت اور تقع ہے +

اے خدا! جو لوگ تجھ کو دنیا میں دل کی آنکھ سے اور آخرت میں سر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں ان میں سے ہمیں بھی کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عطا کر اور عذاب دوزخ سے بچا) +

مجلس نمبر ترپن

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے منگل کے دن عشاء کے وقت ۷ رمضان ۵۴۵ھ ہجری کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

ابتلا اور آزمائش ضرور چاہئے۔ خصوصاً دعویداروں کے لئے۔ اگر ابتلا اور آزمائش نہ ہوتی۔ تو مخلوق میں سے بہت لوگ ولایت کا دعوے کرتے۔ اسی واسطے بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَکُلِّمَ الْبَلَاءِ بِالْوِلَایَةِ۔ کَیْ لَا تَدَّعِی (ہر ایک طرح کی بلا محبت میں ہے تاکہ ہر ایک دعوے نہ کر سکے) اور ولی اللہ کی علامتوں سے ایک

علامت یہ ہے۔ کہ مخلوق کی تکلیف پر صبر کرے اور ان سے الگ رہے۔ اولیاء اللہ جو کچھ مخلوق سے دیکھتے ہیں اس سے اندھے ہیں اور جو کچھ سنتے ہیں اس سے بہرے ہیں۔ حبك للشيء يعمي ويصم (چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے) انہوں نے حق تعالیٰ سے محبّت رکھی۔ غیر سے اندھے اور بہرے ہیں۔ لوگوں سے خوش کلامی اور نرمی اور صلح کلی سے پیش آتے ہیں۔ اور گاہے اللہ کے لئے غیرت اور اس کے غضب کی موافقت کرکے غصے بھی ہو جاتے ہیں۔ وہ طبیب ہیں ہر ایک مرض کی دوا جانتے ہیں طبیب ہر ایک بیماری کا علاج ایک ہی دوا سے نہیں کرتا ہے۔ اولیاء اللہ اصحاب کہف کی طرح دلوں اور باطنوں کے لحاظ اللہ کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان کو حضرت جبرئیل علیہ السلام پلٹتے تھے ان کو قدرت اور رحمت اور لطف کا ہاتھ پلٹتا ہے۔ رحمت کا ہاتھ ان کے دلوں کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتا ہے۔ ان کی دنیا! دنیا کے طالبوں کے لئے۔ انکی آخرت! آخرت کے طالبوں کے لئے اور ان کا پاک پروردگار ان کے لئے ہے۔ کسی چیز پر بخل نہیں کرتے۔ اگر دنیا طلب کرو اور ان کے پاس موجود ہو تو خرچ کر ڈالتے ہیں اگر ان سے آخرت کا ثواب طلب کرو۔ اس کو بھی صرف کر دیتے ہیں۔ فقیروں کو دنیا دیتے ہیں۔ جن لوگوں سے طلب آخرت کی کمی ہوئی ہے ان کو آخرت کا ثواب دیتے ہیں۔ نو پیدا! نو پیدا کے لئے ترک کرتے ہیں۔ اور خالق کو اپنے لئے رکھتے ہیں۔ پوست بخشتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا سب کچھ پوست ہے۔ اللہ کی طلب اور اللہ کا قرب ہی مغز ہے۔

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ لَا يَضْحَكُ فِي وَجْهِ الْفَاسِقِ إِلَّا الْمَعَارِفُ (فاسق کے چہرے پر عارف کے سوا کوئی نہیں ہنستا ہے) ہاں فاسق کو نیکی کا امر کرتا ہے اور بری چیز سے منع کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔ اس امر پر عارفوں کے سوا اور کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے لیکن زاہد اور عابد اور مرید نہیں۔ گنہگاروں پر رحم کیوں نہ کریں۔ حالانکہ وہ رحمت کی جگہ اور توبہ اور عذر کے مقام میں ہیں۔ عارف کا خلق اللہ کے اخلاق سے ہے۔ لہٰذا وہ گنہگار کو نفس

اور خواہش اور شیطان کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے کوشش کرتا ہے - اگر کوئی شخص اپنے بچے کو کافر کے ہاتھ میں قید دیکھے تو کیا اُس کے چھڑانے میں کوشش نہ کریگا - یہی حال عارف کا ہے - سب مخلوق اُس کے نزدیک اولاد کی طرح ہے - پہلے مخلوق کو حکم کی زبان سے مخاطب کرتا ہے پھر ان پر رحم کرتا ہے - کیونکہ اس کو علم پر اطلاع ہے - ان میں اللہ تعالےٰ کے افعال دیکھتا ہے - قضا اور قدر رواں کو حکم اور علم کے دروازے سے نکلتے دیکھتا ہے - لیکن وہ اس کو چھپاتا ہے - اور مخلوق کو حکم سے جس کا نام امر اور نہی ہے مخاطب کرتا ہے - اور جس علم کا نام باطن ہے اس سے مخاطب نہیں کرتا ہے - اللہ تعالےٰ نے رسول بھیجے اور کتابیں اُتاریں خوف دلایا اور ڈرایا تاکہ مخلوق پر حجت قائم ہو جائے اور اللہ کے علم کو اس بارے میں دخل نہیں ہے اور نہ اسمیں اس پر اعتراض ہی کیا جاتا ہے - حکم فوری ہے اور علم میں ثبات ہے - تیرے اور تیرے غیر کے لئے جو علم ہے اس کا محتاج ہے - اور علم عام جو تیرے حق میں علم خاص ہے - اس کا بھی محتاج ہے - اگر کوئی شخص علم ظاہر پر عمل کرے - تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کو علم باطن سے پرورش کرتے ہیں - اور باطن کا حکم عنایت فرماتے ہیں - جیسے پرندہ اپنے بچے کو چوگہ دیتا ہے - آنحضرت اس طرح اس واسطے کرتے ہیں - کہ اُس نے قول ظاہر کی جس کا نام شریعت ہے تصدیق کی اور اس پر عمل کیا - فرزند آدم اگر صحیح ہو جائے تو اس کی مثل کوئی صحیح نہیں ہے - اگر صفا ہو جائے تو اُس کی مثل کوئی صفا نہیں ہے - اگر قریب ہو تو اُس کی مثل کوئی قریب نہیں ہے - جاہل سر کی آنکھ سے اور عاقل عقل کی آنکھ سے اور عارف دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے - ذاتی طور پر جان کر تمام خلقت کو ایک ہی نوالہ کر کے اپنے آپ میں غائب کر لیتا ہے - اس کے پاس حق تعالےٰ کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے - اب عارف کی زبان پر جاری ہوتا ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے) اللہ تعالےٰ اس کا ظاہر اور باطن اول اور آخر ہو جاتا ہے - اللہ کے سوا اس کے پاس کوئی چیز نہیں رہتی ہے - اب اس کی محبت اللہ کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ہمیشہ کے لئے ہو جاتی ہے - اور سب احوال میں اللہ کے موافق ہو کر اس کی رضا کو

اختیار اور اس کے غیر کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ جیسے کہ بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مخلوق میں اللہ کی موافقت کر اور اللہ میں مخلوق کی موافقت نہ کر۔ جس کو توڑا ہے ٹوٹا رہنے دے۔ اور جس کو جوڑا ہے جڑا رہنے دے۔

شیطان اور حرص اور برے دوست تیرے دشمن ہیں۔ ان سے بچو۔ تاکہ تجھے تباہی میں نہ ڈالیں۔ علم سیکھ تاکہ جان لے کہ ان سے عداوت کس طرح کی جاتی ہے۔ اور ان سے کیسے بچا جاتا ہے۔ پھر جان لیگا کہ اللہ کی عبادت کیسے کرنی چاہئے۔ کیونکہ جاہل کی عبادت مقبول نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ عَبَدَ اللّٰہَ بِجَھْلٍ کَانَ مَا یُفْسِدُ اَکْثَرَ مِمَّا یُصْلِحُ (جو شخص اللہ کی عبادت جہل سے کریگا وہ اصلاح کم اور فساد زیادہ کریگا) جاہل کی عبادت کسی چیز کے برابر نہیں ہے، وہ بالکل خرابی اور کامل اندھیرے میں ہے۔ اور علم بھی عمل کے سوا مفید نہیں۔ اور عمل اخلاص کے سوا نافع نہیں ہے۔ جس عمل میں اخلاص نہیں ہے مفید نہیں ہے۔ اور اس کے عامل سے قبول نہیں۔ اگر تجھے علم ہے اور عمل نہ کیا یہ علم تیرے خلاف حجت ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا اَلْجَاھِلُ یُعَذَّبُ مَرَّۃً وَّالْعَالِمُ سَبْعَ مَرَّاتٍ (جاہل ایک مرتبہ اور عالم سات مرتبہ عذاب دیا جائیگا)۔

جاہل کیوں! کہ اس نے علم نہ سیکھا۔ عالم کیوں! کہ اس نے اپنے علم پر عمل نہ کیا۔ علم پڑھ اور عمل کر اور دوسرے کو بتا۔ کیونکہ یہ سب تیرے لئے بھلائی کا ذخیرہ ہے۔ جب تو نے کوئی علم کا کلمہ سنا اور اس پر عمل کیا اور دوسرے کو بھی بتایا۔ تو تمہارے لئے دو ثواب ہیں۔ ایک ثواب علم اور دوسرا ثواب بتانے کا۔ دنیا تاریک اور علم اس میں نور ہے۔ جس کو علم نہیں۔ وہ اس تاریکی میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اور اصلاح سے زیادہ فساد کرتا ہے۔ علم کے مدعی! اپنے نفس اور حرص اور شیطان کے ہاتھ سے نہ لے۔

اور اپنے وجود اور ریاکاری اور نفاق کے ہاتھ سے نہ لے۔ تیری ظاہری ترک اور باطنی رغبت
ہے۔ یہ زہد بے کار ہے۔ تجھے اس پر عذاب ہوگا۔ حق تعالیٰ سے چھپاتا ہے حالانکہ
اس کو تیری خلوت اور تیری جلوت اور جو کچھ تیرے دل میں ہے اس کو سب معلوم ہے۔
اللہ کے پاس نہ خلوت نہ کثرت اور نہ پردہ ہے۔ تو اس طرح کہہ آہ! ہائے افسوس!
ہائے رسوائی! اللہ میرے سب افعال پر رات اور دن کیسے اطلاع پاتا ہے۔ وہ ناظر ہے
اور میں اس کی نظر سے حیا نہیں کرتا ہوں۔ اللہ کے سامنے اپنی بےحیائی سے توبہ کر۔
اور فرض ادا کرکے اور نہی سے باز رہ کر قربت حاصل کر۔ ظاہری اور باطنی گناہوں کی ترک
کر۔ اور ظاہر طور پر خیرات کر۔ اسی کے ساتھ اللہ کے دروازے پہنچیگا۔ اور اس سے
قریب ہوگا۔ تجھے اپنا محبوب اور مخلوق کا محبوب اور ماسوائے مخلوق سے سب کا محبوب
بنالیگا۔ پھر بھی امر مخلوق کی طرف نقل کردیا جائیگا۔ جب تجھے اللہ اور اس کے فرشتے
محبوب رکھیں گے۔ تو کافروں اور منافقوں کے سوا سب مخلوق محبوب رکھیگی۔ کیونکہ کافر
اور منافق اللہ کی محبت میں تیرے موافق نہیں ہیں۔ جس شخص کے دل میں ایمان ہے وہ
ایمان والے کو دوست رکھتا ہے۔ اور جس کے دل میں نفاق ہے وہ ایمان دار سے نفرت
رکھتا ہے۔ لہٰذا کافروں اور منافقوں اور شیطانوں کے بغض اور ان کی زبانوں کی
بدی کا کوئی فکر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ انسانوں میں کے شیطان ہیں۔ ایماندار یقین والا
عارف اپنے دل اور باطن اور معنی کے لحاظ سے مخلوق سے الگ ہے۔ اپنے نفس سے
ضرر کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ اور نہ نفع حاصل کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے
سامنے باآرام ہے۔ اس کے لئے کسی طرح کی طاقت اور قوت باقی نہیں ہے۔ جب
اس کے لئے یہ حال صحیح ہو جائے۔ تو اس کے پاس سب طرف سے خبر آتی ہے ؎

اولیاء اللہ سے صرف دعوٰے اور خلوت اور تمنّا کے ساتھ مزاحمت نہ کر۔ اس سے
کوئی بات حاصل نہیں ہوتی ہے۔ کسی کام کا نہیں یہاں تک اسباب سے اندھا نہ ہو جائے۔
کسی مصرف کا نہیں ہے یہاں تک کہ نحیف ہو جائے اور تیرے پاؤں لوگوں کے دروازوں کی طرف
سعی کرنے سے رک نہ جائیں۔ کچھ حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ تیرا دل اور عقل اور چہرہ مخلوق سے

خالق کی طرف نہ لوٹ جائے۔ تیری پشت مخلوق کی طرف اور چہرہ خالق کی طرف ہو جائے۔ تیرا ظاہر اور صورت مخلوق کی طرف اور تیرا باطن اور دل اور معنی خالق کی طرف رجوع کریں۔ اب تیرا دل فرشتوں اور نبیوں کے دلوں کے مشابہ ہو جائیگا۔ تیرا دل ان کے طعام سے کھلایا جائیگا۔ اور اُن کی شراب سے پلایا جائیگا۔ اس امر کا تعلق دلوں اور باطنوں اور معنی کے ساتھ ہے۔ صورتوں کے ساتھ نہیں ہے ÷

اے خدا! ہمارے دلوں کو خوشبودار کر اور ہمارے باطنوں کو خلعت پہنا۔ اور ہماری عقلوں کو اپنے اور ہمارے درمیان مخلوق کی عقلوں سے بڑھ کر صفائی عنایت فرما۔ حاضرو! اور غائبو! تم قیامت کے دن مجھ سے عجیب امور دیکھو گے۔ مَیں منافقوں کے حق میں مناظرہ کرونگا۔ ایمانداروں کے حق میں کیسے نہ کرونگا۔ اے اللہ! مجھے سب سے بے پرواہ کردے۔ اپنے ماسویٰ سے اپنے ساتھ غنی کر۔ اُستاد کو لڑکوں سے اور جو کچھ اُن کے گھروں میں ہے اس سے بے پرواہ کردے۔ اس کے گھر کو تعلیم کے ساتھ ہی عام دسترخوان کا گھر بنادے ÷

اے خدا! تو جانتا ہے کہ یہ کلام مجھ سے جذبے میں نکلی ہے۔ اس میں مجھے معذور سمجھ۔ میرا جام بھرا گیا۔ حالانکہ مجھ کو تیری طرف سے بچوں اور خادموں اور مسافروں کے جام کا بقایا ملا۔ اور مَیں تجھ سے اپنی خوش دلی اور صفائیے باطن کے ساتھ اس کی آسانی کا سوال کرتا ہوں ÷

اے قوم! تمہارا گمان ہے کہ مَیں تم سے کچھ لیتا ہوں اور مَیں تمہیں دیکھتا ہوں نہیں۔ کوئی قدر نہیں! مَیں اللہ سے لیتا ہوں تم سے نہیں۔ بلکہ وہی تمہارے ہاتھوں سے جاری کرانے والا ہے جب مَیں تمہارے ساتھ تھا۔ تم کو نہ پہچانا۔ جب تم سے نکلا تم کو پہچانا۔ مَیں منافقوں کا کھوجی اور عارفوں کا واقف ہوں۔ مَیں منافقوں کا گلا گھونٹ کر مارتا ہوں لکڑی سے نہیں۔ میرا دسترخوان تمہارے لئے اور میرا کھانا تمہاری فراغت کے بعد ہے۔ میرے لئے تمہارے غیر سے جو ایک نوالہ ہو وہی تمہارے چلے جانے کے بعد میرے دوست کی طرف سے جس کے آگے میں خدمتگار ہوں ایک طباق ہے۔ نگاہ والو! تم نہیں دیکھتے

ہو کہ میری آستینیں چڑھی ہوئی اور کمر کسی ہوئی ہے ✣

حضرت غوث پاک کی خدمت میں کسی نے سوال کیا۔ کہ اللہ کا رسول انبیاء علیہم السلام کی طرف جبرئیل علیہ السلام ہے۔ اولیاء اللہ کی طرف اللہ کا رسول کون ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ خود اللہ تعالےٰ ہی ان کا بلا واسطہ رسول ہے۔ اپنی رحمت اور لطف اور احسان اور الہام کے ساتھ۔ اور ان کے دلوں اور باطنوں پر اپنی نظریں رکھتا ہے۔ اور ان کا دلی غمخوار ہے۔ اولیاء اللہ اس کی زیارت خواب اور بیداری میں اپنے دلوں کی آنکھوں اور باطنوں کی صفائی اور ہمیشہ کی بیداری سے کرتے ہیں ✣

اے قوم! تم کو اللہ تعالےٰ کی معرفت سے اور اس کے دوستوں کی معرفت سے دنیا کی محبت اور حرص اور اس کے بڑھانے کی محبت روکتی ہے۔ دنیا کو حسن کرم سے چھوڑ دو اور آخرت کو یاد کرو۔ اے خدا! حسن اور سخاوت تیری صفات سے ہیں۔ اور ہم تیرے بندے ہیں۔ ان میں سے ہمیں بھی ایک ذرہ عنایت فرما۔ آمین! ✣

مجلس نمبر چوّن

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۰ رمضان ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

بیٹا! دو قدم چل اور تو پہنچا۔ ایک قدم دنیا سے اور ایک قدم آخرت سے۔ ایک قدم اپنے نفس سے اور ایک قدم مخلوق سے۔ اس ظاہر کو ترک کر تو باطن کی ابتدا پھر انتہا کو پہنچ جائیگا۔ تو شروع کر اور اللہ پورا کریگا۔ تجھ سے شروع اور اللہ سے انجام ہے۔ رسی اور زنبیل لے کر عمل کے دروازے پر بیٹھ۔ یہاں تک کہ جب تو طلب کیا جائے۔ تو عمل لینے والے کے قریب ہو (اپنے فرش پر لحاف اوڑھ کر مقفل ہو کر نہ بیٹھ) پھر علم اور عمل کا طریقہ طلب کر۔ اپنے دل کو ذکر کے قریب کر اور اس کو قیامت کا دن یاد کرا۔ قبروں اور برباد شدہ عمارتوں میں فکر کر۔ اور سوچ کہ حق تعالےٰ تمام مخلوق کو اٹھا کر اپنے

سامنے کس طرح کھڑا کریگا۔ جب اس فکر پر ہمیشگی کریگا۔ تو تیرے دل کی سختی جاتی رہے گی۔ اور کدورت سے صاف ہو جائیگا۔ جب عمارت بنیاد پر ہو تو ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اگر بنیاد پر نہ ہو تو جلدی گر جاتی ہے۔ اگر تیرے حال کی بنا حکم ظاہر کے احکام پر ہوگی تو کوئی اس کے توڑنے پر قدرت نہ پائیگا۔ اگر اس پر بنا نہیں ہے۔ تو تیرے لئے حال ثابت نہ ہوگا۔ اور مقام تیرا پہنچے گا ہمیشہ صدیقوں کے دل تجھ سے ناراض رہینگے۔ اور تمنا کرینگے کہ تجھ کو نہ دیکھیں ؁

تجھ پر افسوس! نادان! کیا دین کھیل ہے یا دھوکا! نہیں۔ فریب دینے والے! تیری گردن کی سلامتی نہیں۔ تو اپنے نفس کو مخلوق پر کلام کرنے کے قابل سمجھتا ہے۔ حالانکہ تو وعظ کرنے کا اہل نہیں ہے۔ یہ حق لوگوں میں سے خاص افراد صالحین کا ہے۔ ان کے بولنے کا امر ہوتا ہے۔ تو مجبوراً مخلوق کو وعظ سناتے ہیں۔ ان کے کلام کے بعد! خبر مشاہدے کی طرح ہو جاتی ہے۔ تیرے قلب اور صفائی باطن کی نسبت امر بدل جاتا ہے۔ اسی واسطے امیر المومنین حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا (اگر پردہ کھول دیا جائے تو میرا یقین نہ بڑھے) اور آپ نے فرمایا لَا اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَهُ (ایسے رب کی میں عبادت نہیں کرتا ہوں کہ جس کو میں نے دیکھا نہیں ہے) اور نیز آپ نے ارشاد فرمایا ہے اَرَانِیْ رَبِّیْ قَلْبِیْ (میرے قلب نے میرا رب دکھا دیا ہے ؁

جاہلو! عالموں سے ملو۔ ان کی خدمت کرو۔ اور ان سے علم سیکھو۔ علم مردان خدا کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے۔ عالموں کے پاس حسن ادب سے بیٹھو۔ اُن پر اعتراض کی ترک کرو۔ اور ان سے فائدے کی طلب کرو۔ تاکہ تمہیں ان کے علم حاصل ہوں۔ اور ان کی برکات نازل ہوں اور ان کے فائدے پہنچیں۔ اور عارفوں کی صحبت میں خاموش ہو کر بیٹھو۔ اور زاہدوں کی صحبت میں رغبت کر کے بیٹھو۔ عارف ہر ایک ساعت میں بہ نسبت پہلی ساعت کی اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ہر ایک ساعت میں اس کا خشوع اللہ کے لئے نیا ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے عاجز ہوتا ہے۔ حاضر کے سامنے عجز

کرتا ہے غائب سے نہیں۔ جتنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قریب ہو گا۔ اتنا ہی زیادہ عجز ہو گا۔ اس کے گونگے پن کی زیادتی مشاہدے کی زیادتی کے اندازے پر ہے۔ جس شخص نے اللہ کو پہچانا اس کے نفس اور حرص اور عادت اور وجود کی زبان گونگی ہوئی لیکن اس کے دل اور باطن اور حال اور مقام اور عطا کی زبان جو نعمتیں کہ اس کے پاس ہیں ان کے اظہار پر بولتی ہے۔ اسی واسطے خاموش بیٹھتے ہیں۔ تاکہ ان سے نفع حاصل کریں۔ اور جو شراب ان دلوں سے کھینچی جاتی ہے اس کو پیتا ہے۔ جو شخص اللہ کے عارفوں کے ساتھ اکثر میل جول رکھے۔ تو وہ اپنے نفس کو پہچانتا ہے۔ اور اپنے رب کے سامنے خاکسار بن جاتا ہے۔ اسی واسطے ارشاد ہوا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا) یہی نفس بندے اور رب کے درمیان حجاب ہے۔ جس شخص نے اپنے نفس کو پہچانا اللہ اور مخلوق کا متواضع ہوا۔ اس کو پہچانا تو اس سے خوف کیا۔ نفس کے پہچاننے پر اللہ کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اور جان لیتا ہے کہ اس نے اللہ کو نہیں شناخت کیا ہے۔ ورنہ وہ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں بھلائی چاہتا۔ اس کا ظاہر اللہ کے شکر میں اور باطن اللہ کی تعریف میں مشغول ہے۔ اس کا ظاہر پراگندہ اور باطن جمع ہے حال کو چھپانے کے لئے اس کے باطن میں خوشی اور ظاہر میں غم ہے۔ عارف کا حال مومن کے حال کے برعکس ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں غم اور چہرے پر بشاشت ہوتی ہے۔ وہ ناچیز خادم دروازے پر کھڑا ہے۔ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا ارادہ کیا گیا ہے قبول کیا جائیگا یا رد کیا جائے گا۔ اس پر دروازہ کھولا جائیگا یا ہمیشہ بند رہیگا۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا۔ وہ تمام احوال میں مومن کے برعکس ہے۔ ایماندار صاحب حال ہے اور حال پھرتا ہے۔ اور عارف صاحب مقام ہے اور مقام ثابت ہے۔ ایمان والا اپنے حال کے بدلنے اور ایمان کے زائل ہونے سے ڈرتا ہے۔ لہٰذا اس کے دل میں غم دائمی اور چہرے پر بشاشت دائمی ہے۔ جو غم کی طرف مائل ہے۔ کلام کے وقت تیرے سامنے مسکرائے گا۔ اور اس کا دل غم سے پاش پاش ہوتا ہے۔ اور عارف کا غم چہرے پر ہوتا

ہے۔کیونکہ وہ مخلوق کے ساتھ عذاب خدا سے ڈرانے کے چہرے کے ساتھ ملاقات کرتا ہے۔ ان کو ڈراتا ہے اور امر اور نہی سے آگاہ کرتا ہے۔کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا نائب ہے ؎

اولیاء اللہ نے سُن کر عمل کیا۔ عمل نے اُن کو حق تعالےٰ کے قریب کر دیا۔ جو انہوں نے خاص اللہ ہی کے لئے عمل کیا تھا۔ اُنہوں نے بلاواسطے اپنے دلوں کے ساتھ اللہ کی نصیحتیں سُنیں۔ یہ حال مخلوق سے غائب اور خواب میں ہو کر اور خالق کے حضور اور بیداری میں رہ کر ان کو حاصل ہُوا۔ جب تیرا دل صحیح ہو جائیگا۔ تو ہمیشہ مخلوق سے غائب اور خواب میں رہیگا اور خالق کے ساتھ بیداری میں۔ تو محفل میں ہی خلوت میں ہوگا۔ تو ہر وقت اللہ کے فیضان اور حکم باطل پر نازل ہونگے۔ اور باطن دل پر املا کریگا۔ اور دل نفس مطمئنہ پر اور نفس مطمئنہ زبان پر اور زبان مخلوق پر املا کریگی۔ جس شخص نے مخلوق پر وعظ کرنا ہو تو اس صفت سے کرے ورنہ خاموش رہے ؎

اولیاء اللہ کو عادات طبعی اور خواہشات نفسانی کے افعال کی ترک سودا ہے۔ اور شہوتوں اور لذتوں سے اندھے ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کو دیوانوں جیسا سودا ہے۔ کہ جن کی عقلیں جاتی رہی ہیں +

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم ان کو دیکھو تو سودائی کہو اور اگر وہ تمہیں دیکھیں تو کہیں کہ یہ لوگ ایک پل بھی ایمان نہیں لائے ہیں ؎

تیری خلوت صحیح نہیں ہے۔کیونکہ خلوت اس کو کہتے ہیں کہ تیرا دل اور باطن سب چیزوں سے خالی ہو جائے۔ اور تم دنیا اور آخرت اور ماسوی اللہ ہر ایک چیز سے بالکل فارغ ہو جاؤ۔ یہی نبیوں اور رسولوں اور اولیاء اللہ اور صالحین کا سیدھا راستہ ہے۔ نیک بات کا امر اور بُری بات سے روکنا میرے نزدیک ہزار عابدوں سے جو حجروں میں عبادت کرتے ہیں افضل ہے۔ نفس کی نظر کو بند کرنا اور روکنا اور واپس کرنا ہے کہ ہلاکت کا سبب نہ ہو۔ ہاں اگر نفس قلب اور باطن کے تابع ہو جن کا یہ خادم ہے۔ ان کے حکم

سے اپنے رائے سے نہ نکلے اور ان کے ساتھ متحیر ہو جائے۔ تو قلب اور باطن اور نفس میں فرق نہ رہیگا۔ جس بات کا وہ امر کریں یہ بھی کرے۔ اور جس بات سے روکیں یہ بھی روکے۔ اب یہ نفس مطمئنہ ہو جائیگا۔ ایک ہی مقصود ایک ہی مطلب پر سب متفق ہو جائینگے۔ جب نفس اس حال پر پہنچیگا۔ تو اس امر کا حقدار ہے۔ کہ اس کے مجاہدے میں کمی کی جائے۔ اللہ تعالےٰ جو کچھ تجھ میں اور مخلوق میں کرے۔ اس میں بحث نہ کر۔ کیا تم نے اللہ جل شانہ کا ارشاد نہیں سنا ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (اپنے فعل پر کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں اور لوگ پوچھے جائینگے) تجھ سے حق تعالےٰ کی تابعداری کہاں ہوتی ہے۔ اگر گستاخی کریگا تو گھر سے ذلیل کر کے نکالا جائیگا۔ اگر حسن ادب کرو گے اور موافق رہو گے تو باعزت بیٹھو گے۔ اللہ سے محبت کرنے والا اللہ کا مہمان ہے۔ اس کو گھر والوں پر کھانے اور پینے اور پہننے وغیرہ میں جبر کا اختیار نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ موافق اور صابر اور راضی رہنا چاہئے۔ لہذا اس کو ضرور کہا جائیگا کہ جو کچھ دیکھتے ہو بخوشی استعمال میں لاؤ۔ اور عارفان الٰہی سے ملاقات کریگا۔ اس کے دل سے دنیا اور آخرت اور ماسوی اللہ غائب ہو جائیں گے۔ تجھ پر لازم ہے کہ تیری کلام اللہ ہی کے لئے ہو ورنہ خاموش رہنا پسند کر اور تیری زندگی اللہ کی تابعداری میں ہو۔ ورنہ موت بہتر ہے۔ اے خدا ہم کو اپنی طاعت میں زندہ رکھ۔ اور اپنے اہل طاعت کے ساتھ قیامت کے دن اٹھا۔ آمین ❖

نیز حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ ایمان والا اپنے نفس کی اصلاح کے واسطے ترک وطن کرتا ہے۔ ایسے شیخ کی صحبت میں رہتا ہے کہ جو اس کو علم اور ادب سکھائے۔ بچپنے سے لے کر مرنے تک تعلیم ہی میں رہتا ہے۔ ابتدائی حال پڑھلانے والا قرآن مجید حفظ کراتا ہے۔ دوسرے حال میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت بتاتا ہے۔ اور ساتھ ہی توفیق اس کی ملازم ہے جو کچھ جانتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ عمل اس کو حق تعالےٰ کے قریب کرتا ہے۔ جب اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو ایسے علم کا وارث بنا دیتا ہے۔ جس کو وہ نہیں جانتا ہے۔ دل اپنے

قدموں پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور اخلاص اس کے قدموں کو اللہ تعالےٰ کے قریب کر دیتا ہے۔ اگر تو عمل کرے اور دیکھے کہ تیرا دل حق کے قریب نہیں ہوتا ہے۔ اور عبادت اور انس کی حلاوت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ تو جان لے کہ تو عامل نہیں ہے۔ اور اپنے عمل میں خلل کے باعث محجوب ہے۔ خلل کیا ہے! ریا اور نفاق اور خود پسندی۔ عمل کرنیوالے! اخلاص کو لازم پکڑ۔ ورنہ مشقت نہ اٹھا۔ اللہ کا مراقبہ خلوت اور کثرت میں ضرور کر۔ منافق کا مراقبہ صرف محفل میں ہے۔ اور مخلص کا مراقبہ خلوت اور کثرت دونوں میں ہے ؛

تجھ پر افسوس! جب کسی اچھے یا اچھی کو دیکھو۔ تو اپنی آنکھیں بند کرو۔ اپنے نفس اور حرص اور خواہش کی آنکھیں اور خیال کر کہ اللہ کی نظر تیری طرف ہے۔ اور تلاوت کر۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ الآیۃ (اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں آخر تک) خدا کے خوف سے ڈر۔ حرام کی طرف نظر سے آنکھیں بند کر۔ اور اس کی نظر کو یاد رکھ۔ کہ جس کی نظر اور علم سے تو الگ نہیں رہ سکتا ہے۔ اگر تو حق تعالےٰ سے بحث اور انزاع نہ کرے تو تیری بندگی پوری ہو گئی۔ اور تو حق کا بندہ ہو گیا۔ اور ان لوگوں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ کہ جن کے حق میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ (میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہیں ہے) جب تیرا شکر اللہ تعالےٰ کے لئے ثابت ہو جائے گا۔ تو لوگوں کے دلوں کو الہام ہوگا۔ کہ اپنی زبانوں سے تیرا شکریہ ادا کریں۔ اور تجھ سے محبت رکھیں۔ شیطان اور اس کے مددگاروں کو تیری طرف رستہ نہیں ہے۔ دعا عبادت ہے۔ اور اس کے شغل میں رخصت ہے۔ دعا ڈوبتے کے لئے سانس اور قیدی کیلئے روزن ہے یہاں تک کہ قید سے رہائی اور بادشاہ پر داخل ہو جائے۔ عقل مندو! تم دعا کو ترک کرنے میں اچھا نہیں کرتے ہو۔ اور نہ اچھی طرح دعا ہی مانگتے ہو۔ ہر ایک چیز نیت اور عقل اور علم اور جاننے والے کے اتباع کی محتاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے نیک بندوں کے پاس کیا چیز ہے۔ اسی واسطے اُن کے بارے میں تمہارے گمان

بد ہیں۔ ان کے ساتھ اپنے احوال اور اپنے دینوں کے اندازوں سے خیال نہ کرو۔ ان کے تصرفات میں ان پر اعتراض نہ کرو۔ جب تک شریعت اُن پر اعتراض نہ کرے۔ تم بھی اعتراض نہ کرو۔ کیونکہ وہ اپنی ظاہری اور باطنی حیثیت سے اللہ کے سامنے ہیں۔ اُن کے دلوں کو خوف سے آرام نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ان کے لئے سکون اور سلامتی کی ضمانت نہ ہو جائے۔ روئے زمین کے اللہ کے بندو اور زاہدو! میرے پاس آؤ۔ ایسی چیز سیکھو کہ جس کی تمہیں خبر نہیں ہے۔ میری کتاب میں داخل ہو جاؤ۔ تاکہ میں ایسی بات بتاؤں۔ کہ جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ دلوں کی کتاب اور باطنوں کی کتاب اور نفسوں کی کتاب اور اعضا کی کتاب ہے۔ یہ درجے اور مقام اور گنتی کے قدم ہیں۔ تیرا پہلا ہی قدم صحیح نہیں ہے دوسرے تک کیسے پہنچے گا۔ تیرا اسلام صحیح نہیں ہے ایمان تک کیسے پہنچیگا۔ اور ایمان صحیح نہیں ہے یقین تک کیسے پہنچیگا۔ اور یقین صحیح نہیں ہے معرفت اور ولایت تک کیسے پہنچیگا۔ عقلمند بن۔ تو کسی چیز پر نہیں ہے۔ ہر ایک تم میں سے مخلوق پر بغیر ہتھیار کے ریاست کا طالب ہے۔ مخلوق پر ریاست انہیں زہد اور دنیا اور نفس اور حرص اور عادت اور ارادے کی ترک سے صحیح ہوتی ہے۔ ریاست آسمان سے نازل ہوتی ہے زمین سے نہیں نکلتی ہے۔ ولایت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ مخلوق سے نہیں۔ ہمیشہ تابع رہ متبوع نہ بن۔ خادم ہو مخدوم نہ بن۔ ذلت اور گمنامی کو پسند کرو۔ اگر اللہ کے پاس اس کے خلاف ہے تو تجھے اپنے وقت پر مل رہیگا۔ تجھ پر مقام تسلیم اور توکل اور اپنی طاقت اور قوت اور اپنے نفس اور مخلوق کے ساتھ شرک کی ترک لازم ہے۔ اپنی بندگی کو صحیح کر۔ بندگی یہی ہے کہ امر بجا لاؤ۔ اور نہی سے باز رہو۔ اور آفتوں پر صبر کرو۔ اس امر کی بنیاد توحید ہے۔ اور عمارت نیک عمل ہیں۔ جب تک بنیاد مضبوط نہ ہو تو عمارت کس چیز پر قائم ہوگی۔ کلام کیسے کرتا ہے حالانکہ تیرا سکوت پورا نہیں ہوا ہے۔ تو مخلوق پر کیسے وعظ کرتا ہے؟ حالانکہ وعظ رسولوں کی نائبی سے ہے۔ کیونکہ یہی لوگ ہیں۔ جو مخلوق پر خطیب تھے۔ جب اُن کا وصال ہوا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اُن کی جگہ عالمان باعمل کو قائم کر دیا۔ اور اُن کو

اُن کے وارث بنا دیا۔ جو شخص رسولوں کے مقام میں ہونا چاہتا ہے۔ وہ اپنے زمانے میں مخلوق سے پاک اور اللہ کے حکم اور علم کو سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہئے تمہارا خیال ہوگا۔ کہ یہ آسان بات ہے ؛

اللہ اور اُس کے رسولوں اور صالحین بندوں اور اس کے دوستوں سے ناواقف اُن کے نفسوں اور عادتوں اور اُن کی دنیا اور آخرت سے جاہل! ان پر اللہ کے حکم ہیں۔ گونگے ہو جاؤ۔ خاموش رہو۔ یہاں تک کہ بلائے جاؤ اور حرکت دِئے جاؤ۔ اور کھڑے کئے جاؤ اور چلے آؤ۔ اے بے خبر! جس کا علم خواہش پر غالب آئے اسی کا علم نافع ہے نافع کیوں نہ ہوگا۔ حالانکہ اُس نے مخلوق کے دروازے بند کئے اور صرف حق تعالےٰ کا دروازہ کھولا۔ جو سب سے بڑا دروازہ ہے۔ جب بندے کے لئے یہ بند اور کشاد صحیح ہو جائے تو اُس سے زحمت دور ہوتی ہے۔ اور خلوت الٰہی آتی ہے۔ اُس کے دل کی طرف خلعت آتی ہے اور جواہرات قربان ہوتے ہیں۔ اُس کے پاس چاہئیں آتی ہیں۔ اس سے پوست جھڑ جاتے ہیں اور مغز باقی رہتا ہے۔ حرص کا راستہ بند اور مغلوب اور کمزور ہو جاتا ہے۔ اور حق تعالےٰ کی طرف راستہ کھل جاتا ہے اور اس پر راستہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ یعنی مراد کا راستہ جو راستہ گذشتہ نبیوں اور رسولوں اور اولیاء اللہ کا ہے۔ یہ راستہ کیا ہے! صفائی کا راستہ بغیر کدورت کے ہے۔ توحید کا راستہ بغیر شرک کے۔ تسلیم کا راستہ بغیر نزاع کے۔ صدق کا راستہ بغیر جھوٹ کے۔ حق تعالےٰ کا راستہ بغیر مخلوق کے۔ سبب والے کا راستہ بغیر سبب کے۔ یہی راستہ ہے کہ جس پر دین کے امیر اور معرفت کے بادشاہ اور شہنشاہ چلے ہیں۔ جو مردان خدا اس کے برگزیدہ اور شریف ہیں۔ دین کے مددگار اور دین ہی کے ساتھ دوستی اور دشمنی رکھتے ہیں ؛

تجھ پر افسوس! اس قوم کے طریقے کا کیسے دعوےٰ کرتا ہے! حالانکہ اپنے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ شرک کرنیوالا ہے۔ تیرا ایمان نہیں ہے۔ حالانکہ غیر سے خوف و امید رکھتا ہے۔ تیرا زہد نہیں ہے حالانکہ دنیا میں غیر کا ارادہ رکھتا ہے۔ تیری توحید نہیں ہے۔ حالانکہ اس کے راستے میں غیر کو

دیکھتا ہے۔ عارف دنیا اور آخرت میں غریب اور دونوں میں زاہد ہے۔ غیر اور ماسوی اللہ میں اس کو کسی طرح کی رغبت نہیں ہے ؛

اے قوم میری بات سنو۔ اور اپنے دلوں سے مجھ پر تہمت کو ترک کرو۔ میری غیبت اور مجھ پر تہمت کیسے دھرتے ہو! حالانکہ میں تمہارے لئے ناصح شفیق ہوں۔ تمہارے بوجھ اٹھاتا ہوں۔ تمہارے پھٹے ہوئے عمل سیتا ہوں۔ اور اللہ تعالے کے پاس تمہاری نیکیاں قبول کرنے اور تمہاری بدیوں سے درگذر کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ جو شخص مجھے پہچان لے مجھ سے کبھی الگ نہ ہو۔ یہاں تک کہ مر جائے۔ اپنی شہوتیں اور لذتیں اور اپنا کھانا اور پینا اور لباس مجھے ہی بنا لے اور میرے ساتھ غیر سے بے پرواہ رہے ؛

بیٹا! مجھ سے محبت کیوں نہیں کرتا۔ حالانکہ میں تجھے تیرے لئے چاہتا ہوں۔ اپنے لئے نہیں میں دنیا خونی دھوکے والی کے ہاتھ سے تیری منفعت اور خلاصی چاہتا ہوں۔ اس کے پیچھے کب تک دوڑو گے۔ عنقریب اپنی طرف متوجہ کر کے مار ڈالیگی۔ اللہ تعالے اپنے دوستوں کو ایک لمحہ بھی دنیا کے ساتھ نہیں چھوڑتا ہے۔ اللہ تعالے اُن سے بیخوف نہیں ہوتا ہے۔ دنیا کے ساتھ اور نہ کسی کے ساتھ نہیں رہنے دیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالے ان کے ساتھ ہے اور وہ اللہ کے ساتھ ہیں۔ ان کے دل ابدال ہیں۔ اللہ کے سامنے حاضر اور ذاکر ہیں۔ غیر سے اعراض کرنے والے اور اس کی طرف توجہ کرنے والے ہیں۔ اللہ ان کے ساتھ اور ان کا محافظ اور غمخوار ہے۔ اے خدا ہمیں ان میں سے کر۔ جیسے اُن کی حفاظت کی ہے ویسے ہی ہماری حفاظت کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت فرما۔ اور عذاب دوزخ سے بچا) ؛

نیز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے ارشاد فرمایا۔ دیا کار! اللہ تعالے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ وہی مخلوق پر منادی کرنیوالا ہے۔ وہی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ مخلوق کے دلوں کو جمع کر دیتا ہے۔ وہی

تسخیر کرنے والا ہے۔ تم اپنی ریاکاری سے چاہتے ہو۔ کہ مخلوق کے دلوں کو جمع کر لیں۔
اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے ۔

بیٹا! خواہشوں کو اپنے قدموں کے نیچے چھوڑ اور اُن سے اپنے دل کے ساتھ اعراض کر۔ اگر اللہ تعالےٰ کے سابقہ علم میں کوئی چیز ان سے ہے تو اپنے وقت پر خود حاصل ہو جائیگی۔ کیونکہ سابقے میں زہد صحیح نہیں ہے۔ اور اللہ کا علم نہ بدلتا ہے اور نہ متغیر ہوتا ہے۔ تیرا نصیب اپنے وقت پر نہایت خوشگوار کافی خوشی سے ملیگا۔ تو اس کو عزت کے ہاتھ سے حاصل کر ذلت سے نہیں۔ اور ساتھ ہی تجھے اللہ کے پاس زہد کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ اور تجھے عزت کی نگاہ سے دیکھیگا۔ کیونکہ تو نے اُس کی طلب میں حرص اور عاجزی نہیں کی ہے۔ اگر تو اپنے نصیب سے بھاگیگا۔ تو رنج اُٹھائیگا۔ اور وہ تیرے پیچھے دوڑیگا۔ لہٰذا اس میں زہد صحیح نہیں ہے لیکن قبل از وقت اس سے اعراض کرنا ضروری ہے۔ مجھ سے زہد اور حصولِ رزق کی ترکیب سیکھو۔ نادانی کے ساتھ گوشہ نشین نہ ہو۔ پہلے سمجھ پیدا کر۔ پھر گوشہ نشین بن۔ اللہ کا حکم سمجھ اور اس پر عمل کر۔ پھر سب سے جدا ہو جا۔ لوگوں میں سے خاص افراد اللہ کے عالم ہیں۔ اُن کی صحبت اور اُن کا وعظ سننا گوشہ نشینی سے افضل ہے۔ جب ان میں سے کسی کو دیکھے تو اُس کا ہو رہ اور اس سے اللہ کے علم اور معرفت میں سمجھ پیدا کر۔ اُن کی زبانوں سے سُن کر فقیہ بن علم مردانِ خدا کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ مرد کون ہیں! اللہ کے حکم اور اُس کے علم کے عالم ہیں۔ جب یہ حال صحیح ہو جائے تو تنہا اپنے نفس اور شیطان اور حرص اور خواہش اور عادت اور مخلوق کی طرف دیکھنے کے بغیر خلوت اختیار کر۔ جب یہ خلوت بھی صحیح ہو جائے۔ تو فرشتے اور صالحین کی روحیں اور اُن کی ہمتیں تمہارے گرد جمع ہو جائیں گی۔ مخلوق سے جدا ہو تو اس طریقے سے جدا ہو ورنہ تیرا جُدا ہونا صریح نفاق اور لاحاصل تضیع اوقات ہے۔ اور دنیا و آخرت کی آگ میں پڑیگا۔ دنیا میں آفات کی آگ میں اور آخرت میں اُس آگ میں جو کافروں اور ریاکاروں کے لئے تیار ہے۔ اسے خدا معافی اور بخشش اور پردہ پوشی اور

درگذر اور توبہ قبول فرما۔ ہماری پردہ دری اور گناہوں کا مواخذہ نہ کر۔ اے اللہ! اے کریم! تو نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ (اللہ وہ ہے کہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور گناہوں سے معافی عنایت کرتا ہے) ہماری توبہ قبول کر اور ہم کو معاف کر۔ آمین!

تجھ پر افسوس! علم کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور جاہلوں کی طرح خوشی اور انہی جیسا غصہ کرتا ہے۔ تیری دنیا کے ساتھ خوشی اور تیری مخلوق کی طرف توجہ ہے۔ تجھے حکمت بہلاتی ہے اور تیرے دل کو سخت کرتی ہے۔ ایماندار صرف اللہ کے ساتھ خوش ہے غیر کے ساتھ نہیں۔ اگر تجھے بالکل خوش ہی ہونا ہے تو ایسی دنیا کے ساتھ خوش ہو جو اللہ کی طاعت میں صرف ہوتی ہے۔ اور اس سے اللہ کے خادم فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور ان کی اللہ کی طاعت پر مدد کرتی ہے۔ رات اور دن خوفِ خدا کو لازم پکڑ۔ یہاں تک کہ تیرے دل اور باطن کو حکم ہو جائے لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ (خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں)۔ جیسے کہ حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کیلئے ارشاد ہوا تھا۔ تو ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ کیونکہ تیرے پاس علم کی نگہبانی عمل کے بغیر ہے۔ اسی واسطے تو ان کا وارث نہیں ہے۔ وراثت علم اور عمل اور اخلاص سے صحیح ہوتی ہے۔ اپنی قدر پہچان اور ایسی شے کی طرف دست درازی نہ کر کہ جو تیری قسمت میں نہیں ہے۔ اللہ کی موافقت اس کی تقدیریں کر ضرور تجھے توفیق دیگا اور مہربانی کریگا۔ اور تیرے بوجھ اُٹھائیگا۔ اور دنیا و آخرت میں تیرے ساتھ نرمی کریگا۔ مومن کا ایمان قوی ہو جائے تو اُس کا نام یقین والا رکھا جاتا ہے جب یقین قوی ہو جائے تو اس کا نام عارف رکھا جاتا ہے۔ جب معرفت بھی قوی ہو جائے۔ تو عالم نام رکھا جاتا ہے۔ جب علم بھی قوی ہو جائے تو اُس کا نام محب رکھا جاتا ہے۔ جب محبت قوی ہو جائے۔ تو اُس کا نام محبوب رکھا جاتا ہے۔ جب اس کے لئے یہ حال صحیح ہو جائے تو اُس کا نام غنی اور مقرب اور انس والا رکھا جاتا ہے۔ جو اللہ کے قرب سے انس حاصل کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کو اپنے حکم اور علم اور قضا اور قدر اور حکم کے اسرار

پر مطلع کرتا ہے۔ یہ اطلاع اس کے حوصلوں کے اندازے اور اس کی دل کی قوت اور وسعت پر ہوتی ہے۔ یہ شخص اللہ کے ساتھ قائم اور دل کے ساتھ مخلوق سے خارج ہے۔ جب اس کے بارے میں اللہ کا علم اور تقدیر اُس کا نصیب کھانے اور پینے اور لباس اور نکاح سے لاتی ہے۔ اور وہ شخص اس قابل نہیں کہ ان چیزوں کی تقدیر اس پر جاری ہو جائے۔ تو اللہ تعالےٰ تناول کے لئے اُس کو نیا وجود عنایت کرتا ہے تاکہ اس کا علم باطل اور بے کار نہ ہو جائے۔ اس کو نئی پیدائش عطا کرتا ہے اور پھیلاتا ہے۔ تاکہ اس علم قدیم کی بنا نہ ٹوٹ جائے۔ لہٰذا یہ شخص اپنی روزی کو لقمہ لقمہ کرکے لیتا ہے۔ جیسے چھوٹے بچے کو نوالہ نوالہ کرکے دیا جاتا ہے۔ یا جیسے ماں اپنے شیر خوار بچے کے منہ میں ٹھونستی ہے۔ روزی اُس کے منہ میں تھوڑی تھوڑی کرکے اُتاری جاتی ہے۔ وہ اُس کے کھانے پر مجبور ہوتا ہے۔ جیسے بیمار پر شربت پلانے کے لئے جبر کیا جاتا ہے۔ بے اختیار ہو کر یہ شخص اپنی قوت کی حفاظت کرتا ہے۔ بلکہ سابقہ علم الٰہی اس مومن یقین والے عارف کی پرورش کرتا ہے۔ جو اپنے نفس کی مصلحتوں کے حصول اور دفعیہ ضرر سے فانی ہے۔ رحمت کا ہاتھ اُس کو دائیں اور بائیں پلٹتا ہے۔ بلکہ لطف الٰہی اُس کو اٹھاتا اور بٹھاتا ہے۔ جس شخص نے اُس کو نہ پہچانا۔ اور اُس کی رحمت کا دامن نہ پکڑا تو وہ بد نصیب ہے۔ بدبخت ہے کہ جس نے اس سے معاملہ نہ کیا اور اپنے دل سے اس کی طرف جدا نہ ہوا۔ اور باطن کے ساتھ علاقہ نہ رکھا۔ اور اُس کے لطف اور احسان کو حاصل نہ کیا +

اے قوم! اللہ تعالےٰ صدیقوں کے دلوں کی پرورش کا بچپنے سے بڑے ہونے تک والی ہے۔ جب اُن کو آزما کر بلاؤں پر صابر دیکھتا ہے۔ تو اُن کا اپنے نزدیک اور قرب بڑھا دیتا ہے۔ بلائیں اُن کو مغلوب نہیں کرتیں اور نہ ان سے چسپاں ہوتی ہیں۔ کیسے چسپاں ہوں حالانکہ وہ چلنے والی ہیں۔ اور اُن کے دل پرواز کرنے والوں پرندوں کے بازوؤں پر ہیں۔ خسارے میں ہے! جو اُن کے دلوں کو ایذا دیتا ہے۔ اُس پر اللہ کا غصہ ہے اور اللہ سے محروم ہے! اور اللہ اس پر غضبناک ہے +

بیٹا! اولیاء اللہ کا غلام بن اور ان کو راضی رکھ اور ان کا خادم ہو۔ جب اس پر ہمیشگی کریگا تو سردار ہو جائیگا۔ جو شخص اللہ کی اور اس کے نیک بندوں کی تواضع کریگا تو اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔ جب تو اللہ والوں کی خدمت کی برداشت کریگا۔ اللہ تعالےٰ تجھے انہی کی طرف بلند کریگا۔ اور تجھے اُن کا سردار بنادیگا۔ اور اُس کی مخلوق میں سے خاص الخاص کی خدمت کریگا۔ تو کیا ہی اچھا ہوگا اے خدا! ہمارے ہاتھوں اور زبانوں پر خیرات جاری کر۔ اور ہم کو اپنے اہل لطف اور عنایت میں سے کر۔

مجلس نمبر پچپن

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۱۷ رمضان ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا۔

جو شخص چاہتا ہے کہ اُس کو اللہ کی قضا پر رضا حاصل ہو جائے۔ تو ہمیشہ موت کو یاد کرے۔ کیونکہ اُس کا ذکر آفتوں اور مصیبتوں کو آسان کر دیتا ہے۔ اللہ کو اپنے نفس اور مال اور اولاد پر تہمت نہ لگا۔ بلکہ اس طرح کہا کر کہ میرا رب مجھ سے زیادہ میری مصلحت کو جانتا ہے۔ اس پر ہمیشگی کرنے سے رضا اور موافقت کی لذت آئیگی۔ تمام آفتیں اپنی شاخ اور بیخ سے دُور ہو جائینگی۔ اور اُن کے عوض نعمتیں اور خوشیں حاصل ہونگی۔ جب بلا کی حالت میں رضا کے ساتھ موافقت اور لذت حاصل کریگا۔ تو ہر طرف اور ہر ایک مکان سے نعمتیں آئینگی۔

تجھ پر افسوس! غافل! بغیر کی طلب میں اس سے نہ رُک۔ اُس سے رزق کی کشادگی کس قدر طلب کرتا ہے۔ شاید کہ تیرے لئے فتنہ ہو۔ اور تو نہ جانے۔ تجھے کیا خبر ہے کہ بھلائی کس چیز میں ہے۔ خاموش رہ اور موافق ہو افعال الٰہی میں رضا اور تمام افعال میں شکر طلب کر۔ رزق کی کشادگی بغیر شکر کے فتنہ ہے۔ رزق کی

تنگی بغیر صبر کے فتنہ ہے۔ شکر سے نعمتیں بڑھتی اور رب کے قریب کرتا ہے۔ صبر دل کے قدموں کو ثابت کرتا ہے۔ اُس کی نصرت اور تائید اور فتحمندی کرتا ہے۔ اور دنیا و آخرت میں اس کی عاقبت نیک کرتا ہے۔ حق تعالٰے پر اعتراض کرنا حرام ہے۔ اس سے دل اور چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے +

تجھ پر افسوس! جاہل! اپنے نفس کے اعتراض کو بدل ڈال۔ اور حق تعالٰے سے سوال میں مشغول کر۔ اسی کے ساتھ مشغول رکھ تاکہ بلا کے وقت ٹل جائیں اور آفتوں کی آگ بجھ جائے۔ لیکن تو اللہ تعالٰے کے ارادے کے مدعی! اس رحمت اور حجت کے خزانوں پر اطلاع والے! وصول سے پہلے جب راستے میں ہو تو اس سے سوال کر۔ جب حیران ہو تو اس طرح عرض کر۔ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ دُلَّنِیْ (حیرانوں کے رہبر! میری رہبری کر) جب آزمایا جائے اور صبر سے عاجز ہو تو اس طرح سوال کر۔ اِلٰھِیْ اَعِنِّیْ وَصَبِّرْنِیْ وَاکْشِفْ عَنِّیْ (میرے خدا! میری مدد کر اور صبر عنایت فرما اور میری مصیبت کو دُور کر) لیکن جب واصل ہو جائے۔ اور تیرا دل داخل اور مولیٰ کے قریب ہو جائے۔ تو نہ سوال اور نہ زبان ہے۔ بلکہ خاموشی اور مشاہدہ ہے۔ تو مہمان ہو جائیگا۔ اور مہمان کسی طرح کی خواہشیں نہیں کرتا ہے۔ بلکہ حسن ادب رکھتا ہے۔ جو کچھ سامنے آئے کھاتا ہے۔ اور جو کچھ دیا جائے لیتا ہے۔ ہاں جب اس کو کہا جائے۔ کہ اپنی طلب پوری کرو۔ تو امر بجالانے کے لئے اپنے اختیار کے بغیر اپنی طلب پوری کرتا ہے۔ دوری کی حالت میں سوال اور قرب کی حالت میں خاموشی ہے +

اولیاء اللہ حق کے سوا کسی کو نہیں پہچانتے ہیں۔ باطل معبودان سے الگ ہو جائے اور اسباب ان کے دلوں سے جدا ہوئے ہیں۔ اگر ان سے کھانا اور پانی چند دن اور چند مہینے بھی چھوٹ جائے تو وہ پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ ان کی حالت بدلتی ہے۔ کیونکہ حق تعالٰے اُن کو غذا دینے والا ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے ان کو کھلاتا ہے جو شخص اللہ کی محبت کا دعوٰے کرے اور اس سے غیر کو طلب کرے تو وہ شخص اپنی

محبت میں جھوٹا ہے۔ لیکن جس وقت محبوب وصل اور رحمان مقرب ہوجائے تو اس کے لئے کہا جاتا ہے۔ کہ طلب کر اور خواہش بیان کر۔ اور سوال کر کہ کیا چاہتا ہے۔ اس حال میں غیر کی طلب ممکن ہے۔ عاشق حالت قبض (وتنگی) میں اور معشوق حالت بسط (کشادگی) میں ہے۔ عاشق محروم اور معشوق کامیاب ہے جب تک بندہ عاشق ہے تو حیرانی اور پریشانی اور کوفت اور قوت کے لئے کمائی میں ہے۔ جب حالت بدلجائے عاشق سے معشوق بنے۔ اس کے حق میں امر بدل جاتا ہے۔ تو ناز اور خوش حالی اور سکون اور رزق کی فراخی آتی ہے۔ اور مخلوق مسخر ہوجاتی ہے۔ یہ سب نعمتیں محبت کی حالت میں اُس کے صبر اور ثابت قدمی کی برکت کے باعث ہیں۔ بندے کی صحبت اللہ کے لئے اور اللہ کی محبت بندے کے لئے یہ مخلوق کی مخلوق سے محبت کے مشابہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا پاک پروردگار لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (اس کی مثل کوئی چیز نہیں وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے)

میں لوگوں سے بطور مثال بیان کرتا ہوں اس حال کا فہم اللہ سے طلب کرو۔ اس کے ساتھ دل کی خوشی کو طلب کرو۔ کیونکہ وہ جس پر چاہتا ہے دل کی خوشی کو وسیع کردیتا ہے جن کے لئے چاہتا ہے دلوں کے رزق کو بڑھا دیتا ہے۔ اس قوم میں سے ہر ایک کا دل تمام آسمانوں اور زمین والوں کی وسعت رکھتا ہے۔ اس کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے مشابہ ہوجاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ابتدائے امر میں حکمت اور پھر قدرت ہوگیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کھانا پانی اُٹھا لیتا تھا۔ جب آپ نہ اُٹھا سکتے تھے چلنے سے عاجز ہوتے تو عصا پر سوار ہوجاتے۔ آپ کی سوتے اور بیٹھتے وقت حفاظت کرتا اور ایذا کو دفع کرتا تھا۔ آپ عصا سے ہر قسم کے پھل بھی حاصل کرلیتے تھے۔ اور دھوپ کے وقت سایہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا میں قدرت دکھائی۔ آپ قدرت کے ساتھ عصا کے ذریعہ مانوس ہوگئے تھے۔ جب آپ کو نبی بنایا اور قریب کیا اور کلام کی اور شریعت کی تکلیف دی۔ تو آپ کے لئے ارشاد ہوا۔ وَمَا تِلْكَ

بِيَمِيْنِكَ يَا مُوسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (موسٰی! تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے عرض کی کہ یہ میرا عصا ہے جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں! اور اس کے ساتھ اپنی بکریوں پر پتے گراتا ہوں - اور اس میں میرے لئے اور بھی کئی حاجتیں ہیں) آپ کو حکم ہوا - اَلْقِهَا يَا مُوسٰى فَاَلْقَاهَا (کہ اس کو زمین پر ڈالو آپ نے ڈال دیا) عصا ایک بڑا بھاری اژدہا بن گیا - آپ اس سے ڈر کر بھاگے - اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا - خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا (اس کو پکڑو ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پھر عصا بنا دینگے) اس سے یہ تھا کہ آپ کو قدرت پر مطلع کر دے - تاکہ آپ کی آنکھوں میں فرعون کی سلطنت ذلیل ہو جائے - اور آپ کو فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ میں فوجی قواعد کی تعلیم ہو جائے - ان کی لڑائی کے لئے آپ کو مستعد کیا - اور آپ کو عادات کے خلاف (معجزات) پر مطلع کیا - ابتدائے امر میں (اتنے بڑے بار کے لئے) آپ کا دل اور سینہ تنگ تھا - پھر کشادہ کر دئے گئے! اور آپ کو حکم اور نبوت اور علم عنایت فرمایا ؏

نادان! یہ قدرت والا کون ہے - تو بھولتا ہے اور نافرمانی کرتا ہے - جو تجھ کو نہ بھلائے اس کو نہ بھول - اور جو تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل نہ ہو - موت کو یاد کر - کیونکہ موت کا فرشتہ ارواح پر موکل ہے - تیری جوانی اور تیرا مال اور جن نعمتوں میں تو ہے - یہ تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں - عنقریب تیرے پاس سے سب کچھ لے لیا جاویگا - اور تو ان واہیات میں اپنی کوتاہی اور تو ضیع اوقات کو یاد کریگا - شرمندہ ہوگا - اور شرمندگی کچھ فائدہ نہ دیگی - عنقریب مریگا - اور میری کلام اور نصیحتوں کو یاد کریگا - اور قبر میں تمنا کریگا - کہ میرے پاس آئے اور سنے - میری بات قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کر - تاکہ دنیا اور آخرت میں میرے ساتھ رہے - میرے ساتھ حسن ظن رکھ تاکہ میرے قول سے فائدہ اٹھائے - غیر پر حسن ظن رکھ - اور اپنے نفس سے بدگمانی کر - اگر تو ایسا کریگا تو نفع اٹھائیگا - اور دوسرا تجھ سے نفع اٹھائیگا - جب تک تو غیر اللہ کے ساتھ ہے - تو فکر اور غم اور شرک اور بوجھ میں ہے - اپنے دل کے ساتھ مخلوق سے نکل! اور حق تعالےٰ

سے مل۔ اب دیکھ لیگا۔ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ (جو آنکھ نے نہیں دیکھا اور کانوں نے سُنا۔ اور انسان کے دل پر کبھی خیال بھی نہیں گذرا ہے) جس حال میں تو ہے یہ نہ صحیح ہے اور نہ تمام ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد کمزور ہے مضبوط نہیں۔ وہ کوڑا کرکٹ ہے جس کی تو بنیاد ٹیلے پر سمجھتا ہے۔ اللہ کے حضور توبہ کر۔ اور جس حال پر اور جس حال میں ہے دنیا کی طلب اور آخرت کے اعراض سے تبدیلی کا سوال کر۔

تجھ پر افسوس! اللہ نے تیرے لئے فقر کو پسند کیا اور تو غنا چاہتا ہے۔ تو نہیں جانتا کہ وہ پسند کرتا ہے اور تو نفرت کرتا ہے! اللہ کی پسند کو بُرا سمجھتا ہے۔ تیرا نفس اور حرص اور عادت اور شیطان اور بُرے دوست یہ سب اللہ کی رضا کو ناپسند کرتے ہیں۔ اُن کی موافقت نہ کر۔ اُن کے غصے اور اعتراض کی طرف توجہ نہ کر۔ دل اور باطن جس چیز کا امر کرتے ہیں اور جس چیز سے منع کرتے ہیں سُن۔ کیونکہ وہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔ اپنے فقر پر خوش رہ۔ کیونکہ اُس پر خوشی رہنا ہی بالکل غنا ہے۔ تو گناہوں سے بچ نہیں سکتا ہے۔ کیونکہ اگر تو غنا پر قادر ہو جائے۔ تو غالباً ظاہر ہے کہ گناہوں میں پڑ کر ہلاک ہو جائے۔ اگر تو محتاج اور عاجز رہے۔ تو غالباً ظاہر ہے کہ گناہوں سے بچا رہے۔ رضائے الٰہی پر صبر کرنے سے اس قدر ثواب ملے گا کہ تو اور روے زمین کے سب باشندے شمار نہ کر سکیں گے۔ تو جلد باز ہے اور جلد باز کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا ہے۔ اَلْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ وَالتَّانِیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ (جلدی شیطان سے اور دیر رحمان سے ہے) جلدی کرے گا تو شیطان کے ساتھ اور اس کے لشکر میں سے ہوگا۔ اگر ٹھیرا اور ثابت قدم رہا اور صبر کیا اور ادب کیا تو رحمان کے ساتھ اور اس کے لشکر میں سے ہوگا۔

تقوٰے کی حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے کرے۔ اور جس چیز کے ترک کرنے کا امر کیا ہے ترک کرے۔ اور اس کی تقدیروں اور افعال اور تمام بلاؤں اور آفتوں پر صبر کرے۔ تم صرف مخلوق! صرف نفس! مجسم حرص! بالکل

غائب! اور مجسم ہوس ہو۔ تمہارے پاس اللہ تعالےٰ اور عارفوں کی کوئی خبر نہیں ہے۔ ان کی نسبت تم دیوانے ہو اور وہ عقلمند ہیں۔ اللہ کے سودائی کا جب سودا کامل ہو جائے۔ تو اس کا سودا کے نکلنے کا وقت آجاتا ہے۔ ابتدا میں حرکت ہے اور انتہا میں سکون ہے۔ بیماری جاتی ہے اور اس کے پیچھے حکمت آتی ہے ۔

بیٹا! تو آخرت سے فارغ اور دُنیا سے پُر ہے۔ تیرا حال اور اولیاء اللہ اور صالحین سے تیرا فرق اُن کی مجلس کی ترک اور اپنی رائے کے ساتھ بے پروائی مجھے غمناک کرتی ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں! مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَأْیِہٖ ضَلَّ (جو شخص اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہوا وہ بہکا) ہر ایک عالم کو علم کے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک عالم سے دوسرا زیادہ عالم ہے! اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا) عام مسلمانوں کی رائے پر چل۔ بڑی جماعت کا اتباع کر۔ صراط مستقیم پر چل۔ طریقت ادا کرنے کیلئے تابعداری کر۔ مفارقت کو چھوڑ۔ تابعداری کرو۔ نئی باتیں پیدا نہ کرو۔ اس راستے میں یہی کافی ہے۔ نفس! اور حرص کے ساتھ نہ چل۔ بلکہ حکم اور اس کے عمل کے ساتھ قوت اور طاقت اور اپنی چالاکی کو ترک کر۔ سب کچھ سپرد خدا کر کے آرام حاصل کر۔ جلدی چھوڑ اور آہستگی پکڑ۔ یہ امر جلدی کرنے سے نہیں آتا ہے۔ اس میں رسوں اور مردوں اور صبر اور مجاہدہ اور مدد کی ضرورت ہے۔ اور معرفت کے بادشاہوں کی ضرورت ہے تاکہ تیری رہبری کریں اور شناخت کرائیں اور تیرا بوجھ اُٹھائیں۔ ان کی ہمراہ رکاب چلے تھک جائے تو تیرے اُٹھانے کا امر کریں۔ یا اپنے پیچھے بٹھالیں۔ اگر تو محب ہے تو اپنے پیچھے بٹھائیںگے۔ اگر تو محبوب ہے تو زین پر بٹھا کر خود تیرے پیچھے بیٹھیں گے۔ جس نے اُس کا ذوق حاصل کیا اُس نے اللہ کے ساتھ بیٹھنے کی نعمت اور غیروں، جھوٹوں، ریاکاروں کے پاس بیٹھنے کے عذاب کو شناخت کر لیا۔ تجھ پر اللہ کا مراقبہ اور اپنے نفس سے اللہ کے اور مخلوق کے حقوق کا مطالبہ لازم ہے۔ اگر دُنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے میں اللہ کے علم کا انتظار کر۔ اور اپنے نفس سے اُس پر عمل

طلب کر۔ اللہ کے امر کا مطالبہ اور گناہوں کے ارتکاب سے باز رکھ۔ آفتوں کے آنے پر صبر کر۔ قضا اور قدر پر رضا اور نعمتوں پر شکر کو واجب سمجھ۔ جب ایسا کرو گے۔ تو رکاوٹیں دُور ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت راست آئیگی۔ اور طریق میں رفیق اور مددگار ملجائیگا۔ اور تجھے ایسا خزانہ ملیگا کہ جدھر بھی جاؤ پیچھے پیچھے چلیگا۔ اور جہاں جائے اور جہاں اُترے بے پرواہی ہوگی۔ کیونکہ تو جہاں گریگا۔ وہیں حاصل کریگا حکم اور علم اور قدر اور انسان اور جن اور فرشتے تیری خدمت کرینگے۔ ہر ایک چیز تجھ سے ڈریگی۔ کیونکہ تو خدا سے ڈرتا ہے۔ اور ہر ایک چیز تیری تابعداری کریگی۔ کیونکہ تو خدا کا تابعدار ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے سب چیز ڈرتی ہے۔ جو اللہ سے خوف نہیں کرتا ہے اس کو ہر ایک چیز سے خوف ہے۔ جو اللہ کی خدمت کرے۔ اُس کی خدمت ہر ایک چیز کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کا ایک ذرہ بھر عمل بھی ضائع نہیں کرتا ہے۔ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ (جیسا کریگا ویسا بھریگا) جیسے تم ہوگے ویسا ہی تم پر حاکم ہوگا۔ اے خدا! ہم سے اپنے کرم اور احسان اور درگذر اور لطف کے ساتھ دنیا اور آخرت میں معاملہ کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر۔ اور عذاب دوزخ سے بچا) ٭

مجلس نمبر چھپّن

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتوار کے دن صبح کے وقت ۱۹ ر رمضان المبارک ۵۴۵ھ ہجری المقدس کو مسافر خانہ میں ارشاد فرمایا:۔

بیٹا! مَیں تیرا چال چلن اللہ والوں کے چال چلن سے الگ دیکھتا ہوں۔ جو اللہ سے خوف کرنے والے ہیں۔ تم شریروں اور فساد والوں سے ملتے ہو۔ اولیاءُ اللہ اور برگزیدوں سے جُدا رہتے ہو۔ تیرا دل اللہ سے خالی! دنیا اور اُس کی خوشی اور

اس کے اہل اور مال سے پُر ہے۔ تو نہیں جانتا کہ خوفِ خدا دل کا کوتوال اور اس کا منور کرنے والا اور بیان کرنے والا اور تفسیر کرنے والا ہے۔ اگر اس حال پر ہے۔ تو دُنیا اور آخرت میں سلامتی پائے۔ اگر موت کو یاد کرے تو دنیا کی خوشی کم اور اس کا زہد زیادہ ہو۔ جس کا آخر موت ہو۔ وہ کسی چیز کے ساتھ کیسے خوش ہوگا ؟

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لِكُلِّ سَاعٍ غَايَةٌ وَغَايَةُ كُلِّ حَيٍّ الْمَوْتُ (ہر ایک ساعی کرنے والے کے لئے غرض ہے اور ہر ایک زندے کی غرض موت ہے) ؟

تمام غموں اور خوشیوں غنا اور فقر۔ سختی اور نرمی۔ بیماریوں اور دردوں کا آخر موت ہے۔ مَنْ مَّاتَ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ (جو مرا اس کی قیامت آگئی) اور دُور اُس کے حق میں نزدیک ہُوا۔ سب کچھ جس میں تو ہے حرص ہے۔ جس میں تو ہے سب سے اپنے دل اور باطن اور باطن الباطن کے ساتھ الگ ہو جا۔ تیری دنیا میں زندگی وقت معلوم تک ہے۔ اور آخرت میں زندگی ہمیشہ وقت غیر معلوم تک ہے۔ کوشش کر کہ تو مجسم طاقت ہو جائے۔ ایسا کریگا۔ تو سب کا سب اللہ کا ہو جائیگا۔ گناہ سے نفس کا وجود اور عبادت سے گم کرنا ہے۔ شہوتوں کے حصول سے نفس کا وجود اور ترک سے گم کرنا ہے۔ شہوتوں سے رُک ان کو حاصل نہ کر۔ تقدیر الٰہی کے موافق اپنے اختیار اور خواہشوں کے بغیر ہو۔ لاچار اور مجبور ہو کر خواہشوں کو حاصل کر۔ تجھے زہد کا ہاتھ کھینچے۔ اور شہوت کو لے کر نفس تک پہنچائے۔ زہد لازم ہے اور اپنی حالت کے علم سے پہلے اس کی ضرورت ہے۔ تاریکی میں زہد اور حصول اور رغبت روشنی میں ہے۔ یہ تاریکی ہے اس سے نکلیگا تو روشنی آئے گی۔ قدرت تاریکی ہے۔ اور مقدر پر ٹھیرنا روشنی ہے۔ تیرا پہلا امر تاریکی ہے۔ جب اللہ کے سامنے کھل جائے اور تو ثابت قدم رہے۔ تو تیرا امر روشنی ہو جائیگا۔ جب معرفت کے چاند کا نور آئے گا۔ تو قدر کی رات کا اندھیرا کھل جائیگا۔ جب اللہ کے ساتھ علم کا آفتاب چڑھیگا۔ تو سب طرح کی کدورتیں اور تاریکی دُور ہو جائیگی۔ تیرا آس پاس اور جو تجھ سے دُور ہے سب ظاہر ہو جائے گا۔

اور شکل آنے سے پہلے ہی معلوم ہو جائے گی۔ تیرے اور غیر کے بارے میں اچھے اور برے میں تمیز ہو جائیگی۔ مخلوق کی مراد اور اللہ کی مراد میں فرق ہو جائیگا۔ مخلوق کا دروازہ اور خالق کا دروازہ نظر آ جائیگا۔ اب اللہ کے پاس دیکھیگا۔ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ (جو چیز آنکھ نے نہیں دیکھی اور کانوں نے نہیں سنی اور انسان کے دل پر کبھی اس کا خیال تک نہیں گذرا ہے) تیرا دل مشاہدے کے طعام سے کھائیگا۔ اور اُنس کی شراب سے پیئے گا۔ اور قبول کا خلعت پہنیگا پھر مخلوق کی طرف ان کی مصلحتوں کے لئے واپس کیا جائیگا۔ تاکہ اُن کو گمراہی سے اور گناہوں اور اللہ کی جدائی سے بچائے۔ مضبوط قلعے اور ہمیشہ کی حفاظت اور سلامتی کے ساتھ واپس آئیگا۔ اس سے بے خبر! اور اس پر ایمان نہ لانے والے! تو پوست بے مغز کندہ ناتراشیدہ! جلانے کا ایندھن ہے۔ تاوقتیکہ توبہ نہ کرے اور ایمان نہ لائے۔ اور تصدیق نہ کرے ؁

تجھ پر افسوس! اگر تو توبہ کرے اور ایمان لائے اور تصدیق کرے۔ تو اپنی جوانی میں بھلائی اور سلامتی اور شیرینی پائے۔ اگر ایسا نہ کرے تو اُس میں کانچ پائے جس سے کہ زبان اور تالو اور جگر کے ٹکڑے اُڑیں۔ میرا قول قبول کر۔ کیونکہ میں تیری رسیاں بانٹتا ہوں۔ قبول کر دشمنی نہ کر میرے اور تیرے درمیان کسی چیز کی عداوت ہے۔ میں تیری نماز کے لئے مسجد اور تیری نجاست اور میل کچیل کو دُور کرتا ہوں۔ تیرے لئے رستہ صاف کرتا ہوں۔ اور تیرے سامنے کھانا اور پینا رکھتا ہوں۔ میں تیرے ساتھ اس سلوک میں بدلے کی اُمید نہیں رکھتا ہوں۔ میرا جام تیرے لئے تو کیا غیر کے لئے بھی پُر ہے۔ میرا شغل یہی ہے کہ طالبانِ خدا کی خدمت کرتا رہوں۔ جب تیری طلب اللہ کے لئے صحیح ہو جائیگی۔ تو میں بھی تیری خدمت کا گرویدہ ہو جاؤنگا۔ جب بندے کا ارادہ اور طلب کامل اللہ کے لئے ہو جائے۔ تو تمام چیزیں اُس کی خدمت کے لئے تسخیر ہو جاتی ہیں ؁

بیٹا! اپنے نفس کو خود نصیحت کر میرا اور غیر کا محتاج نہ ہو۔ میرا وعظ تیرے ظاہر

پر اور تیرا وعظ تیرے باطن پر اثر کرتا ہے۔ اپنے نفس کو ہمیشہ موت کے ذکر کی نصیحت کر۔ اسباب اور علاقوں سے الگ کر۔ مالکوں کے مالک پیدا کرنے والے نہایت بڑے بزرگ کے ساتھ تعلق رکھ۔ اس کی رحمت اور شفقت کے دامن سے لپٹ جا غیر کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ کیونکہ وہ اللہ سے حجاب ہے۔ جب کوئی تم میں سے میرے ہاتھ پر نجات پاتا ہے تو میں اُس کے لئے نہایت خوشی مناتا ہوں۔ اور جب میں کسی کو نصیحت کروں اور وہ نہ مانے تو غمناک ہوتا ہوں۔ ایمان والا میرے قریب ہوتا ہے اور منافق مجھ سے بھاگتا ہے +

منافقو! میں تم پر غصہ کر کے اللہ کے موافق ہوں۔ مجھے تم پر دہکتی ہوئی آگ بنایا ہے۔ اگر تم توبہ کرو۔ اور قبول کرو۔ تو تمہیں نہ ستاؤنگا۔ اور میری سخت کلام پہ صبر کرو۔ تم پر سرد اور سلامتی بن جاؤنگا +

تم پر افسوس! اپنی ظاہری تابعداری اور باطنی گناہوں سے نہیں شرماتے۔ تم عنقریب بیماری اور موت کے ہاتھوں میں پکڑے جاؤ گے۔ پھر اللہ تعالےٰ کی آگ کے قید خانہ میں جکڑے جاؤ گے۔ عمل میں کوتاہی کرنے والو! تم شرم نہیں کرتے۔ رات اور دن تمہیں بیہودگی پسند ہے۔ باوجود تقصیر کے جو کچھ اللہ کے پاس ہے چاہتے ہو۔ اعمال خیر بکثرت کرو کہ تمہارے نفسوں کو عادت پڑ جائے۔ ہر ایک نو وارد کو دہشت ہے اور آخر قابل صفت ہو جاتا ہے۔ اور کدورتیں جاتی رہتی ہیں۔ اگر توبہ کرو تو ضرور ابتدا اور انتہا ہے۔ اپنے مالک کی خدمت سے بھاگنے والے غلام! اپنی رائے کے ساتھ برگزیدہ نبیوں اور رسولوں اور صالحین کی رائے سے بے پرواہ! اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر مخلوق پر اعتماد کرنے والو! کیا تم نے سُنا نہیں ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَلْعُوْنٌ مَّلْعُوْنٌ مَنْ كَانَتْ ثِقَتُهٗ بِمَخْلُوْقٍ مِثْلِهٖ (ملعون ہے ملعون ہے کہ جس کا اعتماد اپنے جیسی مخلوق پر ہے) دنیا کو طلب نہ کر۔ اور نہ اس کی کسی چیز پر غصہ کر۔ کیونکہ تیرے دل کو فاسد کر دیگا۔ جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے +

تجھ پر افسوس! تجھ میں تکبر اور دنیا کی حُب دونوں جمع ہیں - اگر دونوں خصلتوں کا مالک اگر توبہ نہ کرے تو نجات نہیں پاتا ہے۔ عقل کر تو کون ہے! کیا چیز ہے! کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے اور کس چیز کے لیئے پیدا کیا ہے۔ تکبر نہ کر۔ تکبر نہیں کرتا ہے مگر وہی شخص جو اللہ اور اُس کے رسولوں اور اُس کے نیک بندوں سے ناواقف ہے۔ تھوڑی عقل والے! تکبر کر کے بلندی چاہتا ہے۔ اس کا اُلٹ کر اور راہ پر آ۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہٗ (جو شخص اللہ کے لئے جُھکا اللہ اُس کو بلند کرتا ہے۔ اور جس نے غرور کیا اللہ اس کو پست کرتا ہے) جو شخص آخرت پر راضی ہوُا وہ پہلی صف میں ہے۔ جو تھوڑے پر راضی ہوُا اُس کو بہت ملتا ہے۔ جو شخص ذلت پر راضی ہوُا اس کو عزت ملتی ہے۔ تھوڑے پر راضی ہو تاکہ تیرے حق میں امر بدلجائے۔ جو شخص تقدیر کے آگے جھکا اور اُس پر راضی ہوُا اللہ تعالےٰ اُس کو بلند کرتا ہے۔ جو سب چیزوں پر قادر ہے۔ تواضع اور حُسنِ ادب اللہ کے قریب کرتے ہیں۔ غرور اور گستاخی اللہ سے دُور کرتے ہیں۔ تابعداری تیری اصلاح اور تجھ کو قریب کرتی ہے اور نافرمانی تجھ کو خراب اور دُور کرتی ہے ۔

بیٹا! دین کو انجیر کے عوض نہ بیچ۔ اپنے دین کو بادشاہوں اور امیروں اور غنیوں اور حرام خوروں کی انجیر کے عوض میں برباد نہ کر۔ جب دین کے بدلے کھاؤ گے تو تمہارا دل سیاہ ہوگا۔ اور سیاہ کیوں نہ ہوگا۔ حالانکہ تو رسوا ہونے والے! مخلوق کی عبادت کرتا ہے۔ اگر تیرے دل میں نورِ ایمان ہوتا تو حرام اور مشتبہ اور مباح میں فرق کرتا۔ اور جو چیز دل کو سیاہ کرتی اور منور کرتی ہے۔ اور جو چیز تیرے دل کو قریب کرتی ہے اور دور کرتی ہے۔ جاہل! میں تو کسب اور توکل دونوں ہی کو جانتا ہوں کسب کے ساتھ حصول ایمان کے شروع میں ہے۔ پھر ایمان کی قوت کے وقت براہِ راست اللہ تعالےٰ سے حصول ہے۔ جب دل قوی ہو تو حق تعالےٰ سے مخلوق کے ہاتھوں پر اللہ تعالےٰ امر سے لیتا ہے! اور میرے قول براہ راست کے یہ معنی ہیں۔ کہ دل کا

وقوف واسطوں اور شرک سے جاتا رہا ہے۔ امر الٰہی کو بجالانے کے لئے مخلوق سے حاصل کرے اُن کی تعریف اور برائی رد اور قبول سے بہرا ہو جائے۔ اگر وہ دیں تو ان میں اللہ کا فعل سمجھے۔ اگر نہ دیں تو بھی اللہ کا امر سمجھے ؂

اولیاء اللہ غیر اللہ سے بہرے اور گونگے اور اندھے ہیں۔ اُن کے پاس کوئی نہیں۔ مگر وہی مدد کرنے والا اور ذلت دینے والا۔ دینے والا اور روکنے والا۔ ضرر دینے والا اور نفع دینے والا۔ ان کے پاس مغز بلا پوست۔ صفا در صفا۔ خوشی در خوشی ہے۔ یہی چیز ہے جو تمام مخلوق کو دلوں سے نکالتی ہے۔ اور اللہ کے سوا ان میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے۔ اسی کا ذکر خفی اُن کے دلوں میں باقی رہتا ہے۔ اے خدا! اپنے ساتھ علم ہمارے نصیب کر ؂

تجھ پر افسوس تیرا گمان ہے۔ کہ تو اپنے نفس کو ملمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اگر حکم نہ ہوتا۔ تو اے ریاکار میں تجھ پر اتر پڑتا اور تجھے رسوا کرتا۔ اپنے دل میں میرے ساتھ برابری کا خیال نہ کر۔ کیونکہ میں اللہ تعالےٰ اور اس کے نیک بندوں کے سوا اور کسی سے حیا نہیں کرتا ہوں۔ بندہ جب اللہ کا عارف ہو جاتا ہے۔ تو مخلوق اس کے دل سے گر جاتی ہے۔ اس طرح گر جاتی ہے کہ جیسے سوکھے پتے درخت سے گرتے ہیں۔ تو بالکل مخلوق سے الگ ہو جاتا ہے۔ اپنے دل اور باطن کے ساتھ ان کے کلام سننے سے بہرا اور ان کے دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔ جب نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ تو اعضا کو اُس کے سپرد کر کے خود قلب اللہ تعالےٰ کی طرف سفر کرتا ہے۔ جو کچھ اللہ کے پاس ہے طلب کرتا ہے۔ پھر دنیا آتی ہے۔ تو نفس کی سائیس اور اس کی مصلحتوں پر قائم ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ کے آداب اور صنعت طالبوں کے حق میں ہے مقسوم پورا کرنے کے وقت دنیا ان کے پاس بڑھیا پھوس بدشکل کی صورت میں آتی ہے۔ اُن کا مقسوم پورا کر دیتی ہے۔ خادمہ ہوتی ہے۔ شہزادی نہیں۔ اپنا مقسوم اس سے لیتے ہیں۔ اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں ؂

بیٹا! اپنے دل کو اللہ کے لئے فارغ کر اور اپنے نفس اور اعضا کو عیال پر محنت کے لئے

اس کے امر پر عمل کر۔ اور کنبہ کے لئے کمائی کر۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے خاموشی اور سوال کی ترک اور صبر اور رضا کے ساتھ دعا اور سوال اور گڑگڑانے سے بہتر ہے۔ اس کے علم میں اپنا علم محو کر۔ اس کی تدبیر میں اپنی تدبیر چھوڑ۔ اُس کے ارادے کے ساتھ اپنا ارادہ ترک کر۔ اسکی قضا اور قدر کے آنے کے وقت اپنی عقل سے الگ ہو۔ اس کے ساتھ اس طرح برتاؤ کر۔ اگر اس کو اپنا رب اور مددگار اور نگہبان بنانا چاہتا ہے۔ اگر وصل چاہتا ہے تو اُس کے سامنے خاموش رہ۔ ایمان والے کے تمام فکر اور ارادے ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ اس کو صرف ایک ہی خطرہ رہتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دل کی طرف آتا ہے۔ اس حال میں کہ وہ اپنے حق تعالیٰ کے قرب کے دروازے پر کھڑا ہے۔ جب اللہ کی معرفت قرار پکڑتی ہے۔ تو اس کے چہرے پر دروازہ کھل جاتا ہے۔ اس کے بعد ایسی چیز دیکھتا ہے کہ جس کی صفت بیان سے باہر ہے۔ قلب کے لئے خطرہ باطن کے لئے اشارہ۔ یہ ایک کلام مخفی ہے۔ جو شخص اپنے نفس اور حرص اور برے اخلاق اور تمام مخلوق سے فانی ہو جائے تو وہ عافیت اور نعمت اور خوشی میں ہے۔ اصحاب کہف کے حال کی طرح اللہ ہی اس میں تبدیلی اور تصرف کرنے والا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے اُن کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (اور ہم ہی اُن کو دائیں اور بائیں پلٹتے ہیں)۔

مجلس نمبر ستانوں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۲۴ رمضان المعظم ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

بیٹو! ایک ذرہ صدق کا میرے پاس لے آؤ۔ پھر تمہارے گھر اور مال تمہارے لئے حلال ہیں۔ میں صرف صدق اور اخلاص چاہتا ہوں۔ اس کا فائدہ تمہارے لئے ہے۔ میں تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں اپنے لئے نہیں۔ اپنی زبانوں کے ظاہری اور باطنی

الفاظ کو روکو۔ کیونکہ تم پر فرشتے محافظ ہیں۔ جو تمہارے ظاہروں کی نگہبانی کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ باطنوں کو نگاہ رکھتا ہے۔ مکان اور محل بنانے والے! دنیا کی عمارت میں عمر کو کھونے والے! نیت نیک کے سوا کوئی عمارت نہ بنا۔ دنیا میں عمارت کی بنیاد نیت نیک ہے۔ تیری بنا نفس اور حرص کے ساتھ نہ ہو۔ جاہل! دنیا میں اپنے نفس اور حرص اور ہوس اور خواہش سے حکم کے امر کے بغیر اور اللہ کی قضا اور فعل کے سوا بنا رکھتا ہے لہٰذا اس کا قرینہ نیک اور اس کی بنا خوشگوار نہیں ہوتی ہے۔ اور اس کا غیر اس عمارت میں رہتا ہے۔ اور اُس کو قیامت کے دن کہا جائیگا۔ تو نے کیوں بنایا! کہاں سے خرچ کیا! اور کیوں خرچ کیا! ہر ایک چیز کا حساب لیا جائیگا۔ رضا اور موافقت طلب کر۔ اپنے مقسوم پر قناعت کر۔ جو چیز نصیب میں نہیں اس کی طلب نہ کر۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اَشَدُّ عُقُوْبَاتِ اللہِ عَزَّوَجَلَّ لِعَبْدِہٖ فِی الدُّنْیَا طَلَبُہٗ مَالَمْ یُقْسَمْ لَہٗ (اللہ تعالےٰ نے سخت ترین عذابوں کا اپنے بندے کے لئے دُنیا میں ایسی چیز کی طلب ہے کہ جو اس کے نصیب میں نہیں ہے)۔

اور نیز حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ تو میرے پاس آتا ہے حالانکہ تجھ کو میرے بارے میں حسن ظن نہیں ہے۔ لہٰذا میری کلام سے نجات نہ پائیگا۔

تجھ پر افسوس! تو اسلام کا دعوےٰ کرتا ہے۔ حالانکہ تو اللہ پر اور اس کے نیک بندوں پر اعتراض کرتا ہے۔ تو اپنے دعوےٰ میں جھوٹا ہے۔ اسلام استسلام (سپرد کرنا) سے نکلا ہے۔ اللہ کی قضا اور قدر کو تسلیم کرنا۔ اس کے افعال پر راضی رہنا ساتھ ہی اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنا ہے۔ اب تمہارا اسلام صحیح ہوگا۔ لمبی امید کی شامت ہے۔ یہی اللہ کی مخالفت اور گناہوں میں ڈالتی ہے۔ جب امید کو کوتاہ کریگا تو بھلائی آئے گی۔ اگر تجھے نجات چاہیئے تو اس بات پر گرہ باندھ۔ جو چیز تقدیر لائے اس کے ہاتھ سے لے۔ شرع کی موافقت کے ساتھ اُس پر راضی ہو۔ اور اس رضامندی میں شیطان اور نفس اور حرص اور عادت کو دخل نہ ہو۔

میرا مطلب یہ ہے۔ کہ ان باتوں پر مدد حاصل ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ بالکل فنا ہی ہو جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے جانے کے بعد کوئی ہم میں سے معصوم نہیں ہے نفس مطمئنہ اور حرص مغلوب اور طبیعت کا جوش سرد اور شیطان قید میں ہو جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ کوئی نہیں لگتی ہے گھومتا ہے اور پاتا کچھ بھی نہیں ہے۔ توکل یہ ہے کہ سبب پر ٹھیرے! اور توحید یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نفع اور نقصان نہ دیکھے۔ تو بالکل نفس اور محبت حرص اور عادت ہے۔ تجھے توکل اور توحید کی کوئی خبر نہیں ہے۔ تلخی ہے پھر شیرینی۔ پھر ٹوٹنا اور جڑنا۔ پھر موت ہے۔ اس کے بعد ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ذلت اور پھر عزت ہے۔ فقر پھر غنا ہے۔ پھر ہستی کی ترک۔ پھر اللہ کے ساتھ وجود نہ اپنے ساتھ۔ اگر اس پر صبر کرے۔ تو جو کچھ اللہ سے چاہتا ہے صحیح ہوگا۔ ورنہ کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے شغل سے روکے وہی تجھ پر شامت ہے۔ اگرچہ فرائض اور سنتوں کی ادا کے بعد نماز نفلی اور روزہ نفلی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر روزہ فرض ادا کیا۔ اور نفلی روزے میں بھوک اور پیاس نے اللہ کے سامنے حضور قلب اور اس کے مراقبہ اور خوش زندگی کو اس میں اور اس کے ساتھ جس پر کہ اللہ کی صحبت اور قرب کا دار و مدار ہے روکا۔ تو اس حال میں تو حجاب اور مخلوق اور نفس اور حرص کا بندہ ہے۔

عارف اللہ کے ساتھ قائم! اور اپنے علم اور باطن کے ساتھ قرب حقانی کے نشان کے نیچے اس کی قضا اور قدر کے ساتھ ساتھ چکر کاٹتا ہے۔ جب خود گھومنے سے عاجز ہو جاتا ہے تو بے اختیار چکر کاٹتا ہے۔ اور بے اختیار حرکت اور سکون کرتا ہے۔ ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (اور ہم ان کو داہنے اور بائیں پلٹتے ہیں) جب وہ حرکت سے عاجز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو قدرت کے ساتھ حرکت عنایت فرمائی۔ سکون اور تسلیم عاجزی کے وقت اور حرکت وجود کے وقت ہے۔ سکون گم ہونے میں۔ حرکت حکم میں اور سکون علم میں ہے۔ تیری نفس کی صحبت! نفس اور حرص اور عادت اور ہوس اور سب مخلوق سے نکلنے میں ہے۔ خلقت کی قید سے الگ ہو۔ تیرے نفع اور نقصان اور ترقی

کا مالک اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ ہمیشہ اُس کی تابعداری امر اور نہی میں رہ۔ اللہ کے سوا تیرے ہاتھ کوئی چیز نہ رہے۔ اب تمام مخلوق سے غنی اور عزت والا ہو جائیگا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ ہو جائے گا۔ جیسے کہ ان تمام چیزوں کو سجدے کا حکم ہوا تھا۔ یہ بات مخلوق کی عقلوں سے بلند ہے عام تو کیا بہت سے خاص لوگ بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ شخص آدم کے ذرّے اور اس کے مغز سے ہے۔ تھوڑے علم والے! سمجھ پیدا کر۔ پھر گوشہ نشین بن۔ اولیاء اللہ! پہلے سمجھ اور پھر اپنے باطنوں کے ساتھ مخلوق سے الگ ہوئے۔ ان کے ظاہر مخلوق کے ساتھ ان کی اصلاح کے لئے ہیں۔ اور ان کے باطن حق تعالٰے کے ساتھ اس کی خدمت اور صحبت میں ہیں۔ یہ لوگ لکھنے والے رجوع کرنے والے حکم ہیں مخلوق کے ساتھ اور دلوں سے الگ ہیں۔ اُن کے دل تمام چیزوں سے الگ اور جدا ہیں۔ ان کا ظاہری شغل حکم کی مضبوطی ہے۔ میلے کپڑے کی بو دُور کرتے اور اس کو دھوتے اور صاف کرتے ہیں۔ پھٹے کپڑے کو سیتے اور پیوند لگاتے ہیں۔ یہ لوگ مخلوق کے سردار ہیں۔ ان میں سے ایک ذرہ اٹل پہاڑ کی طرح ہے۔ اِن کے دل اللہ کے ساتھ اس کے سامنے آرام پانے والے اور اس کا مراقبہ کرنے والے اور اس کے علم میں غور کرنے والے ہیں۔ اَے خدا! ہماری غذا اپنا ذکر کر اور ہماری غنا اپنا قرب کر۔ آمین ✤

تیرا دل مردہ! اور تیری صحبت بھی مردہ دلوں کے ساتھ ہے۔ زندہ دلان! شریفوں اور ابدالوں کی صحبت اختیار کر۔ تو قبر ہے اپنے جیسی قبر کے پاس آتا ہے۔ مردہ ہے اپنے جیسے مردے کے پاس جاتا ہے۔ مصیبت کا مارا ہے اور تجھ جیسا مصیبت کا مارا تیرا رہبر ہے۔ اندھے کو اندھا گھسیٹتا ہے۔ ایمان یقین والے صالحین کی صحبت اختیار کر۔ ان کے کلام پر صبر کر اس کو قبول کر اور اس پر عمل کر۔ اب نجات حاصل ہو گی۔ مشائخ کا کلام سُن! اگر نجات چاہتا ہے۔ تو اس پر عمل کر۔ اور ان کا احترام کر ✤

میرے ایک مرشد کامل تھے جب مجھ پر کوئی مشکل پڑتی اور میرے دل میں خطرہ ہوتا۔ تو آپ خود ہی مجھ سے بیان کر دیتے تھے۔ مجھے عرض کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ میں بات

میرے احترام اور حسن ادب کے باعث تھی۔ میں مشائخ میں سے کسی کی صحبت میں احترام اور حسن ادب کے بغیر نہیں رہا ہوں۔ صوفی بخیل نہیں ہوتا۔ کیونکہ صوفی کے پاس کوئی چیز نہیں رہی کہ جس پر بخل کرے۔ اس لئے وہ ہر ایک چیز کی ترک کا مدعی ہے۔ اگر اس کو کوئی چیز دی جائے تو غیر کے لئے لیتا ہے اپنے لئے نہیں۔ اس کا دل موجودات اور تصویروں سے صاف ہو چکا ہے۔ بخل وہی کرتا ہے کہ جس کے پاس مال ہو۔ صوفی کی سب چیزیں دوسرے کے لئے ہیں۔ دوسرے کے مال پر کیوں بخل کرتا ہے۔ اس کا نہ کوئی دشمن اور نہ دوست۔ اس کو تعریف اور برائی سننے کی طرف توجہ نہیں ہے۔ دینا اور نہ دینا نفع اور نقصان اللہ کے سوا غیر سے نہیں دیکھتا ہے۔ زندگی کی خوشی نہیں اور موت کا غم نہیں۔ اس کی موت اللہ کا غصہ اور اس کی زندگی اللہ کی رضا ہے۔ کثرت میں وحشت اور خلوت میں انس ہے۔ اللہ کا ذکر اس کا طعام ہے۔ اور اس کا انس اسکی شراب ہے۔ لہذا دنیا کے مال اور جو کچھ دنیا میں ہے اس پر بخل نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ صوفی اللہ کے پاس سب سے غنی ہے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے خدا! دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر۔ اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

مجلس نمبر اٹھاون

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن یکم شوال ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا۔

کتنا پڑھے گا اور عمل نہ کریگا! علم کے دفتر کو لپیٹ۔ اور اخلاص کے ساتھ عمل کا دفتر پھیلا۔ ورنہ تیرے لئے نجات نہیں ہے۔ تو صرف علم ہی پڑھتا ہے اور اپنے افعال کے ساتھ حق تعالےٰ پر لڑا ہے۔ تو نے اپنی آنکھوں سے حیا کا پردہ اتار دیا ہے! اللہ تعالےٰ کو اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے بہت ہی کمزور جانتا ہے۔ تو اپنی حرص کے ساتھ لیتا اور اپنی حرص کے ساتھ دیتا اور حرص کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔ لہذا ضرور تیری حرص تجھ کو

ہلاک کرے گی۔ تمام احوال میں اللہ سے حیا کر اور اس کے حکم پر عمل کر۔ جب ظاہر حکم پر عمل کریگا تو یہ عمل اللہ کے علم کے قریب کر دیگا۔ اے خدا! ہمیں غافلوں کی نیند سے بیدار کر۔ آمین۔ اگر گناہ کرے گا تو آفتیں تجھ پر گرینگی۔ اگر توبہ اور استغفار کرے اور اللہ سے مدد مانگے تو دور دور رہینگی۔ بلا کا آنا ضروری ہے۔ لہذا اللہ تعالےٰ سے صبر اور توفیق کا سوال کر یہاں تک کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کا حال اللہ کے سپرد کر دے۔ اب خدشہ قالب میں ہوگا۔ قلب کو نہیں۔ ظاہر میں ہوگا۔ باطن کو نہیں۔ مال میں ہوگا دین کو نہیں۔ لہذا بلا نعمت ہوگی عذاب نہیں۔ منافق! تو اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری پر صرف نام کے ساتھ قانع ہے معنی کے ساتھ نہیں۔ یہ تیرے ظاہر اور باطن کا جھوٹ ہے۔ اسی واسطے تو دنیا اور آخرت میں ذلیل ہے۔ گنہگار اپنے نفس میں ذلیل اور جھوٹا بھی اپنے نفس میں ذلیل ہے ؎

علم والے! دنیاداروں کے پاس اپنے علم کو میلا نہ کر۔ عزیز کو ذلیل کے بدلے نہ بیچ علم عزیز ہے اور دنیاداروں کے ہاتھ والی چیز ذلیل ہے۔ جو تمہارے مقسوم میں نہیں! مخلوق اُس کے دینے پر قادر نہیں ہے۔ تمہارا اپنا ہی نصیب ہے کہ جو اُن کے ہاتھوں پر جاری ہوتا ہے۔ اگر صبر کروگے تو تمہارا نصیب باعزت اُن کے ہاتھ سے آئیگا ؎

تجھ پر افسوس! رازق وہی ہے جو دوسرے سے رزق نہیں لیتا۔ اور سخی وہی ہے جو دوسرے سے نہیں لیتا ہے۔ اللہ کی طاعت میں مشغول ہو۔ اور اس سے طلب کو ترک کر۔ اپنی مصلحت کے لئے اُس کو سمجھانے اور بتانے کی ضرورت نہیں ہے ؎

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْئَلَتِي اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ (جس شخص کو میرے ذکر نے سوال سے روکا ہے اُس کو میں سوال کرنے والوں سے بڑھ کر عطا کرونگا) ؎

دل کے بغیر صرف زبانی ذکر کی کوئی عزت اور وقعت نہیں ہے۔ اعلیٰ درجے کا ذکر۔ باطن اور قلب کا ذکر ہے۔ پھر زبان کا ہے۔ جب اللہ کا ذکر صحیح ہو جائے۔ اُذْكُرُوْنِي

اُذْكُرُوْنِىٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کرونگا۔ میرا شکر کرو ناشکرے نہ بنو) اس کو یاد کرو۔ یہاں تک کہ تجھے یاد کرے۔ اس کو یاد کرو۔ یہاں تک کہ ذکر تجھ سے گناہوں کو گرا دے۔ کہ گناہوں سے خالی ہو جائے۔ طاعت بغیر گناہ کے رہے۔ اب اللہ بھی تجھے یاد کریگا۔ اور تجھ کو ذکر مخلوق سے اور سوال سے روک لیگا۔ تیرا مقصود وہی ہوگا۔ اور باقی مقاصد سے رک جائیگا۔ جب تیرا مقصود وہی ہوگا تو بادشاہ کے تمام خزانوں کی چابئیں تیرے دل کے ہاتھ میں ہونگی۔ جو اللہ کا دوست ہے وہ غیر کا دوست نہیں ہے۔ تیرے دل سے ماسوی اللہ کی حُب زائل ہو جائیگی۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت بندے کے دل میں قرار پکڑتی ہے تو غیر کی محبت نکلجاتی ہے۔ اس کے اعضا میں رچ جاتی ہے۔ اس کا ظاہر اور باطن صورت اور معنی اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس کو مستعد کر کے عادت اور آبادی سے نکال دیتا ہے۔ جب یہ حال کامل ہو جائے تو اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ کیا تجھے عقل ہے کہ اس کو دیکھے اور جانے! تیرا کبھی بھی اس کے پاس اُتارا نہیں ہوا ہے۔ عنقریب تیری باری آئیگی۔ اور تجھ سے ملک الموت فارغ ہوگا۔ تیری حیات کو اپنی جگہ سے اکھاڑ ڈالیگا۔ تیرے اور تیرے اہل اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالدیگا کوشش کر کہ تو اس حال میں نہ مرے۔ کہ اللہ کی ملاقات سے نفرت کرنے والا ہو۔ آخرت کی طرف جو کچھ ہے۔ پہلے بھیجدے۔ موت کا انتظار کر۔ کیونکہ تو اللہ کے پاس ایسی نعمتیں پائیگا۔ جو کبھی دنیا میں دیکھی بھی نہیں۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے خدا! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عنایت کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا) ؎

مجلس نمبر اُنسٹھ

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے دن ۹ رجب ۵۴۵ھ ہجری کو بعد کلام کے ارشاد فرمایا :-

حریص کی بات خود غرضی اور خوشامد سے خالی نہیں ہوتی۔ اس لئے سچ بولنا ممکن نہیں ہے۔ اس کی کلام صرف پوست بے مغز ہے صورت ہے معنی نہیں طمع کرنے والا طمع کی طرح خالی ہے۔ کیونکہ طمع کے سب حرف ط م ع نقطوں سے خالی ہیں۔ اللہ کے بندو! سچ بولو اور نجات پاؤ۔ سچے کی آسمان میں ہمت بلند ہے کسی کی بات اس کو نقصان نہیں دیتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے امر پر زبردست ہے۔ جب تجھ سے کسی کام کا ارادہ کریگا تو اس کے لئے تجھ کو تیار کرے گا۔

کسی گستاخ نے سوال کیا حضرت غوث پاک رح نے جواب میں فرمایا تمہارے سوال کی سچائی مجھے بلاتی ہے اور جھوٹ خاموش کرتا ہے۔ تمہارے سوال کے اندازے پر میں بھی بیچتا ہوں۔

بیٹا! اگر تیرے پاس علم کا ثمرہ اور برکت ہوتی تو اپنے نفس کی خواہشات اور لذات کے لئے بادشاہوں کے دروازوں پر مارا مارا نہ پھرتا۔ عالم کے ایسے پاؤں نہیں کہ مخلوق کے دروازوں کی طرف دوڑے۔ اور زاہد کے ایسے ہاتھ نہیں۔ کہ ان کے ساتھ لوگوں کے مال لے۔ اور اللہ کے محب کی ایسی آنکھیں نہیں۔ کہ ان کے ساتھ غیر کو دیکھے۔ محب جو محبت میں صادق ہے۔ اگر اس کو ساری مخلوق ملے تو اس کی طرف آنکھیں نہ کھولے گا۔ وہ محبوب کے غیر کی طرف نظر نہ اٹھائے گا۔ اس کی سر کی آنکھوں میں دنیا بڑی نہیں۔ اس کے دل کی آنکھوں میں آخرت بڑی نہیں۔ اس کے دل کی آنکھوں میں مولےٰ کا غیر بڑا نہیں ہے۔ عقلمند بنو! تم کسی چیز پر نہیں ہو۔ تم میں سے اکثر ایک چیخنے اور چڑنے والے کے تابع ہے۔ بہت سے کلام کرنیوالوں کی کلام زبانوں سے ہے دلوں سے نہیں۔ منافق کے نالے زبان اور سر سے ہیں۔ اور صادق کے نالے قلب اور باطن سے ہیں۔ اس کا قلب اللہ کے دروازے پر اور باطن اندر داخل ہے۔ دروازے پر چیخ کر گھر کے اندر داخل ہوا ہے۔ خدا کی قسم تو اپنے سب احوال میں جھوٹا ہے۔ اللہ کے دروازے کی طرف رستہ نہیں پہچانتا ہے۔ اس پر کیسے رہبری کریگا۔ حالانکہ تو اندھا ہے اپنے غیر کو کس طرح گھسیٹے گا۔ حالانکہ تجھ کو تیری حرص اور عادات

اور نفس کی متابعت اور دنیا کی ریاست اور محبت اور خواہشات نے بڑھ کر اندھا بنا رکھا ہے۔ تیرے ظاہر پر گناہوں کی ہمیشگی دل تک پہنچے گی۔ اور پھر اس پر اصرار کریگا تو یہی اصرار کفر ہو جائیگا۔ جس شخص کے لئے اللہ کی طاعت اور عبودیت ثابت ہو جائے۔ وہ اللہ کا کلام سننے پر قادر ہو جائیگا +

نیز حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان ستر آدمیوں کا ذکر فرمایا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے اللہ کا کلام سننے کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو مخاطب کیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کے سوا سب بیہوش ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو زندہ کیا۔ اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہم میں اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کی طاقت نہیں ہے۔ لہذا اللہ میں اور ہمارے درمیان آپ واسطہ بنجائیں۔ لہذا آپ کلام الٰہی سن کر اُن کو بتا دیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوت ایمان اور طاعت اور عبودیت کے ثبوت کے باعث کلام سننے پر قادر ہوئے۔ اور وہ لوگ ضعف ایمان کی وجہ سے قادر نہ ہوئے۔ اگر وہ تورات کے احکام کو قبول کرتے اور اس کلام امر اور نہی بجالاتے اور ادب کرتے اور جو کچھ اُنھوں نے کہا اُس پر جرأت نہ کرتے تو وہ بھی اللہ کا کلام سننے پر قادر ہو جاتے +

نیز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ میں ہر ایک جھوٹے منافق دجال پر قابض ہوں۔ اللہ کے ہر ایک نافرمان پر مسلط ہوں۔ ان کا بڑا ابلیس اور چھوٹا فاسق ہے۔ میں ہر ایک گمراہ۔ گمراہ کرنے والے۔ باطل کی طرف بلانے والے سے لڑنے والا ہوں۔ میں اس پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ (نہیں ہے رکنا گناہ سے اور نہ طاقت نیکی کی مگر اللہ بلند بزرگ کے ساتھ) کے ساتھ مدد مانگنے والا ہوں۔ تیرے دل پر نفاق ثابت ہو چکا ہے۔ تجھے اسلام اور توبہ اور ترک ریا کی ضرورت ہے۔ میں جس حال میں ہوں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو عنقریب بڑا ہوگا اور بڑھے گا اور باعظمت ہوگا۔ اور اپنے دونوں پاؤں کے بل کھڑا ہوگا۔ اور اپنے بازوؤں سے مخلوق کی چھتوں پر اُڑیگا۔ اور ان کے گھروں میں

داخل ہوگا۔ اور اس کو اپنے دلوں اور آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور اگر یہ حال ہیں کہ نفس اور حرص اور عادت اور شیطان اور باطل سے ہے تو یہ دفع اور دور ہوگا عنقریب چھوٹا ہوگا اور گلنے لگے گا۔ اور بدلنے لگے گا اور پاش پاش ہوگا۔ اور ریزہ ریزہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جھوٹے کی تائید نہیں کرتا۔ اور منافق کو نصرت نہیں دیتا۔ اور منکر پر عطا نہیں کرتا۔ اور شکر کے تارک کو نہیں بڑھاتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس سے نفاق کے ساتھ بات کریگا۔ اس سے کچھ نہ بن پڑیگا۔ بلکہ اس کا نفاق دین کے سوختہ ہونے کا سبب ہو جاتا ہے۔

مریدو! میں بولتا ہوں حالانکہ تم بھاگتے ہو۔ اور عمل نہیں کرتے۔ میرا نام تمام شہروں میں گونگا تھا۔ کیونکہ میں نے اپنے آپ کو دیوانہ اور گونگا اور بے زبان بنا رکھا تھا۔ لیکن یہ حالت میرے لئے صحیح نہ رہی۔ تقدیر نے مجھے تمہاری طرف نکالا۔ میں تہ خانوں میں تھا۔ مجھے نکال کر کرسی پر بٹھا دیا۔ جھوٹ نہ بول تیرے دو دل نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی دل ہے۔ جس چیز سے پُر ہو جائے۔ دوسری کی گنجائش نہیں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ (ع سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے)

ایک ہی دل خالق اور مخلوق سے محبت کرے صحیح نہیں ہے۔ ایک دل میں دنیا اور آخرت ہو صحیح نہیں ہے۔ اگر دل خالق کے لئے اور چہرہ مخلوق کی طرف ہو تو جائز ہے۔ مخلوق کے ساتھ بات اس کے مصلحتوں پر نظر کر کے اور اس کے لئے رحمت کر کے جائز ہے۔ اللہ سے ناواقف۔ ریاکار اور منافق ہے۔ اللہ کا عالم ایسا نہیں کرتا ہے۔ احمق اللہ کا نافرمان ہے۔ اور عاقل تابعدار ہے۔ حریص دنیا کے جمع پر ریاکار اور منافق ہے۔ اور تھوڑی امید والا ایسا نہیں کرتا ہے۔ ایماندار فرض ادا کر کے اللہ کی قربت حاصل کرتا ہے۔ اور نفلوں کے ذریعے سے محبت کرتا ہے اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں۔ کہ جن کے نفل نہیں ہیں۔ بلکہ فرض پورے کرتے ہیں۔ پھر نفل ادا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ فرض تو ہم پر ہماری تقدیروں کے باعث

تھے۔ اور ہمیشہ کے لئے عبادت کا شغل ہم پر فرض کیا گیا ہے۔ اپنے نفسوں کے لئے نفلوں کا شمار ہی نہیں کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے لئے ایک تنبیہ کرنے والا تنبیہ کرتا ہے۔ اور ایک معلم سکھاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی تعلیم کے اسباب مہیا کر دیتا ہے *

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَوْ اَنَّ الْمُؤْمِنَ عَلٰی قُلَّةِ جَبَلٍ یُقَیِّضُ اللّٰہُ لَهٗ عَالِمًا یُعَلِّمُهٗ (اگر ایمان والا پہاڑ کی چوٹی پر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ وہاں بھی اس کی تعلیم کے لئے عالم کو بھیج دیگا) *

صالحین کے کلمات کو بطور رعایت اپنے کلام میں استعمال نہ کر اور اپنے نفس کی طرف منسوب نہ کر۔ کیونکہ عاریت کی چیز چھپا نہیں کرتی ہے۔ اپنے مال پر ناز کر۔ عاریت پر نہیں۔ روئی اپنے ہاتھ سے بو اور سیراب کر اور کوشش سے پرورش کر۔ پھر بُن اور سی کر پہن۔ دوسرے کے مال اور لباس پر خوش نہ ہو۔ اگر تو دوسرے کا کلام چرائے اور اپنے کلام ہونے کا دعوےٰ کرے۔ تو صالحین کے دل تجھ پر غضبناک ہونگے۔ اگر فعل نہیں تو قول کا کیا فائدہ ہے۔ ہر ایک امر کا دارومدار عمل پر ہے۔ اللہ جلشانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اپنے عملوں کے ذریعے جنت میں داخل ہو جاؤ) *

اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں کوشش کرو۔ کیونکہ وہ اللہ کے ساتھ غائب ہوتا اور اس کی تقدیر اور قدرت اور علم کے ساتھ قیام ہے۔ معرفت یہی ہے۔ کہ اپنے افعال اور معاملات میں بالکل فنا ہو جائے۔ تیری کلام تیرے دل کی بات پر دلالت کرتی ہے۔ زبان دل کی ترجمان ہے۔ اگر دل ہر ایک سے ملا جلا ہے تو گاہے کلام صحیح اور گاہے باطل ہوگی۔ کسی چیز کو بدلنے کی قدرت ہوگی۔ اور کسی چیز کو نہ بدل سکے گا۔ جب تخلیط اور شرک دور ہوگا تو زبان صحیح ہو جائے گی۔ اگر مشرک ہے تو مخلوق کی پیروی کریگا تغیر اور تبدل اور لغزش کریگا۔ اور جھوٹ بولیگا۔ بعض کلام کرنے والے دل سے اور بعض باطن سے اور بعض نفس اور حرص اور شیطان اور عادت سے کلام کرتے ہیں۔ اے خدا! ہمیں ایمان والے بنا اور منافق نہ بنا *

اگر تجھے ایک شخص سے محبت اور دوسرے سے بغض ہے۔ تو اُس کی محبت اور اُس کا بغض اپنے نفس اور عادت سے نہ رکھ۔ بلکہ دونوں پر کتاب اور سنت سے حکم کر۔ اگر محبت والا موافق ہے تو اس کی محبت پر ہمیشگی کر۔ اگر مخالف ہے۔ تو اُس کی محبت کو ترک کر۔ اگر بغض والا کتاب اور سُنت کے موافق ہے۔ تو اُس کا بغض ترک کر۔ اگر مخالف ہے تو اُس سے ہمیشہ بغض رکھ۔ اگر تجھے اس طرح پتہ نہ لگے اور ظاہر نہ ہو تو صدیقین کے دلوں سے ان کی بابت سوال کر۔ ان کے دلوں کی طرف رجوع کر۔ کیونکہ وہی صحیح ہیں۔ اس لئے کہ قلب جب صحیح ہو جائے تو سب چیزوں سے زیادہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ قلب جب کتاب اور سنت پر عمل کرے تو قریب ہو جاتا ہے۔ اور جب قریب ہوتا ہے۔ تو نفع اور نقصان اپنے لئے اور اللہ کے لئے اور غیر کے لئے اور جو کچھ حق اور باطل کے لئے ہے دیکھ اور جان لیتا ہے۔ جب ایمان والے کے لئے نور ہے۔ کہ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس کی نظر سے ڈرایا ہے۔ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مومن کے قیافے سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) اور عارف مقرب کے لئے بھی نور عطا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے قرب کو دیکھتا ہے۔ اور اللہ کا قرب اپنے دل سے مشاہدہ کرتا ہے۔ فرشتوں اور نبیوں کی روحوں اور صدیقین کے دلوں اور روحوں اور ان کے مقامات اور حالات کو دیکھتا ہے۔ کل یہ کرامت اس کے دل کے سیاہ نقطے اور باطن کی صفائی میں ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے رب کے ساتھ خوشی میں ہے وہ عارف ایک واسطہ ہے۔ کہ خالق سے لے کر مخلوق پر تقسیم کرتا ہے۔ بعض ان میں سے زبان اور قلب دونوں کے عالم ہیں۔ اور بعض قلب کے عالم اور زبان میں لکنت والے ہیں لیکن منافق کی زبان عالم اور دل گونگا ہے۔ اس کا سب علم زبان میں ہے +

اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَخْوَفُ

مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِلَّا مُنَافِقَ عَلِیْمُ اللِّسَانِ (میں بھی خوف کرتا ہوں۔ اور مجھے اُمت پر خوف نہیں۔ مگر منافق چرب زبان کا)۔

کسی چیز پر غرور نہ کر کیونکہ اللہ تعالےٰ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (جو چاہے کرنے والا ہے) اسی واسطے بعض صالحین سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے لئے اپنے بھائی کی زیارت کی۔ اُس نے کہا کہ بھائی! آؤ ہم اللہ کے علم پر جو ہم میں ہے گریہ اور زاری کریں۔ اس صالح نے کیا ہی اچھا جواب دیا۔ کیونکہ وہ عارف الٰہی تھا اور اُس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد سُنا ہوا تھا۔ یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰی لَا یَبْقٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ اَوْ بَاعٌ فَتُدْرِکُهُ الشَّقَاوَةُ فَیَصِیْرُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ۔ وَیَعْمَلُ اَحَدُکُمْ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰی لَا یَبْقٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ اَوْ بَاعٌ فَتُدْرِکُهُ السَّعَادَةُ فَیَصِیْرُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ (کوئی عامل تم میں سے اہل جنت کے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے اور جنت کے درمیان ایک گز یا کچھ زائد کا فیصلہ رہ جاتا ہے۔ تو اس کو بدبختی آلیتی ہے لہٰذا اہل دوزخ سے ہو جاتا ہے۔ اور کوئی تم میں سے اہل دوزخ کے عمل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز یا کچھ زائد فرق رہجاتا ہے تو اُس کو سعادت آلیتی ہے۔ لہٰذا اہل جنت سے ہو جاتا ہے)۔

بعض صالحین میں سے کسی سے سوال کیا گیا۔ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ جواب دیا کہ اگر میں نہ دیکھتا۔ تو اپنے مکان پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اُس نے حق کو کیسے دیکھا۔ میں جواب دونگا۔ کہ جب مخلوق بندے کے دل سے نکل جائے۔ اور اُس میں اللہ کے سوا اور کچھ نہ رہے۔ تو اللہ جیسے چاہے اُس کے قریب ہوگا۔ اور دیکھے گا۔ اس کو باطن سے دیکھے گا۔ جیسے غیر کو ظاہر سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو اپنا دیدار اس طرح دیگا کہ جیسے ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج میں اپنا دیدار عنایت کیا تھا۔ اور جیسے یہ بندہ (غوث الاعظم) اُس کی ذات دیکھتا ہے۔ اور اس کی قربت میں ہے۔ اور اس سے عالم رؤیا (خواب) میں باتیں کرتا

ہے۔ اور کبھی حالت بیداری میں بھی (میرا) قلب اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ وجود کی آنکھیں بند کرتا ہے۔ اور اس کو جس حال پر ہے ظاہر میں دیکھتا ہے۔ اور دوسرے معنی عنایت فرماتا ہے۔ جس کے ساتھ اس کو دیکھتا ہے۔ اس کے قرب اور صفا کو دیکھتا ہے۔ اس کی کرامات اور فضل اور احسان اور لطف کو دیکھتا ہے۔ اس کی رحمت اور بخشش کو دیکھتا ہے۔ جس شخص کی معرفت اور عبودیت ثابت ہو جائے۔ وہ اَدِنِی اور لَا تُرانِی اور عطا کرا اور نہ عطا کر نہیں کہتا ہے۔ وہ فانی ہو کر ذات میں محو ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے اس مقام کا واصل کہتا ہے۔ اَیْشٍ عَلَیَّ مِنِّیْ (میرے سے مجھ پر کیا چیز ہے) کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ اَنَا عَبْدُہٗ وَلَیْسَ لِلْعَبْدِ مَعَ سَیِّدِہٖ اِخْتِیَارٌ وَلَا اِرَادَۃٌ (میں اس کا بندہ ہوں بندے کو اپنے آقا کے بالمقابل نہ اختیار اور نہ ارادہ ہے) +

کسی شخص نے غلام خریدا۔ اور یہ غلام اہل دین اور صلاح سے تھا۔ اس نے غلام سے کہا۔ غلام! تو کیا کھانا چاہتا ہے۔ عرض کی۔ کہ جو کچھ آپ کھلائیں۔ مالک نے کہا کیسا کپڑا پہنو گے۔ عرض کی۔ کہ جیسا آپ پہنائیں۔ مالک نے کہا کہ میرے گھر میں کس جگہ بیٹھنا چاہتے ہو۔ عرض کی۔ کہ جہاں آپ بٹھائیں۔ مالک نے کہا۔ کہ کونسا کام تجھے پسند ہے۔ عرض کی کہ جس کا آپ حکم کریں۔ یہ سوال و جواب کر کے وہ شخص رو پڑا۔ اور کہا کہ میرے لئے بشارت ہے۔ کاش کہ میں اپنے رب کے ساتھ ہوتا جیسے کہ تو میرے ساتھ ہے۔ غلام نے عرض کی۔ کہ اے میرے آقا۔ کیا! بندے کو اپنے آقا کے ساتھ اختیار اور ارادہ ہے۔ اس نے سن کر کہا کہ میں نے اللہ کے لئے تجھے آزاد کیا۔ اور یہ میری خواہش ہے کہ تم میرے پاس ہو۔ تا کہ میں اپنے جان اور مال سے آپ کی خدمت کروں +

جو شخص اللہ کا عارف ہے۔ اس کے لئے ارادہ اور اختیار باقی نہیں رہتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ اَیْشٍ عَلَیَّ مِنِّیْ (میرے سے مجھ پر کیا چیز ہے) اپنے اور دوسروں کے امور میں تقدیر کی مزاحمت نہ کرو۔ بندگان خدا سے خاص لوگ ہیں کہ جو مخلوق میں زہد

کرتے ہیں۔ اور خلوتوں سے اُنس حاصل کرتے ہیں۔ تلاوت قرآن اور کلام رسول اللہ کو پڑھ کر مانوس ہوتے ہیں۔ اسی واسطے ان کے دل مخلوق کے غمخوار ہیں۔ اللہ کے قریب ہیں۔ ان سے اپنے اور غیر کے نفسوں کو دیکھتے ہیں۔ ان کے دل صحیح ہیں۔ جس حال پر تم ہو۔ ان سے مخفی نہیں ہے۔ تمہارے دلوں کی باتیں بتاتے ہیں۔ اور جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے۔ اس کی خبر دیتے ہیں ❊

تجھ پر افسوس! عقلمند بن۔ اپنی نادانی کے ساتھ اولیاء اللہ کی مزاحمت نہ کر۔ قرآن مجید کو ترک کر کے لوگوں پر بڑھ چڑھ کر بولتا ہے۔ اس امر میں ظاہری اور باطنی احکام کی ضرورت ہے۔ پھر سب سے بے پرواہ ہو جا۔ اس کے بعد دو باتوں کی ضرورت ہے۔ پہلی یہ ہے کہ شہر میں اور کوئی شخص لوگوں کو وعظ نہ سناتا ہو۔ دوسری یہ ہے کہ تجھے اللہ کی طرف سے تیرے قلب میں کلام کا حکم ہو گیا ہو۔ اب اس مقام کی طرف بڑھ اور مخلوق کو خالق کی طرف رجوع کر ❊

تجھ پر افسوس! تو صوفی ہونے کا دعوے کرتا ہے۔ حالانکہ مکدر ہے۔ صوفی وہی ہے کہ جس کا ظاہر اور باطن کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مطابعت سے صاف ہو گیا ہو۔ جس قدر صفائی بڑھے گی۔ اپنے وجود کے دریا سے نکل کر اپنے ارادے اور اختیار اور طلب کو ترک کریگا۔ یہ سب قلب کی صفائی سے ہوگا۔ خیر کی بنیاد آنحضرت کے قول اور فعل میں متابعت ہے۔ جب بندے کا قلب صاف ہو گا۔ تو آنحضرت کو خواب میں دیکھیگا۔ کہ آپ کسی چیز کا امر اور کسی چیز سے منع فرمائینگے۔ کل جسم دل ہو جائے گا۔ اور اپنی نیت سے گوشہ گزین ہو گا۔ اب باطن بغیر ظاہر کے اور صفا بغیر کدورت کے ہو گا۔ ظاہری پوست ایک طرف گریگا۔ اور باقی مغز بے پوست رہیگا۔ باطن کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو گا۔ کہ آپ کے سامنے اور آپکے ساتھ اس کا دل پرورش پائیگا۔ اس کا ہاتھ آپکے ہاتھوں میں ہو گا۔ آنحضرت ہی اس کو مخاطب کرینگے۔ اور اس کی محافظت فرمائینگے۔ غیر اللہ کو دل سے نکالنا گھڑے پہاڑوں کا اکھاڑنا ہے۔ اس کے لئے مجاہدات کے کدالوں کی ضرورت ہے۔ اور مشقتوں اور آفات کے نزول پر صبر کرے۔ جو چیز تمہارے ہاتھوں میں نہ پڑے۔ اس کی طلب نہ

کرو۔ اگر اس سیاہی پر کہ جو اس سفیدی پر ہے عمل کرو۔ اور مسلمان بن جاؤ۔ تو تمہارے لئے بشارت ہے۔ قیامت کے دن کافروں کے گروہ میں شمول نہ ہو۔ مسلمانوں کے گروہ میں اٹھنا تمہارے لئے خوشی کی خبر ہے۔ جنت میں یا اس کے دروازے پر بیٹھنے کی بشارت ہو۔ دوزخ والوں سے نہ ہونا۔ تواضع کرو۔ اور تکبر نہ کرو۔ تواضع بلند کرتی ہے اور غرور پست کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ (جو شخص اللہ کے لئے تواضع کرے اللہ کا اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے) جب قلب اللہ کے ذکر پر ہمیشگی کرے تو اس کے پاس معرفت اور علم اور توحید اور توکل آتا ہے۔ اور ماسوی اللہ ہر ایک چیز سے اعراض کرتا ہے۔ دائمی ذکر دنیا اور آخرت میں دائمی خیر کا باعث ہے۔ جب دل صحیح ہوتا ہے۔ تو ہمیشہ ذاکر ہوتا ہے۔ اس کی اطراف اور سارے پر ذکر لکھا جاتا ہے۔ آنکھیں سونے والی اور دل اللہ کا ذاکر ہے۔ یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں پہنچتا ہے ؁

بعض صالحین کسی رات میں بلا ضرورت تکلف سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ اس کا باعث دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرا دل اللہ تعالےٰ کو دیکھتا ہے۔ آپ اپنے بیان میں سچے ہیں۔ کیونکہ سچا خواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی ہے۔ نیند میں سالک کی آنکھ قوی ہو جاتی ہے ؁

مجلس نمبر ساٹھ ۶۰

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے منگل کے دن عشا کے وقت ۱۳ رجب ۵۴۶ھ کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا :-

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ (مرد کے اسلام کی خوبی سے فضول چیز کی ترک ہے) ؁

جس شخص کا اسلام صحیح اور ثابت ہو مقصود پر توجہ کرتا ہے۔ اور غیر مقصود سے اعراض کرتا ہے فضول چیز میں شغل یہ بیکاروں اور حرصیوں، مولیٰ کی رضا سے محروموں کا فعل ہے۔ جو شخص امر پر عمل نہ کرے اور نہی میں شغل رکھے یہی صریح محرومی اور بالکل موت اور سب طرح کا خسارہ ہے۔ دنیا میں شغل کے لئے نیک نیتی کی ضرورت ہے۔ ورنہ تو غضب الٰہی میں مبتلا ہے۔ پہلے دل کی طہارت میں مشغول ہو۔ کیونکہ یہ فرض ہے۔ پھر معرفت کے لئے پیش ہو۔ جب اصل کو ضائع کر دیا۔ تو فرع کا شغل مقبول نہیں ہے اعضا کی طہارت دل کی نجاست کے ساتھ نافع نہیں ہے۔ اپنے اعضا کو سنت سے اور دل کو عمل قرآن سے پاک کر۔ اپنے دل کی حفاظت کرتا کہ اعضا کی حفاظت رہے۔ جو کچھ برتن میں ہے ٹپکیگا۔ جو چیز دل میں ہوگی۔ اعضا پر گریگی عقل کر یہ عمل اُس کا نہیں کہ جو موت پر ایمان اور یقین رکھتا ہو۔ یہ عمل اس کا نہیں کہ جو ملاقات الٰہی کا منتظر ہو۔ اور اُس کے حساب اور اعتراض سے ڈرتا ہو۔ قلب صحیح! توحید اور توکل اور یقین اور توفیق اور علم اور ایمان اور قرب الٰہی سے پُر ہے۔ تمام مخلوق کو حقارت اور ذلت اور فقر کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور باوجود اس کے ایک بچی پر بھی غرور نہیں کرتا ہے کافروں اور منافقوں اور نافرمانوں کے مقابلے پر اللہ کے لئے غیرت کرکے درندے خونخوار کی طرح ہے۔ اس کے سامنے گوشت کے ٹکڑے پڑے ہوئے کی مانند ہیں۔ اور صالحین اور متقین اور پرہیزگاروں کے آگے متواضع اور ذلیل ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے جس قوم کی یہ صفتیں ہیں۔ ان کا بیان فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (کافروں پر نہایت سخت اور آپس میں نہایت مہربان ہیں)۔

تجھ پر افسوس! نئی باتیں بنانے والے! کیا اللہ قادر نہیں ہے کہ اس طرح فرمائے اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ (میں معبود برحق ہوں) ہمارے رب کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہمارا پاک پروردگار کلام کرنے والا ہے۔ گونگا نہیں۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تاکید فرمائی۔ وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا (اور موسیٰ علیہ السلام

سے اللہ نے اچھی طرح کلام کی اجو سمجھی گئی اور سنی گئی۔ موسےٰ علیہ السلام سے کہا اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (بیشک میں ہی اللہ جہانوں کا پروردگار ہوں) یعنی اَنَا اللّٰہ فرما کر ثابت کر دیا۔ کہ میں فرشتہ اور جن اور انسان نہیں ہوں جہانوں کا پروردگار ہوں۔ فرعون اپنے کلام اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (میں تمہارا بڑا خدا ہوں) میں اور الوہیت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ میرے سوا فرعون وغیرہ مخلوق میں سے رب نہیں ہے جب موسےٰؑ کو فرعون کے بارے میں بیقراری اور تنگی ہوئی۔ تو آپ کا ایمان اور یقین ظاہر ہؤا۔ نیز جب آپ کو اندھیری رات میں غم نے ستایا۔ جو بیوی کو پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے نور ظاہر کر دیا۔ جناب نے اپنی بیوی سے اپنی عادت اور حیلے اور قوت اور اسباب کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ اُمْکُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (ذرا ٹھیرو مجھے ایک روشنی سے اُنس ہؤا ہے) میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ ٹھیک میرے دل اور باطن اور باطن الباطن اور میری عقل نے ایک نور دیکھا ہے۔ میرے پاس علم الٰہی اور ہدایت آئی۔ میرے پاس مخلوق سے غنا آئی۔ میرے پاس ولایت اور خلافت آئی میرے پاس اہل آیا اور فرع گئی۔ میں اب رعیت نہیں بادشاہ ہوں مجھ سے خوف جاتا رہا۔ اور فرعون پر پڑا حضرت موسٰی علیہ السلام! اہل کو اللہ کے سپرد کر کے آپ چل پڑے۔ لہذا آپ کے کنبہ میں آپ کے بعد اللہ ہی محافظ بنا۔

یہی حال ایماندار کا ہے جب اہل کے قریب ہو جائے اور اللہ اس کو اپنے قرب کے دروازے کی طرف بلائے۔ تو اُس کا دل دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے نظر کرتا ہے اُس کو سب طرفیں بند نظر آتی ہیں۔ صرف ایک اللہ کی طرف کشادہ ہے۔ اپنے نفس اور خواہش اور اعضا اور عادت اور اہل کو مخاطب کرتا ہے۔ اور جس حال پر ہو پکارتا ہے۔ کہ مجھے قرب الٰہی کے نور سے اُنس ہو گیا ہے۔ میں اسی کی طرف سفر کرتا ہوں۔ اگر واپس ہؤا۔ تو پھر تمہارے پاس آؤنگا۔ دنیا اور خواہشات اور اسباب اور مخلوق کو رخصت کرتا ہے۔ ہر ایک نو پیدا اور مصنوع سے الگ ہو کر صانع کی طرف

سپرد کرتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ اس کے اہل اور اولاد اور مال حلال کا جو قریبیوں سے نہیں بلکہ دور والوں سے دوستوں سے نہیں۔ بلکہ دشمنوں سے بعض سے نہیں بلکہ اکثر سے چھپایا جاتا ہے والی بن جاتا ہے۔ یہ قلب جب صحیح اور صفا ہو جائے۔ تو داہنے اور بائیں آگے اور پیچھے اوپر اور نیچے سے حق تعالےٰ کی منادی سنتا ہے اور ہر ایک نبیؑ اور رسول اور صدیق اور ولی کی منادی سنتا ہے۔ اس کی زندگی اللہ کا قرب اور اس کی موت اللہ سے دوری ہے۔ اس کی رضا اللہ کے ساتھ مناجات (سرگوشی) میں ہے۔ اسی کے ساتھ ہر ایک چیز سے قانع ہے۔ اس کو دنیا کے جانے کی پرواہ نہیں۔ اور اس کو بھوک اور پیاس اور برہنگی اور ہتک عزت کی پرواہ نہیں ہے۔ سالک مرید کی رضا طاعات میں اور عارف مراد کی رضا قرب الٰہی میں ہے +

بناوٹ والے! یہ کیا ہے! تو کس بھروسے پر ہے! یہ امر دن کے روزوں اور شب بیداری اور بے مزہ طعام اور اور سخت کپڑوں سے باوجود نفس اور حرص اور عادت اور نادانی اور مخلوق کی طرف دیکھنے کے کمال کو نہیں پہنچتا ہے۔ ان باتوں سے کچھ بھی حصول نہیں ہے۔ تجھ پر افسوس! اخلاص کے ساتھ خالص ہو۔ صدق کے ساتھ واصل اور قریب ہو۔ اپنی ہمت بلند کر۔ بلند ہو گا۔ موافق ہو توفیق دیا جائیگا۔ راضی ہو تجھ سے راضی ہو گا۔ جلدی کر تیرا حال پورا کیا جائیگا۔ اے خدا! ہمارے کاموں کا دنیا اور آخرت میں والی بن! ہمیں ہمارے نفسوں اور مخلوق میں سے کسی کے سپرد نہ کر +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ يَا جِبْرِيْلُ نَمِّ فُلَانًا وَاَقِمْ فُلَانًا (اللہ تعالےٰ جبرئیل کو فرماتا ہے۔ کہ اے جبرئیل! فلاں کو سلا اور فلاں کو اٹھا) اس کا مطلب دو وجہ پر ہے :-

پہلی وجہ یہ ہے فلاں کو اٹھاؤ یعنی محب کو۔ فلاں کو سلاؤ یعنی محبوب کو۔ اس نے میری محبت کا دعوےٰ کیا۔ ضرور ہے کہ میں اس کو ستاؤں۔ اور اس کی جگہ

پر اس کو کھڑا کروں - تاکہ اس کے وجود کے پتے میرے غیر کے ساتھ سے گر جائیں - اس کو اُٹھاؤ - تاکہ اس کی دلیل قائم ہو جائے - اور محبت ثابت ہو جائے - اور فلاں کو سُلاؤ - کیونکہ وہ محبوب ہے - اس کی مشقت بہت زیادہ ہوئی - میرا غیر اس کے پاس نہیں رہا ہے - اس کی محبت مستحد ہوئی - اور اس کا دعوٰے اور دلیل ثابت ہو گئے - اور اس نے عہد میں وفاداری کی - اب میری باری آئی - اور میں اپنا عہد وفا کرونگا - وہ مہمان ہے اور مہمان سے خدمت اور مشقت نہ لینی چاہیئے - مَیں اس کو اپنے لطف کی گود میں سُلاؤنگا - اور اپنے فضل کے دستر خوان پر بٹھاؤنگا - اپنے قرب سے مانوس کرونگا - اور غیر سے غائب کرونگا - اُس کی محبت صحیح ہو گئی ہے - جب محبّت صحیح ہوئی تو تکلیف جاتی رہی +

دوسری وجہ یہ ہے کہ فلاں کو سلاؤ - کیونکہ مجھے اُس کی آواز سے نفرت ہے - اور فلاں کو اُٹھاؤ - کیونکہ میں اُس کی آواز سُننا پسند کرتا ہوں جب قلب ماسوی اللہ سے پاک ہو جائے - تو محب سے محبوب بن جاتا ہے - جب تو حید اور توکل اور ایمان اور یقین اور معرفت کامل ہو جائے - تو محبوب ہو جاتا ہے سختی جاتی ہے اور راحت آتی ہے - جو شخص کسی بادشاہ سے محبّت رکھتا ہو - اور دونوں میں دور کی مسافت ہو اور اس پر محبت غالب آجائے - تو اپنے آپ پر حیران ہو کر نکلے گا - اور بادشاہ کے شہر کا ارادہ کریگا - اور سفر میں رات اور دن کو ایک کر ڈالے گا - سب طرح کا خوف اور دہشت برداشت کریگا - اس کو کھانا اور پینا بھلا نہ معلوم ہوگا - یہاں تک کہ اُس کے محلوں کے دروازے تک جا پہنچے - اور بادشاہ کو اُس کے حال کی خبر لگے - اور شاہی خادم آکر مرحبا کہیں - اور حمام میں لے جائیں - اور خوب اچھی طرح غسل دے کر عمدہ پوشاک پہنائیں - اور خوشبو لگا کر بادشاہ کے سامنے حاضر کریں - تو بادشاہ اس کا غمخوار بنے گا - اور کلام کریگا - اور اس کا حال دریافت فرمائیگا - اور اپنی بہترین باندیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر دیگا اور اپنے ملک سے جاگیر عنایت کریگا - اور اپنا محبوب بنائے گا - کیا اُس کے

بعد خوف اور شفقت باقی رہیگی۔ یا وہ اپنے شہر کو واپس آنا پسند کریگا۔ بادشاہ کے فراق کی کیسے تمنا کریگا۔ حالانکہ وہ اس کے پاس جاگیر دار با امن ہے +

یہ قلب جب صحیح ہو جائے۔ تو اللہ کا واصل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے قرب اور سرگوشی سے برقرار اور امن والا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے غیر کی طرف رجوع کرنے کی تمنا نہیں کرتا ہے۔ قلب کا وصول اس مقام تک فرض ادا کرنے اور حرام اور خواہشوں سے صبر کرنے اور مباح اور حلال کھانے سے ہوتا ہے نہ حرص اور شہوت سے۔ بلکہ کامل پرہیزگاری اور پورے زہد سے کہ ماسوی اللہ کی ترک کرے اور نفس اور حرص اور شیطان کی مخالفت کرے۔ اور سب مخلوق سے دل کو پاک کرے۔ تعریف اور برائی عطا اور منع جواہرات اور پتھر اس کے نزدیک سب برابر ہوں۔ اس امر کی ابتدا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت ہے۔ اور اس کی انتہا بیش قیمت پتھر اور کنکریوں کی مساوات ہے۔ جس کا قلب صحیح ہو اور اللہ سے واصل ہو جائے اس کے نزدیک پتھر اور کنکر تعریف اور برائی مرض اور صحت فقر اور غنا دنیا کا آنا اور منہ پھیرنا برابر ہے۔ جس کے لئے یہ حال صحیح ہو جائے۔ تو اس کا نفس اور حرص مر جاتے ہیں۔ اس کی طبیعت کا شعلہ بجھ جاتا ہے۔ اس کا شیطان ذلیل ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کے نزدیک دنیا اور دنیادار ذلیل ہیں۔ آخرت اور آخرت والے بزرگ ہیں۔ پھر دنیا اور آخرت دونوں سے منہ پھیر کر اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کے لئے خلقت کے درمیان میں حق تعالےٰ کی طرف نقب کھد جاتی ہے۔ جس میں سے وہ گذر جاتا ہے۔ لوگ دائیں اور بائیں ہو جاتے ہیں۔ رکاوٹ نہیں کرتے۔ اور اس کے لئے رستہ خالی کر دیتے ہیں۔ اس کے صدق کی آتش اور باطن کی ہیبت سے بھاگتے ہیں۔ جس کے لئے یہ حال صحیح ہو جائے۔ اس کو کوئی روکنے والا روکتا نہیں ہے۔ اور منع کرنے والا حق تعالےٰ کے دروازے سے منع نہیں کرتا ہے۔ اس کا علم رکتا نہیں۔ اور اس کا لشکر بھاگتا نہیں ہے۔ اس کا پرندہ خاموش نہیں ہوتا۔ اور اس کی توحید کی تلوار کند نہیں ہوتی ہے۔ اور اس کے اخلاص کے قدم

تھکتے نہیں اور اس کا امر اُس پر دشوار نہیں ہوتا ہے۔ اس کے سامنے کوئی دروازہ اور کوئی قفل ثابت نہیں رہتا ہے۔ دروازے اور قفل سب اُڑ جاتے ہیں۔ اور سب طرفیں کھل جاتی ہیں۔ اُس کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھیرتی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے رب کے پاس جا ٹھیرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ اس پر لطف کرتا ہے۔ اور اپنی گود میں سلاتا ہے۔ فضل اس کو کھلاتا ہے اور اُنس اُس کو پلاتا ہے۔ اُس وقت وہ دیکھتا ہے۔ مَالَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ (جو آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کانوں نے سُنا اور نہ کبھی انسان کے دل پر اس کا خطرہ ہؤا ہے) اِس بندے کا مخلوق کی طرف رجوع اُن کی ہدایت کا باعث ہے۔ اور اُن کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ یہ بندہ جو اللہ کا وصل اور اس کا دیدار حاصل کر چکا ہے اُس کی ملکیت عام ہے۔ علاوہ ازیں اُس کو مخلوق کا شغل ہے۔ لوگوں کا رستہ بتانے والا داناسفیر اللہ کے دروازے کی طرف رہبر ہے۔ اس وقت اس شخص کا نام عالم ملکوت میں عظیم (بزرگ) پکارا جاتا ہے۔ تمام مخلوق اُس کے دل کے قدموں کے نیچے ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے سایہ سے سایہ حاصل کرتی ہے۔ تو بکواس نہ کر۔ تو ایسی چیز کا دعوےٰ کرتا ہے کہ جو تجھے حاصل نہیں ہے۔ اور نہ تیرے پاس ہے۔ تیرا نفس تجھ پر غالب ہے۔ مخلوق اور دنیا تیرے دل میں ہے۔ وہ دونوں تیرے دل میں اللہ سے بھی بڑی ہیں۔ تو اولیاء اللہ کی حد اور شمار سے خارج ہے۔ جس مقام کا میں نے اشارہ کیا ہے۔ اگر تو اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنے دل کو تمام چیزوں سے پاک کر۔ امر دل کو بجا لا اور منع چیزوں سے باز رہ۔ اور تقدیر کے ساتھ صبر کر۔ اور دنیا کو اپنے دل سے نکال۔ اس کے بعد میرے پاس چلا آ۔ تاکہ میں تیرے ساتھ کلام کروں۔ اور اس کے بعد کی خبر دوں۔ اگر ایسا کریگا۔ تو تیری مراد حاصل ہوگی۔ اس سے پہلے کلام کرنی صرف بکواس ہے ٭

تجھ پر افسوس! ایک لقمہ تجھ کو غضبناک کرتا ہے۔ تجھ سے ایک دانہ ضائع ہو یا تیری ہتک عزت ہو۔ تو تیری قیامت قائم ہو جاتی ہے اور اللہ پر اعتراض کرتا

ہے۔ اور تیرا غصہ بیوی اور بچے کی مار پر نکلتا ہے۔ اور اپنے دین اور نبی کو گالی دیتا ہے
اگر تو عقلمند اور اہل بیداری اور مراقبے والوں سے ہوتا۔ تو اللہ کے سامنے گونگا بنجاتا
اور اس کے تمام افعال اپنے حق میں نعمت اور رحمت سمجھتا۔ اگر ٹھیرتا اور نزاع نہ کرتا
شکر کرتا اور فکر نہ کرتا۔ راضی رہتا اور غصہ نہ کرتا۔ خاموش رہتا اور شکتہ کرتا۔ تو تیرے
لئے کہا جاتا۔ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ (کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے؟)
جلدباز صبر کر۔ اس حال میں کہ عمدہ اور خوشگوار کھایا ہے۔ تجھے اللہ کی معرفت نہیں
ہے۔ اگر اس کو پہچانتا تو غیر کے پاس شکایت نہ کرتا۔ اگر سمجھتا تو اس کے سامنے گونگا
ہوجاتا۔ اور اُس سے طلب کرتا اور اُس پر اپنی دُعا کے ساتھ عاجزی نہ کرتا۔ بلکہ اُس
کے موافق ہوتا اور اُس کے ساتھ صبر کرتا عقلمند بن تجھ کو تزکیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
اللہ تعالےٰ ہر ایک فعل اور مصلحت میں آزماتا ہے تاکہ نظر کرے کہ کیسا عمل کرتا ہے۔
تجھے آزماتا ہے کہ آیا تو اُس کے وعدے پر قائم ہے اور کیا تو جانتا ہے کہ وہ تیری طرف
ناظر اور تجھ کو جاننے والا ہے۔ کیا تجھے علم نہیں کہ خدمتگار جب بادشاہ کے گھر میں ہو
اور انعام طلب کرے۔ یہ اُس سے نادانی اور حرص ہے۔ اسی وقت گھر سے نکالا جائیگا
اور اس کو کہا جائیگا۔ کہ یہ طلب کا محتاج ہے۔ جس بندے کے دل میں حرص اور طمع
اور طلب اور مخلوق سے خوف اور اُمید ہے۔ اس کا ایمان کامل نہیں ہے۔ یہ حال
ہمیشہ کے فکر اور اصول اور فروع پر نظر کرنے سے صحیح ہوجاتا ہے۔ اور نبیوں اور
رسولوں اور صالحین کے احوال میں فکر کرے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو کس طرح
دشمنوں کے ہاتھوں سے بچایا۔ اور ان پر نصرت عنایت فرمائی۔ اور اُن کے کاموں
میں کشایش اور کشادگی کردی۔ صحیح فکر کے ساتھ توکل صحیح ہوجاتا ہے۔ اور دل سے
دنیا غائب ہوجاتی ہے۔ اور جن اور انسان اور فرشتے اور سب مخلوق بھول جاتی
ہے۔ اور حق تعالیٰ یاد آتا ہے۔ اس قلب کا صاحب ایسا معلوم کرتا ہے کہ اس کے
سوا اور مخلوق نہیں ہے۔ اور اس کے سوا کسی پر امر نہیں ہے اور نہ کسی پر نہی ہے۔
اور رب کے سوا اسی پر انعام ہوا ہے۔ گویا کہ سب طرح کی تکلیفیں اس کے دل اور باطن

کی گردن پر ہیں۔ وہ تکلیفوں کے پہاڑ کئی جنسوں کے دیکھتا ہے۔ کہ تکلیف دینے والے نے بھیجے ہیں۔ طاعت اور عبودیت ثابت کرنے کے لئے اُٹھاتا ہے۔ یہ شخص مخلوق کے لیے اٹھاتا ہے اور خالق اُس کو اُٹھا رہا ہے۔ یہ مخلوق کیلئے طبیب ہے اور حق تعالےٰ اُس کا طبیب ہے۔ مخلوق کا دروازہ حق تعالےٰ کی طرف کھول دیتا ہے۔ مخلوق اور خالق کے درمیان سفیر ہے۔ آفتاب ہے۔ کہ مخلوق خالق کے رستہ میں اس سے روشنی حاصل کرتی ہے۔ اور مخلوق کا طعام اور شراب ہے۔ ان سے غائب نہیں ہوتا ہے۔ اس کی سب نعمتیں ان کی مصاحبتیں ہیں۔ اور اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے۔ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے لئے نہ نفس نہ حرص اور نہ خواہش ہے۔ اپنا کھانا اور پینا اور لباس بھول جاتا ہے۔ اپنے نفس کو بھولنے والا اور مخلوق کو خالق کی یاد کرانے والا ہے۔ اپنے قلب کے ساتھ نفس اور مخلوق سے الگ ہے اور اپنے رب کے ساتھ باقی ہے۔ اس کا مطلوب مخلوق کا نفع ہے۔ اُس نے اپنا نفس قضائے الٰہی کے ہاتھ میں سونپ دیا ہے۔ وہ بالکل نفس سے ایک طرف پر ہے۔ یہ صفت ہے اُس شخص کی کہ جو مخلوق کو حق تعالےٰ کے دروازے کی طرف کھینچتا ہے۔

تو حریص ہے! اللہ اور اُس کے رسولوں اور ولیوں اور خاصانِ مخلوق سے بے خبر ہے۔ زہد کا دعوےٰ! حالانکہ راغب ہے۔

تیرے پوسیدہ زہد کے قدم نہیں ہیں۔ تیری پوری رغبت دُنیا اور مخلوق میں ہے حق تعالیٰ میں کسی طرح رغبت نہیں ہے۔ سب کو چھوڑ کر میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ نیک گمان اور ادب سے آگے بڑھ۔ تاکہ میں حق تعالےٰ پر تیری رہبری کروں۔ اور اس کی طرف رستہ بتا دوں۔ اپنا غرور کا لباس اُتار ڈال۔ اور تواضع کا لباس پہن ذلیل ہو تاکہ عزت ملے۔ تواضع کر تاکہ بلند ہو۔ تو جس چیز کے اندر اور جس چیز کے اوپر ہے سب حرص ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی طرف نگاہ نہیں کرتا ہے۔ یہ امر جسم کے اعمال سے نہیں آتا ہے لیکن دلوں کے عمل پر جسم کے عمل سے آتا ہے۔

ہمارے سردار حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ زہد اس جگہ اور

تقوا اِس جگہ اور اخلاص اس جگہ ہے۔ اور حضور سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے تھے ٭

جو شخص نجات چاہتا ہے اُس کو چاہئیے کہ مشائخ کے قدموں کے نیچے زمین بنجائے۔ اِن مشائخ کی کیا صفت ہے۔ یہ دُنیا اور مخلوق کے تارک ہیں۔ دونوں کو رخصت کر دیا ہے۔ عرش سے لیکر فرش تک ہر ایک چیز کو ایسا رخصت کیا ہے کہ پھر اُس کی طرف واپس نہ آئے۔ اُنہوں نے مخلوق اور نفسوں کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ ان سب احوال میں اللہ کے ساتھ وجود ہے۔ جو شخص اللہ کی محبت اپنے نفس کے وجود کے ساتھ چاہتا ہے۔ وہ شخص حرص اور جنون میں ہے۔ اکثر عابد اور زاہد مخلوق کے بندے اور ان کے ساتھ مشرک ہیں۔ اسباب پر کلام اور اُن کے ساتھ شرک اور بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ حق تعالےٰ جو سبب الاسباب اور ان کا خالق اور ان میں تصرف والا ہے۔ غضبناک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے تابعداروں کا یہ اعتقاد ہے کہ تلوار خود کاٹ نہیں کرتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ کاٹتا ہے۔ اور آگ خود نہیں جلاتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ جلاتا ہے اور کھانا خود پیٹ نہیں بھرتا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ پیٹ بھرتا ہے۔ اور پانی خود سیراب نہیں کرتا ہے بلکہ اللہ تعالےٰ اُس کے ساتھ سیراب کرتا ہے۔ یہی حال تمام اسباب کا اپنی مختلف جنسوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالےٰ ان میں اور ان کے ساتھ تصرف کرتا ہے۔ وُہ اللہ کے سامنے آلات ہیں جس طرح چاہے اس کے ذریعے کرتا ہے۔ جب حقیقی فاعل وہی ہے۔ تو اس کی طرف تمام امور میں رجوع کیوں نہیں کرتے ہو۔ اور اپنی حاجتوں کو اسی پر کیوں ترک نہیں کرتے ہو۔ اور اپنے احوال میں توحید کو کیوں نہیں لازم کرتے۔ اس کا امر ظاہر ہے۔ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اَلْعَبْدُ یُضْرَبُ بِالْعَصَا۔ وَالْحُرُّ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ (غلام لکڑی سے مارا جاتا ہے اور آزاد کے لئے اشارہ کافی ہے) ٭

اللہ تعالےٰ کی تابعداری کرو کیونکہ وہ تابعدار کو عزت دیتا ہے۔ اُس کی

نافرمانی نہ کرو۔ کیونکہ وہ نافرمان کو ذلیل کرتا ہے۔ نصرت اور ذلت اس کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہے نصرت سے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت سے رسوا کر دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے علم سے عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے جہل سے ذلیل کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے قرب سے عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے دوری سے ذلیل کرتا ہے ٭

مجلس نمبر اکسٹھ ۶۱

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۰۔ رجب ۵۴۵ھ ہجری کو کلام کے بعد مدرسہ میں ارشاد فرمایا ٭

(کسی سوال کرنے والے نے آپ سے خطرات کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا) تو نہیں جانتا کہ خطرات ہیں کیا چیز؟ تیرے خطرات شیطان اور عادت اور حرص اور دنیا سے ہیں۔ تیرا فکر وہی ہے کہ جو تجھے غم میں ڈالے۔ تیرے خطرات تیری فکر کی جنس سے ہیں۔ جو اللہ کی طرف کا خطرہ ہے۔ وہ ایسے دل کی طرف آتا ہے کہ جو ماسوی اللہ سے خالی ہو۔ جیسے کہ ارشاد ہوا ہے۔ لَا نَاْخُذُ اِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ (ہم نہیں پکڑتے مگر اسی شخص کو کہ جس کے پاس ہمارا اسباب ہے) جب تیرے پاس اللہ تعالیٰ اور اس کا ذکر ہوگا۔ تو ضرور تیرا دل اس کی قربت سے پُر ہوگا اور تیرے پاس سے شیطان اور حرص اور دنیا کے خطرات بھاگ جائیں گے۔ ایک خطرہ دنیا اور ایک خطرہ آخرت کا اور ایک خطرہ فرشتہ کا اور ایک خطرہ نفس کا اور ایک خطرہ قلب کا اور اللہ کے لئے بھی ایک خطرہ ہے۔ لہٰذا صادق کے لئے لازم ہے کہ تمام خطرات کو دفع کر کے۔ صرف حق تعالیٰ کے خطرے پر ٹھیرے۔ جب تو نفس کے خطرے اور حرص کے خطرے اور شیطان کے خطرے اور دنیا کے خطرے سے اعراض کریگا۔ تو آخرت کا خطرہ آئیگا۔ پھر فرشتے کا خطرہ۔ پھر اخیر پر حق تعالےٰ کا خطرہ آئیگا۔ یہی غایت مقصد ہے۔

جب دل صحیح ہوگا۔ تو اس خطرے کے پاس ٹھیر یگا۔ اور اس سے کہیگا۔ کہ تو کونسا خطرہ ہے اور کہاں سے ہے۔ اس کا جواب دیگا۔ کہ میں ایسا اور ایسا خطرہ ہوں۔ میں حق کا خطرہ حق سے ہوں۔ میں ناصح شفیق ہوں۔ تو حق تعالے کا محبوب ہے۔ میں حقانی سفیر ہوں نبوت کے حال سے میں تیرا نصیب ہوں +

بیٹا! اللہ کی معرفت کے درپے رہ۔ کیونکہ وہ ہر ایک خیر کی اصل ہے۔ جب بکثرت طاعت کریگا۔ تو تجھے معرفت عنایت کریگا۔ اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ إِذَا أَطَاعَ الْعَبْدُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْطَاهُ مَعْرِفَتَهُ فَإِذَا تَرَكَ طَاعَتَهُ لَمْ يَسْلُبْهَا مِنْهُ بَلْ يُبْقِيهَا فِي قَلْبِهِ لِيَحْتَجَّ بِهَا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ لَهُ مَيَّزْتُكَ بِمَعْرِفَتِي وَتَفَضَّلْتُ عَلَيْكَ بِهَا لِمَ لَمْ تَعْمَلْ بِمَا عَلِمْتَ (جب بندہ اللہ کی تابعداری کرتا ہے۔ اللہ تعالے اُس کو اپنی معرفت عنایت کرتا ہے۔ اگر وہ طاعت کو ترک کرے۔ تو اس سے چھینتا نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے دل میں باقی رہنے دیتا ہے۔ تاکہ قیامت کے دن اس کے خلاف حجت قائم کرے۔ اس کو ارشاد ہوگا کہ میں نے تجھ کو اپنی معرفت کے ساتھ دوسروں سے ممتاز کیا تھا۔ اور اس کے ذریعے تجھ کو فضیلت بخشی تھی تو نے اپنے علم پر عمل کیوں نہ کیا) +

بیٹا! تیرے نفاق اور فصاحت اور خوش بیانی اور زرد چہرے اور تیرے لباس پیوند لگے ہوئے اور کندھوں کے سیٹنے سے حق تعالیٰ کی طرف سے تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا۔ یہ سب کچھ تیرے نفس اور شیطان اور مخلوق کے ساتھ شرک اور اُن سے دُنیا کی طلب سی ہے۔ حضرت ابن شمعون رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کبھی کوئی کرامت آتی تو آپ فرماتے یہ دھوکہ ہے یا شیطان کی ہے۔ اور ہمیشہ اسی حال پر رہے۔ یہاں تک کہ آپ سے کہا گیا۔ کہ آپ کون ہیں اور آپ کا باپ کون ہے۔ ہماری جو نعمتیں آپ پر ہیں ان کا بیان کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں حق تعالے سے عرض کیا۔ اے رب مجھے کچھ وصیت کر۔ آپ کو حکم ہوا۔ أُوْصِيكَ بِي وَبِطَلَبِي (میں اپنی اور اپنی طلب

کی وصیت کرتا ہوں ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار مرتبہ سوال کیا اور ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب ملتا رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب دنیا اور آخرت کا جواب نہ ملا۔ گویا کہ آپ کو اس طرح ارشاد ہُوا۔ کہ میں اپنی اطاعت اور ترک گناہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے قرب کی طلب کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنی توحید اور عمل کی وصیت کرتا ہوں۔ ماسوائے سے اعراض کی وصیت کرتا ہوں ✦

جب دل صحیح ہو جائے اور حق کی معرفت حاصل کرے۔ تو غیر کا انکار کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ مانوس ہوتا ہے۔ غیر سے وحشت اور رنج کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ آرام پاتا ہے۔ اے خدا! میرے لئے شاہد رہ کہ میں تیرے بندوں کو وعظ بکثرت سناتا ہوں اور ان کے سنوارنے میں کوشش کرتا ہوں۔ میں جن چیزوں میں ہوں سب سے الگ ہوں۔ میں اُن کے معنی اور باطن کے لحاظ سے باہر ہوں جیسے تم باہر ہو۔ میرے لئے کوئی کرامت نہیں۔ کہ اس کی تدبیر اور تصرفات میں کسی طرح کا دخل دوں ✦

گوشہ نشینوں! جھونپڑیوں میں بیٹھنے والو! آؤ میری کلام سے ذوق حاصل کرو خواہ ایک ہی حرف کیوں نہ ہو۔ میری صحبت میں ایک دن بلکہ ہفتے تک رہو۔ شاید کہ تم ایسی بات سیکھ لو۔ کہ جس سے فائدہ پہنچے۔ تم پر افسوس! تم میں سے اکثر حرص در حرص میں مبتلا ہیں۔ اور اپنی عبادت گاہوں میں مخلوق کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ بات صرف خلوتوں میں جہل کے ساتھ بیٹھنے سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ تجھ پر افسوس! علم اور عالمان باعمل کی طلب میں سفر کر یہاں تک کہ آگے سفر نہ رہے۔ اور تیری ٹانگیں رہ جائیں۔ اب تھک کر بیٹھ جا۔ پہلے ظاہر کے ساتھ پھر دل اور باطن کے ساتھ سیر کر جب ظاہری اور باطنی سیر میں تھک کر ٹھیر جائے۔ تو اللہ کے قریب اور واصل ہو جائیگا۔ جب دل کے قدم رہ جائیں۔ اور تو تینں سیر میں جواب دیں۔ تو یہ تیرے قرب کی علامت ہے سلامتی اور آرام میں رہ۔ خواہ جنگل میں عبادت گاہ بنائے یا ویرانے میں بٹھائے یا آبادی کی طرف واپس کرکے۔ دنیا اور آخرت اور جن اور انسان اور فرشتے اور ارواح کو تیری خدمت میں کھڑا کر دے گا۔ جب بندے کے لئے قرب صحیح ہو جائے۔ تو

اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ولایت اور نیابت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے سامنے سب خزانے پیش ہوتے ہیں۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اُس کے لیئے شفاعت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ بادشاہ کے پاس مرتبے کے باعث اور اُس کی صفائی باطن اور باطن الباطن اور قلب کے نور کی وجہ سے ہے۔ اسلام اور ایمان تیرے پاس بطور عاریت نہ ہوں۔ اس کے ساتھ تیرا خوف اور روزہ اور نماز اور بیداری بڑھے۔ اسی کے باعث اولیاء اللہ اپنے چہروں کے بل حیران ہوئے اور وحشیوں سے جا ملے۔ اور زمین کے گھاس پر ان کے مزاحم ہوئے۔ اور تالابوں کے پانی پر جھگڑے۔ اُن پر آفتاب کا سایہ اور چاند اور تارے چراغ ہیں۔ اُنہوں نے بکواس اور بابت جیت اور مال کا ضائع کرنا چھوڑ دیا۔ بے وجہ پڑوسیوں اور دوستوں اور جان پہچان کے پاس نہ بیٹھو۔ کیونکہ یہ حرص ہے۔ اکثر جھوٹ اور غیبت دو میں جاری ہوتی ہے۔ اور گناہ دو سے کامل ہوتا ہے۔ کوئی شخص اپنے گھر سے بے سامان نہ نکلے۔ اور گھر والوں کو بے سامان نہ چھوڑے۔ کوشش کر کہ پہلے تجھے کلام نہ کرنی پڑے۔ بلکہ تیری کلام دوسرے کا جواب ہو۔ اگر کوئی سوال کرے اور اُس میں تیرے اور اُس کے لیئے مصلحت ہو۔ تو جواب دے ورنہ خاموش رہ۔ اولیاء اللہ سب احوال میں اللہ سے ڈرتے ہیں۔ جو کچھ اُن کے پاس ہے دیتے ہیں۔ اس حال میں کہ ان کے دل تھرتھراتے ہیں۔ خوف کرتے ہیں۔ کہ ان پر دھوکہ میں مواخذہ نہ ہو جائے۔ اور ڈرتے ہیں کہ اُن کا ایمان ان کے لیئے عاریت نہ ہو۔ ان میں سے خاص افراد پر اللہ کی طرف سے احسان اور نعمتیں آتی ہیں۔ اور اُن کے دلوں کو اُس کے قرب کے دروازے میں داخل کرتے ہیں۔ اللہ پر ان کو داخل ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ اللہ ان کا والی ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ کے محبت ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے دوستوں میں سے اور نبیوں کے ابدال اور مخلوق کے سردار بنا دیتا ہے۔ ان کو اپنے بندوں کے رہبر اور ان کے بادشاہ بناتا ہے۔ ان کو زمین میں نائب اور خلیفہ کرتا ہے۔ اور ان کو خاصوں میں سے برگزیدہ کرتا ہے۔ اپنا علم اُن کو سکھاتا اور اپنے حکم سے بلواتا ہے۔ اپنی کرامت سے مکرم اور

اپنی مدد سے کامیاب کرتا ہے۔ ان کا نفع اور نقصان ان کو سمجھا دیتا ہے۔ اُن کے دلوں میں ایمان کے قدم پختہ کرتا ہے۔ اور ان کے ایمان کے سر پر معرفت کا تاج رکھتا ہے۔ قدر ان کی خادم! انسان اور جن اور فرشتے اُن کے سامنے دست بستہ حاضر ہیں۔ اللہ کی طرف کے فرامین ان کے دلوں اور باطنوں کی طرف آتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے مستقل بادشاہ ہے۔ اور اُس کے ملک کے آستانے کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اور اپنا لشکر زمین میں پھیلاتا ہے۔ تاکہ مخلوق کی اصلاح ہو۔ اور ابلیس کا عمل دخل ٹوٹ جائے۔

اے قوم! اولیاء اللہ کے نقش قدم کی پیروی کرو۔ تمہارا فکر کھانا اور پینا اور لباس اور نکاح اور دنیا کا جمع کرنا نہ ہو۔ اللہ والوں کا مقصود عبادت اور ترک عادت ہے۔ اس کا دروازہ تلاش کرو۔ اور وہیں خیمے لگاؤ۔ آفات سے ڈر کر اللہ کے دروازے سے نہ بھاگو۔ کیونکہ وہ تم کو بلا اور آفات اور بیماری اور بھوک سے متعین کرتا ہے۔ تاکہ اس کو طلب کرو۔ اور اُس کا دروازہ نہ چھوڑو۔ ایسے لوگوں سے نہ بنو کہ جن کو خبط ہو گیا ہے۔ اور وہ نہیں جانتے کہ حق تعالے کیا چاہتا ہے۔ اس کی عبادت کرو۔ اور عبادت میں اخلاص کرو۔ کیا تم نے سُنا نہیں۔ کہ اس نے کس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ (میں نے جن اور انسان کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے) تمہیں یہ ثابت ہو گیا اور تم نے جان بھی لیا۔ تو اس کی عبادت کیوں ترک کرتے ہو۔ اور اُس کے راستے میں ادھر اُدھر کیوں بھٹکتے پھرتے ہو۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی عبادت نہیں کرتا ہے وہ نہیں جانتا ہے کہ اللہ نے اس کو کیوں پیدا کیا ہے۔ اور جو لوگ حقیقت اور تحقیق کے قدم پر ثابت ہیں۔ اُنہوں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہ مرینگے اور پھر زندہ کئے جائیں گے۔ لہذا یہ لوگ عبودیت کے ثبوت میں لگے رہتے ہیں۔

بیٹا! وہاں کئی باطنی امور ہیں کہ جن کا کشف بغیر وصول حق تعالیٰ کے نہیں ہوتا

ہے۔ اس طرح کہ اس کے دروازے پر ٹھیرے۔ اور وہاں کے رئیسوں اور نائبوں سے ملاقات کرے۔ تو نے حقانی دروازے کی طرف رجوع کیوں نہ کیا۔ گردن جھکا کر حسن ادب کے ساتھ کیوں نہ ٹھیرا۔ تاکہ تیرے دل کے چہرے پر دروازہ کھلتا۔ جذب والا جذب کرتا ہے۔ قریب کرنے والا قریب کرتا۔ سلانے والا سلاتا۔ زفاف والا زفاف میں آتا۔ سرمہ لگانے والا سرمہ لگاتا۔ حلاوت والا حلاوت عنایت کرتا۔ خوشی والا خوش کرتا۔ امن والا امن دیتا۔ بات والا بات کرتا۔ کلام والا کلام کرتا۔ نعمتوں سے غافل تم کہاں ہو! جس امر کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے کس چیز نے دور کر دیا ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ یہ امر سہل ہے۔ اور تکلف اور بناوٹ اور ریاکاری سے حاصل ہو جائیگا۔ یہ امر تقادیر کے ہتھوڑوں کی ضرب پر صدق اور صبر کا محتاج ہے۔ اگر تو غنی اور تندرست ہو کر اللہ کی نافرمانی میں مشغول رہے۔ تو پھر تمام گناہوں اور ظاہری اور باطنی لغزشوں سے توبہ کرے۔ اور میدانوں اور جنگلوں میں نکل جائے۔ اور اللہ ہی کی ذات کو طلب کرے۔ تو تجھ پر آزمائش آئے گی اور آفات پڑینگی اس وقت تیرا نفس دنیا کی لذتیں اور معافی طلب کریگا۔ اُس کی کوئی بات نہ مان اور آفتوں میں پڑا رہنے دے۔ اگر تو نے صبر کیا۔ تو دنیا اور آخرت کی سلطنت حاصل ہو جائے گی۔ اور اگر صبر نہ کیا تو کچھ نہ ملے گا ۔

توبہ کرنے والے! ثابت قدم رہ۔ اور اخلاص رکھ۔ اور اپنے نفس کو حالت کے بدلنے اور بلاؤں کی آمد پر ثابت قدم رکھ۔ اور اس سے اقرار کرا کہ حق تعالے راتوں کو جگائیگا۔ اور دنوں کو پیاسا رکھیگا۔ اس کے اور اس کے اہل اور پڑوسیوں اور جان پہچان کے درمیان تفرقہ پڑیگا۔ اور یہ کہ ان کے دلوں میں تیری طرف سے نفرت آئے گی۔ کوئی نزدیک نہ آئیگا۔ اور نہ نزدیک ہونے دیگا۔ کیا تو نے حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ نہیں سنا ہے۔ کہ حق تعالے نے جب چاہا کہ آپکی محبت اور برگزیدگی کی تحقیق کرے۔ اور یہ کہ آپ میں غیر کو کسی طرح کا حصہ نہ رہے۔ آپ کو اہل اور مال اور اولاد اور خادموں سے کس طرح الگ کر کے ٹوکری میں ڈال کر

آبادی سے باہر کوڑی پر بٹھایا۔ اور بیوی کے سوا اہل میں سے کوئی بھی آپ کے پاس نہ رہا۔ کہ لوگوں کی خدمت کرکے آپ کا پیٹ پالتی تھی۔ پھر آپ کا گوشت اور چمڑا اور قوت بھی جاتی رہی۔ اور آنکھ اور کان اور دل باقی رہا جس میں اللہ کی قدرت کے عجائبات نظر آتے تھے۔ آپ زبان سے اللہ کا ذکر کرتے اور دل سے مناجات (سرگوشی) کرتے تھے۔ اور آنکھوں سے عجائبات قدرت کا مطالعہ کرتے تھے۔ اور اور روح جسم سے کبھی نکلتی اور کبھی داخل ہوتی۔ اور فرشتے آپ کی زیارت کرتے اور درود بھیجتے تھے۔ آپ انسان سے الگ ہوئے اور انس حقانی سے ملے۔ آپ سے قوت اور طاقت اور اسباب منقطع ہوئے۔ اور اس کی محبت اور قدر اور قدرت اور ارادے اور علم کی قید باقی رہی۔ آپ کا کام صرف صبر تھا۔ پھر انتہا۔ پھر مشاہدہ ہوگیا۔ پہلا تلخ اور دوسرا شیریں ہوا۔ اللہ کی آزمائش میں آپ کی عیش خوش ہوئی۔ جیسے کہ آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عیش خوشی سے ہوئی تھی *

اولیاء اللہ بلا پر صبر کرنے کے عادی ہیں۔ تمہاری طرح ڈانواڈول نہیں ہوتے ہیں۔ حقانی آزمائشیں مختلف طرح کی ہیں۔ کوئی جسم میں کوئی دل میں کوئی مخلوق کے ساتھ۔ اس شخص کے لئے بھلائی نہیں کہ جو ایذا نہ دیا گیا ہو۔ بلائیں اللہ تعالیٰ کے اُڑن کھٹولے (ابابیل) ہیں۔ عابد اور زاہد کی حرص دنیا میں کرامات ہیں۔ اور آخرت میں جنات ہیں۔ اور عارف کی حرص دنیا میں ایمان کی بقا اور آخرت میں دوزخ الٰہی سے خلاصی ہے۔ اس کی ہمیشہ حرص اور خواہش یہی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دل کو کہا جاتا ہے کہ یہ کیا ہے! سکون رکھ اور ثابت قدم رہ۔ تیرے پاس ایمان ثابت ہے۔ اور ایماندار اپنے ایمانوں کے لئے تجھ سے نور حاصل کرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن تیرا قول قبول ہوگا۔ اور تیری شفاعت منظور ہوگی۔ تیرے ذریعے بہت سی مخلوق دوزخ سے نجات پائیگی۔ تو اپنے نبی کریم کے سامنے ہوگا۔ جو شفاعت کرنے والوں کا سردار ہے۔ اور کسی بات میں شغل نہ رکھ۔ یہ تیرے پاس بقائے ایمان اور معرفت اور عاقبت میں سلامتی کا پروانہ ہے۔ کہ تمہاری چال نبیوں اور رسولوں

اور صدیقوں کے ساتھ ہے۔ جو مخلوق میں سے خاص برگزیدہ ہیں جتنی مرتبہ اُس کو امن کا اعتبار دلایا جائے اُس کا خوف اور حسن ادب اور شکر زیادہ بڑھتا ہے۔ اولیاء اللہ نے فرمانِ الٰہی کے معنی سمجھ لئے ہیں۔ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ (جو چاہتا ہے کرتا ہے) اور اس کا فرمان لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ (جو کچھ وہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں اور وہ پوچھے جائیں گے) اور اس کا ارشاد ہے (وَمَا تَشَاؤُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (اور نہیں چاہتے ہو تم مگر جو کچھ چاہے پروردگار جہانوں کا) اُنھوں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ وہ جو کچھ چاہے کر لینے والا ہے۔ یہ بات نہیں کہ جو مخلوق کا ارادہ ہو پورا ہوتا ہے۔ اور اللہ کی ذات کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ (ہر ایک دن نئی شان میں ہے) آگے اور پیچھے کرتا ہے۔ بلند اور پست کرتا ہے۔ عزت اور ذلت دینا ہے۔ اور والی ہے۔ مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ فقیر اور غنی کرتا ہے بخشش کرتا ہے۔ اور روکتا ہے۔ اولیا کے دلوں کو اللہ کے ساتھ قرار نہیں ہے۔ ان کو تغیر اور تبدل کرتا رہتا ہے۔ اور ان کو نزدیک اور دور کرتا ہے۔ ان کو اٹھاتا اور بٹھاتا ہے۔ اُن کو عزت اور ذلت دیتا ہے۔ اُن کو عطا کرتا اور روکتا ہے۔ اولیاء اللہ کے حال بدلتے ہیں۔ اور وہ تحقیق عبودیت کے قدم پر حسن ادب کے ساتھ گردنیں جھکائے رہتے ہیں۔

اے خدا! ہم کو اپنے ساتھ اور اپنی مخلوق میں سے خاص بندوں کے ساتھ حسنِ ادب عنایت فرما۔ اور ہمیں اسباب کے ساتھ تعلق اور ان پر اعتماد کے ساتھ الگ نہ کر۔ اپنی توحید ہمارے لئے ثابت رکھ۔ اور اپنے پر توکل اور اپنے ساتھ غنا اور اپنی طرف حاجتیں قائم کر۔ ہمیں ہمارے اقوال اور اعمال پر نہ چھوڑ۔ اور اُن کے ساتھ مواخذہ نہ کر۔ اپنے کرم اور درگذر اور فراموشی کے ساتھ معاملہ کر۔ آمین ؎

اللہ کے راستہ میں مخلوق اور سبب محروم اور جہت اور دروازہ اور خلعت کا وجود نہیں ہے جسم دنیا کے ساتھ اور باطن الباطن مولٰی کے ساتھ ہے۔ باطن دل ہے اور دل نفس مطمئنہ پر اور نفس مطمئنہ جسم اور اعضا پر اور اعضا مخلوق پر حاکم ہیں۔ جب یہ

حال بندے کے لئے صحیح اور کامل ہو جاتے۔ تو جن اور انسان اور فرشتے اُس کے قدموں کے نیچے خدمت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ قرب کی مسند پہ بیٹھتا ہے۔

منافق! یہ مقام تیری ریاکاری اور بناوٹ کے ساتھ ہاتھ نہ لگے گا۔ تو اپنی عزت اور مخلوق کے دل میں اپنے قبول اور ہاتھ پر بوسہ دلانے کو پالتا ہے۔ تو اپنے نفس پر دنیا اور آخرت میں اور جس کی تو تربیت کرتا ہے۔ اور اپنے اتباع کا امر کرتا ہے شامت ہے۔ تو وہ کھلا ہوئے الاد جال لوگوں کے مال ہٹانے والا ہے۔ اسی واسطے تیری دعا قبول نہیں اور نہ تجھے صدیقوں کے دل میں جگہ ہے! اللہ نے تجھ کو علم بوجھ ہکا دیا ہے۔ ذرا ٹھیر کر جب غبار نکھر گیا تو معلوم ہو جائیگا کہ تیرے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا ہے۔ جب غبار روشن ہوگا تو دیکھ لیگا۔ کہ مردان خدا گھوڑوں اور سانڈھنیوں پر سوار ہیں۔ اور تو اُن کے پیچھے ٹوٹے ہوئے گدھے پر سوار ہے۔ اور تجھے شیطانوں اور ابلیسوں کے پلے پڑتے ہیں۔ کوشش کرو کہ تمہارے دلوں سے اس کے قرب کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔ عقلمند بنو تم کسی چیز پر نہیں ہو! ایسے شیخ کی صحبت میں رہو۔ کہ جو اللہ کے حکم اور علم کا عالم ہو۔ اور اس پر رہبری کرے۔ مَنْ لَا يَرَى الْمُفْلِحَ لَا يُفْلِحُ (جو شخص نجات والے کو نہ دیکھے نجات نہ پائیگا) جو شخص عالمان باعمل کی صحبت میں نہ رہے۔ وہ مردہ دل ہے۔ اس کے لئے نہ دلیل نہ اصل ہے ایسے کی صحبت میں رہو۔ جس کو حق تعالیٰ کے ساتھ صحبت ہے۔ ہر ایک کے لئے چاہئے۔ کہ جب رات کا پردہ پڑے اور مخلوق سو جائے۔ اور اُن کی آوازیں تھم جائیں تو اُٹھے اور وضو کرے اور دو رکعت پڑھے۔ اور اس طرح دعا مانگے۔ اے خدا! اپنے بندوں صالحین مقربین میں سے کسی بندے پر میری رہبری کر۔ کہ جو میرے پر تیری رہنمائی کرے اور تیری معرفت کا رستہ بتائے۔ سبب کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ اللہ قادر تھا کہ نبیوں کے بغیر ہی ہدایت کر دیتا۔ عقل کرو۔ تم کسی چیز پر نہیں ہو۔ اپنی غفلتوں سے بیدار ہو جاؤ۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَأْیِہٖ ضَلَّ (جو شخص اپنی رائے کے ساتھ غنی ہوا بہکا) ایسے شخص کی تلاش کر کہ جو تیرے دین کے چہرے کا آئینہ ہو۔ جیسا تو آئینہ کو دیکھتا ہے اور اپنے چہرے کا ظاہر اور عمامہ اور بالوں کو سنوارتا ہے۔ عقل کر یہ حرص کیا چیز ہے! تو کہتا ہے۔ کہ مجھے تعلیم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ (ایماندار ایماندار کے لیے آئینہ ہے) جب مومن کا ایمان صحیح ہو جائے۔ تو سب مخلوق کا آئینہ ہو جاتا ہے۔ اُن کے دیکھنے اور قرب کے وقت اُن کے دینوں کے چہروں کو اپنی کلام کے آئینہ میں دیکھتا ہے۔ یہ حرص کیا چیز ہے۔ ہر گھڑی میں اللہ سے اپنا کھانا اور پینا اور لباس اور نکاح اور رزقوں کی زیادتی کا سوال کرتا ہے۔ یہ چیز نہ کم ہوتی ہے اور نہ بڑھتی ہے۔ اگرچہ تیرے ساتھ ایک مستجابُ الدعوات دعا مانگے۔ رزق ایک ذرہ نہ زیادہ ہوگا اور نہ کم ہوگا۔ اس امر سے فراغت ہو چکی ہے جس چیز کا تم کو حکم ہوا ہے۔ اس میں مشغول ہو جاؤ۔ اور جس چیز سے منع کیا ہے رک جاؤ۔ جس چیز نے آنا ہے! اس کا شغل نہ کرو۔ کیونکہ اُس کے آنے کا اللہ ضامن ہے۔ رزق اپنے مقررہ وقتوں میں تاریخ وار آتے ہیں۔ شیریں بھی تلخ بھی۔ پسند اور ناپسند بھی۔ اولیاء اللہ ایسے حال پر پہنچتے ہیں۔ کہ اُن کو دعا اور سوال کی حاجت نہیں رہتی ہے۔ منافع کے حصول اور ضرر کے دفعیہ کے لئے سوال نہیں کرتے ہیں وہ دعا کرتے ہیں کہ جب اُن کے دلوں کو امر ہو جائے تو کبھی اپنے لئے اور کبھی مخلوق کے لئے وہ دعا کرتے ہیں۔ اس حال میں کہ اُس سے غائب ہیں۔ اے خدا! ہم کو سب احوال میں اپنے ساتھ حسن ادب عنایت کر۔ روزہ اور نماز اور ذکر اور سب طرح کی عبادتیں عادت اور گوشت اور خون میں ملجائیں پھر سب احوال میں اللہ کی طرف سے حفاظت ہو۔ حکم کی قید سے ایک پل کا بھی پیچھا نہ ہو۔ حکم بمنزلہ کشتی کے ہو۔ اور ہم اس میں بیٹھ جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے بحر قدرت میں سیر کریں۔ سیر کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ آخرت کے کنارے پر پہنچیں۔ پھر

لطف کے ہاتھ اور بحر لطف کے کنارے پر پہنچیں۔ گاہے مخلوق کے ساتھ اور گاہے خالق کے ساتھ۔ مخلوق کے ساتھ شغل مشقت اور خالق کے ساتھ راحت ہے۔ تجھ پر افسوس! منافق! تیرے پاس اس حال کی خبر نہیں ہے ٭

تجھ پر افسوس! تیرے کاموں میں اس سے کوئی چیز نہیں ہے۔ عبادتگاہوں میں بیٹھنے والو! مخلوق سے تمہارے دل پر ہیں۔ تم نہیں سُنتے ہو۔ میری چیخ تم پر اور تمہاری طرف ہے۔ گونگو اور بہرو۔ اٹھو۔ میرے پاس آؤ۔ کوئی خوف نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ معاملہ اور خطاب تمہاری گستاخی اور افعال کی وجہ سے نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ میں تمہارے ساتھ اللہ کی نرمی کے ساتھ اللہ کے حکم سے نرمی کرتا ہوں۔ میری کلام کی سختی سے نہ بھاگو۔ یہ میری طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ جس طرح بلواتا ہے میں بولتا ہوں ٭

بیٹا! اولیاء اللہ رات اور دن کو اللہ کی عبادت میں ایک کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ خوف اور دہشت کے قدم پر ہیں۔ اور بُری عاقبت سے ڈرتے ہیں۔ اللہ کے علم اور اپنی عاقبت سے ناواقف ہو کر غم اور رنج اور زاری کر کے عبادت میں رات اور دن ایک کر ڈالتے ہیں۔ نماز اور روزہ اور حج اور سب عبادتوں میں ہمیشگی کرتے ہیں۔ اپنے دلوں اور زبانوں سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ آخرت میں پہنچ کر جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ اللہ کا دیدار اور اپنی عظمت کو دیکھتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (اور کہتے ہیں کہ سب طرح کی حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ کہ جس نے ہمارے غم کو دور کیا) ٭

نیز اللہ تعالےٰ کے اور بندے بھی ہیں۔ وہ استاد ہیں اور یہ ان کے شیخ اور سردار اور امیر اور بادشاہ ہیں۔ اس طرح عرض کرتے ہیں۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے کہ جس نے ہمارے غم کو دنیا ہی میں آخرت سے پہلے دور کیا۔ جب ان کے دل اللہ کے دروازے کی طرف پہنچتے ہیں۔ تو اس کو کھلا پاتے ہیں۔ اور اپنے لئے لشکروں کا ہجوم جمع پاتے ہیں۔ کہ صف بستہ ان کی آمد کے منتظر ہیں۔ اُن کی سلامی اُتارتے ہیں

اور اُن کے سامنے گردنیں جھکاتے ہیں۔ اور قربت کے مکان میں باادب داخل ہوتے ہیں۔ اور وہاں پر دیکھتے ہیں۔ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ (جو آنکھ نے دیکھا نہیں اور کانوں نے سُنا نہیں اور نہ انسان کے دل پر اُس کا خیال ہی گذرا ہے) اور اس طرح عرض کرتے ہیں۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے کہ جس نے ہم سے دوری اور حجاب کا غم دور کیا۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے کہ ہم کو دنیا اور آخرت اور مخلوق میں کس طرح مشغول رکھا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے کہ جس نے ہم کو اپنے نفس کے لئے برگزیدہ کیا۔ اور اپنے قرب کے لئے اختیار کیا۔ اور ہم سے الگ ہونے کا رنج دور کیا۔ اور غیر کے شغل سے نجات بخشی۔ سب حمد اللہ کے لئے ہے کہ جس نے سب سے الگ کر کے ہم کو اپنا بنا لیا ہے۔ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (بے شک ہمارا رب بخشنے والا شکریہ قبول کرنے والا ہے)۔

بیٹا! جب تو ایمان کو مضبوط کریگا۔ تو معرفت کے گھر میں پہنچیگا۔ پھر علم کے میدان میں پھر اپنے آپ اور مخلوق سے فنا کے میدان میں۔ پھر اپنے وجود اور مخلوق کے وجود سے الگ ہو کر اللہ کے ساتھ وجود قائم ہو جاتا ہے۔ اس وقت تیرا غم دُور ہو جاتا ہے۔ حفاظت خدمت کرتی ہے۔ اور غیرت احاطہ کرتی ہے۔ اور توفیق تیرے سامنے گردن جھکاتی ہے۔ اور فرشتے اردگرد چلتے ہیں۔ اور روحیں تیرے پاس آکر سلام کرتی ہیں۔ اور حق تعالٰے تیرے ساتھ مخلوق پر فخر کرتا ہے۔ اور اس کی رحمت کی نظریں سیراب کرتی ہیں۔ اور اُس کے قرب کے گھر اور انس اور سرگوشی کی طرف کھینچتی ہیں۔

وہ شخص خسارے میں ہے کہ جو بغیر عذر کے مجھ سے دور بیٹھا رہا۔ تجھ پر افسوس جس مقام پر میں ہوں۔ تو اس میں مزاحمت کرتا ہے۔ تجھے قدرت نہیں ہے۔ تیرے ہاتھ مزاحمت سے کچھ نہ لگے گا۔ یہ مقام آسمانوں سے زمین کی طرف نازل ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ (ہمارے پاس ہر ایک چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو مقررہ

اندازے سے اُتارتے ہیں) ؂

بارش آسمان سے زمین پر اُترتی ہے۔ پھر اُس سے انگوریں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ امر آسمانوں سے دلوں کی زمین کی طرف اُترتا ہے۔ لہلہاتا ہے۔ اور سب طرح کی چیز پیدا کرتا ہے۔ اسرار حقانی اور حکم توحید اور توکل اور مناجات (سرگوشی) اور اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے۔ اس دل میں درخت اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں میدان اور جنگل اور دریا اور نہریں اور پہاڑ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور انسان اور جن اور فرشتے اور روحوں کا مجمع ہوتا ہے۔ یہ امر عقلوں کے فہم سے باہر ہے۔ صرف قدرت اور ارادہ اور علم سے اللہ تعالےٰ اس کو مختار کرتا ہے۔ یہ مقام مخلوق میں سے خاص افراد اُمت کے لئے ہے۔ اس بات کی کوشش کرو۔ کہ میرے کلام کے جال میں پھنسو۔ میری مجلس اور کلام پھندا ہے۔ میں تم میں سے کسی کے پھنسنے کا منتظر رہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کا دسترخوان ہے میرا نہیں۔ میری نصیحت مانو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ میری تابعداری کرو۔ تاکہ میں تمہیں اللہ کے دروازے کی طرف اٹھا کرلے چلوں۔ صدق اللہ کا بلاوا ہے۔ اور جھوٹ شیطان کا بلاوا ہے۔ حق الگ چیز اور باطل الگ چیز ہے اور یہ دونوں ہر ایک مومن پر ظاہر ہیں۔ جو اپنے ایمان کے نور سے دیکھتا ہے ؂

اے اہل عراق! تم اپنے فہم کی تیزی کا دعوےٰ کرتے ہو۔ حالانکہ سچا اور جھوٹا حق اور باطل تم پر پوشیدہ ہے۔ تمہارے جھٹلانے کا وبال تم پر ہے۔ اور مجھے اُس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ جو اللہ کا مرید ہے وہ جنت کی خواہش اور دوزخ کا ڈر نہیں رکھتا ہے۔ بلکہ اُس کی ذات کا مُرید ہے۔ قرب الٰہی کا اُمیدوار اور اُس کی دُوری سے ڈرتا ہے۔ تو شیطان اور حرص اور نفس اور دنیا اور خواہشوں کا قیدی ہے۔ حالانکہ تجھے خبر تک نہیں ہے۔ تیرا دل قید میں ہے اور تو بے خبر ہے۔ اے خدا! اس کو اور ہم کو قید سے رہائی دے۔ آمین ؂

رخصت سے اعراض کرو۔ اور عزیمت (فرائض) کو لازم پکڑو جس شخص نے رخصت کو

لازم پکڑا اور فرائض کو ترک کیا۔ اُس کے دین کے ضائع ہونے کا خوف ہے عزمیت مردوں کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ خطرات اور مشقت اور امر کے برداشت کرنے والے ہیں۔ رخصت بچوں اور عورتوں کے لئے ہے۔ کیونکہ وہ سہل ہے +

بیٹا! پہلی صف میں کھڑا ہو۔ کیونکہ وہ بہادر مردوں کی جگہ ہے۔ اور آخری صف سے الگ ہو۔ کیونکہ وہ نامردوں کی ہے۔ نفس سے خدمت لے۔ اور اس کو عزمیت کا عادی بنا۔ کیونکہ جتنا وہ اُٹھاتا ہے اٹھانے دے۔ لکڑی نہ اُٹھا۔ کیونکہ وہ سویا ہوا ہے۔ ورنہ بوجھ کو گرا دے گا۔ اُس کو دانتوں اور آنکھوں کی سفیدی (مسکرا کر) نہ دکھا۔ کیونکہ وہ بُرا غلام ہے۔ پٹے کے سوا کام نہیں کرتا ہے۔ اس کا پیٹ نہ بھر۔ تا وقتیکہ جان لے کہ سیر ہو کر سرکشی نہ کرے گا۔ اور پیٹ بھرے کے مقابلہ پر کام بھی کریگا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بہت کھاتے اور بہت عبادت کرتے تھے۔ اور پیٹ بھر کر مثال دیتے کہ زنجی (گدھے) کا پیٹ بھرا۔ اور اس سے مشقت لیتے۔ اور زنجی گدھے کو کہتے ہیں۔ پھر آپ عبادت کے لئے کھڑے ہوتے اور اس کو بکثرت کرتے +

بعض اولیاء اللہ رح سے روایت ہے۔ کہ اُنہوں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت کھاتا دیکھ کر دل میں غصہ کیا۔ پھر ان کو نماز پڑھتے اور روتے دیکھ کر رحم کیا۔ حضرت سفیان علیہ الرحمۃ کی کثرت عبادت میں تابعداری کر۔ بہت کھانے میں پیروی نہ کر۔ کیونکہ تو سفیان نہیں ہے۔ جیسے وہ نفس کو سیر کرتے تھے اتنا سیر نہ کر۔ کیونکہ جیسے وہ نفس پر قابض تھے تو اس طرح قابض نہیں ہے۔ حرام کی ترک اور تھوڑا حلال کھانے کی کوشش کر۔ ایمان اور یقین کی قوت کے وقت سب میں زہد کر۔ تو خاصان خدا سے ہو جائیگا +

جب تیرا زہد ثابت ہو جائیگا۔ تو اللہ تجھ پر عطا اور انعام کریگا۔ یا کسی واسطے سے یا موجودات کو تیرے دل کے قبضے میں کردیگا۔ کسی کام کا نہیں۔ یہاں تک کہ اللہ کے خاص بندوں سے نہ ہو جائے۔ مخلوق اور اسباب کا بندہ نہ رہے۔ دنیا اور شہوتوں اور لذتوں کا

بندہ نہ بنے خلقت کے نزدیک مرتبے کی حب کا بندہ نہ بنے۔ مخلوق کی تعریف اور برائی اور ان کی توجہ اور بے توجہی کی قید سے نکلے۔ یہ باتیں اچھی نہیں ہیں۔ تیرا دل اللہ کے دروازے کی طرف ایک قدم بھی نہیں اٹھتا ہے۔ اور تو اپنے نفس کے حرص اور عادت کے گھر میں رہتا ہے۔ میں تجھے ہمیشہ مخلوق اور اسباب کی قید میں دیکھتا ہوں۔ ایسا کب تک کرو گے۔ ان کی قیدوں سے خلاصی کی حکمت مجھ سے سیکھ۔ جاہل! تیرا دل حق تعالیٰ کو کیسے دیکھیگا۔ حالانکہ مخلوق سے پر ہے۔ ہر جمع کرنے والے دروازے کو کیسے دیکھیگا۔ حالانکہ تو اپنے گھر میں بیٹھا ہے۔ جب تو اپنے گھر اور اہل اولاد سے نکلے گا۔ تو جامع کے دروازے کو دیکھیگا۔ جب سب کو پس پشت ڈالے گا۔ تو ایسا دیکھیگا۔ مخلوق کے ساتھ خالق اور دنیا کے ساتھ آخرت کو اور آخرت کے ساتھ رب دنیا اور آخرت کو نہ دیکھیگا۔ جب سب سے نکلیگا۔ تو تیرا باطن رب سے ملیگا۔ صورت کے لحاظ سے نہیں بلکہ معنی کے لحاظ سے۔ والوں کے لئے عمل اور باطنوں کے لئے معنی ہیں ❊

اولیاء اللہ نے اپنے عملوں سے اعراض کیا۔ اور اپنی سب نیکیاں بھلا دیں۔ اور ان پر عوض کو طلب نہ کیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہشت میں اُتارا۔ اس میں اللہ کے فضل سے ان کے لئے نہ مشقت اور نہ کسی طرح کی مصیبت ہے نہ جدائی اور نہ کمزوری ہے۔ نہ محنت اور نہ کسب ہے بعض مفسرین نے اللہ کے ارشاد کی اس طرح تفسیر کی ہے۔ لَا یَمَسُّهُمْ فِیهَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّهُمْ فِیهَا لُغُوْبٌ یعنی بہشت میں کسی طرح کی تکلیف روٹی کی اور اُس کے حصول کی اور عیال کے لئے نہ ہوگی جنت بالکل فضل ہے بالکل رحمت ہے۔ بیحساب بخشش ہے۔ سب دار و مدار اللہ کے لئے حضور قلب پر ہے۔ دنیا اور آخرت اور مخلوق کی علت نہ ہو حضور قلب کی صحت موت کے بعد معلوم ہوگی۔ اور اس کے ذکر کا ثبوت دیکھنا ہے تو موت تک دیکھ۔ اگر سنتا ہے تو موت کو سُن۔ موت کا ذکر کامل بیداری پر ہر ایک خواہش سے نفرت دلاتا ہے۔ اور ہر ایک خوشی کے چہرے پر ٹھیرتا ہے۔ موت کو یاد کرو۔ کیونکہ تم اس سے بچو گے نہیں۔ جب دل صحیح ہوتا ہے تو ماسوی اللہ کو بھلا دیتا ہے۔ جو اللہ اسے قدیم اور ہمیشہ تک دائم ہے

اس کے سوا ہر ایک چیز نو پیدا ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتے تو اس سے کلام حق صواب نکلتی ہے۔ کوئی بھی رد نہیں کر سکتا ہے۔ دل دل کو اور باطن باطن کو اور کثرت کثرت کو معنی معنی کو مغز مغز کو نیکی نیکی کو مخاطب کرتی ہے۔ ایسے شخص کی کلام دلوں کی طرف ایسی ہوتی ہے جیسے عمدہ زمین کمائی ہوئی میں تخم اگتا ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو مشابہ درخت شاخدار پتوں والے اور پھلدار کے ہوتا ہے کہ اس میں مخلوق کے منافع ہیں۔ اگر دل صحیح نہیں تو حیوانات کے دلوں کی طرح صورت بے معنی نہیں۔ خالی برتن ہے۔ انسان اور جن اور فرشتے درخت بے ثمر پنجرہ بغیر پرندے کے گھر بغیر رہنے والے کے خزانہ درہموں اور اشرفیوں اور موتیوں سے بھرپور بغیر خرچ کرنے والے کے ہے۔ جسم بغیر روح کے ان جسموں کی طرح کہ جو مسخ ہو کر پتھر بن گئے۔ وہ صورت ہیں معنی نہیں ہیں۔ جو دل سے اعراض اور کفر کرنیوالا ہے وہ مسخ شدہ ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے ان کو پتھر سے تشبیہ دی ہے۔ اور ارشاد فرمایا ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھر کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہیں)۔

جب بنی اسرائیل نے تورات پر عمل نہ کیا۔ تو اللہ نے ان کے دل پتھر سے بدل دیئے۔ اور اپنے دروازے سے دھکیل دئے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) والو یہی حال تمہارا ہوگا۔ اگر تم نے قرآن پر عمل نہ کیا اور اس کے احکام پر عمل نہ کیا تو تمہارے دل بھی مسخ ہو نگے اور اس کے دروازے سے دھکیل دئے جائینگے۔ ان لوگوں میں نہ ہونا کہ جن کو اللہ نے علم بھلا دیا ہے۔ اگر مخلوق کے لئے پڑھا تو عمل مخلوق کے لئے ہے۔ اگر اللہ کے لئے پڑھا تو اللہ کے لئے عمل ہے۔ اگر دنیا کے لئے سیکھا تو عمل دنیا کے لئے ہے اگر آخرت کے لئے سیکھا تو عمل آخرت کے لئے ہے۔ کیونکہ شاخوں کی بنا جڑھوں پر ہے۔ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ (جیسا کریگا ویسا بھریگا) جو کچھ برتن میں ہے سو ٹپکیگا۔ ایسا نہ ہوگا کہ برتن میں رال بھر کر عرق گلاب ٹپکانے کی کوشش کرو۔ ایسی امید نہ رکھو کہ عمل مخلوق کے لئے کرو۔ اور اس سے قیامت کے دن خالق کا قرب اور دیدار چاہو۔ یہ حکم ظاہر اور اکثر کے حال پر ہے۔ اگر اپنا فضل کر کے تجھ کو بغیر عمل کے عنایت کرے

تو یہ اس کی رحمت ہے۔ تابعداری بہشت کا عمل اور نافرمانی دوزخ کا عمل ہے۔ اس امر کے بعد اس کا ارادہ ہے۔ اگر چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو ثواب دے یا کسی عمل کے بغیر عذاب دے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ (جو چاہے کرنے والا ہے۔ جو کچھ وہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اور لوگ پوچھے جائینگے) اگر کسی کو نبیوں اور صالحین سے دوزخ میں داخل کرے تو یہ عدل ہوگا۔ اور یہی دلیل روشن ہے۔ ہم پر واجب ہے کہ اس طرح کہیں۔ حاکم سچا ہے۔ اور چون وچرا نہ کریں۔ اسی طرح جائز ہے۔ عدل اور حق کا نام نہ لینا چاہئے۔ میری بات سنو اور جو میں کہوں سمجھو کیونکہ میں بہادوں کا غلام ہوں۔ اُن کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور اُن کے اسباب بھیلا کر ان پر منادی کرتا ہوں۔ اس میں خیانت نہ کرونگا۔ اور ان کے کلام پر کبھی بھی اپنی ملکیت کا دعوےٰ نہ کرونگا۔ ان کے نزدیک سے ہوں اور یہ حکمت اللہ کی طرف سے ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کی برکت سے اور میرے ماں باپ کی نیکی سے اللہ نے مجھ کو چاند بنادیا ہے۔ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود قدرت کے دنیا کو ترک کیا۔ اور میری والدہ مرحومہ نے بھی رضامندی سے اُن کی موافقت کی۔ کیونکہ دونوں صلاحیت والے دیانتدار اور مخلوق پر مہربان تھے۔ میں ان سے اور مخلوق سے الگ ہو کر دربار رسول اللہؐ اور درگاہ حق تعالےٰ میں آیا۔ مجھے سب کی طرح خیر اور نعمت دونوں کے ساتھ اور دونوں کے پاس سے حاصل ہوئی۔ میں مخلوق سے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مالکوں میں سے سوائے حق تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں چاہتا ہوں۔ عالم! تیرا کلام زبان سے ہے دل سے نہیں۔ صورت سے ہے معنی سے نہیں۔ صحیح دل اس کلام سے نفرت کرتا ہے۔ کہ جو زبان سے نکلے اور دل سے نہ نکلے۔ اس کے سننے کے وقت ایسا ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں یا منافق مسجد میں۔ اگر اتفاقی کسی مجلس میں منافق عالموں کے ساتھ کوئی صدیق بیٹھ جائے۔ تو اُس کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ کسی طرح وہاں سے نکلے۔ اولیاء اللہ کے چہرے میں خاص علامتیں ہیں۔ اور ریاکاروں، منافقوں، دجالوں، بدعتیوں اللہ

اور رسول کے دشمنوں کے چہروں اور کلام میں خاص علامت ہے۔ وہ صدیقوں سے اس طرح بھاگتے ہیں کہ جیسے شیر سے خوف کھا کر بھاگتے ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں کہ اُن کے دلوں کی آگ سے جل نہ جائیں۔ فرشتے ان کو صدیقوں اور صالحین سے دور رکھتے ہیں منافق عام کے نزدیک بڑا ہے اور صدیقوں کے نزدیک ذلیل ہے۔ علم کے نزدیک آدمی اور صدیقوں کے نزدیک بلی ہے ان کے نزدیک اس کا کوئی وزن نہیں ہے۔ صدیق اللہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔ آنکھوں اور چاند اور آفتاب کے نور کے ساتھ نہیں۔ یہ عام کا نور ہے اور اس کے لئے خاص نور ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو یہ نور عنایت کیا ہے اور حکم کی مضبوطی اور اس کے یقین کے بعد یعنی کتاب اور سنت پر عمل کرنے سے اس کو نور علم عنایت کرتا ہے۔ اَے خدا! ہم کو اپنا حلم اور علم اور قرب عنایت کر۔ آمین +

منافقو! اللہ تم میں برکت نہ کرے! تمہیں کس چیز نے بڑھا دیا ہے۔ تمہارا پورا شغل اپنے اور مخلوق کے درمیان آبادی کا ہے۔ اَور اپنے اور حق تعالےٰ کے درمیان ویرانی کا ہے۔ اے خدا! مجھے ان کے سروں پر مسلط کر دے۔ تاکہ اُن سے زمین کو صاف کر دوں۔ اس زمانے میں منافق کے نفاق کی یہ علامت ہے کہ میرے پاس آئیگا نہیں اور اگر ملیگا تو سلام نہ کریگا۔ اگر ایسا کریگا تو یہ اس کی طرف تکلف ہوگا۔ یہ دین برباد ہوا اور اس کی دیواریں گری پڑتی ہیں۔ اے خدا! مجھ کو اس کے بنانے پر مددگار عنایت فرما۔ تمہارے ہاتھوں پر کیا بنا رکھی جائے۔ منافقو! تمہاری کیا وقعت ہے کہ تمہارے ہاتھوں بنا رکھی جائے۔ تم کیسے بناؤ گے حالانکہ تمہیں بنائی صنعت کا علم نہیں اور نہ تمہارے پاس آلات ہیں۔ نادانو! پہلے اپنے دینوں کی دیواروں کی بنا رکھو۔ پھر اَوروں کی بنا کا فکر کرو۔ اگر تم مجھ سے عداوت رکھتے ہو۔ تو میں بھی اللہ اور رسول ؐ کے لئے تم سے عداوت رکھتا ہوں۔ کیونکہ میں اُن کی نصرت کیلئے کھڑا ہوں۔ سرکشی نہ کرو۔ کیونکہ اَللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ (اللہ اپنے امر کے نفاذ پر غالب ہے) یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے قتل کی کوشش کی۔ ان کو قدرت نہ ملی۔ وہ کیسے قادر ہوتے حالانکہ آپ اللہ کے نزدیک بادشاہ اور اس کے نبیوں سے نبی اور صدیقوں سے

صدیق تھے۔ اور آپ پر سابق علم میں تھا۔ کہ ان کے ہاتھ پر مخلوق کی مصلحتیں جاری ہوں۔ اس زمانے کے منافقو! تمہارا ابھی یہی حال ہے۔ چاہتے ہو کہ مجھے ہلاک کر ڈالو۔ تمہاری کوئی وقعت نہیں ہے۔ تمہارے ہاتھ اس بات کو تاہ ہیں۔ اگر حکم کا خوف نہ ہوتا تو میں تم میں سے ایک ایک کو عذاب دیتا حکم امر کی بنیاد ہے حالت کا قیام حکم کے ساتھ ہے *

اولیاء اللہ مخلوق سے نہیں ڈرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے پہلو میں امن کے ساتھ اس کی حفاظت اور حکومت میں ہیں۔ اُن کو اپنے دشمنوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کیونکہ عنقریب اُن کے ہاتھ اور پاؤں اور زبانیں کٹی ہوئی دیکھیں گے۔ اُنہوں نے جان لیا اور ثابت کر لیا۔ کہ مخلوق عاجز محض اور فانی ہے۔ اُن کے ہاتھوں میں ہلاکی نہیں اور نہ اُن کے ہاتھوں میں ملک اور غنا ہے۔ اور نہ اُن کے ہاتھوں میں نفع اور نقصان ہے۔ اللہ کے سوا کسی کا ملک نہیں ہے۔ اور نہ کوئی قادر ہے۔ وہی بخشش کرنے والا اور روکنے والا۔ ضرر دینے والا اور نفع دینے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی مارنے اور زندہ کرنیوالا نہیں ہے۔ وہ شرک کے بوجھ سے راحت میں ہیں۔ اور اللہ کے انس کے ساتھ برگزیدہ اور منتخب ہیں۔ اور اس کے ساتھ راحت میں ہیں۔ اُس کی رحمت اور لطف اور مناجات سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ اُن کو کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا رہے یا نہ رہے۔ اور آخرت رہے یا نہ رہے۔ خیر اور شر ہو یا نہ ہو۔ اُنہوں نے اپنے ابتدائی امر میں دنیا اور مخلوق اور شہوتوں سے بتکلف زہد کیا۔ جب اُنہوں نے اس پر ہمیشگی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے تکلف کو عادت اور ذاتی بنا دیا۔ زہد سے کامل زہد بنا۔ اور طبع سے کامل طبع بنی۔ ان سے سیکھو طاعات میں تکلف کرو۔ گناہ اور نافرمانی کو ترک کرو۔ پھر تکلف سے عادت ہو جائیگی۔ اپنے حق تعالےٰ کی کلام سمجھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ اور عمل میں اخلاص کرو *

بیٹا! تو نفس اور مجسم حرص اور ہوس ہے۔ پرائی عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تو جھوٹا ہے تیری بات شرع اور عقل کے موافق نہیں ہے۔ آگ پر آگ اور ایندھن پر ایندھن جمع کرتا ہے ضرور تیرے دین اور ایمان کا گھر بھڑک اُٹھیگا۔ اس امر میں شرع عام طور پر انکار

کرتی ہے۔ اس حکم سے کوئی بھی مستثنےٰ نہیں ہے۔ اللہ کے ساتھ ایمان اور معرفت اور قرب کی قوت حاصل کر۔ پھر مخلوق کا طبیب بن کر اللہ تعالےٰ کا نائب ہو ٭

تجھ پر افسوس! تو سانپوں کو کیسا چھوٹے اور پلٹائے گا۔ حالانکہ تو سانپوں کا منتر نہیں جانتا ہے۔ اور نہ تو نے تریاق ہی کھایا ہے۔ خود اندھا دوسروں کی آنکھیں کیسے بنائیگا۔ خود گونگا اوروں کو کیا تعلیم دیگا۔ جاہل دین کو کیسے قائم کریگا۔ جو دربان نہیں وہ لوگوں کو شاہی دروازے تک کیسے لے جائیگا۔ تو اللہ تعالےٰ اور اس کی قدرت اور قرب اور مخلوق پر سیاست سے بیخبر ہے۔ جو میری اور تمہاری عقل سے باہر اور میرے اور تمہارے احاطے سے خارج ہے اس کی اصل حقیقت سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے۔ میری بات سنو اور قبول کرو۔ کیونکہ میں بادشاہ کی طرف دعوت کرنیوالا اور اس کے رسول کا تم میں نائب ہوں دین کے بارے میں مخلوق میں بے شرم ہوں۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے احکام میں میں کسی سے بھی حیا نہیں کرتا ہوں۔ میری انہی کی طرف نسبت ہے اور اُن کے سامنے عامل اور خدمتگار ہوں۔ یہ دنیا جانے والی اور فانی ہے۔ وہ آفات اور بلاؤں کا گھر ہے! اس میں کسی کیلئے عیش صفا نہیں ہے۔ خصوصاً دانا شخص کے لیئے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ الدنیا لا تقر فیہا عین حکیم (دنیا میں حکیم کی آنکھ ٹھنڈی نہیں ہے) آنکھ جو موت کو یاد کرنے والی ہے۔ جس کے مقابلہ میں قریب ہی درندے مُنہ کھولے کھڑے ہیں۔ اُس کو کیسے قرار ہو! اور اُس کی آنکھ کیسے لگے۔ غافلو! قبر کا منہ کھلا ہے۔ موت اور اس کا اژدہا منہ کھولے ہیں۔ سلطان قدر کے جلاد کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ اور وہ امر کا منتظر ہے۔ ہزار در ہزار میں سے ایک شخص ہے۔ کہ جو اس حکمت پر بغیر غفلت کے بیدار ہو! ابتدائی امر میں تیرے لئے صنعت ضروری ہے۔ کہ اس ہنر سے کمائے اور کھائے۔ تاکہ تیرا ایمان قوی ہو جائے۔ جب اُس پر ہمیشگی اور ثابت ہو جائے تو اللہ تعالےٰ تجھے توکل کی طرف نکالیگا۔ اور بغیر سبب کے کھانے کو دیگا ٭

سبب کے مشرک! اگر توکل کے کھانے کا مزہ لیتا تو شرک نہ کرتا! اور اس کے

دروازے پر توکل اور اعتماد کر کے بیٹھ جاتا۔ میں تو صرف دو طرح سے کھانا اور پینا جانتا ہوں۔ یا تو شریعت کی ملازمت کے ساتھ کسب ہو۔ یا توکل بر خدا ہو۔ تجھ پر افسوس! اللہ سے حیا نہیں کرتا اور لوگوں سے مانگتا ہے۔ ابتداء میں اور انتہا میں توکل سے میں تیرے لئے نہ ابتدا اور نہ انتہا دیکھتا ہوں۔ میں تجھے حق کہنے میں حیا نہیں کرتا ہوں۔ سن اور قبول کر۔ اور حق کے ساتھ جھگڑا نہ باندھ۔ میں مخلوق میں تم سے زیادہ زاہد ہوں۔ اور جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے اور تمہاری تعریف اور برائی کی پرواہ نہیں کرتا ہوں۔ اگر کچھ لیتا ہوں تو اپنے لئے نہیں بلکہ غیر کے لئے لیتا ہوں۔ میرے کلام کی تم پر چوٹ ضرور ہے۔ مجھے اس کا امر ہوا ہے۔ ایسے طریقے سے کہ میں اس کو پہچانتا ہوں۔ اُس کی صحت پر یقین کر! اللہ تعالےٰ کے حکم کیلئے کوئی مٹانے والا نہیں ہے اور نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے ❊

تجھ پر افسوس! لوگوں کی باتوں سے دھوکہ میں نہ آ۔ ان کے نفع اور نقصان کو پہچان۔ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ (بلکہ انسان اپنے ذاتی نقصان کو دیکھنے والا ہے) عام لوگوں کے نزدیک تو کیا اچھا ہے اور خاص لوگوں کے نزدیک کیا ہی برا ہے۔ دنیا میں راغب! اور اس پر اترانے والے عقل اور ضبط کے مدعی! کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا فرمان نہیں سنا ہے اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَھْوٌ وَّ لَعِبٌ (جان رکھو کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا ہے) کھیل اور تماشا اور زینت نادان بچوں کے لئے ہے عقلمند مردوں کے لئے نہیں۔ تمہیں بتا دیا ہے کہ وہ جاہلوں کم عقلوں کیلئے ہے۔ اور یہ بھی جتا دیا ہے کہ تم کھیل کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ دنیا کا شاغل کھیلنے والا ہے۔ دنیا کو چھوڑ کر اُس پر قانع ناچیز پر قناعت کرنے والا ہے۔ دنیا جو کچھ دیتی ہے۔ وہ سانپ اور بچھو اور قاتل زہر ہیں۔ بشرطیکہ تم اُن کو نفسوں اور خواہشوں اور حرص کے ہاتھ لو۔ آخرت کے ساتھ شغل کرو۔ اور دلوں کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اسی میں شغل رکھو اور پھر جو کچھ اپنے فضل کے ہاتھ سے عنایت کرے لے لو۔ دنیا اور آخرت میں

فکر کرو۔ اور اُن میں ایک کو دوسری پر ترجیح دو۔ اگر تو جانے کہ میں نے تجھے کیا چیز بتائی ہے۔ میرے پاس وہ بافراط ہے میری فصل تیار اور خوب پکی ہے۔ اور تیری کھیتی پیدا ہوتے ہی جل گئی ہے عقل کر۔ اور اپنی ریاست کو چھوڑ۔ اور یہاں آکر اور لوگوں طرح بیٹھ جا۔ تاکہ میری کلام تیرے دل کی زمین میں زراعت پیدا کرے۔ اگر تجھے عقل ہوتی۔ تو میری صحبت میں رہتا۔ اور ہر ایک دن میرے پاس ایک نوالے پر صبر کرتا۔ اور میری سخت کلام کی برداشت کرتا۔ جس شخص کے لئے ایمان ہے اُس کی زراعت ثابت اور پرورش پاتی ہے۔ اور جس کا ایمان نہیں ہے وہ مجھ سے دور بھاگتا ہے۔

مجلس نمبر باسٹھ

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعہ کے دن صبح کے وقت ۹ ماہ رجب ۵۴۵ھ کو مدرسہ میں ارشاد فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ کی اس طرح توحید کر کہ تیرے دل میں مخلوق ایک ذرہ بھی نہ رہے۔ نہ ایک گھر اور نہ بہتے گھر دیکھے۔ توحید سب کو قتل کر دیتی ہے۔ سب طرح کی دوا اللہ کی توحید میں ہے۔ دنیا کے سانپ سے بھاگ اور اس سے اعراض کر۔ یہاں تک کہ تجھے اس کے پکڑنے کا منتر آجائے۔ اور اُس کی ڈاڑھیں اُکھیڑ کر زہر نکال ڈالے۔ اللہ تجھے اپنے قریب کرلے اور اس کے پکڑنے کی ترکیب بتادے۔ اور اس کو تیرے سپرد کردے۔ اور جو اس میں اذیت باقی رہے اس سے بچے۔ اور وہ تجھے ڈسنے پر قادر نہ ہوسکے۔ اگر تو اللہ سے محبت کرے تو دنیا اور خواہشات اور لذات اور نفس اور حرص اور شیطانوں کی شرارت سے تیرے لئے کفایت ہے۔ لہٰذا دنیا سے اپنے نصیب بغیر ضرر اور کدورت کے حاصل کر نیت سے بغیر مدعی! باوجود شرک کے توحید کا دعوےٰ کب تک کریگا۔ تجھے قدرت ہے کہ میرے ساتھ رات کو نکلے اور خطرناک جگہ کی طرف چلے اس حال میں کہ تو ہتھیار بند ہو اور میں بے ہتھیار جاؤں۔ پھر دیکھ کہ

تو گھبراتا ہے یا میں گھبراتا ہوں۔ آخرت کے کپڑوں کے نیچے تو داخل ہے یا میں داخل ہوں۔ تو نے نفاق میں پرورش پائی اور میں ایمان میں پلا ہوں ٭

اے قوم! تم دنیا کے پیچھے دوڑتے ہو تاکہ کچھ دے۔ اور دنیا اولیاء اللہ کے پیچھے دوڑتی ہے تاکہ ان کو کچھ دے۔ اُن کے سامنے اس حال میں کھڑی ہوتی ہے کہ اس کا سر بچکولے کھاتا ہے۔ اپنے نفس کو توحید کی تیغ سے مار۔ اور اس کو توفیق کا خود پہنا۔ اور اس کے لئے مجاہدے کا نیزہ اور تقوے کی ڈھال اور یقین کی تلوار پکڑ۔ ایک مرتبہ نیزہ چلا اور ایک مرتبہ تلوار مار۔ اسی طرح کرتا رہے۔ یہاں تک کہ نفس تیرے سامنے ذلیل ہو جائے۔ اور تو اس پر سوار ہو کر لگام پکڑے۔ اس کے ساتھ خشکی اور تری کا سفر کرے۔ اب حق تعالٰے تیرے ساتھ فخر کریگا۔ پھر ان لوگوں کی طرف بڑھ۔ جو اپنے نفسوں کے ساتھ ہیں۔ اور ان سے خلاصی نہیں حاصل کر سکے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور مغلوب کر لیا۔ تو نفس اس کے لئے سواری ہے کہ اُس کے بوجھ اٹھاتا ہے۔ اور کسی امر میں مخالفت نہیں کرتا ہے تجھے بھلائی حاصل نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ اپنے نفس کو پہچانے اور لذت سے روکے اور اس کا ضروری حق ادا کرے۔ اب نفس قلب کی طرف اطمینان کریگا۔ اور قلب باطن کی طرف اور باطن حق تعالٰے کی طرف۔ اپنے نفسوں سے مجاہدے کا عصا نہ اُٹھاؤ۔ اور ان کی آفتوں اور ان کے سونے سے دھوکے میں نہ پڑو۔ در ندوں کو سوتے دیکھ کر دھوکے میں نہ آجاؤ۔ کہ تجھے سوتا دیکھ کر تجھی کو اُچک کر شکار کر لیں۔ یہ نفس طمانیت اور ذلت اور تواضع اور نیکی میں موافقت کا اظہار کرتا ہے۔ اور در پردہ اُس کے خلاف منصوبہ باندھتا ہے۔ اس کے آئندہ کے کاموں سے ہوشیار رہو۔ اولیاء اللہ کو مخلوق سے علاوہ شغل ہے۔ لیکن وہ مخلوق کی طرف نظر کرنے اور اُن کے پاس بیٹھنے کے لئے مکلف ہیں۔ تاکہ ان کو امر اور نہی کریں۔ اولیاء اللہ کی مثال مخلوق کے ساتھ اُن لوگوں کے مشابہ ہے کہ جنہوں نے ارادہ کیا کہ دریا کو عبور کر کے بادشاہ کے پاس جائیں۔ بعض نے دریا کا راستہ معلوم کیا اور عبور کر گئے۔ بادشاہ کے پاس جا کر

اس سے ملاقات کی۔ اور دیکھ لیا۔ باقی لوگ مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور قریب ہیں کہ غرق ہو جائیں۔ پہلے لوگ جس راستے گئے ہیں۔ اُن کو وہ راستہ نہ ملا۔ لہٰذا بادشاہ نے اپنے پاس کے وصلوں کو حکم دیا کہ ان کی طرف واپس جائیں۔ اور جس راستے خود آئے ہیں وہی راستہ ان کو بھی بتائیں۔ یہ لوگ واپس آکر شارع عام پر ٹھیر گئے۔ اور اُن کو پکارا کہ راستہ یہ ہے۔ اسی طرح بتاتے رہے۔ یہاں تک کہ بھولے بھٹکے لوگ جب قریب آگئے تو ان کے ہاتھ پکڑ لئے۔ اس مثال کی اصل اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ (اور ایماندار شخص نے کہا کہ اے قوم! میری تابعداری کرو۔ مَیں تمہیں نجات کے راستے کی ہدایت کرتا ہوں) لہٰذا تم میں سے عقل والا دنیا اور اولاد اور اہل اور مال اور کھانے اور لباس سواریوں اور بیویوں پر اتراتا نہیں ہے۔ یہ سب حرص ہے۔ ایمانداری کی خوشی ایمان اور یقین کی قوت کے ساتھ اور قرب الٰہی کے دروازے پر قلب کے واصل ہونے سے ہے۔ سمجھ رکھو! کہ دنیا اور آخرت کے بادشاہ اللہ تعالےٰ کے عارف اور اسی کیلئے عمل کرنے والے ہیں ؛

بیٹا! تیرا دل اور باطن کیسے صاف ہونگے۔ حالانکہ تو مخلوق کے ساتھ مشرک ہے۔ اور کیسے نجات پائیگا۔ حالانکہ تو ہر ایک رات میں ہر ایک آنے والے سے مدد مانگتا اور اس کی طرف شکایت کر کے بھیک مانگتا ہے۔ تیرا دل کیسے صاف ہوگا۔ حالانکہ اس میں توحید کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔ توحید نور ہے اور مخلوق کے ساتھ شرک اندھیرا ہے۔ تو نجات کیسے پائیگا۔ حالانکہ تیرا دل تقوے سے خالی ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی نہیں ہے۔ تو خالق سے مخلوق کے ساتھ محجوب ہے۔ اور اسباب والے سے اسباب کے ساتھ حجاب میں ہے۔ مخلوق پر اعتماد اور توکل کر کے محجوب ہے۔ تیرا صرف دعوے ساگ پات کا ہے۔ دعوے بلا دلیل پر کچھ نہیں ملتا ہے۔ یہ امر دو وجہ سے صحیح ہوتا ہے۔ پہلی وجہ مشاہدہ اور نفس کشی مشقتوں اور مصائب کی برداشت ہے۔ یہی طریق مشہور الحین میں ہے۔ دوسری وجہ اللہ کی طرف سے بخشش بلا مشقت ہے۔ یہ طریق مخلوق میں سے

خاص افراد کے لئے قادر ہے۔ کہ اللہ تعالے کسی کو اپنی معرفت اور محبت ہبہ کر دے۔ اور اس کو کنبے اور اہل سے اُٹھالے۔ اور اس میں اپنی قدرت ظاہر کرے۔ لٹیروں میں سے پکڑ کر عبادت گاہ میں بٹھادے۔ اور مخلوق کو اس کے دل سے نکال دے۔ اور اس کی طرف اپنے کنبے کا دروازہ کھول دے۔ اور اُس کو بکواس سے نکالے یہاں تک کہ اس کے لئے تھوڑی چیز کفایت کرے۔ اس کو فہم اور حکم اور غرت عنایت فرما دے۔ جو کچھ دیکھے اور سُنے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور تمام کام قربت الٰہی کے کرے۔ ہدایت اور عنایت اور کفایت کا حکم کرے۔ مخلوق اس سے ہدایت پائے اس کا حال ایسا ہو جائے۔ کہ جیسا اللہ تعالے نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ (ایسا ہی ہے تاکہ بُرائی اور بے حیائی کو اس کے نزدیک نہ آنے دیں کیونکہ وہ ہمارے نیک بندوں میں سے ہے) اس سے بُرائی اور بے حیائی کو دُور کرتا ہے۔ اور توفیق اُس کی خدمت کرتی ہے اللہ کا محب اور عارف مخلوق کو ہر ایک طریق سے نصیحت کرتا ہے۔ گاہے قول سے اور گاہے فعل سے اور گاہے ہمت (اندرونی قوت) سے وعظ کرتا ہے۔ ان کے سمجھنے کے طریقے سے وعظ کرتا ہے ÷

بیٹا! ضعف ایمان کے وقت خاص اپنے نفس کی حفاظت کر۔ تیرے اہل اور ہمسایہ اور قریبی اور اہل شہر اور اہل ولایت کا تجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔ جب ایمان قوی ہو جائے۔ تو اپنے اہل اولاد اور مخلوق کی طرف توجہ کر۔ اُن کی طرف رجوع نہ کر۔ یہاں تک کہ تقوٰے کی ذرہ پہنے۔ اور اپنے قلب کے سر پر ایمان کا خود رکھے۔ اور تیرے ہاتھ میں توحید کی تلوار ہو۔ اور تیرا ترکش قبولیت دعا کے تیروں سے پر ہو۔ اور توفیق کے گھوڑے پر سوار ہو۔ اور فوجی قواعد اور تیغ زنی اور نیزہ زنی سیکھ لے۔ پھر دشمنان خدا پر حملہ کرے۔ اب ہر چہار طرف اور اوپر اور نیچے سے مدد اور نصرت آئے گی۔ اور مخلوق کو شیطان کے ہاتھوں سے نکال کر حقانی دروازے کی طرف لائیگا۔ اُن کو اہل جنت کے عملوں کا امر کریگا۔ اور اہل دوزخ کے عملوں سے

بچائیگا۔ ایسا کیوں نہ ہوگا۔ حالانکہ تو نے دوزخ اور بہشت اور ان کے اعمال کو پہچان لیا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچا۔ تو اس کے دل کی آنکھ سے حجاب کھل جاتے ہیں۔ چھیوں اطراف کی جانب کیسے توجہ کریگا۔ اس کی نظر پھاڑ ڈالتی ہے۔ اور اس سے حجاب نہیں ہٹتا ہے۔ اپنے دل کا سر اٹھا کر عرش اور آسمانوں کو دیکھتا ہے اور گردن جھکا کر زمین کے طبق اور جنات کے ٹھکانے دیکھتا ہے۔ اس کا سبب اللہ کی معرفت اور ایمان اور حکم کے ساتھ علم ہے۔ جب اس مقام پر پہنچے تو مخلوق کو حقانی دروازے کی طرف بلا۔ اس حال سے پہلے تجھ سے کچھ نہ بن پڑیگا۔ اگر مخلوق کو دعوت کرے۔ اور خود اللہ کے دروازے پر نہیں ہے۔ تو تیری دعوت کا تیرے ہی اوپر وبال ہے۔ حرکت کریگا تو بیٹھے گا۔ بلندی طلب کریگا۔ تو پست ہوگا۔ تجھے صالحین کے حالات سے خبر نہیں ہے۔ تو صرف بکنے والا ہے۔ تیری زبان دل کے بغیر ہے۔ تو ظاہر ہے باطن نہیں۔ کثرت ہے خلوت نہیں۔ گھومتا ہے حملہ نہیں۔ تیری تلوار لکڑی کی اور تیر گندھک کا ہے نامرد ہے۔ تجھ میں بہادری نہیں ہے، معمولی تیر تجھے مار ڈالے گا۔ ایک مچھر ہی تجھ پر قیامت کو لا کھڑا کریگا۔ اے خدا! ہمارے دین اور ایمان اور بدنوں کو اپنے قرب سے قوی کر۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت فرما اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اٰمِیْنَ

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب وعظ محبوب سبحانی ترجمہ اردو فتح الربانی

بوقت سعید باختتام رسید

فقط

اِرشاداتِ محبوبِ سُبحانی

یعنی

مجموعۂ ارشادات قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی

قدّس سرّہ العزیز

بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیمِ

صحبتِ موافق فوائدِ معرفت

حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ میں کسی کے پاس نہ بیٹھا کرتا تھا۔ پھر اگر بیٹھتا بھی تو اپنی موافقت والوں میں سے دو یا تین شخصوں کے پاس۔ اولیا واللہ کی صحبت میں رہو۔ کیونکہ اُن کی صفت سے ہے۔ کہ جب وہ کسی شخص کی طرف نظر کریں۔ اور اس پر اپنی ہمت سے تصرف کریں۔ تو اُس کو زندہ کر دیتے ہیں۔ خواہ یہ شخص یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر مسلمان ہے۔ تو اُس کا ایمان اور یقین اور ثابت قدمی بڑھ جاتی ہے۔ دل صحیح ہو۔ تو نظر بھی صحیح ہوتی ہے اگر دل صحیح ہو تو اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ اور اگر قرب اور معرفت کی آنکھ سے دیکھے گا۔ تو اس کی نظر اللہ کی طرف سے ہو گی۔ اُس کے دل میں قرب کا بادل ہو گا۔ اور اُس کی نظر بجلی اور اس کا وعظ بارش ہو گا۔ اُس کی زبان پر جو کچھ دل میں ہے جاری ہو گا۔ اُس کی زبان قلم ہو گی۔ جو معرفت کی دوات اور علم کے بحر سے لکھیگی۔ اس کی کلام اور نظر دل کی بجلی ہو گی۔ یہ دونوں اللہ کی طرف سے اصل قوی سے ظاہر ہونگی۔ جو شخص امر بجالانے میں ثابت ہوا اور نہی سے باز رہا اور رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرے۔ تو اس کے لئے یہ مقام صحیح ہے۔ اور جو بقیے بچ رہیں۔ ان کی بابت امر کو اصل بھیجنے والے سے طلب کریگا۔ یہاں تک کہ یہ آلودگی کے بقیے بھی جاتے رہیں گے۔ اور اس کا علم اور قرب بڑھ جائے گا۔ اللہ کی طلب میں صدق نیک اعمال کا ثمرہ ہے۔ عمل صالح وہی ہے کہ جس کو اللہ تعالے صلاحیت عنایت فرمائے۔ اور اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ عمل صالح تجھ کو مراد کے رستہ پر ڈالے گا۔ اس میں دایاں اور بایاں اپنے دل اور باطن اور معنی کے قدموں کے ساتھ سیر کریگا۔ سب سے الگ ہو جائیگا۔ نہ مخلوق اور نہ دنیا اور نہ آخرت کے ساتھ ہوگا۔ انہی لوگوں میں سے ہو جائیگا۔ جو صرف ذات حق تعالے کو چاہتے ہیں۔ اور حضرت موسے علیہ السلام کی طرح تو بھی عرض کریگا۔ وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی (اے رب! میں نے تیری خوشنودی کے لئے تیری طرف جلدی کی) جو شخص اللہ تعالے کی رضا صرف اللہ ہی کے لئے طلب کریگا۔ تو ایسا ہو جائیگا۔ جیسا کہ اللہ تعالے نے حضرت موسٰی علیہ السلام کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (ہم نے پہلے ہی سے اس پر سب دائیاں حرام کردیں) اس محب صادق کے دل پر ہر ایک نو پیدا مخلوق دائی حرام ہو جاتی ہے۔ اس کے حلق پر ان کا دودھ جو گرتا ہے۔ غیرت الٰہی کے تقاضے سے اس کے دل سے دور رکھا جاتا ہے۔ تاکہ کسی چیز کے ساتھ اپنے محبوب سے نہ رکے۔ ہمیشہ یہ ایماندار عارف اپنے عمل کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قلب کو اپنے رب پر داخلے کا اذن ملجاتا ہے۔ آپ کے سامنے خادم کی طرح ہو جاتا ہے۔ جب خدمت کرتے عرصہ گذر جاتا ہے۔ تو عرض کرتا ہے۔ کہ اے استاد! مجھے بادشاہ کا دروازہ دکھلائے اس کے ساتھ مشغول کریں۔ ایسی جگہ مجھے کھڑا کریں۔ کہ جہاں سے میں دیکھوں میرا ہاتھ اس کے قرب کے دروازے کے حلقے میں ڈلوائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اس کا ہاتھ پکڑ کر قرب کے دروازے کے پاس کردیتے ہیں۔ آنحضرت کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اے سفیر اور ہادی اور معلم! آپ کے ساتھ کون ہے۔

آپ عرض کرتے ہیں۔ کہ تجھ پر روشن ہے۔ ایک بچہ ہے۔ کہ مَیں نے اُس کو پرورش کیا۔ اور اس دروازے کی خدمت کے لئے راضی کیا ہے۔ پھر اُس کے دل کو آپ فرماتے ہیں ھَا اَنْتَ وَ رَبُّكَ (یہ لے تو اور تیرا رب) جیسے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا تھا۔ اور حق تعالےٰ کے قریب ہوئے تھے۔ ھَا اَنْتَ وَ رَبُّكَ (یہ لے تو اور تیرا رب) بیٹا! نیک عمل لاؤ۔ اور پروردگار عالمین کا قرب حاصل کرو۔ بیٹا! حرص کم کر اور امید کو تاہ کر۔ نماز پڑھ اس حال میں کہ تو رخصت ہو چکا ہے۔ ایماندار کے لئے لازم ہے کہ جب سوئے تو اپنے سر کے نیچے وصیت نامہ لکھ کر رکھے۔ اگر اللہ تعالےٰ اس کو صحت سے بیدار کیا۔ تو مبارک ہے۔ ورنہ اسکی وصیت اس کے اہل کو ملجائیگی۔ اس کے مرنے کے بعد فائدہ اُٹھائینگے۔ اور اُس کے لئے دعائے رحمت کرینگے۔ تیرا کھانا رخصت کا کھانا ہو۔ اور تیرا وجود تیرے اہل میں رخصت شدہ وجود ہو اور تیرے بھائیوں سے ملاقات رخصت کی ملاقات ہو۔ اور اپنے دل میں معلوم کر۔ کہ مَیں سب سے رخصت ہو چکا ہوں۔ ایسا کیوں نہ ہوگا۔ جس کا امر دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ مخلوق میں سے خاص افراد ہیں کہ جن کو اطلاع ہوتی ہے کہ اُن سے یہ ہوگا اور یہ ان کے لئے ہے۔ اور کس وقت وہ مرینگے۔ اِن امور کا اُن کے دلوں میں خزانہ ہے۔ وہ لوگ اُس کو ظاہر دیکھتے ہیں۔ جیسے تم اس آفتاب کو دیکھتے ہو۔ اِن اسرار پر اُن کی زبانیں نہیں جاری ہوتی ہیں۔ پہلے اس پر باطن اطلاع پاتا ہے۔ پھر باطن قلب کو مطلع کرتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو اطلاع دیتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ اس راز کو چھپا لیتا ہے۔ نفس کو اس امر کی اطلاع باادب ہو کر قلب کی خدمت کرکے اور اُس کے ساتھ قائم ہو کر ملتی ہے۔ مجاہدوں اور مشقتوں کے بعد اس بات کا اہل ہوتا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچا۔ وہ زمین پر اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ وہی اسرار کا دروازہ ہے۔ اور اسی کے پاس دلوں کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ جو حق تعالےٰ کے خزانے ہیں۔ یہ چیز مخلوق کی عقل سے باہر ہے۔ جو کچھ اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس کے پہاڑ سے ایک ذرہ اور اُس کے سمندر سے ایک قطرہ ہے اور اُس کے آفتاب

سے ایک چراغ ہے۔ اے خدا! مَیں تیری طرف ایسے اسرار کے کلام سے عذر کرتا ہوں۔ تجھ پر خوب روشن ہے کہ مَیں مجذوب ہوں۔ کسی بزرگ نے ارشاد کیا ہے۔ کہ اپنے آپ کو عذر کرنے سے بچاؤ۔ ولیکن میں جب کرسی پر بیٹھتا ہوں تم سے غائب ہو جاتا ہوں۔ میرے دل کے مقابل کوئی نہیں رہتا ہے۔ کہ مَیں اس سے عذر کروں اور مَیں اس سے تم پر کلام سے پرہیز کروں۔ مَیں تم سے ایک مرتبہ بھاگا اور پھر تم ہی میں آپڑا۔ مَیں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ ہر ایک رات نئی جگہ میں بسر کروں۔ اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک سیر کروں۔ اور حالت سفر ہی میں بغیر شہرت کے مر رہوں۔ یہ میرا ارادہ ہوا۔ اور اللہ کا ارادہ اس کے خلاف تھا۔ جن باتوں سے بھاگتا تھا۔ اُنہی کے درمیان آپڑا۔ یہ دل جب صحیح ہو جائے۔ اور اُس کے قدم اللہ کے دروازے پر ثابت ہو جائیں۔ تو عالم کے میدان اور اُس کی وادیوں اور اُس کے دریا میں پڑ جاتا ہے۔ گاہے اپنے کلام کے ساتھ اور گاہے اپنی ہمت کے ساتھ اور گاہے اپنی نظر کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ کا فعل ہوتا ہے۔ اور سب سے الگ ہوتا ہے۔ وہ شخص فنا ہوتا ہے۔ اور حق تعالےٰ باقی رہتا ہے۔ تم میں سے بہت تھوڑے لوگ ہیں کہ جو اس پر ایمان لائیں۔ اور اکثر اس کو جھٹلاتے ہیں۔ اس پر ایمان اور اس پر عمل نہایت ہے۔ صالحین کے احوال سے سوائے منافق دجال کے کہ جو اپنی حرص پر سوار ہے۔ اور کوئی انکار نہیں کرتا ہے۔ اس امر کی بنا صحیح اعتقاد اور پھر عمل پر ہے جس نے ظاہر حکم پر عمل کیا۔ اس کو اللہ کی معرفت پر عمل ورثے میں ملتا ہے۔ اور معرفت پر عمل اللہ اور مخلوق کے درمیان حکم اور علم ہو جاتا ہے۔ اس کے ظاہری اعمال بہ نسبت باطنی اعمال کے صرف ایک ذرّے کے برابر ہیں۔ اس کے اعضا آرام کرتے ہیں۔ اور دل آرام نہیں کرتا ہے۔ اس کے سر کی آنکھیں سوتی ہیں۔ اور دل کی آنکھیں جاگتی ہیں۔ اس کا دل عمل اور ذکر کرتا ہے۔ اس حال میں کہ وہ شخص سونے والا ہے۔ بعض اولیاء اللہ کی حکایت سنی ہے۔ کہ ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ کہ جس کے ساتھ اللہ کی یاد کرتے

تھے۔ آپ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ہاتھ میں تسبیح گھومتی ہے۔ اور زبان اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ یہ قلب امر کیا جاتا ہے تو عمل کرتا ہے۔ اور یہ باطن امر کیا جاتا ہے تو باطنی اعمال کرتا ہے۔ اور ان کے لئے اس کے علاوہ بھی اعمال ہیں جن کو کہ وہ کرتے ہیں۔ بندوں کے ظاہری اعمال اعضا کے اعتبار سے ہیں۔ اور خاص لوگوں کے لئے باطنی اعمال باعتبار قلبوں اور باطنوں کے ہیں۔ اور باطن ان کے اور حق تعالیٰ کے درمیان باوجود قرب کے خوف کے قدم پر ہے۔ وہ احوال کے بدلنے اور مقام کے زائل اور غیروں میں شامل ہونے سے ڈرتے ہیں۔ ان کے دلوں کو مسخ کا خوف ہے۔ وہ ڈرتے ہیں کہ ان کے دل مسخ نہ ہوں۔ اور ان کے آفتابوں اور چاندوں کو گہن نہ لگے۔ اور ان کے قدم پھسل نہ جائیں۔ ہمیشہ اس کے قرب کے دروازے کے حلقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس کی رحمت کا دروازہ پکڑے رہتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے رب! ہم تجھ سے دنیا اور آخرت نہیں چاہتے ہیں۔ بلکہ دین میں صحت اور عافیت چاہتے ہیں۔ اور ایمان کی بقا اور معرفت چاہتے ہیں۔ اسی کا ہمارے پر تصدق کر۔ ہم نے تیری رحمت کا دامن پکڑا ہے۔ ہمارے گمان کو اپنے بارے میں خسارہ میں نہ رکھ۔ ہمارے لئے یہی کر۔ کیونکہ جب تو کوئی امر چاہتا ہے۔ تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے ❖

ارشاد تابعداری حق تعالیٰ و تاکید اطاعت حق سبحانہٗ جلت شانہٗ

اے قوم! اولیاء اللہ کی ان کے اقوال اور افعال میں تابعداری کرو۔ انکی خدمت کرو۔ اپنے جان اور مال ان کے قریب کرو۔ جو کچھ دو گے وہ تمہارے لئے ان کے پاس محفوظ ہے۔ قیامت کے دن تمہارے سپرد کرینگے۔ تو کشادگی رزق کی تمنا کرتا ہے۔ حالانکہ قلم اس کی تنگی پر چل چکا ہے۔ لہذا تو لائق عذاب اور غصہ ہے۔ کیونکہ تو ایسی چیز کی طلب کرتا ہے کہ جو تیرے نصیب میں نہیں ہے۔ دنیا کی طلب اور حرص میں کتنا دوڑیگا۔ تجھے اس سے کچھ نہ ملے گا۔ مگر وہی جو نصیب میں ہے۔ اولیاء اللہ اطاعت

کے قدم پر ہیں۔ حالانکہ ان کے دل خوف زدہ ہیں۔ اور تم گناہ کے قدم پر ہو۔ حالانکہ تمہارے دل بے خوف ہیں یہی بالکل دھوکے میں پڑنا ہے۔ اس بات سے بچو کہ دھوکے میں پڑے نہ جاؤ +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی کُلِّ صَنْعَۃٍ بِصَالِحِ اَھْلِھَا (ہر ایک صنعت میں اس کے مشاق سے مدد حاصل کرو۔) +

یہ عبادت بھی ایک صنعت ہے اور اس کے مشاق اعمال میں مخلص ہیں کہ جو حکم کے عالم اور ان پر عمل کرنے والے ہیں۔ مخلوق کو پہچان کر اس سے رخصت ہیں۔ اپنے نفسوں اور مالوں اور اولاد اور سب ما سوی اللہ سے اپنے دلوں اور باطنوں کے قدموں کے ساتھ بھاگنے والے ہیں۔ ان کے جسم آبادی میں مخلوق کے ساتھ ہیں۔ اور ان کے دل جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں ہیں ہمیشہ اسی حال پر رہتے ہیں۔ کہ ان کے دل پرورش پاتے ہیں۔ اور ان کے بازو قوی ہو کر آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ ان کی ہمتیں بلند ہیں۔ اور ان کے دل پرواز کرتے ہیں۔ اور حق تعالے کے پاس جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے ہو جاتے ہیں کہ جن کے حق میں اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ (اور بے شک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ نیک بندوں میں سے ہیں) جب ایمان یقین ہو جائے اور یقین معرفت ہو جائے اور معرفت علم ہو جائے۔ تو اُس وقت اللہ کا کارندہ ہو جاتا ہے۔ غنیوں سے لیتا ہے اور فقیروں کو دیتا ہے۔ اور باورچی خانے کا مالک ہو جاتا ہے۔ تیرے دل اور باطن کے ہاتھ پر رزق جاری ہو جاتے ہیں۔ منافق! تیری کوئی قدر نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ایسا نہ ہو جائے۔ تجھ پر افسوس! تو نے کسی شیخ پرہیزگار زاہد اللہ کے حکم کے عالم کے ہاتھ پر تہذیب حاصل نہیں کی ہے۔ تجھ پر افسوس! تو چاہتا ہے کہ چیز کے ساتھ چیز حاصل ہو جائے۔ اس طرح تیرے ہاتھ نہ لگے گی۔ جب دنیا بغیر مشقت کے نہیں حاصل

ہوتی۔ تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کیسے حاصل ہو۔ تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جن کی اللہ تعالےٰ نے کثرت عبادت کے باعث اپنی محکم کتاب میں صفت بیان فرمائی ہے۔ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (وہ رات کو بہت تھوڑا سوتے اور صبح کے وقت استغفار کرتے تھے) جب اُن سے عبادت میں صدق کو جان لیا تو ان کے لئے ایسے شخص کو قائم کر دیا کہ جو ان کو جگائے اور فرش سے اٹھائے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا جِبْرِیْلُ قُمْ فُلَانًا وَاَنِمْ فُلَانًا (اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے جبریل! فلاں کو اٹھاؤ اور فلاں کو سلاؤ) اس کے دو مطلب ہیں فلاں کو اٹھاؤ۔ کیونکہ وہ عبادت میں صادق ہے۔ اپنے گناہوں سے نفرت کرنے والا ہے۔ اس لاپروائی اور نیند کو دور کرو۔ اور فلاں کو سلاؤ۔ کیونکہ وہ جھوٹا منافق ہے۔ بیہودہ در بیہودگی لعنت در لعنت ہے۔ اس پر سستی کو ڈال دے تاکہ بیدار ہونے والوں میں اس کا چہرہ نہ دیکھوں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ فلاں کو اٹھاؤ۔ کیونکہ وہ محب طالب ہے۔ اور محبت کی شرط سے مشقت ہے اور فلاں کو سلاؤ کیونکہ وہ محبوب ہے۔ اور محبوب کی شرط راحت ہے۔ سوتا رہے اور آرام کرے۔ کیونکہ اُس نے عہد کے وفا اور محبت کے ثبوت میں رات اور دن ایک کر دیا تھا۔ جب اس کے لئے یہ حال صحیح ہوا۔ تو اب اللہ کے عہد کے وفا کا وقت آگیا ہے۔ کیونکہ وہ ضامن ہوا ہے۔ کہ ہر ایک مشقت والے کو اس کے ساتھ راحت ہے۔ اولیاء اللہ جب دلوں کے قدموں سے اللہ کی طرف پہنچتے ہیں۔ تو خواب میں وہ چیز دیکھتے ہیں کہ جو بیداری میں نظر نہیں آتی ہے ان کے دل اور باطن ایسی چیز دیکھتے ہیں کہ جو جاگنے میں نظر نہیں آتی ہے۔ انہوں نے روزے رکھے اور نماز پڑھی اور نفسوں کے ساتھ بھوک اور ہتک عزت سے مجاہدہ کیا۔ اور طرح طرح کی عبادتوں میں رات اور دن کو ایک کر ڈالا۔ یہاں تک کہ

ان کے لئے جنت حاصل ہوا۔ جب اُن کو حاصل ہوا تو اُن سے کہا گیا۔ کہ رہنا اس سے الگ ہے۔ اور وہ حق تعالےٰ کی طلب ہے۔ اور ان کے عمل دلوں کے لحاظ سے ہونے لگے۔ جب اس کی طرف پہنچے۔ تو اس کے پاس ثابت اور ظاہر ہو گئے۔ جس نے مطلوب کو جانا۔ تو اپنی قوت اور کوشش جتنی بھی اللہ کی طاعت میں صرف کرے اُس کے لئے آسان ہے۔ ایماندار ہمیشہ مشقت میں رہنا ہے۔ یہاں تک کہ حق تعالےٰ سے ملاقات کرتا ہے۔ تجھ پر افسوس! میری ارادت کا دعوےٰ کرتا ہے اور مجھ سے اپنے مال کو چھپاتا ہے۔ تو اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ مرید کے لئے اپنے شیخ کی نسبت نہ گز نہ عمامہ اور نہ مال اور نہ سونا ہے۔ وہ شیخ کے طباق پر کھاتا ہے۔ اور جس چیز کا امر ہو کھاتا ہے۔ وہ اس کے سامنے فانی ہے اس کے امر اور نہی کا منتظر ہے! اس کو علم ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کی مصلحتیں شیخ کے ہاتھ پر ہیں۔ اور اُس کی رسیوں میں بٹا ہوا ہے۔ اگر اپنے شیخ کو تہمت لگائی ہے تو اُس کی صحبت میں نہ رہ۔ کیونکہ اس کی صحبت اور ارادت تیرے لئے صحیح نہیں ہے۔ مریض اگر طبیب پر تہمت لگائے۔ تو اس کے علاج سے اچھا نہیں ہوتا ہے ؛

نصائح تعلیم شریعت وطریقت

نیز حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بعد کلام کے ارشاد فرمایا۔ جس کا مخلوق میں زہد صحیح ہوا۔ تو مخلوق کی رغبت اس میں صحیح ہوئی۔ اور اس کے کلام اور نظر سے نفع ہوگا۔ اگر مخلوق کو اللہ کا علم سکھائے اور ان کی معرفت بتائے۔ تو اُن کی صنعتیں تجھ سے غائب ہونگی۔ جن اور انسان اور فرشتے تیرے سے معدوم ہونگے۔ تیرا قلب دوسری صفت سے موصوف ہوگا۔ یہی حال تیرے باطن کا ہوگا۔ اس سے وجود کا پوست اور بنی آدم کی عادت کا پوست دور ہوگا۔ حکم آئے گا اور تیرا قمیص ہنچا ئیگا۔ تو زمین میں اپنے نفس کے امر کا لباس پہنایا جائیگا۔ اور مخلوق الہٰی اس کے امر کے ساتھ! اور علم الہٰی ربانی آ کر تیرے دل اور باطن کی قمیص بن جائیگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جو کتاب اور سنت لائے میں اُس کو لازم پکڑ۔ کیونکہ جس نے اس کو ترک کیا۔ بے دین ہوا اور اسلام کے حلقہ سے نکل گیا۔ قیامت میں عذاب اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔ اور دنیا میں غضب الٰہی ہے۔ عارف کے دل کے لئے ایک دوسری چیز حاصل ہے۔ جو اُس کے اور اللہ کے درمیان حکم کی مضبوطی اور اس کے دروازے پر ٹھیرنے کے ثبوت کے بعد ہے یہ وہی شخص ہے جو اتباع کرنے اور اپنی کلام سنانے کا مستحق ہے۔ اسی واسطے ایسے لوگوں کا اتباع منع ہے۔ کہ جو حکم کو محکوم نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ حکم پر چلنے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہی امر کی بنیاد ہے۔ امر اسی کے لئے ہے کہ جس نے اُس کو عمل اور اخلاص سے محکم کیا۔ اور مخلوق کو سکھایا یہ شخص اللہ کے نزدیک عظیم (بزرگ) ہے۔ اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ تَعَلَّمَ وَعَمِلَ وَعَلَّمَ دُعِیَ فِی الْمَلَکُوْتِ عَظِیْمًا (جس نے سیکھا اور عمل کیا اور سکھایا ملکوت میں عظیم کہہ کر پکارا جاتا ہے)۔

عبادت گاہ میں جہل کے ساتھ گوشہ نشین نہ ہو۔ کیونکہ جہل کے ساتھ مخلوق سے تنہائی جڑا بھار افساد ہے۔ اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ تَفَقَّهْ ثُمَّ اعْتَزِلْ (سمجھ پیدا کر پھر گوشہ نشین بن) تیرے لئے لازم ہے کہ تو عبادت گاہ میں اس طرح بیٹھے کہ روئے زمین پر کسی سے خوف نہ کرے اور نہ امید رکھے۔ سوائے اللہ تعالے کے کسی سے امید اور خوف باقی نہ رہے۔ میں اللہ کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا ہوں۔ اور اس کی قربت کے لئے اس کے دین کا قیام چاہتا ہوں میں دین کو قائم اور اس کی مدد صرف اللہ کے لئے کرتا ہوں۔ اور غیر کی خوشنودی منظور نہیں ہے۔ صدیق نے دین کی چیخ سُنی کہ اُس کے قلب اور باطن کو پکارتا ہے جب عام لوگوں نے اُس کی حدوں کو توڑا اور اس کی مناہی سے نہ رُکے۔ اور اس کے امروں کو ترک کیا۔ اور ان کو پس پشت ڈالا تو صدیق نے سُن لیا کہ دین کیسے چیختا ہے اور اللہ تعالے کی طرف فریاد کرتا ہے۔ صدیق نے دامن اٹھایا اور اُس کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور اس کی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مدد کرتا ہے۔ اور آفتوں کو

اس سے دُور کرتا ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالٰے کی قوت کے ساتھ ہے۔ اس میں نفس کی قوت اور حرص اور عادت اور غرور اور جہالت اور نفاق کو دخل نہیں ہے۔ اَلْعِبَادَۃُ تَرْکُ الْعَادَۃِ (عبادت ترکِ عادت ہے) یہ نہیں کہ عادت عبادت کی جگہ ہو جائے۔ انہوں نے دنیا اور آخرت اور مخلوق سے تعلق توڑا اور حق تعالٰے کے ساتھ علاقہ رکھا۔ ملمع پیش نہ کرو۔ کیونکہ پرکھنے والا بڑا دانا ہے تم سے سوائے کسوٹی پر رکھے کے نہ لیگا۔ اس کو پھینک دو۔ اور کسی شمار میں نہ لاؤ۔ تم سے وہی لیا جائے گا کہ جو بھٹی میں چرخ کھا کر کھوٹ سے صفا ہو جائے۔ اس امر کو آسان خیال نہ کرو۔ تم میں اکثر اخلاص کا دعوٰے کرتے ہیں حالانکہ وہ منافق ہیں۔ اگر امتحان نہ ہوتا تو دعوے بکثرت ہوتے۔ جو شخص بُردباری کا دعوٰے کرے اس کو ہم غصیوں کے ساتھ آزماتے ہیں۔ اور جو شخص سخاوت کا دعوٰی کرے اس کو لینے سے آزماتے ہیں۔ اور جو کوئی کسی چیز کا دعوٰے اس کے خلاف سے کرے ہم کو آزماتے ہیں۔ حرص کو چھوڑو اور سب احوال میں تقوٰے کو لازم پکڑو۔ پرہیزگاروں کے لئے تو رب ہی ہے۔ اصل میں شرک اور فرع میں گناہوں سے بچو۔ پھر کتاب اور سنت کی رسی تھام لو۔ اور اس کو ہاتھ سے چھوڑو۔ حق تعالٰے کریم ہے۔ ایک بندے پر دو خوف جمع نہ کریگا۔ ایک خوف پہلے گذر چکا ہے۔ اولیاء اللہ نے دنیا میں کھانے اور پینے اور سننے اور نکاح اور اپنے سب تصرفات میں حرام اور شتبہ اور بہت سے حلال کو اپنے رب کے حساب اور بُرے عذاب کے باعث ترک کر دیا ہے۔ اُنہوں نے اپنے کھانے اور پینے اور سب احوال میں پرہیزگاری کی ہے۔ چیزوں میں زہد کر کے ترک کر دیں اور زہد قرار پکڑ کر معرفت ہو گیا۔ اور جب معرفت نے قرار پکڑا۔ تو اللہ تعالٰے کا علم آ کر ان کے سروں پر تاج بن گیا۔ لہٰذا ان سے حرام اور شتبہ اور مباح دُور ہوا اور اُن کے پاس خالص حلال کہ جو صدیقوں کا حلال ہے کہ جس کے باعث ان پر تہمت نہیں۔ اور نہ ان کے دلوں میں خطرہ ہی باقی رہ گیا ہے جب بندہ دنیا اور آخرت کو ترک کرے اور ماسوی اللہ سے نکل جائے اور اس کا دل قرب اور احسان اور لطف کے گھر میں حاضر ہو جائے۔ تو اس کو

کھانے اور پینے اور لباس اور اپنی مصلحتوں میں سے کسی چیز کی تکلیف نہیں رہتی ہے۔ اس کے ساتھ مشغول ہونے سے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے۔

مقربین کے دل ہمیشہ کتاب قرب اور علم خاص میں ان کے باطن اور دل تعلیم پاتے ہیں۔ ارادوں سے فانی ہو کر اللہ کے سامنے آرام کرتے ہیں۔ تو اللہ ان کا والی بنتا ہے۔ اور ان کو غیر کے سپرد مخلوق کی عقل کے باہر اور اس ظاہر سے باہر نہیں کرتا ہے۔ ان کو فنا کر دیتا ہے۔ پھر جب چاہتا ہے۔ ان کو زندہ کر کے واپس کر دیتا ہے۔ پہلا علم دوسرے علم سے مار دیا جاتا ہے۔ جہل ہے پھر علم۔ پھر عمل اور اخلاص ہے۔ پھر وہ سرا علم اور دوسرا عمل ہے۔ خاموشی پھر گویائی ہے۔ اپنے آپ سے فنا اور اللہ کی ذات کے ساتھ وجود ہے۔ دلوں کے مردو! تمہارا میرے پاس بیٹھنا کسی کام کا نہیں۔ دنیا اور بادشاہوں کے بندو! دولتمندوں کے بندو! گرانی اور ارزانی کے بندو! تم پر افسوس! اگر گیہوں کے ایک دانہ کی قیمت ایک دینار ہو جائے۔ تو بھی ایماندار پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ اس کا رزق اس کو فکر میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ اس کا یقین اور توکل اپنے رب پر قوی ہے۔ دور ہو! اپنے نفس کو ایمانداروں میں شمار نہ کر۔ سب چیزیں اللہ کا شکر اور اس کا کنبہ ہے۔ مخلوق سے اعراض حق ہے اور خالق کے ساتھ مشغول ہونا اس سے بھی حق ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں تم نہیں سمجھتے ہو! توحید کے دلائل لازم پکڑو۔ اور صدیقوں اور اولیاء اللہ کی کلام پر کان جھکاؤ۔ کیونکہ ان کے کلمات اللہ کی طرف سے جو اس کے امر کے ساتھ بولتے ہیں۔ وحی کی مانند ہیں۔ عام لوگوں حریصوں کے امروں کی طرح نہیں ہیں۔ تو مجسم حرص ہے۔ اپنے کلام کو کتابوں سے جمع کر کے لوگوں کو سناتا ہے۔ اگر تیری کتاب جاتی رہے۔ یا تیرے کتب خانہ میں آگ پڑ جائے یا تیرا چراغ کہ جس سے تو دیکھتا ہے گل ہو جائے تو کیا کریگا۔ اگر تیری مشکی ٹوٹ جائے۔ اور اس کا پانی نکل جائے۔ تو کہاں ہے تیرا چقماق! اور آگ اور دیا سلائی اور مددگار جو غمخواری کرے۔ جس نے علم سیکھا اور عمل اخلاص سے کیا! اس

کے دل میں حق مطلق اور مددگار اللہ تعالےٰ کے نور سے نور ہے۔ جو اس کو اور دوسرے کو بھی روشن کر دیگا۔ قال وقیل کے بندو! تم پر افسوس! خاص بندے سے نزاع کرتے ہو۔ مٹ جاؤ گے اور برباد ہو گے۔ اور اپنے حظ کو نہ پہنچو گے۔ اپنی کوشش سے تقدیر اور علم الٰہی کو کیسے بدلے گا۔ ایماندار مسلمان ہو جاؤ۔ کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا فرمان نہیں سنا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ (جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے) اسلام کی حقیقت استسلام (سب کچھ سپرد خدا کر دینا) ہے۔ اولیاء اللہ نے اللہ کے سامنے راحت حاصل کی اور چون و چرا۔ اور کر اور نہ کر کہنے کو بھول گئے ہیں۔ طرح طرح کی عبادتیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خوف کے قدم پر کھڑے ہیں۔ اسی واسطے حق تعالےٰ نے ان کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ (دلاتے ہیں جو کچھ لاتے ہیں۔ اس حال میں کہ ان کے دل خوف زدہ ہیں) اللہ کے حکم بجا لاتے ہیں۔ اور نہی سے منع کرتے ہیں۔ بلا پر صابر اور نعمت پر شاکر ہیں۔ اور اپنے نفس اور مال اور عزت اور تقدیر کے ہاتھ میں سپرد کرتے ہیں۔ اس حال میں کہ ان کے دل خوف زدہ ہیں عارف جب آخرت میں زہد کرتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ مجھ سے دور ہو جا۔ کیونکہ میں حق تعالےٰ کے دروازے کا طالب ہوں۔ تو اور دنیا میرے نزدیک برابر ہے۔ دنیا مجھ کو تیرے سے روکتی تھی۔ اور تو میرے رب کے درمیان حجاب ہے۔ جو چیز میرے رب سے حجاب کرے۔ اس کی کوئی قدر نہیں ہے۔ اس کلام کو سنو کیونکہ وہ اللہ کے علم کا اور مخلوق سے مخلوق میں اس کے ارادے کا خلاصہ ہے۔ اور یہی نبیوں اور رسولوں اور اولیاء اللہ اور صالحین کا حال ہے دنیا کے بندو! اور آخرت کے بندو! تم اللہ تعالےٰ اور اس کی دنیا اور اس کی آخرت سے بے خبر ہو۔ تم خالی دیواریں ہو۔ تیرا بت دنیا اور تیرا بت آخرت ہے۔ تیرا بت مخلوق اور تیرا بت شہوتیں اور لذات ہیں۔ اور تیرا بت مخلوق کی حمد و ثنا اور قبولیت خلق ہے۔ اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب بت ہے۔ اولیاء اللہ دنیا اور

آخرت کو چاہتے ہیں اللہ کے دروازے کے سپرد کرتے ہیں طبیب کے گھر (شفاخانہ) میں سونپتے ہیں۔ ان سے جو چیز طبیب چاہتا ہے مریض کو کھلاتا ہے۔ منافقو! تمہارے پاس اس بات کی خبر نہیں ہے! منافق اس سے ایک حرف کے سننے کی بھی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ ورنہ اس پر قیامت آجائے۔ کیونکہ حق کے سننے کی اس کو قدرت نہیں ہے۔ میرا کلام حق ہے اور میں حق پر ہوں۔ میرا کلام اللہ کی طرف سے ہے۔ میری طرف سے نہیں۔ شرع سے ہے حرص سے نہیں۔ ولیکن تیرا الٹا فہم آفت ہے۔

تجھ پر افسوس! تو نے علم پڑھا اور علم پر عمل نہ کیا۔ تو تیرا علم تجھ کو کیسے نفع دے۔ تو نے جوانی میں مشائخ کی خدمت نہ کی۔ اب بڑھاپے میں کیسے مخدوم بنے گا۔ کوئی ایماندار نہیں۔ مگر اس کی موت کے وقت اس کی نگاہ سے حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اور اپنی مثال جنت میں مشاہدہ کرتا ہے۔ کہ حور العین اور غلمان اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور جنت کی خوشبو اس کو پہنچتی ہے۔ تو موت اور موت کے شدائد اس کیلئے اچھے ہو جاتے ہیں۔ حق تعالے ان سے ایسا برتاؤ کرتا ہے کہ جو حضرت آسیہ علیہا السلام کے ساتھ کیا تھا۔ اور بعض ایمانداروں کو ان باتوں کا علم موت سے پہلے ہی ہو جاتا ہے۔ وہ مقرب برگزیدہ محبوب لوگ ہیں +

تجھ پر افسوس! حق تعالے پر اعتراض کرنے والے! خالی بکواس نہ کر۔ قضا کو کوئی رد کرنے والا رد نہیں کرتا ہے۔ اور نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے۔ سب کچھ سپرد خدا کر اور آرام پا۔ کیا تو اس رات اور دن کو رد کر سکتا ہے؟ جب رات آتی ہے تو چھا جاتی ہے۔ تجھے اچھی لگے خواہ بری۔ اور دن کا بھی یہی حال ہے۔ رات اور دن دونوں ہی تیرے سر پر آتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی قضا اور قدر تیرے لئے مفید ہو یا خلاف بہر حال آئے گی۔ جب فقر کی رات آئے تو تسلیم کر اور غنا کا دن رخصت کر۔ اور جب بیماری کی رات آئے تو تسلیم کر اور صحت کا دن رخصت کر۔ اور نفرت والی رات آئے تو تسلیم کر اور پسندیدہ دن کو رخصت کر۔ مرضوں اور آفتوں اور فقر اور پریشان کی رات کا راحت والے دل سے استقبال کر۔

اللہ کی قضا اور قدر سے کوئی چیز رد نہ ہوگی - ورنہ تو برباد ہوگا اور تیرا ایمان جاتا رہیگا - اور تیرا دل مکدر ہوگا - اور باطن مرجائے گا ؛

اللہ تعالے جل شانہٗ نے اپنی بعض کتابوں میں ارشاد فرمایا ہے - اَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا - مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِیْ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِیْ وَ شَکَرَ نَعْمَائِیْ کَتَبْتُہٗ عِنْدِیْ صِدِّیْقًا وَّمَنْ لَّمْ یَسْتَسْلِمِ الْقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ نَعْمَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ (میں ہی معبود ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے - جس نے میری قضا کی تسلیم کی - اور میری بلا پر صبر کیا اور میری نعمتوں پر شکر کیا - میں اس کو اپنے پاس صدیق لکھ لیتا ہوں - اور جو شخص میری قضا کو تسلیم نہ کرے اور میری بلا پر صبر نہ کرے اور میری نعمتوں پر شکر نہ کرے اُس کو چاہئے کہ میرے سوا کسی اور رب کی طلب کرے) ؛

اگر قضا پر راضی نہیں اور بلا پر صابر نہیں اور نعمتوں پر شاکر نہیں - تو تیرا رب ہی نہیں ہے - اس کے سوا اور رب کی جستجو کر - اور اس کے سوا اور رب تو ہے ہی نہیں - اگر چاہتا ہے تو قضا پر راضی ہو - اور قدر کی خیر اور شر شیریں اور تلخ پر ایمان لا - جو چیز ملنی ہے خوف سے رکیگی نہیں - اور جو چیز رکنے والی ہے کوشش اور طلب سے ملیگی نہیں - جب تیرا ایمان ثابت ہوگا تو ولایت کے دروازے پر آئیگا - اب اللہ تعالٰے کے ان بندوں میں سے ہو جائے گا - جو اپنی عبودیت کو ثابت کرنے والے ہیں - ولی کی علامت یہ ہے کہ سب احوال میں اللہ تعالٰے کے موافق ہو جائے - اس کا کل چون و چرا کے بغیر امروں کے ادا کرے - اور نہی سے باز رہ کر اللہ تعالٰے کے موافق ہو جائے - لہٰذا اللہ کی صحبت میں ہمیشہ رہے گا - اس کے قرب کی صحبت میں داہنے اور بائیں اور پیچھے نہ ہوگا - بلکہ صرف آگے بڑھتا جائیگا - وہ سینہ بغیر پشت کے اور قرب بغیر دوری کے اور صفا بغیر کدورت کے اور خیر بغیر شر کے ہوگا - تیرا مخلوق کے ساتھ خوف اور امید رکھنا اللہ کے ساتھ شرک ہے - تیرا لینے کے وقت مخلوق کی تعریف کرنا اور منع کے وقت برائی

کرنا اللہ کے ساتھ شرک ہے ٭

اللہ تعالےٰ ہر چیز کا مالک ہے اور اسی سے سب چیزیں لی جاتی ہیں مخلوق خالی ہے

تجھ پر افسوس! ان کے پاس ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ تیرے پاس بھلائی نہیں اور تیرے پاس توحید ہے۔ سب چیزیں اللہ کے پاس موجود اور اسی سے لی جاتی ہیں۔ مخلوق سے نہیں۔ اس کی طرف راستہ طے کرنے کے بعد اس کے دروازے کی طرف رجوع کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ ابتدا میں سبب اور آخیر میں سبب والا ہے۔ مبتدی سبب سے طلب کرتا ہے۔ جیسے چوزہ اپنے ماں باپ سے چوگ مانگتا ہے۔ جب بڑا ہو کر اپنے قوت بازو سے پرواز کرتا ہے۔ تو ماں باپ سے بے پرواہ ہو کر تنہا خود بخود رزق طلب کرتا ہے۔ کیا تم میں سے کسی نے صرف توکل کے ہاتھ سے اپنی قوت اور طاقت اور مخلوق پر توکل کئے کے بغیر کبھی لقمہ کھایا ہے۔ تجھ پر افسوس! جو چیز تم میں نہیں ہے! اس کا دعوے کرتے ہو۔ تو اسلام اور یقین اور ایمان اور توحید کا کیسے دعوے کرتا ہے۔ حالانکہ تیرا اپنی قوت اور طاقت اور اسباب پر اعتماد ہے عقل کر۔ یہ امر صرف دعوے سے حاصل نہیں ہوتا ہے ٭

تجھ پر افسوس! اس مقام میں بیٹھ کر لوگوں کو وعظ کرتا ہے۔ اور پھر ان کے درمیان خوش طبعی کی حکایتیں بیان کر کے ہنستا ہے۔ لہذا نہ تو نجات پائیگا اور نہ وہ لوگ نجات پائینگے۔ واعظ! تعلیم دینے والا اور ادب سکھانیوالا ہے۔ اور سننے والے بچوں کے مشابہ ہیں۔ اور بچہ سختی اور چین بچپن ہونے اور محتاط رہے کے بغیر نہیں سیکھتا ہے۔ اور خاص افراد ایسے بھی ہیں۔ کہ جن پر اللہ کی طرف سے موہبت ہو جائے۔ ویسے ہی سیکھ جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو بظاہر اسلام کے مدعی ہیں کافروں کی طرح اس طرح کہتے ہیں۔ اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیٰ وَ مَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدَّھْرُ (یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے۔ مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں۔ اور ہمیں زمانے کی گردش کے سوا اور کوئی نہیں مارتا ہے) وہ اسی طرح کہتے ہیں

اور تم میں سے بہت لوگ اسی طرح کہتے ہیں۔ اور اپنے افعال سے کہ جو ان کے مقصود ہیں اس بات کو چھپاتے ہیں۔ ایسوں کی میرے نزدیک کوئی قدر نہیں ہے۔ اور نہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر وزن ہے۔ ان کو نہ عقل ہے اور نہ تمیز ہے کہ جس سے نفع اور نقصان میں فرق کر سکیں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں ہے۔ قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ (فرمایا کہ پناہ بخدا! ہم تو اسی کو پکڑینگے جس کے پاس ہمارا اسباب موجود ہے) جس کے پاس ولایت اور توحید اور ایمان کا اسباب موجود ہو۔ جب اللہ کے ساتھ دل صحیح ہو جائے۔ تو اُس کو مخلوق اور اسباب کے ساتھ نہیں چھوڑتا ہے۔ خرید اور فروخت اور لینے اور دینے اور اسباب کے ساتھ نہیں ترک کرتا ہے اس کو جدا اور خالص اور گرنے سے قائم کر دیتا ہے۔ اس کو اپنے دروازے پر بٹھاتا ہے اور اپنے لطف کی گود میں سلاتا ہے۔

دربیان نقص ایمان جہالت دل تکدر باطن

تجھ پر افسوس! تیرے اسلام کا قمیص پھٹا ہوا اور تیرے ایمان کا کپڑا نجس اور تیرا جسم برہنہ ہے۔ تیرا دل جاہل۔ اور تیرا باطن مکدر اور تیرا سینہ اسلام کے لئے کھلا نہیں ہے۔ تیرا باطن ویران اور ظاہر آباد ہے۔ تیرا نامۂ اعمال سیاہ اور دنیا جس سے کہ پیار کرتا ہے کوچ کرنے والی ہے۔ قبر اور آخرت تیری طرف بڑھنے والی ہیں اپنے امر کے لئے اور جو کچھ عنقریب ہونے والا ہے اُس کے لئے بیدار ہو جا۔ اغلب ہے کہ تیری موت آج ہو یا اسی گھڑی میں ہو جائے۔ تیرے اور تیری آرزوئں کے درمیان حائل ہو جائے۔ اور جو تیری امیدیں دنیا سے وابستہ ہیں ان کو نہ پائے اور نہ حاصل کرے۔ اور جس چیز کا آخرت سے انس رکھتا ہے وہی ملیگی۔ غیر اللہ کے ساتھ شغل رکھنا حرص ہے۔ اور اس کے غیر سے خوف اور امید رکھنی بھی حرص ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا نہ کوئی تمہیں نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے

هُوَ الَّذِی جَعَلَ لِكُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا (اللہ ہی ہے کہ جس نے ہر ایک چیز کا سبب بنا رکھا ہے) حکم سبب پر وارد ہے۔ جب تو نے اس کے حکم پر عمل کیا۔ تو اس کے عمل کو تو نے ثابت کر لیا۔ تجھ سے اسباب گر پڑینگے۔ جیسے درخت سے پتے گر پڑتے ہیں۔ سبب کا مالک ظاہر ہوگا اور سبب جاتا رہیگا۔ مغز ظاہر ہوگا۔ اور پوست اڑ جائیگا مغز سبب کے مالک کے ساتھ تعلق کا نام ہے کہ جو اصل ہے۔ وہ بمنزلہ ثمر کے ہے۔ کہ جو درخت سے مقصود ہے۔ خدا پرست کے احوال منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ قربت سے ندی کی طرف اور ندی سے نہر کی طرف اور نہر سے دریا کی طرف۔ فرع سے اصل کی طرف۔ بیٹے سے باپ کی طرف۔ بندے سے معبود کی طرف۔ صنعت سے صانع کی طرف۔ عاجز سے قادر کی طرف۔ فقر سے غنا کی طرف۔ ضعف سے قوت کی طرف تھوڑے سے بہتے کی طرف مشتعل ہوتے رہتے ہیں۔ مجھ پر زبان درازی نہ کرو۔ تمہارے اکثر کے دل ایمان سے خالی ہیں۔ جس کے لئے کوئی نفسانی حاجت ہو۔ اُس کو چاہئے کہ نفس کے منہ میں لگام دے کر خاموش کرے۔ اور حسن ادب سے رہے۔ اور اُس کو تقوٰے کے ذرع پہنائے۔ یہ اُس کی طمانیت اور اللہ کی طرف وصول کا سبب ہے۔ وصول دو طرح کا ہے ایک عام اور ایک خاص۔ وصول عام اللہ کی طرف بعد موت کے ہے۔ اور وصول خاص یہ کہ برگزیدہ افراد مخلوق سے موت کے پہلے ہی اللہ سے واصل ہو جاتے ہیں۔ جو اپنے نفسوں کی مخالفت کر کے مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور مخلوق سے نکل جاتے ہیں۔ ان سے نفع اور نقصان نہیں جانتے ہیں۔ اس مقام پر وہ کر اللہ کی طرف پہنچتے ہیں۔ جیسے کہ عام لوگ موت کے بعد پہنچتے ہیں جس کے لئے یہ مقام صحیح ہو جائے۔ تو اس کے پاس قدرت اور کشادگی اور کلام اور انس الٰہی آتے ہیں۔ اُس وقت یہ واصل کہتا ہے۔ اِئْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِیْنَ (میرے پاس اپنے اہل سمیت سب چلے آؤ)۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب کوئیں اور قید خانہ سے نکلے۔ اور ان سختیوں پر صبر کیا۔ اور جب سلطنت ملی اور سب آپ کے ہاتھ کے نیچے ہو گئے۔ اپنے بھائیوں

سے فرمایا۔ اِئْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (تم اپنے اہل سمیت میرے پاس چلے آؤ)۔ جب آپ کے پاس غنا اور ملک آیا اور تنگی دُور ہوئی۔ اور کشادگی آئی۔ تو اس سے پہلے آپ کوئیں اور قید خانہ میں گمنام تھے۔ جب آپ نکلے۔ تو اللہ کی طرف سے نعمت عنایت ہوئی ؛

اللہ کے در کے سائل رہو

اے قوم! سب کو سب کے خالق سے مانگو۔ سب کچھ اُس کی طلب میں خرچ کر ڈالو۔ اولیاء اللہ نے اپنی روحوں کو قرب الٰہی کی طلب میں خرچ کیا۔ اُنہوں نے اپنے مطلوب کو جان لیا ہے۔ لہٰذا ان پر روحوں کا صرف کرنا سہل ہوا۔ جس نے اپنے مطلوب کو جانا اس پر خرچ کرنا سہل ہو جاتا ہے ؛

محبوب کی قدر۔ عاشق کا مال معشوق کی نذر ہے

حکایت ہے کہ ایک شخص دلال کے مکان کے پاس سے گذرا۔ اور اُس میں ایک نہایت حسین لونڈی دیکھی۔ جس پر کہ اس کا دل آ گیا۔ اور اس جگہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اس شخص کی سواری میں پورے سو دینار کا گھوڑا اور پوشاک بھی نہایت نفیس تھی۔ اور ایک تلوار زر سے مرصع لگائے ہوئے تھا۔ اور اس کے سامنے ایک حبشی غلام ہمرکاب تھا۔ یہ شخص لونڈی کے مالک کی طرف گیا۔ اور اس کے خریدنے کا اظہار کیا۔ اُس نے کہا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمہیں اس لونڈی سے کامل محبت ہو گئی ہے۔ اور محب کے پاس جو کچھ بھی ہو محبوب کی طلب میں خرچ کر دیتا ہے۔ اور میں اس کو نہ بیچونگا تاوقتیکہ اس گھڑی میں جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مجھے دے ڈالو۔ یہ شخص گھوڑے سے اُترا اور اپنے تمام کپڑے اُتار ڈالے۔ اور دلال سے ایک قمیص مستعار لی۔ اور سب کچھ مع غلام کے اس کے سپرد کر دیا۔ اور لونڈی کو لے کر اپنے گھر ننگے پیر اور ننگے سر چلا

گویا قیمت خرچ کی اور قیمت دار کو حاصل کیا۔ اُس نے مطلوب کو پہچانا تو خرچ کرنا اُس پر آسان ہو گیا۔ جو محبت میں صادق ہوتا ہے وہ محبوب کے سوا غیر کے پاس نہیں ٹھیرتا ہے ٭

اگر کوئی شخص سوال کرے کہ میں نے جنت کی خبر اور اس کی سب نعمتیں حسب ارشاد خداوندی سنی وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ (اور اس میں ہے کہ جو کچھ نفس چاہیں اور آنکھیں لذت پائیں) تو جنت کی قیمت کیا ہے۔ ہم اسے جواب دینگے کہ اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ (بے شک اللہ تعالٰے نے ایمانداروں سے ان کے نفس اور مال خرید لئے ہیں کہ اُن کے لئے جنت ہے) نفس اور مال اللہ کے سپرد کر اور جنت کو حاصل کرلے ٭

قرب محبت

اور دوسرے شخص نے سوال کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان لوگوں سے ہو جاؤں يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (کہ جو اسی کی ذات کو چاہتے ہیں) میرے دل پر قرب کا دروازہ چمکا اور میں نے محبت والوں کو اس میں آتے اور جاتے دیکھا۔ اور اُن پر شہنشاہی خلعتیں ہیں۔ اللہ پر داخل ہونے کی کیا قیمت ہے۔ ہم اس کو جواب دینگے کہ اپنا سب کچھ خرچ کر۔ اور اپنی شہوتیں اور لذتیں چھوڑ۔ اپنا آپ ترک کر کے اُسی میں فنا ہو جا۔ اور جنت کو اور جو کچھ اُس میں ہے اس کو ترک کر۔ اور نفس اور حرص اور عادت کو ترک کر۔ اور دنیا اور آخرت کی شہوتوں کو چھوڑ۔ اور سب کو ترک کر۔ اور سب کو اپنے دل کی پس پشت ڈال۔ پھر اللہ پر داخل ہو۔ تو دیکھے گا۔ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرٍ (جو آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ انسان کے دل پر کبھی خطرہ ہی ہوا ہے) جس شخص کے لئے یہ حال تمام ہوا۔ اور اس میں اُس کے

ولی کے قدم ثابت ہو گئے۔ تو دنیا اور آخرت اُس کے لئے نعمت بغیر مصیبت ہو جائینگی۔ اور وہ دونوں اُس کے لیئے مہماں نواز ہونگی۔ اور آخر اس کے لئے قرب اور نظر ہے۔ دنیا میں قلب کے ساتھ قرب الٰہی ہے اور آخرت میں سر کی آنکھ کے ساتھ دیدار الٰہی ہے +

تعلق بحق

بیٹا! قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ (اللہ کہو پھر ان کو چھوڑ دے) اِس طرح کہو۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ (جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے ہدایت کریگا) دنیا کے زاہد! جب دل دنیا سے نکلیگا۔ تو آخرت کا طالب ہوگا۔ تو کہہ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ (جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی راستہ بتائیگا) اور تو حق تعالےٰ کے مرید! اسی میں رغبت رکھنے والے اور ماسوی اللہ سے نفرت کرنے والے جب مولا کی طلب میں تیرا قلب جنت سے نکلے۔ تو اس طرح عرض کر۔ اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ (جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے راستہ بتائیگا) راستے کی سختی سے اس میں مشغول ہو۔ دونوں راستوں میں سلوک کے طالب! جو شخص ان راستوں میں چل چکا ہے۔ اور دونوں میں دہشت کے ٹھکانوں کا واقف ہے، اس کو اپنا رہبر بنا۔ اور وہ مشائخ علم پر عامل اور عملوں میں اخلاص کرنیوالے ہیں + بیٹا! رہبر کا غلام بن اور اس کی تابعداری کر۔ اپنا کچاوہ اس کے سامنے چھوڑ۔ اور اُس کے ساتھ سیر کر۔ گاہے اس کے داہنے اور گاہے اُس کے بائیں گاہے آگے اور گاہے پیچھے رہ۔ اُس کی رائے سے نہ نکل اور اس کے قول کی مخالفت نہ کر۔ اس طرح اپنے مقصود کو پہنچے گا۔ اور راستے سے نہ بھٹکیگا۔ اپنے رب کی توحید قائم رکھ۔ تو مہم میں کفایت کریگا۔ اور تجھ سے سب طرح کی بیقراری دور ہوگی۔ حضرت ابراہیم جب منجنیق میں بٹھائے گئے۔ تاکہ آگ میں پھینکے جائیں۔ آپ نے سب واسطے کاٹ ڈالے۔ اور رب کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ لہٰذا

اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (اے آگ! سرد اور سلامتی ابراہیم پر ہو) اے آگ! الگ ہو متغیر اور متبدل ہو۔ اپنی گرمی اور شعلے کو روک! اپنی تلوار اور نیزہ اور غصے اور حرارت کو بند کر۔ ٹھنڈی اور نرم ہو۔ سرد ہوا اور تیزی کو چھوڑ کہ کسی طرح کی اذیت نہ ہو۔ یہ سب کچھ توحید اور اخلاص کی برکت تھی۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی توحید اخلاص سے کریگا۔ گاہے اُس کا ہو کر اُس کے تصرفات (تکوین) میں داخل ہوتا ہے۔ اور گاہے تصرفات (تکوین) اُس کے سپرد ہو جاتے ہیں۔ اور وہ خود مالک بن جاتا ہے۔ یہ مقام اس کی مخلوق میں سے خاصوں کے لئے ہے۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ تو ہر چیز کو کہے گا۔ کُنْ (ہو جا) فیکون (پس ہو جائے گی) شان تکوین کی دنیا میں ہے آخرت میں نہیں ٭

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بچپنے اور بڑھاپے میں توکل کے قدم پر قائم رہے۔ جب مخلوق ہمسایہ وغیرہ دور ہو جائیں عیش کی تنگی اور فقر اور گرانی غلہ کے ساتھ عیال بڑھ جائے۔ اور تمہارے بھائی تمہیں دیکھ کر اپنے دروازے بند کریں۔ تو جو کچھ میں کہتا ہوں عنقریب یاد کرو گے۔ جلدی ہی یاد کرو گے اور نادم ہو گے۔ میری بات سنو! کیونکہ میں اللہ اور اس کے رسول کا نائب ہوں۔ اے خدا! اس نیابت میں میں تجھ سے صحت اور معافی کا سوال کرتا ہوں۔ یعنے اس امر پر کہ جس میں میں ہوں نبی اور رسول تیری طرف آ گئے۔ اور تو نے مجھ کو پہلی صف میں کھڑا کیا ہے۔ تیری مخلوق کی تکلیفیں برداشت کرتا ہوں۔ لہٰذا تجھ سے صحت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ انسانی اور جنی شیطانوں اور سب مخلوق کی شرارت سے محفوظ رکھ۔ آمین ٭

تاکید اخلاص

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ زاہدو! عابدو! اخلاص کرو۔ ورنہ تابعداری نہ کرو۔ تمہیں نماز اور روزہ اور کھانا بے مزہ اور موٹا

نیت اور اخلاص اور حضورِ قلب کے بغیر حرص کو داخل کرکے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ تم پر افسوس! اولیاء اللہ کے اعمال اس کے سوا دلوں کے ساتھ ہیں۔ وہ تقدیر کے ساتھ حکم کی صحبت اور حفظ۔ وہ کے ساتھ ظاہر اور باطن خفیہ اور علانیہ میں خالق اور مخلوق کے ساتھ گھومتے ہیں۔ ہر ایک فضل والے کو فضل اور حق دار کو حق دیتے ہیں۔ اہل کو اُس کے حقوق اور نفس کو اس کا حق اور قلب کو اُس کا حق اور مخلوق کو اُن کے حقوق دیتے ہیں۔ وہ لوگ سپرد کرنے اور قرار دینے اور بند کرنے اور چھوڑنے اور لینے اور دینے میں ہیں۔ حدوں کو دلوں اور باطنوں اور نفسوں پر قائم کرتے ہیں۔ اور مخلوق پر احسان کرتے ہیں۔ یہ چیز تمہارے امور اور معلومات سے دُور ہے۔ ایماندار جب اپنے بھائی کو نصیحت کرتا ہے اور وہ قبول نہیں کرتا ہے۔ تو اس کو کہتا ہے کہ تو عنقریب میری نصیحت کو یاد کریگا۔ وَأُفَوِّضُ أَمْرِيْ إِلَى اللّٰهِ (اور میں اپنے امر کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں) عارف مخلوق کے نفسوں کے ساتھ اپنی توحید اور معرفت کی تلوار سے جہاد کرتا ہے۔ اور مخلوق میں سے جو کچھ اُس کے اسرار میں حاصل ہو اس کو اپنے بادشاہ کے دروازے کی طرف اٹھاتا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کو اچھی طرح دیکھنے والا ہے۔ ایماندار کو سب چیزوں سے محبوب عبادت ہے۔ محبوب ترین چیزوں کا اُس کے نزدیک نماز کا قائم کرنا ہے۔ اس حال میں کہ وہ گھر میں بیٹھا ہو۔ اور اُس کا دل مؤذن کی انتظاری کرتا ہو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالے کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ اذان سنی اور اس کے دل میں سرور پیدا ہوا۔ اور وہ مسجدوں اور جامع مسجدوں کی طرف اڑا۔ اور سوالی کے آنے سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اگر اُس کے پاس کچھ ہو تو دیتا ہے۔ کیونکہ اُس نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرمان سنا ہوا ہے۔ اَلسَّائِلُ هَدِيَّةُ اللّٰهِ لِعَبْدِهٖ (سائل! بندے کے لئے اللہ کا ہدیہ ہے) خوش کیوں نہ ہو حالانکہ اس کو اللہ تعالے نے بھیجا ہے کہ فقیر کے ہاتھ پر خود فرض حاصل کرے۔ یہ آداب مومن عابد کے ہیں۔ اور مومن عارف شرعی حدود کی حفاظت کرتا ہے

اور اپنے دل کو نگاہ رکھتا ہے کہ اللہ کا غیر اس میں داخل ہونا نہ پائے۔ اُس کو خوف ہے کہ حق تعالیٰ اس کے دل میں نظر کرے اور اس میں غیر سے خوف اور امید اور غیر پر توکل کو دیکھے۔ اور اپنے دل کو مخلوق اور اسباب کی میل سے بچاتا ہے۔ اور مخلوق کی ملاقات سے نفرت کرتا ہے۔ حالانکہ اس کو مخلوق کی ملاقات ضروری ہے، کیونکہ وہ بیمار ہیں اور عارف ان کے لئے طبیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی عزت کے باعث جس میں کہ اس کو سب طرح کا امن اور اختیار رہے دنیا اور آخرت کی زندگی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہٖ و اصحابہٖ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِعِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰثَرْتُمْ اٰخِرَتَکُمْ عَلٰی دُنْیَاکُمْ وَاٰثَرْتُمْ عِبَادَتِیْ عَلٰی شَھَوَاتِکُمْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ اِلَّا لَکُمْ (اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو ارشاد فرمائے گا تم نے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا اور اپنی خواہشوں پر میری عبادت کو اختیار کیا۔ مجھے میرے جلال اور عزت کی قسم ہے کہ میں نے جنت کو تمہارے ہی لئے پیدا کیا ہے)۔

ان لوگوں کے لئے حق تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ ولیکن اللہ کا فرمان اپنے دوستوں کے لئے اس طرح پر ہے۔ اَنْتُمْ اٰثَرْتُمُوْنِیْ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِیْ دُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ (تم نے مجھ کو تمام مخلوق اور دنیا اور آخرت پر اختیار کیا) تم نے مخلوق کو دلوں سے نکالا اور ان کو اپنے اسرار کا تحفہ دیا۔ لہذا یہ میری ذات اور میرا قرب تمہارے لئے ہے۔ اور تم میرے سچے بندے ہو۔

اولیاء اللہ کو جنت سے خوراک ملتی ہے

بعض اولیاء اللہ ایسے بھی ہیں کہ جو ہر روز جنت کا طعام کھاتے ہیں اور جنت کی شراب پیتے ہیں۔ اور اُس کی سب نعمتیں دیکھتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض

کھانے اور پینے سے فانی ہیں۔ اور مخلوق سے الگ اور حجاب میں ہیں۔ اور زمین پرموت کے بغیر زندہ ہیں۔ جیسے کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بہت ہیں کہ جو زمین پر حجاب میں ہیں۔ وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ اور لوگ ان کو نہیں دیکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی کثرت ہے۔ اور ان میں سردار بہت کم ہیں۔ جو خاص خاص فرد ہیں۔ اور سب ان کے پاس آتے ہیں۔ اور ان سے قربت حاصل کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ جن کے باعث زمین سبزہ اگاتی ہے۔ اور انہی کے ذریعہ آسمان سے بارش ہوتی ہے۔ اور انہی کی برکت کے ساتھ مخلوق سے بلا رد ہوتی ہے ؂

فرشتوں کی خوراک ذکر الٰہی ہے

فرشتوں کا کھانا اور پینا؛ اللہ کا ذکر اور سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اور خاص افراد اولیاء اللہ کی بھی یہی خوراک ہے۔ تمہیں ان باتوں کے سننے سے کیا فائدہ ہے۔ تم میں سے اکثر ابلیس کی آنکھ کی ٹھنڈک اور اس کے بندے ہیں اس کی اور تمہاری کوئی قدر نہیں ہے۔ داڑھے والو! اس کی خدمت کرو۔ اور اس سے جدا ہو جاؤ۔ اپنے دلوں کے قدموں کے ساتھ حق تعالیٰ پر داخل ہو جاؤ۔ اس سے سوال کرو کہ جن باتوں سے راضی ہے تمہیں بتادے۔ اور اس سے دعا کرو۔ کہ تمہیں اپنا خادم بنائے۔ اور اس سے سوال کرو کہ تمہیں ایسا خزانہ بتائے کہ جو کبھی ختم نہ ہو۔ اور ایسا چشمہ کہ جس کی سوت بند نہ ہو۔ اس سے مانگو کہ دنیا سے نفرت ہو اور آخرت محبوب بن جائے۔ اور جب آخرت عنایت ہو تو سوال کرو کہ اس سے نفرت ہو جائے۔ اور تمہیں اپنا عمل اور اپنی محبت اور ماسوی اللہ کی ترک عنایت فرمائے ؂

حق کے بندے بنو مخلوق کے بندے نہ بنو

تو مخلوق کا بندہ اور سبب کا بندہ ہے۔ اگر تو حق کا بندہ ہوگا تو تیرے سب کام

اس کے سپرد ہوتے اور سب حاجتیں اسی سے مانگتا۔ ایسی باتیں منہ سے کیوں نکالتے ہو۔ کہ تمہارا فعل ان کی تکذیب کرتا ہے۔ کیا تم نے سُنا نہیں! کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (ایسی بات کیوں کہتے ہو کہ جو کرتے نہیں! اللہ کے نزدیک نہایت غصہ ہے کہ تم کہو سب کچھ اور کرو کچھ بھی نہیں) تمہارے فرشتے (مؤکل) تمہاری بے حیائی سے تعجب کرتے ہیں۔ تمہارے احوال میں بہت سا جھوٹ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ تمہاری توحید میں جھوٹ کو دیکھ کر حیران ہیں۔ تمہاری ہر ایک بات میں مبالغہ اور ہلکا پن ہے۔ اور بادشاہوں اور غنیوں کے احوال ہیں کہ فلاں نے کھایا اور فلاں نے پہنا۔ اور فلاں نے نکاح کیا۔ اور فلاں غنی ہوا۔ اور فلاں تنگدست ہوا۔ یہ سب حرص اور غصہ اور عذاب ہے۔ توبہ کرو اور گناہ چھوڑ دو۔ غیر کو چھوڑ کر رب کی طرف رجوع کرو۔ اور غیر کو بھولو اور رب کو یاد کرو۔ میرے کلام پر ثابت رہنا ایمان کی نشانی ہے اور اس سے بھاگنا نفاق کی نشانی ہے۔ مجھ پر طعن کرنے والے! میرے پاس آؤ۔ تاکہ تجھے میری حالت اور اپنی حالت کا شریعت پر فرق معلوم ہو جائے۔ جس کے سونے میں کھوٹ اور چاندی نکلے وہ طعن کا مستحق ہے۔ اور وہ چلا جائے اور مر جائے۔ بسم اللہ! نکل اور ہیجڑوں کی طرح عاجز نہ بن اور بھاگ مت! یہ کچھ نہیں حرص اور غفلت ہے۔

تجھ پر افسوس! عنقریب تیری خبر ظاہر ہوگی۔ اے خدا! ہماری توبہ قبول کر اور ہمیں دنیا اور آخرت میں رسوا نہ کر۔

انسان کی بنیاد کے بیان میں اور اس کی تشریح

بیٹا! تیرے امر کی بنا بنیاد پر نہیں۔ لہٰذا تیری دیواریں ضرور گرینگی۔ تیری بنیاد بدعت اور گمراہی ہے اور تیری عمارت ریا اور نفاق ہے۔ تیری عمارت کیسے قائم رہیگی

یہ حرص اور ہوس ہے۔ تیرا کھانا اور پینا نکاح اور جمع دنیا حرص اور ہوس ہے۔ ان سب باتوں میں تیری نیت نیک نہیں ہے۔ ایماندار کی سب احوال اور اعمال میں نیت نیک ہے۔ اس کا کھانا اور پینا اور نکاح اللہ تعالےٰ کے امر کے ساتھ ہے۔ یہی حال اُس کا دنیا اور آخرت میں ہے۔ دنیا میں اس کو امر شریعت کے واسطے سے ہوتا ہے اور آخرت میں بغیر واسطے کے ہوتا ہے۔ اس دنیا کو اور اس کے فنا کی جلدی کو دیکھتا ہے۔ تو اس میں زہد کرتا ہے۔ اور دنیاوی نصیب کو شرع اور قلب کی شہادت سے تناول کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں اور مَیں نہیں چاہتا ہوں اور اس کا دل داہنے اور بائیں بھاگتا ہے۔ آخر اُس پر جبراً تناول کو لازم کیا جاتا ہے۔ یہ اس کا حال دنیا میں ہے۔ اور آخرت میں یہ ہے کہ وہ جنت میں اپنی آنکھ کو بند کر رکھتا ہے تاوقتیکہ رب تعالےٰ کا دیدار نہ کرلے۔ اور جنت میں بھی کسی چیز کو یقینی امر اور اشارے اور سابقہ حکم کے سوا نہیں لیتا ہے۔ امر کو قبول کرتا ہے۔ تاکہ جنت اور حور اور غلمانوں کا حق پورا ہو۔ اور جنت کے لذائذ میں نبیؐ اور رسول اور شہید اور صالحین بھی گاہے بگاہے شامل ہوتے ہیں مگر ان کے وقتوں کا بڑا حصہ دیدار الٰہی میں صرف ہوتا ہے۔ اگر تو خوف خدا رکھیگا تو تیرے لئے سب احوال میں اللہ کی طرف سے کشادگی آئے گی۔ کیا تو نے سُنا نہیں! کہ کس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (اور جو شخص اللہ سے ڈرے۔ تو اللہ اُس کے لئے سبیل نکال دیتا ہے اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جس کا اُس کو خیال بھی نہیں آیا ہے) یہ آیت اسباب پر توکل کے دروازے کو بند کرتی ہے اور غنیوں اور بادشاہوں کے دروازوں سے روکتی ہے۔ اور صرف اللہ پر توکل کے دروازے کو کھولتی ہے۔ جو شخص اللہ سے ڈرے اللہ اُس کو جزا دیتا ہے۔ یعنے اُس کے لئے کشادگی کی سبیل نکال دیتا ہے۔ کہ جو سبیل دوسروں پر تنگ ہے میں تم میں کس چیز کا عمل کروں۔ اور کتنی مرتبہ کہوں ؎

لَقَدْ اَسْمَعْتُ نَادَیْتُ حَیًّا وَلٰکِنْ لَّا حَیَاۃَ لِمَنْ تُنَادِیْ
(اگر کسی زندے کو پکارتا تو سنا دیتا۔ ولیکن جس کو تو پکارتا ہے وہ مُردہ ہے)

دل کی حالت جو رجوع الی نہیں ہے

تیرا دل اسلام اور ایمان اور یقین سے خالی ہے۔ تیرے لئے نہ معرفت اور نہ علم ہے۔ تو مجسم حرص ہے اور تیرے ساتھ کلام کرنی فضول ہے۔ منافقو! تم زبانی توکل کے بارے میں باتیں بنا کر قناعت کرتے ہو۔ حالانکہ تمہارے دل مخلوق کے ساتھ مشرک ہیں۔ اللہ کے لئے غیرت کرکے میرا دل تم پر غصے سے پُر ہے۔ اگر تم خاموش رہو اور مزاحمت کو ترک کرو تو بہتر ورنہ میں تمہارے گھر تم پر جا با ڈالونگا۔ میٹھے اور کڑوے پانی میں خیانت کرنے والو! اے خدا! ہمارے اور غضبناک چیزوں کے درمیان اور تقدیر میں مزاحمت کرنے والوں کے درمیان حجاب کردے۔ اور اپنی رحمت کا پردہ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان ڈالدے۔ آمین ✦

بیٹا! اگر بلا سے پہلے پرہیزگار خدا پرست اور اللہ کو یاد کرنے والا اور اسی کی طرف اشارہ کرنے والا ہوگا۔ تو جب بلا کے دروازے میں پڑیگا۔ اس وقت بلا کو حکم ہوگا۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا (اے آگ سرد اور سلامت ہوجا) اے خدا ہمارے ساتھ ایسا ہی کر۔ اگرچہ ہم مستحق نہیں ہیں۔ اپنے کرم کے ساتھ معاملہ کر۔ ہماری حقیقت نہ کھول مقابلہ نہ کر اور محروم نہ رکھ۔ آمین! ✧

عارف کے حق میں ادب فرض ہے۔ جیسے گنہگار کے لئے توبہ ہے۔ اور وہ ادب کیسے نہ کریگا۔ حالانکہ وہ تمام مخلوق سے خالق کے بہت قریب ہے۔ جو شخص بادشاہوں کے ساتھ جہل سے معاشرت کریگا۔ تو یہی جہل اُس کو قتل کے قریب کردیگا۔ جس شخص کے لئے ادب نہیں وہ خالق اور مخلوق کے غضب کے نیچے ہے۔ جس وقت میں ادب نہیں وہی غصہ کا وقت ہے۔ اللہ کے ساتھ حسن ادب نہایت ضروری ہے۔ حسن ادب کے ساتھ آخرت کی طرف توجہ کرو۔ اور دنیا سے اعراض کرو۔

اور کافروں کی طرح اُس پر توجہ نہ کرو۔ کیونکہ وہ اُس پر توجہ اور محبت بے خبری کے باعث کرتے ہیں۔ بندہ اپنے گناہوں اور لغزشوں اور خطاؤں سے توبہ کرتا ہے۔ دن کے روزے اور نماز تہجد میں مشغول ہوتا ہے۔ اور اپنی کمائی سے شرعی حلال کھاتا ہے۔ پھر ترقی کر کے پرہیزگار بنتا ہے۔ اور اس کی کمائی کم ہو جاتی ہے۔ اس خوف سے کہ حرام نہ ملجائے۔ پھر اور ترقی کرتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے پھر ترقی کر کے زاہد بنتا ہے اور زاہد سے ترقی کر کے عارف ہوتا ہے۔ جس کا دل صرف اللہ تعالےٰ ہی کا محتاج ہے۔ اللہ کا ہمنشین اور ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کا دل مخلوق سے خالی اور بے پرواہ ہے۔ اور اللہ کا محتاج ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اُس کو اپنے نبیوں اور برگزیدوں کی روحوں کے ساتھ بٹھاتا ہے۔ اور اس کو اللہ کے ساتھ اُنس اور قرب ہوتا ہے۔ اور یہ حال درجہ بدرجہ حاصل ہوتا ہے۔

اللہ کی ذات کی جان پہچان

تجھ پر افسوس! تو احوال کو نہیں پہچانتا تو ان میں کلام کیوں کرتا ہے۔ اور اللہ کو نہیں پہچانتا۔ تو اس کا دعوٰے کیوں کرتا ہے۔ تو نہیں پہچانتا ہے مگر یہ غنی اور یہ بادشاہ ہے۔ تیرا نہ خدا ہے اور نہ رسول ہے۔ پرہیز کے ساتھ نہیں کھاتا۔ حرام کے ساتھ کھاتا ہے۔ دین کے عوض دنیا کو کھانا حرام ہے تو منافق دجال ہے۔ اور میں منافقوں کا دشمن اور سرکوبی کرنے والا۔ اور ان کی عقلوں کو برباد کرنے والا ہوں۔ میرے گدائے اس منافق کے گھر کو گرائینگے۔ اور جس ایمان کا دعوٰے کرتا ہے اس کو دور کرینگے۔ منافق کے پاس کوئی ہتھیار نہیں کہ جس کے ساتھ لڑے۔ اور نہ گھوڑا کہ جس پر سوار ہو کر چکر کاٹے۔ اور مخلوق اور خالق اور ظاہر اور باطن اور سبب اور مسبب۔ اور حکم اور علم کے درمیان دوڑے۔ آفتوں کے آنے کے وقت ایمان کا اثر اور یقین کا عمل اور توحید کی قوت اور اللہ پر توکل اور اعتماد کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ دعوٰے کی دلیل ایمان ہے۔ ایماندار اپنے دل

کے ساتھ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اسی سے امید رکھتے ہیں غیر سے نہیں۔ اپنی حاجتیں اُس سے
طلب کرتے ہیں غیر سے نہیں۔ اور اسی کے دروازے کی طرف رجوع کرتے ہیں غیر کے نشانوں
کی طرف نہیں۔ اللہ کو تم کیسے نہیں پہچانتے ہو۔ جس نے دنیا کو پہچانا اس کو ترک کیا اور
جس نے آخرت کو پہچانا اس کو بنائی ہوئی نوپید نظر آئی کہ پہلے نہ تھی لہذا اس کو بھی ترک
کر کے خلافت سے جا ملا۔ اب دنیا اور آخرت اس کے دل کی آنکھوں میں ذلیل ہوئی۔
اور حق تعالےٰ اُس کے باطن کی آنکھ میں عزیز ہوا تو اسی کو طلب کرتا ہے اور غیر کو نہیں۔
مخلوق اس کے سامنے چنیے کے دانہ کی طرح ہے۔ اس کو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ
جیسے بچے مٹی سے کھیلتے ہیں۔ اس کو بادشاہ ولائیتوں والے معزول اور غنی مغرور نظر
آتے ہیں۔ رب کے غیر کے ساتھ شغل والوں کو حجاب میں دیکھتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم
اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور صالحین کی کلام کے ساتھ
کھیلتے ہو۔ یہ کھیل جہل کے باعث ہے۔ اگر تم کتاب اور سنت کی تابعداری کرو۔ تو
عجائبات نظر آئیں۔ جو لوگ اللہ کے ارادے پر صبر کرتے ہیں راُن پر عطا کرتا ہے۔ فقر
اور بلا بغیر صبر کے عذاب ہے۔ اور وجود صبر کے ساتھ عزت ہے۔ ایماندار کو آزمائش میں
نعمت ملتی ہے۔ اور حق تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔ اور اس سے مناجات کرتا ہے۔ اور اپنے
مکان سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا ہے۔ میرے کلام کا بازار کس قدر سرد ہے۔ کیونکہ
وہ نفسوں اور خواہشوں پر خرچ نہیں ہوتا ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اور نفاق کا بازار
گرم ہے۔ اور میں دین کے قائم کرنے میں کوشش کر رہا ہوں۔ جس پر کہ ہمارے نبی اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین تھے۔ یہ زمانہ کا آخر ہے۔ اس میں اکثر کا معبود
روپیہ اشرفی ہے۔ ان کا حال موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مشابہ ہے۔ کہ جن کے دلوں میں
بچھڑے کی محبت بس گئی تھی۔ اس زمانہ کا بچھڑا روپیہ اور اشرفی ہے ؛

فانی حاجت روا سے کچھ باقی حاجت روا خدا سے مانگو

تجھ پر افسوس! اس بادشاہ سے مال اور مرتبہ کیسے طلب کرتا ہے۔ اور اپنی مہمات

میں اس پر اعتماد کرتا ہے حالانکہ وہ عنقریب معزول ہوگا یا مر جائیگا۔ اس کا مال اور ملک اور مرتبہ جاتا رہیگا۔ اور وہ قبر میں جا پڑیگا۔ کہ جو اندھیرے اور وحشت اور تنہائی اور غم اور مصیبت اور کیڑوں کا گھر ہے۔ غرض سلطنت سے ہلاکت میں پڑ جائیگا۔ ہاں اگر اس کے عمل نیک اور مخلوق کے لئے نیت نیک تھی۔ تو اس کو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت میں چھپائیگا اور اس کے حساب میں تخفیف کریگا۔ لہٰذا ایسا شخص کہ جو معزول ہو جائے یا مر جائے اس پر اعتماد نہ رکھ۔ ورنہ تیری امید میں خسارہ اور وعدہ منقطع ہوگی۔ مومن کی ہمت زمین سے اور دنیاداروں سے آخرت اور آخرت والوں سے بہت بلند ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ عالی ہمتوں کو محبت کرتا ہے لہٰذا اس کی ہمت بلند ہو کر اللہ تک پہنچ گئی۔ اور اس کے سامنے سجدے میں گری۔ اس کو سجدے سے اٹھنے کا حکم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے قلب اور باطن کو بلا کر حق تعالیٰ نے ان کو نائب اور رئیس اور امیر اور مخلوق میں بادشاہ بنا دیا۔ لہٰذا اس شخص نے دنیا میں رئیس ہو کر اور آخرت میں بھی رئیس ہو کر اور دنیا میں بادشاہ بن کر اور آخرت میں بھی بادشاہ بن کر اپنی زندگی بسر کی ✦

شکر نعمت نگہداشت دل

اے قوم! اللہ کی نعمتوں پر شکر کرو۔ اور ان کی نسبت غیر کی طرف نہ کرو۔ کیا تم نے سنا نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (تمہارے پاس جو نعمت بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے) فقیروں کو تلاش کر کے عطا کر۔ اور کوشش کر۔ کہ تجھ پر کسی منافق آبرو یا فتہ جھوٹے کا حیلہ نہ چل جائے۔ جو اپنے کو محتاج ظاہر کرتا ہے حالانکہ وہ غنی ہے۔ اپنی بھڑکوں اور رونے اور ذلت کے ساتھ فقیروں کی مزاحمت کرتا ہے۔ اگر تجھ سے کوئی اس قسم کا شخص سوال کرے۔ تو ایک گھڑی ٹھیر جا۔ اور اپنے دل سے فتویٰ طلب کر شاید کہ وہ غنی ہو اور بتکلف فقیر بنا ہو اپنے دل کی طرف نگاہ کر کہ کیا خطرہ پڑتا ہے۔ اور اپنے نفس سے بھی دریافت کر کہ کیا جواب دیتا ہے! ایماندار اُس کی صنعت سے پہچان لیتا ہے۔ ان کی نشانیاں ہیں۔ ایماندار کا دل

معلوم کر لینے والا ہے۔ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے کہ جو اس کے دل میں رکھا گیا ہے۔

تساہل تغافل کو ترک کرو اپنے گذرے ہوئے رشتہ داروں سے

غنا کا سبق لو

تجھ پر افسوس! تو کاہل ہے۔ تیرے ہاتھ کچھ نہ لگے گا۔ تیرے ہمسائے اور بھائی اور قریبیوں نے سفر کیا۔ جستجو کی اور گڑھا کھودا۔ انہیں خزانے ملے۔ ایک درہم کا نفع دس اور بیس تک۔ اور وہ بامراد لوٹے۔ اور تو اپنے مکان پر بیٹھا ہے۔ اور جو کچھ تھوڑا سا تیرے پاس ہے یہ بھی جاتا رہیگا۔ اور تو پھر لوگوں سے بھیک مانگے گا۔

تجھ پر افسوس! اللہ کے راستے میں جہاد کر اور قدر پر بھروسہ نہ رکھ۔ کیا تو نے سُنا نہیں کہ کیا ارشاد فرمایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (جنہوں نے ہمارے راستے میں کوشش کی ہم ان کو اپنے کئی راستے بتا دیتے ہیں) راستے پر چل ورنہ اور کوئی چلیگا۔ اور اپنا شغل تمام کر۔ ہر ایک چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا غیر سے کوئی چیز طلب کر۔ کیا تو نے سُنا نہیں کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (ہمارے پاس ہر ایک چیز کے خزانے ہیں اور ہم اس کو معلوم اندازے پر اتارتے ہیں) اس آیت کے بعد کوئی کلام باقی نہیں رہی۔ روپے اور اشرفی کے طالب! یہ دونوں چیزیں ہیں اور اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ ان کو مخلوق سے نہ مانگ۔ اور ان کو شرک کی زبان سے اور اسباب پر اعتماد کر کے نہ طلب کر۔

اے خدا! مخلوق کے پیدا کرنے والے! اسباب کے مسبب! ہم کو مخلوق اور اسباب کے ساتھ شرک کی قید سے چھڑا۔ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اور ہم کو دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عنایت کر اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

بغیر توسل وصل حبیب مشکل ہے۔ نفس کی بات نہ مانو۔ نفس پر قابو رکھو

اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے بندو! تم دار حکمت
میں ہو۔ واسطے کا ہونا ضروری ہے۔ اپنے معبود سے طبیب کو طلب کرو کہ جو تمہارے دلوں
کی مرض کا طبیب ہو۔ علاج کرنیوالا کہ تمہارا علاج کرے۔ رہبر کہ تمہاری رہبری کرے۔ اور
تمہارے ہاتھ پکڑے۔ اس کے مقربوں اور رازدانوں اور قرب کے دربانوں اور دروازے
کے پاسبانوں کی قربت حاصل کرو۔ تم اپنے نفسوں کی خدمت اور خواہشوں اور حرصوں کی
تابعداری سے خوش ہو گئے ہو۔ میں تمہارے اخلاق کو درست کرتا ہوں۔ اور اللہ کے دین
میں تمہارے ساتھ بے حیا ہوں۔ ان لوگوں کی بات نہ سنو! کہ جو تمہارے نفسوں کو خوش
کرتے ہیں۔ اور بادشاہوں کے سامنے ذلیل ہوتے ہیں۔ اور ان کے سامنے چینے کے
دانے کی طرح حقیر ہوتے ہیں۔ ان کو اللہ کا حکم نہیں سناتے۔ اور نہ اس کی نہی سے
روکتے ہیں۔ اگر ایسا کرتے بھی ہیں تو نہایت تکلف اور نفاق سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
ان سے اور ہر ایک منافق سے زمین کو پاک کرے۔ یا ان کی توبہ قبول کرے اور اپنے
دروازے کی طرف ہدایت عنایت فرمائے۔ مجھے نہایت غیرت آتی ہے کہ جب میں
ان کو اللہ اللہ کرتے سنتا ہوں۔ حالانکہ ان کی نگاہ غیر کی طرف ہے۔ ذکر کرنے والے!
اللہ کا ذکر اس حال میں کر کہ تو اس کے پاس ہے۔ اس کو زبان سے یاد نہ کر کہ تیرا دل
غیر کے پاس ہو۔ میرے نزدیک میرا دشمن اور دوست برابر ہے۔ روئے زمین پر میرا نہ کوئی
دشمن ہے اور نہ دوست ہے۔ یہ حال توحید کی صحت اور مخلوق کی عاجزی کی آنکھ سے
دیکھنے کے مناسب ہے۔ لیکن جو شخص اللہ سے ڈرے وہ میرا دوست ہے۔ اور جو شخص اللہ کی
نافرمانی کرے وہ میرا دشمن ہے۔ وہ میرے ایمان کا دوست اور یہ میرے ایمان کا دشمن ہے۔
اے خدا! یہ حال میرے لئے ثابت رکھ اور میرے لئے ظاہر اور تحقیق کرا دے۔ اس کو انعام کر
کہ عاریت نہ ہو۔ یہ چیز صرف دعوائے اور تمنا اور آرزو اور نام لینے اور القاب اور زبان
کی قال و قیل سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اس کے لئے صدق اور اخلاص اور ریا کی ترک

اور نفس اور خواہش اور شیطان سے دشمنی درکار ہے۔ عقلمند بنو! میں تمہارے لیئے معرفت اور دل اور نہ دل والے کی پہچان دیکھتا ہوں۔ تمہارے نفسوں کو ریاضت نہیں تعلیم نہیں وہ تکبر اور غرور سے پر ہیں۔ حالانکہ اللہ کے راستے میں۔ اور میرے لیئے اور سب کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ راستہ کل محو اور فنا ہے۔ ابتدا میں ضعف ایمان کے وقت لا الٰہ الا اللہ (نہیں موجود مگر اللہ) ہے۔ اور انتہا میں ایمان کی قوت کے وقت لا الٰہ الا انت (نہیں کوئی موجود مگر تو) ہے۔ کیونکہ اللہ کی ذات مخاطب جل عزاور دیکھی گئی ہے۔ جو شخص مخلوق سے طلب کرے وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔ اُس نے نہ خدمت کی اور نہ صحبت میں رہا۔ اگر اپنی جوانی میں خدمت کرتا تو بڑھاپے میں اس کو غنی کر دیتا۔ اللہ ایسے کو دیتا ہے کہ اس کی خدمت نہیں کرتا ہے وہ اپنے خادم پر کیوں نہ عطا کریگا۔ مومن جب بوڑھا ہوتا ہے تو اس کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے۔ اور مخلوق سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ مخلوق سے غنی ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ایک ذرہ اور ایک لقمہ اور ایک چیتھڑے کا بھی مالک نہ ہو۔ میری بات پر بیدار ہو جاؤ۔ اور اس کو پس پشت نہ ڈالو۔ میں حق کو حق کرکے حق بیان کرتا ہوں۔ میں تجربے سے بیان کرتا ہوں۔ میں تمہیں اکثر کو حجاب میں دیکھتا ہوں۔ کہ اسلام کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور ان کے پاس اسلام کی حقیقت سے کوئی چیز نہیں ہے۔

اسلام کا نام فائدہ بخش نہیں بلکہ عمل نجات کا ذریعہ ہے

تجھ پر افسوس! تمہارے پاس صرف اسلام کا نام ہے۔ کہ جو فائدہ نہ دیگا۔ تم ظاہری شرطوں پر عمل کرتے ہو۔ باطنی پر نہیں۔ تمہارا عمل کسی چیز کے بھی برابر نہیں ہے! اللہ کے نیک بندوں کے نزدیک شب قدر کی علامت ہے۔ جن لوگوں کی نگاہوں پر کھلتی ہے تو وہ فرشتوں کے ہاتھوں میں نشانوں کا نور اور ان کے چہروں کا نور۔ اور آسمانوں کے دروازوں کا نور۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات کا نور مشاہدہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اس رات میں اہل زمین پر تجلّی فرماتا ہے۔ بندے کو جب حق تعالےٰ کی معرفت ہوتی ہے۔ تو

اس کا دل قریب ہوتا ہے پورا قریب۔ اور اس پر عطا کرتا ہے پوری عطا۔ اور اس سے انس کرتا ہے پورا انس۔ اور اس کو عزت دیتا ہے پوری عزت۔ جب حال پر ساکن ہو جاتا ہے پھر اس سے جدا کر دیتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ کو تنگ کر کے اس کو اس کے نفس پر واپس کرتا ہے۔ اور اپنے اور اس کے درمیان حجاب کر لیتا ہے۔ اس کو آزماتا ہے۔ تاکہ نظر کرے کہ کیسے عمل کرتا ہے۔ بھاگتا ہے یا ثابت رہتا ہے۔ جب ثابت رہے تو اس سے حجابوں کو اٹھا کر پہلی حالت پر لے آتا ہے۔

ارشاد حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ در اطمینان نفس

حضرت سید الطائفہ جناب جنید رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاص اوقات میں فرمایا کرتے تھے۔ اَیُّ شَیْءٍ عَلَیَّ مِنِّیْ (مجھ سے مجھ پر کونسی چیز ہے) اَلْعَبْدُ وَمَا یَمْلِکُ لِمَوْلَاہُ (بندہ اور جو چیز بندے کی ہے مالک کا مال ہے) آپ نے اپنی جان مالک کے سپرد کر رکھی تھی اور اپنے اختیار اور مزاحمت کو دور کیا ہوا تھا۔ اور تقدیر کی ولایت پر راضی تھے۔ آپ کا قلب صالح اور نفس مطمئن اور اللہ تعالٰے کے ارشاد پر عمل تھا۔ اِنَّ وَلِیِّ یَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (بے شک میرا والی اللہ ہے جس نے کتاب کو اتارا اور وہی صالحین کا والی ہے)

نصائح فضیل بن عیاض رح

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے تو فرمایا کرتے تھے۔ تَعَالَ حَتّٰی نَبْکِیَ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْنَا (آؤ تاکہ ہم اللہ کے علم میں روئیں کہ جو ہم میں ہے) یہ کلام کیا ہی اچھی ہے۔ یہ کلام اللہ کے عارف اور اللہ کے تصرفات کے عالم کی ہے۔ وہ اللہ کا علم کیا ہے کہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے وہ اللہ تعالٰے کا یہ فرمان ہے۔ ھٰؤُلَاءِ اِلَی الْجَنَّۃِ وَلَا اُبَالِیْ وَھٰؤُلَاءِ اِلَی النَّارِ وَلَا اُبَالِیْ (یہ لوگ جنت کی طرف ہیں اور مجھے پرواہ نہیں

اور یہ لوگ دوزخ کی طرف ہیں اور مجھے پرواہ نہیں) اور سب کو ایک ہی جگہ میں ملا دیا ہے۔ اور پتہ نہیں لگتا ہے۔ کہ وہ ان دو گروہوں میں سے کس میں ہیں۔ اولیاء اللہ سے جو اعمال ظاہر ہوتے ہیں وہ ان پر غرور نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے بہت سی مخلوق کے بادشاہ معبود بنے۔ دنیا اور غنا اور صحت اور قوت اور طاقت بھی معبود بنے تم پر افسوس۔ تم نے شاخ کو جڑھ اور رزق دیئے گئے کو رازق۔ اور بردے کو مالک اور فقیر کو غنی۔ اور عاجز کو قوی۔ اور مردے کو زندہ بنا رکھا ہے۔ تمہاری کوئی قدر نہیں ہے۔ ہم تمہارے تابع نہیں اور نہ تمہارے مذہب پر ہیں۔ بلکہ تم سے الگ سلامتی کے ٹیلے پر ترک بدعت اور سنت کے ٹیلے پر ہیں دنیا اور نفاق کو ترک کیا ہے۔ اور مخلوق کو عاجزی اور کمزوری اور قہر کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ جب تو دنیا کے ظالموں اور فرعونوں اور بادشاہوں اور غنیوں کی عظمت کریگا۔ اور اللہ تعالےٰ کو بھلائیگا۔ اور اس کی عظمت نہ کریگا۔ تو تیرا حکم بت پرستوں کا حکم ہے۔ جس کی تو عظمت کرے وہی تیرا بت ہے ؏

خالق کی عبادت کرنی چاہیئے نہ کہ مخلوق بتوں کی

تجھ پر افسوس! بتوں کے خالق کی عبادت کر اور تیرے سامنے بت ذلیل ہو جائینگے اللہ تعالےٰ کی طرف قربت حاصل کر۔ تو مخلوق تیری طرف قربت حاصل کریگی جس قدر تو اللہ کی تعظیم کریگا اسی قدر مخلوق تیری تعظیم کریگی جتنی تو اللہ سے محبت کریگا اتنی ہی مخلوق تجھ سے محبت کریگی جس قدر تو اللہ سے خوف کریگا۔ اسی قدر مخلوق تجھ سے خوف کرے گی۔ جتنا تو امر اور نہی کا اعزاز کریگا۔ اتنا ہی لوگ تیرا اعزاز کرینگے جس قدر تو اللہ کے قریب ہوگا اسی قدر مخلوق تیرے قریب ہوگی۔ جس قدر تو اللہ کی خدمت کریگا اسی قدر مخلوق تیری خدمت کریگی۔ موت کا ذکر نفسوں کے امراض کی دوا ہے۔ اور ان کے شرول پر انکس ہے ؏

یادِ موت

میں کئی سال تک رات اور دن موت کو یاد کرتا رہا۔ اس کو میں نے یاد کر کے نجات

پائی۔ اور اس کے ذکر سے اپنے نفس کو مغلوب کر لیا۔ کسی رات میں میں موت کو یاد کر کے شروع رات سے صبح تک روتا رہا۔ اس رات میں۔ میں روتا اور عرض کرتا تھا۔ اِلٰهِیْ اَسْئَلُكَ اَنْ لَّا یَقْبِضَ مَلَكُ الْمَوْتِ رُوْحِیْ وَتَتَوَلّٰی قَبْضَهَا اَنْتَ (اے خدا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ملک الموت میری روح کو قبض نہ کرے۔ اور تو خود اس کو قبض کرنے کا والی بن) میری آنکھ بند نہ ہوئی تو میں نے ایک معزز بوڑھے کو دیکھا۔ کہ جس کی حالت اچھی تھی۔ دروازے سے اندر آیا۔ میں نے اس کو کہا۔ کہ آپ کون ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں ملک الموت ہوں۔ میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میری روح کو خود قبض کرے۔ اور تم نہ کرو۔ اس نے کہا کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا۔ میرا کیا گناہ ہے۔ میں تو صرف حکم کا بندہ ہوں۔ مجھے ایک قوم سے نرمی کا حکم اور ایک قوم پر سختی کا حکم ہے۔ اسی حال میں ملک الموت مجھ سے بغل گیر ہوا۔ اور رویا۔ اور میں بھی اس کے ساتھ رو پڑا۔ پھر میں بیدار ہوا۔ اس حال میں کہ رو رہا تھا؛

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ مجھ پر نہایت سخت ہے! جن دلوں کو دنیا کی محبت نے جلا دیا ہے۔ حالانکہ ان کے سینوں میں قرآن جمع ہے بہت سے صالحین بھائی جو قائم رہنے والے اور رکوع اور سجدہ کرنے والے اور نیکی کا امر کرنیوالے اور بدی سے باز رکھنے والے ہیں۔ جن کے ہاتھوں کو پرہیزگاری نے کسب سے روک رکھا ہے! اور ان کی ہمتوں نے حق تعالیٰ ہی کو طلب کیا ہے۔ اپنے مالوں کو خرچ کرنے والے کیونکہ ان کے پاس قیامت کے دن اللہ کی طرف سے بڑی دولت ہوگی۔ آپ سے کسی سائل نے دریافت کیا۔ کیا خوف کی آگ سخت ہے یا شوق کی آگ سخت ہے؟ آپ نے فرمایا! خوف کی آگ محب کے لئے سخت ہے اور شوق کی آگ محبوب کے لئے سخت ہے ایک چیز ہے اور ایک وہ چیز ہے۔ سائل! تیرے پاس ان دو آگوں میں سے کونسی ہے اسباب پر اعتماد کرنے والو! تمہیں نفع دینے والا اور نقصان دینے والا اور تمہارا بادشاہ اور شہنشاہ اور معبود صرف ایک ہی ہے۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ

احداً ا(جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہے اس کو چاہئیے کہ نیک عمل کرے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) اپنے اور اپنے رب کے درمیان تو ہی حجاب ہے۔ اپنے سے جدا ہو۔ اور اُس کو دیکھ۔ سائل نے دریافت کیا کہ اپنے آپ سے کس طرح جدا ہو و جائیں جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ اپنے نفس کو مخالفت اور مجاہدے اور اُس کی بات سننے سے بہرا ہو کر جدا کر۔ اُس کی شہوتیں اور لذتیں اور بدد ماغی کو قبول نہ کر۔ اب ذلیل ہو جائے گا۔ اور تیرے دل کے چہرے سے دور ہو گا۔ اب گوشت کے لوتھڑے ڈالے ہوئے کی طرح بے حس ہو جائے گا۔ اور اس میں طمانیت کی روح رینگے گی۔ جب اس کے وجود کی رُوح نکل جائیگی۔ تو اس میں طمانیت کی روح چل پڑے گی۔ اس وقت تو اس کو دیکھ اور قلب حقیقتاً اس کو دیکھے گا جب نفس مطمئن اور موافق ہو جائے گا۔ تو اس میں نئی روح پہلی روح سے الگ پھونکی جائے گی۔ یعنی ربوبیت کی روح اور عقل کی روح اور مخلوق سے زہد کی روح اور حق تعالےٰ کے ساتھ وجود کی روح اور اس کی طرف طمانیت کی روح اور غیر سے نفرت کرنے والی روح پھونکی جائیگی۔ جو شخص اپنے عمل میں صادق ہے وہ مشائخ سے رخصت مانگتا ہے اور اجازت چاہتا ہے۔ اور اشارہ کرتا ہے کہ اپنی جگہ پر تشریف رکھیں تاکہ جس جگہ کی آپ نے رہبری کی ہے میں وہاں پر جاؤں۔ مشائخ تیرے فہم کا دروازہ ہیں بہتر یہی ہے کہ دروازے پر رہو اور گھر کے اندر نہ جاؤ۔ یضرب اللہ الامثال للناس (اور اللہ تعالےٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے) اور اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اور انکی خبروں میں تصدیق کرو۔ وصول الٰہی کی بنا ایمان ہے۔ اور سب طرح کی بھلائی کی بنا ایمان ہے اور اخلاص نبوت کی بنا ہے اور نبوت رسالت کی بنا ہے۔ اور اخلاص ہی ولایت اور ابدال اور رجال الغیب اور قطب ہونے کی بنا ہے ؂

خدا اپنے نیک بندوں سے کس طرح نیک سلوک کرتا ہے

جب حضرت علی بن فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو ان کو ان کے باپ نے خواب میں دیکھا۔ آپ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے انہوں

نے فرمایا۔ کہ میرے باپ! مَارَأَیْتُ لِلْعَبْدِ خَیْرًا مِّنْ رَّبِّہٖ (میں نے بندے کیلئے رب سے بڑھ کر کوئی مہربان نہیں دیکھا ہے) بیٹا! اللہ ہی کا ہو جا۔ غیر کے ساتھ شغل نہ رکھ۔ مکان اُسی کا مکان ہے۔ اور مخلوق کے رزقوں کے اُس نے وقت مقرر کر رکھے ہیں۔ تیرے رزق پر فرشتے مؤکل موجود ہیں۔ اسی سے خیر اور اسی سے شر ہے۔ بندے پر آفتوں کے تیر مارتا ہے۔ جب بندہ تیروں سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے تو قرب کا طبیب آکر اُس کے زخموں کی دوا کرتا ہے۔ اور خیر کا طبیب اُس کو اُٹھاتا ہے۔ اور شوق کا طبیب اُس کو ملاتا ہے۔ سلوک کا شروع مکروہات سے ہے۔ جنت مکروہات سے ڈھانپا ہوا ہے تو قرب حقانی کا کیا حال ہوگا۔ اہل اللہ دنیا کی بستی میں بادشاہ عادل ہے۔ جب باطن کا آسمان اور قلب کی زمین بنے۔ تو قلب کو باطن کے آسمان سے پس خوردہ ملتا ہے۔ جب چاہتا ہے تو دونوں کو جمع بھی کر دیتا ہے۔ پھر اللہ کی رحمت کو اپنے قریب دیکھتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ کو پھیلاتا ہے۔ گویا کہ کسی چیز سے بغل گیر ہوتا ہے ؎

پھر جناب غوث پاک رح نے ارشاد فرمایا۔ اہل مجلس! ہم کو معذور سمجھو۔ ہم حال کی قید میں ہیں۔ آج کے دن سے قید میں ہیں۔ گونگا اور بہرہ ہوں۔ میں نے اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا میرے پیارے بیٹے! تو نے میری نسبت کو صحیح کر لیا ہے دنیا میں وحشت کا ہونا ضروری ہے۔ جب موت اُترے گی۔ تو ہر ایک دوست سے جدا کریگی اور ہر ایک قریبی میں جدائی ڈالیگی۔ لہٰذا موت کے جدا کرنے سے پہلے ہی سب سے جدا ہو جا اب تیر اللہ کی طرف استہ اور دلیر بنے گی۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) اپنے سے اور ان سے مر جا۔ اور اللہ کے ساتھ زندہ ہو۔ مُردے کی طرح ہو جا۔ کہ سابقہ کا ہاتھ اس کو لقمے دے اور پلٹاتے۔ اپنے نصیب کو اپنے ارادے سے باہر ہو کر حاصل کر جب یہ حال پورا ہو جائیگا۔ تو اللہ کے قرب اور علم کے ساتھ حیات ملیگی۔ یہ پرندہ (روح) پرواہ نہ کریگا۔ قیامت آئیگی یا نہیں۔ موت پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔ اس کو صرف حق تعالیٰ کی طرف وصل ہونے کا شغل ہے لیکن احکام محفوظ اور نگہبانی میں ہیں۔ پاک ہے کہ جس نے

حکم کے ساتھ سیر کرائی۔ اور علم کے ساتھ خوش بیانی عنایت فرمائی۔ جو کوئی مکر کر کے صالحین کی طرح گدڑی اور صوف پہنے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ بندہ اپنے کسب سے کھاتا ہے اور ایمان کو قوی کرتا ہے جب ایمان قوی ہو جائے۔ تو اس کو کسب سے کھانا حرام ہے۔ اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ تکوین کا خزانہ کھول لے۔ اور علم کے خزانوں سے حاصل کر۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ تَفَرَّغُوْا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ (اپنی پوری طاقت کے ساتھ دنیا کے فکروں سے فارغ ہو جاؤ)۔

موت اور اس کے بعد کا ذکر اور پلصراط اور اس کے بعد کا ذکر بکثرت کرو۔ آخرت اور اس کی نعمتیں یا اس کے عذاب کا ذکر کرو۔ اللہ کا شغل کر کے دنیا سے فارغ ہو جاؤ۔ دلوں اور باطنوں کو پاک کرو۔ نفسوں کے ساتھ مجاہدہ اور شیطانوں کے ساتھ لڑائی کرو۔ اللہ کے سب سے آزاد بندے بنو۔ اور اسی کے ہو رہو۔ توحید یہ ہے کہ مخلوق کی نفی کرے اور اپنی عادت کا انقلاب کر کے فرشتوں کی عادت حاصل کرے۔ یہ فرشتوں کی عادت کو بھی فنا کر کے حق تعالےٰ سے مل جائے۔ اور اللہ ہی تیرا ساقی بنے جو مرضی ہے پلائے۔ اور عمل ظاہری کے علاوہ اللہ کے پاس اور بھی خالص اعمال ہیں۔

ایمان اور قوت معرفت الٰہی

اسلام ظاہر ہے اور ایمان اس کی قوت ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ کی معرفت ہے پھر اللہ کے ساتھ وجود ہے۔ جب اللہ کے ساتھ وجود ہو تو اسی کا وجود ہے۔ یا مدار اپنے کسب اور سبب سے کھاتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جب ایمان قوی ہوتا ہے تو توکل سے کھاتا ہے۔ اور اس کو اللہ سے دیکھتا ہے۔ اور جو پہلی نگاہ تھی۔ وہ نہیں بدلتی ہے۔ اگرچہ وریائے دجلہ کی تہ میں ہزار سال تک بیٹھا رہے۔ تو بھی اس کا دل اللہ ہی کے ساتھ معلق رہے گا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے نصیحت پکڑ۔ اس سے کس طریقے کے ساتھ ملے گا۔ حالانکہ تو اس کی قضا اور قدر میں معارضہ کرتا ہے۔ اس میں نزاع اور اعتراض کرے۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے مخلوق کے بارے میں حق تعالےٰ سے معارضہ کیا تھا کہ مخلوق

کو پیدا کرتا ہے۔ اور پھر عذاب دیتا ہے۔ تو اُن کا نام نبوت کے دفتر سے کاٹ دیا۔ اور معزول کر کے ایک سال تک مار رکھا۔ پھر زندہ کر کے نبوت عطا فرمائی۔ استغفار کو اپنی زبان کی عادت اور اقرار کو اپنے دل کی عادت۔ اور سکون اپنے باطن کی عادت بنا۔ ذکر پہلے زبان سے ہے۔ پھر دل کی طرف بڑھتا ہے۔ پھر حب اور شوق زبان کی طرف آتا ہے۔ میں بہت سے مشائخ کی صحبت میں رہا۔ ان میں سے کسی کے دانت کی سفیدی نہ دیکھی۔ خود اچھی چیز کھاتے اور مجھے ایک لقمہ بھی نہ دیتے۔ ادب حاصل کرو۔ دوسرے کا پیٹ بھرو۔ اور خود بھوکے رہو۔ اور دوسرے کی عزت کرو۔ اور خود ذلیل رہو۔ اور دوسرے کو غنی کرو خود محتاج رہو۔ اسی لئے میں تمہیں تربیت کرتا ہوں۔ اور تہذیب اور تعلیم دیتا ہوں۔ آج میں تم سے الگ ہوتا ہوں کیونکہ تم مجھے نہ نفع اور نہ نقصان دیتے ہو۔ اور نہ میرے رزق کو بڑھاتے ہو۔ اور نہ ایک ذرہ بھر کم کر سکتے ہو۔ اس کے بعد میں تمہارے ساتھ کلام کرتا ہوں۔ اس کو میں محکم کرتا ہوں۔ حالانکہ میں جنگل اور چٹیل میدانوں میں ہوں۔ شہوتوں کے ساتھ کھانا دل کو سخت کرتا ہے۔ اور باطن کو قید کرتا ہے۔ اور ذہانت کو دور کرتا ہے۔ اور نیند اور غفلت کو بڑھاتا ہے۔ اور حرص کو قوی اور امید کو دراز کرتا ہے۔ اپنی حرص کے جیل کے قیدی! مخلوق کی تیمار کے بندے! اپنے امر کی عاقبت سے جاہل! اپنے نفع اور نقصان اور مخلوق اور خالق سے بے خبر! اگر نہیں سمجھتا ہے۔ تو موت کو یاد کر کے سمجھ۔ کیونکہ اس کا ذکر ہر ایک بھلائی اور سلامتی کی کلید ہے۔ اگر موت کو یاد کریگا۔ تو فضول کاموں سے رُک جائیگا۔ جب حرص ضعیف اور امید کم ہو گی۔ تو اللہ کی طرف رجوع کریگا۔ اور سب امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیگا۔

نجات اقرارِ نعمت پر موقوف ہے، شکر و امتنان وسیلہ فلاح ہے

بیٹا! تیرے لئے نجات نہیں ہے۔ تاوقتیکہ اُس کی نعمتوں کا اقرار نہ کرے۔ اور نعمتیں تجھ کو اس کی توحید میں غرق کر دینگی۔ پھر غیر کے دیکھنے سے اُس کی توحید میں فنا ہو جائیگا۔ جو شخص اللہ کی شکایت اور اس سے نزاع اور اس پر اعتراض کریگا۔ تو اللہ اس سے

کیسے محبت کریگا۔ اس طرح اس کے ساتھ شوق اور قرب اور محبت ثابت نہیں ہوتی ہے جب محبت صحیح ہو جائے تو قدروں کے آنے سے رنج نہیں ہوتا ہے۔ جب محبت قرار پکڑتی ہے تو اعتراض اور تہمت اُٹھ جاتے ہیں۔ تو جتنے قدم چلتا ہے۔ قبر کی طرف ہیں۔ تو سفر میں قبر کی طرف ہے +

بعض اولیاء اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ عارف کا حسن اخلاق، اقبول اور رد تعریف اور برائی سے پاک ہے۔ جب نفس دور ہو۔ تو اس کی جگہ اللہ کا امر ہے۔ اور جب دنیا دور ہو۔ تو اس کی جگہ آخرت ہے۔ اور جب آخرت دور ہو تو اس کی جگہ اللہ کا قرب ہے۔ کہ اس کے قرب سے انس اور اس کی طرف آرام پاتا ہے۔ نماز کے ساتھ آدھا راستہ طے ہوتا ہے۔ اور روزے دروازے حقانی پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور صدقہ گھر کے اندر لے جاتا ہے۔ اسی طرح بعض مشائخ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ کی طرف راستہ طے کرنے کے لئے صبر اور نماز کے ساتھ مدد حاصل کرو۔ کوئی سالک ہی نہیں ہے! ہائے تنہائی! ہائے غربت سفر! اگر حلم کی حفاظت نہ ہوتی، تو یوسف علیہ السلام کا پیالہ تمہارے باطنوں اور اعمال کے ساتھ کلام کرتا۔ لیکن حلم علم کے دامن میں پناہ لینے والا ہے۔ تاکہ ظاہر نہ ہو جائے کبھی نعمت کے ساتھ زہد کرکے نعمت والے کے ساتھ ہمیشہ شغل ہوتا ہے۔ اور نعمت قطع ہو جاتی ہے۔ تاکہ اس کے ساتھ شغل نہ رہے۔ جب اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہمیشہ مشغول رہتا ہے تو اس کو قریب کر لیتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں تکوین (سب کچھ) رکھ دیتا ہے۔ میری کلام تمہارے پیچھے نہ دیکھنے کے بعد ہے۔ اپنے آپ کو بچاؤ۔ اسی واسطے میں انہاری دنیا اور آخرت سے گذرا۔ میں نے تمہاری طرف نظر کی۔ اور دیکھا تو تمہارے ہاتھ میں نہ نفع اور نہ نقصان نہ عطا نہ منع ہے۔ اللہ ہی تم میں تصرف کرنے والا ہے۔ تم ضرر نہیں دیتے ہو۔ مگر اللہ کے ضرر کے بعد لہذا میں نے اللہ تعالےٰ ہی کی طرف رجوع کیا ہے۔ لیکن دنیا کو میں نے فانی زائل ہونے والی قتل ہونے والی دھوکہ دینے والی دیکھا تو اس کے ساتھ بھی میں نے سکون اور وقوف نہ کیا۔ کیونکہ وہ نہایت ہی بے وفا ہے۔ لیکن آخرت کے پاس میں ایک گھڑی ٹھیرا۔ اور اُس کے کام کو سوچتا رہا۔ اس کا بھی عیب مجھے معلوم ہو گیا۔ اور وہ

یہ ہے کہ وہ تو پیدا اشترک ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس میں اللہ نے نفس کی خواہش اور آنکھوں کی لذت تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ (اور اس میں وہی چیزیں ہیں کہ جن کو نفس چاہتے اور آنکھیں لذت پاتی ہیں) میں نے سوچا کہ خواہش قلب کی کہاں ہے۔ تو میں نے اس سے بھی اس کے مالک اور بنانیوالے اور خالق موجود کرنے والے کی طرف اعراض کیا۔ جب بندۂ اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کو جہل کے بدلے علم اور بُعد کے بدلے قرب اور خاموشی کے بدلے ذکر اور وحشت کے بدلے اُنس اور تاریکی کے بدلے نور عنایت فرماتا ہے۔ میرے نفس اور حرص اور ارادے اور عادت! اگر تم توحید اور مخلوق سے قطع تعلق اور اللہ کی طرف سکون اور مخلوق کو نہ دیکھنے کے ساتھ قناعت کرو۔ تو میں ان سے ایک لقمہ مگر دیدار الٰہی کے بعد لے دونگا۔ ورنہ میں قسم کھاتا ہوں کہ نہ کھاؤنگا۔ اور نہ پیونگا۔ جب تم مر جاؤ گے۔ تو میں اپنے باطن الباطن کے ساتھ حق تعالےٰ کی طرف پرواز کرونگا ؏

تساہل انسانی تغافل و سُستی

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی دیواریں ایک دوسری پر گر رہی ہیں اور اپنے بنانے والے کی طرف فریاد کر رہی ہیں۔ اور دین کی نہر کا پانی خشک ہو گیا ہے اور رب کی کوئی عبادت نہیں کرتا ہے۔ اور جو کرتا ہے سو ریا اور نفاق سے کرتا ہے۔ لہٰذا دیواروں کے قائم کرنے اور نہر کو جاری کرنے اور اہل نفاق کے توڑنے میں کون مدد کرتا ہے میں ایسے علم سے بات کرتا ہوں کہ جس کو ہم ظاہر نہیں کر سکتے۔ اور نہ اُس کو بتا سکتے ہیں بادشاہ ہے کہ اس کا راز کسی پر افشا نہیں ہوتا ہے۔ طور چھوٹا پہاڑ ہے اس کو شیطان نہیں دیکھتا ہے کہ فساد کرے۔ اور نہ کوئی بادشاہ ہے کہ مغلوب کرے۔ اللہ تعالیٰ نے طور کی قسم (شہادت) بیان کی ہے۔ کیونکہ اس پر اس کے حبیب اور کلیم نے مناجات (سرگوشی) کی! اور اس کے لئے تجلےٰ ہوئی ہے جب قلب حق تعالےٰ کا عارف ہو جاتا ہے تو نہایت وسیع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان اور جن اور فرشتوں کی وسعت رکھتا

ہے حتیٰ کہ جب کسی چیز کی رکاوٹ اور اُس کی طرف نظر نہیں کرتا تو اللہ کے قریب اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے - کیا تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا حال نہیں سُنا - کہ اُس نے کتنے بڑے بوجھ رسیوں اور لکڑیوں کے نگل لیے - اور اس کی حالت میں کسی طرح کی تبدیلی نہ ہوئی ؛

عالم کے عالم نہ ہونے سے نقصان دُنیا

آپ کی خدمت میں حضرت کامل ملاح نے عرض کیا کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے - اِذَا لَمْ یَکُنِ الْعَالِمُ زَاہِدًا کَانَ عُقُوْبَتَہٗ لِاَہْلِ زَمَانِہٖ (اگر عالم زاہد نہیں ہے تو وہ اپنے اہل زمانہ پر عذاب ہے) ایسا عالم باعث عذاب کیوں ہے؟

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا - کیونکہ ایسا عالم بغیر اخلاص اور عمل کے کلام کرتا ہے - جو دلوں میں اثر نہیں کرتی ہے - اور نہ ثابت رہتی ہے لہٰذا لوگ سنتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے ہیں - قلب جب صحیح ہوتا ہے اور نور علم سے منور ہوتا ہے - تو اُس کا نور مخلوق کے گناہوں کی آگ کو بجھا دیتا ہے - جیسے ایماندار کا نور دوزخ کی آگ کو اس پر گذرنے کے وقت بجھا دیگا کسی بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گوشہ نشینی نفس اور شہوت اور مخلوق کی مخالفت ہے - اور رفیق کے ساتھ کامیابی اور بیٹھ جانا ہے - خلوت آخرت کا راستہ ہے - نفس راستے میں رفاقت کے لائق نہیں ہے - یہی حال حرص کا ہے - کہ گمراہ کرتی ہے - اور شیطان صریح دشمن ہے اور صحبت کے قابل نہیں ہے - اور شہوتیں تو بالکل آفتیں ہیں - جو راستے میں تیری ذہانت کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہیں - اور مخلوق راستے میں ڈاکو ہے - اپنی حرص کو خلوت کے دروازے پر چھوڑ - پھر اکیلا داخل ہو - اور اپنے غمخوار کو خلوت میں دیکھ لیگا - حواریوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا - عَلِّمْنَا الْعِلْمَ الْاَکْبَرَ (آپ ہم کو علم اکبر (سب سے بڑا) تعلیم فرمائیں) آپ نے ارشاد فرمایا اَلْخَوْفُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَالرِّضَاءُ بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَالْحُبُّ لِلّٰہِ (خوف خدا -

راضی برضا۔ اور اللہ ہی کے لئے محبت ہے۔ تو بے دین ہے کہ خلوت میں گناہ کرتا ہے۔
پھر عاقبت سے نڈر ہو کر عبادت اور زہد ظاہر کرتا ہے۔

معرفت کی باتیں رجوع الی اللہ ہونے کی تاکید میں

تجھ پر افسوس! اللہ کے ساتھ قسمتوں کی یہ مثال ہے۔ کہ کوئی شخص ملک خراسان میں
فوت ہوا۔ اور بہت سا مال چھوڑا۔ اور اس کا صرف ایک ہی وارث ملک عراق میں ہے۔
کیا اس شخص کی ملکیت اس شخص کو نہ ملیگی؟ حالانکہ وہ جانتا بھی نہیں ہے۔ تم ایسے لوگ
ہو کہ تمہارے لائق کھانے اور پینے اور پہننے کی کلام ہے۔ اور ہم پر امر غالب ہے
کہ اس کے بغیر کلام نہیں کر سکتے ہیں۔ قلب نفس کے مادے کی نفی کرتا ہے۔ تاکہ
اس کے راستے سے اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اگر تیرے دل میں ایک شخص کی محبت
ہو اور ایک شخص کی دشمنی تو کیا عمل کریگا۔ اپنی طبیعت کے ساتھ دوستی اور طبیعت کے
ساتھ دشمنی کرنے کی کوئی قدر نہیں ہے۔ دونوں کو کتاب اور سنت کی کسوٹی سے پرکھ
لے۔ اگر موافق ہیں تو عمل کر ورنہ ان سے رجوع کر۔ اگر صحت کا فتوے ملے تو اپنے دل
کی طرف رجوع کر۔ جب قلب کتاب اور سنت پر عمل کریگا۔ تو قریب ہوگا۔ قریب ہوا
تو علم ہوگا۔ علم ہوا تو اپنا نفع اور نقصان دیکھ لیگا کہ باطل اور حق اور شیطان اور رحمان
کے لئے کیا ہے۔ اپنا قرب رب سے اور رب کا قرب اپنے آپ سے ہمیشہ کے لئے معلوم
کر لیگا۔ خدائے رحمان کے ساتھ اس کو خوشی ہو گی۔ بادشاہ کا دلال بنے گا کہ خریدیگا۔
اور مخلوق پر تقسیم کریگا۔ جب تو اس مقام پر پہنچے تو اپنے علم اور زہد اور پرہیز اور
اور سب احوال سے برہنہ ہو جا۔ کیونکہ اگر تو ان کو پہن کر حاضر ہوگا۔ تو حق تعالیٰ سے
اُن کا حجاب ہو جائیگا۔ اپنے سے اُن کو اُتار ڈال اور اندر آ کر یہاں سے حاصل کر۔ اور وہ
احوال بھی تیرے سے غائب نہ ہونگے۔ میں ایک شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ خواطر پر
تقریر فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جس حال پر میں ہوں تم اس کو چاہتے ہو۔ میں نے
عرض کی کہ ہاں چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا ہوں۔ اور سحری کے

وقت افطار کرتا ہوں۔ اور اس شہر کا طعام اچھا نہیں ہے۔ اس سے پرہیز کرو۔

حضرت سری سقطی نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا۔ کہ آپ لوگوں کو وعظ سنایا کریں۔ آپ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور بھی یہی امر کرتے ہیں۔ جب انہوں نے حضرت سری سقطی رح سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا۔ تم نے ہماری بات قبول نہ کی۔ یہاں تک کہ (دربار سے بھی) امر ہو گیا۔

دوسروں کو نصیحت آپ کو فضیحت

تجھ پر افسوس! تو لوگوں کو وعظ سُناتا ہے۔ حالانکہ تیرے عمل بد ہیں۔ میں روئے زمین پر کسی سے اور نہ دنیا اور آخرت اور آسمان میں کسی سے سوائے اللہ کے نہ امید رکھتا ہوں اور نہ خوف کرتا ہوں بعض صالحین سے دریافت کیا گیا۔ کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں نہ دیکھتا تو اپنی جگہ پر پاش پاش ہو جاتا سائل نے دریافت کیا کہ آپ نے اس کو کس طرح دیکھا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ اپنے وجود کی آنکھ کو بند کر کے اپنے رب کو دیکھا۔ جیسے کہ بہشت میں اپنا دیدار عنایت فرمائیگا۔ جیسا چاہیے اس کا دل دیکھیگا۔ اس کی صفات کو دیکھیگا۔ اس کا احسان اور لطف اور نیکی اور قرب دیکھیگا۔ حضرت ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اَیْشَ عَلَیَّ مِنِّیْ (مجھ سے مجھ پر کیا چیز ہے) صوفی وہی ہے کہ جو اپنے وجود سے صاف ہوا ہو۔ اور اس کا دل اس کے اور اللہ کے درمیان سفیر ہو۔ صوفی نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت خواب میں نہ کر لے۔ کہ آپ اس کو اجازت دیں اور امر اور نہی کریں۔ اُس کا دل ترقی کرے اور اس کا باطن شاہی دروازے پر کھڑا ہو۔ اور اس کا ہاتھ نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وصحابہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہو۔ پہلے ہی پہل حضرت آدم علیہ السلام نے سریانی زبان میں کلام کی اور قیامت کے دن لوگوں کا حساب بھی سریانی زبان میں ہوگا۔ اور جب بہشت میں داخل ہونگے۔ تو عربی زبان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاورے کے مطابق کلام کرینگے۔

عطا معرفت پر منحصر ہے

بعض اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو معرفت عطا کرتا ہے۔ جب نافرمانی کرتا ہے تو اس سے اپنا عطیہ چھینتا نہیں ہے۔ تا کہ اس سے قیامت کے دن اس کے برخلاف حجت پکڑے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے کا خطرہ بندے کے دل میں آتا ہے اور اس کے پاس ٹھہرتا ہے۔ بندہ اس کو کہتا ہے کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے خطرہ کہتا ہے کہ میں تیرا حفظ نبوت سے حق سے ہوں میں حق ہوں۔ میں حبیب ہے میں محافظ سے ہوں۔ یہ خطرہ اس کے باطن اور سمع اور بصر کو پُر کر دیتا ہے۔ اس کو دیکھتا ہے کہ خلوت کو محبوب رکھتا اور اپنے وطن سے ہجرت کرتا ہے۔ پھر اس کے پاس ایک دوسرا امر آتا ہے۔ اس کو تھوڑا کیکپا دیتا ہے۔ پھر ایک اور امر آتا ہے۔ کہ وہ بھی حرکت دیتا ہے۔ یہاں تک کہ سکوت آجاتا ہے۔ پھر جب سکوت آجاتا ہے۔ تو ہمیشہ کی بات ہو جاتی ہے تم دیکھو گے کہ وہ اپنے کان کسی کی طرف جھکا دہا ہے۔ کہ جو اس کے پہلو میں باتیں کر رہا ہے۔

فانی چیز کے سوال سے بچنا باقی رہنے والی چیز کا طلب کرنا

حضرت غوث پاک کی خدمت میں ایک شخص کھڑا ہوا وہ کچھ دنیا کی چیز مانگتا تھا۔ آپ نے اُس کو بٹھایا۔ اور فرمایا کہ میں تجھے دنیا میں زہد کا امر کرتا ہوں۔ پھر آخرت میں بھی پھر تو اللہ سے سوال کر۔ زہد کر۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ عنایت کرے اور تو لینا نہ چاہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ یَا عِیْسٰی اِحْذَرْ اَنْ اَفُوْتَكَ (اے عیسیٰ! خوف کرو۔ کہ میں تجھ سے کھویا نہ جاؤں) نیز حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی۔ یَا رَبِّ اَوْصِنِیْ قَالَ اُوْصِیْكَ بِیْ (اے رب مجھے کچھ وصیت فرما ارشاد ہوا کہ میں تم کو اپنے ہی ساتھ وصیت کرتا ہوں) پھر عرض کی کہ مجھے وصیت کرو۔

حکم ہوا کہ اپنے ہی ساتھ وصیت کرتا ہوں۔ اسی طرح چار مرتبہ عرض کی۔ اور ہر ایک مرتبہ یہی جواب ملا کہ اپنے ہی ساتھ وصیّت کرتا ہوں کسی کام کا نہیں یہاں تک کہ تجھ سے تیرے وجود کا بیضہ پھوٹے۔ اور تجھے شرع کے بازو ملیں۔ اور تجھ میں چلوں چلوں کا عمل کرے۔ اور تجھے چوگہ فضل کے دانوں کی ملے۔ اور تجھ میں اثر کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو وعظ نہ سنائی جائے۔ اور اللہ کی طرف نہ بلائے جائیں۔ یہاں تک کہ واعظ کو اللہ کی طرف سے جذب ہو۔ اور اس میں لوگوں پر کلام کی اور اللہ کی طرف بلانے کی اہلیت موجود ہو جائے۔ اس حکم ظاہر (شریعت) کو عمل کے ساتھ مضبوط کرو۔ پھر دیکھو کہ اس کے قرب اور مناجات سے کیا کیا کچھ نظر آتا ہے۔ عام لوگ طعام کے عاشق ہیں۔ میں کلام کر رہا ہوں۔ حالانکہ تو میرے نزدیک معدوم ہے۔ میرے نزدیک آسمان اور زمین عادم ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شخص نفع اور نقصان نہیں دے سکتا ہے ؀

سوال

مشائخ کے اس قول کا کیا مطلب ہے تَفَقَّہِ الْمُرِیْدُ قَبْلَ اَنْ یَّتَفَطَّنَ (کہ مرید کو سمجھ دار ہونے سے پہلے پکڑ لو) حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس کو عبادت اور نماز روزے کی کوشش میں پکڑو۔ قبل اس کے کہ اُس کے لطف اور قرب سے ہوشیار ہو جائے۔ جب اس کو اللہ کا قرب اور لطف حاصل ہو جائے گا۔ تو وہ اپنے علم سے سُست ہو گا۔ پہلے اس بات کے کہ وہ شرک اور اس کے اسباب سے واقف ہووے اسی راستے کو طلب کرو۔ اور ہم بھی اسی طرح بلاتے ہیں + ہر ایک شخص شغل میں ہے۔ یہ اپنے مرتبے اور روپے کا بندہ ہے۔ اور یہ اپنے بادشاہ اور نفس اور لباس کا بندہ ہے۔ ہر ایک مشغول ہے۔ یہ اپنی نماز اور اپنے روزے میں اور یہ اپنی روایت میں۔ یہ دوزخ سے ڈر کر اور یہ بہشت کی محبت کے باعث مشغول ہے۔ کوئی شخص کھڑا ہو اس کا دل اللہ کے لئے اور اللہ کے ساتھ ہے۔ اللہ سے علاقہ رکھنے والا مخلوق میں زاہد ہے اس کے دین کی مدد کے لئے قائم ہے۔ زمین میں جستجو کرو۔ اگر وہ ملجائے تو اُس کے ساتھ لپٹ

جاؤ - مومن کی بشارت چہرے میں اور دل میں غم ہے - پھر اس کا اُلٹ ہو جاتا ہے - کہ اس کا چہرہ غمناک اور دل میں خوشی ہوتی ہے - اُس کے چہرے پر غم مخلوق کو ادب سکھانے کے لئے ہے - اور اُس کے دل کی خوشی ذات میں ہے - قضا و قدر دل اور چہرے کی طرف ہنستی ہیں - اور دونوں سے خوش ہوتی ہیں - اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ (دنیا ایماندار کا قید خانہ ہے) جب تک کہ ایماندار ہے - جب اس کا تقویٰ ہمیشہ ہوتا ہے - تو اس سے نکالتا ہے - اس کو تنگی اور قید سے الگ کرتا ہے - وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے سبیل نکالتا ہے اور اس کو بے خیالی جگہ سے رزق دیتا ہے) اور اس کے وجود کا برتن پھوٹ جاتا ہے اور حکم کے دانہ سے جو کہ ملتا ہے اس کو قرب کا بازو سکھا کر اپنی طرف بلاتا ہے یہ شخص طباقوں کا صاحب اور دستر خوان کا مالک ہے - نادان! تیرے ساتھ بخلی ہے کہ جس کو ثبات نہیں ہے - ایک عارضی چیز ہے جیسے آتی ہے ویسے ہی جاتی ہے - تجھے ضرورت ہے کہ ہزار مرتبہ فنا ہو اور مرے - پھر اخیر پر ثابت رہے - جیسے کہ رات اور دن آتے ہیں ہمیشہ رہے گا اور نہ بدلے گا - آرزو کریگا - اور اپنے سایہ رحمت سے سخاوت کرے گا - بعد اس امر کے کہ ساتوں زمینوں کے لئے میخ بن جائیگا - یہ مقام نہ ملیگا تو اس کا دعوےٰ نہ کر تجھے ایک مچھر کاٹے تو قیامت آجاتی ہے - شام کے کھانے کو ایک لقمہ نہ ملے تو تو رنجیدہ ہوتا ہے - اور تجھ پر قیامت قائم ہو جاتی ہے - اس حالت کو آنے دے تاکہ تجھ میں داخل ہو - اور تیرے دل سے نکاح کرے اور تیرے جوڑے پرواز کرنے لگیں - اور تو اپنے باطن کی سیڑھی پر چڑھے - اور تو شرق اور غرب اور خشکی اور تری کی سیر کرے - تو سو رہا ہے ٭

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے - اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا (لوگ سوتے ہیں جب مرینگے تو بیدار ہونگے) ٭

وہ شخص بہت ہی بُرا ہے کہ جو موت کے بعد بیدار ہو - فقیر کے لئے لازم ہے کہ قناعت کا آزار پہنے - اور پرہیز کی چادر اوڑھے - یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے ملے -

اور صدق کے قدم کے ساتھ دوڑے۔ اللہ کے قرب کے دروازے کو طلب کرنے والا دنیا
اور آخرت مخلوق اور وجود سے بھاگنے والا۔ اس کا استقبال اللہ کی عنایت اور شفقت
اور رحمت اور اس کی طرف شوق اور جذبات اور اس کی نظیریں اور فخر اور نبیوں کی
روحیں اور فرشتوں کے لشکر کرینگے۔ فرشتوں اور نبیوں اور رسولوں کی روحیں اُس کے
ساتھ ہونگی۔ اور اس کو حق تعالٰے کی طرف سنوارینگی +

دلوں کے مردو! تمہاری جنت کی طلب حق سے روکنے والی ہے۔ دور ہو جاؤ۔
دُور ہو جاؤ۔ رجوع کرو۔ رجوع کرو۔ امید کو کوتاہ کر۔ تاکہ تیرا دل قریب ہو۔ اور تیرا
باطن مخلوق سے صاف ہو۔ اور حق تعالٰے کے نزدیک ہو جائے۔ اور اپنے سابقے کو
پڑھ کر سطر سطر اور کلمہ بکلمہ اور حرف حرف سے اپنے وقتوں اور زمانوں اور ساعتوں
اور پلوں سے واقف ہو جائے۔ اور تیرا اٹھکانہ تجھ پر ظاہر ہو جائے۔ جب اس کا خوف
جذب کریگا۔ تو اس کا قرب بھی جذب کریگا۔ اب بالکل ثبات ہے۔ عمر کی کمی اور زیادتی
اور قیامت کے قائم یا نہ قائم ہونے کی پرواہ نہ رہے۔ خلقت دوستی کرے یا دشمنی کرے
دے یا نہ دے تجھے کچھ پرواہ نہ ہو +

اِس کے بعد حضرت غوث پاکؓ چیخ مار کر کھڑے ہو گئے۔ اور اپنا چہرہ چھپا لیا۔
پھر کھولا اور فرمایا۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا (اے آگ سرد اور سلامتی ہو جا)۔
اے خدا! ہمارے رازوں کا افشا نہ کر۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ کہ حضرت سفیان
ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ تَعَالَ حَتّٰی نَبْکِیَ عَلٰی
عِلْمِ اللّٰہِ فِیْنَا (آؤ تاکہ ہم اللہ کے علم پر جو ہم میں ہے روئیں) یہ دونوں خوف کرنے والے
اور ڈرنے والے تھے۔ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ (دیتے ہیں وہ جو کچھ
کہ دیتے ہیں۔ اس حال میں کہ اُن کے دل دہشت زدہ ہیں) انہیں خوف ہے کہ ان کے
عمل رَدّ نہ کئے جائیں۔ بُرے خاتمے سے ڈرتے ہیں حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
تھے۔ اِنَّ ھُوَ لِبَاسٌ دُوْنَ لِبَاسٍ وَّطَعَامٌ دُوْنَ طَعَامٍ وَّاَیَّامٌ قَلَائِلُ (کہ یہ لباس
ہے سوائے لباس کے اور طعام ہے سوائے طعام کے اور بہت تھوڑے دن ہیں) +

مخلوق کا احسان خالق کے احسان کے آگے ہیچ ہے

بیٹا! مخلوق کے احسان کا دروازہ بند کرو گے۔ تو حق تعالےٰ کے احسان کا دروازہ کھولا جائیگا۔ پھر حضرت غوث پاک کھڑے ہوئے۔ گاہے دائیں بازو کی طرف جھکتے اور گاہے بائیں کی طرف۔ اس حال میں کہ اپنا ہاتھ سینے پر رکھے ہوئے اور پستانوں کو پکڑے ہوئے تھے۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ اندھے! اس دروازے میں داخل ہو۔ دو دروازے ہیں ایک بند اور ایک کھلا۔ اس کھلے میں اندر آ۔ و سنت کے سبب کے ساتھ رہ۔ تاکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی شریعت زندہ رہے۔ پھر سبب والے کی طرف نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے حال کے اتباع کے ساتھ بڑھو۔ آپ کی سنت کسب ہے اور آپکا حال توکل ہے۔ پھر اگر اپنے کو فنا کر سکتا ہے تو کر دے۔ حال اور سبب کے ساتھ نہیں بلکہ سب کچھ اللہ کو سونپ دے۔ وہی تجھے کافی ہے۔ بلند کریگا اور قریب کریگا۔ بلکہ ایسی نعمتیں عطا کریگا۔ جو تم پہچانتے بھی نہیں ہو۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو) سب کچھ اس کی قدر کی موجوں کے سپرد کر کے تو جہاں گریگا وہیں سے اللہ کے فضل کو چننے گا۔ جدھر توجہ کریگا ادھر ہی ذات حق ہے۔ اور اس کے قرب اور انس اور شفقت اور رحمت کو دیکھیگا۔ غنی کا حال اندھے شخص کے مشابہ ہے۔ اس کے پاس کھانا کئی طباقوں میں آتا ہے۔ اور وہ اس کی جہت کو نہیں جانتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی اصلیت کو جان لے۔ تو اسی جہت سے طلب کرتا ہے۔ اور باقی جہتوں کو بند کر دیتا ہے۔ یہی حال اس بندے کا ہے جب سمجھ لیتا ہے کہ اللہ ہی آسان کر نیوالا اور دینے والا اس کی طرف جہت والا ہے۔ تو اپنے دل کو اللہ ہی کے ساتھ معلق کر لیتا ہے۔ تو نے نفس کو معشوقہ بنا رکھا ہے۔ اگر تو جانے کہ یہ تیرا دشمن اور قاتل ہے۔ تو اس کی مخالفت کرتا اور اس کا کھانا پانی بند کر دیتا۔ ہاں جتنا اس کیلئے ضروری حق ہے۔ تیرے لئے گوشہ نشینی لائق نہیں ہے۔ بلکہ تیرے لئے بازار سجتے ہیں۔ اور تو اللہ کے اسرار پر اطلاع پانے کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص اللہ کے

اسرار پر اطلاع پاتا ہے وہ گونگا بنجاتا ہے۔ جو شخص باطن کا مالک نہیں۔ اور حکم اور علم کو جمع نہیں کرسکتا ہے تو وہ مخلوق سے الگ رہے۔ تاکہ اس کاٹھ کا ناغار اور کنارے اور جنگل اور چٹیل میدان ہوں۔ گرانی بادشاہ کا چابک ہے کہ جس سے ادب سکھاتا ہے۔ یہ فقرہ جناب نے سختی اور رحلت کے وقت ارشاد فرمایا تھا ؛

حق کا طالب اور دنیا کا لالچی محبت الٰہی کا دعوے اور دنیا طلبی

تجھ پر افسوس! دنیا اور آخرت کا طالب ہے حالانکہ محبت الٰہی کا مدعی ہے۔ احمق! اس کی محبت کا دعوے کرتا ہے۔ اور اس سے ضرر کے دفعیہ اور نفع کی طلب کا سوال کرتا ہے۔ دُور ہو۔ تو اللہ والوں میں سے نہیں ہے۔ تو مخلوق کا بندہ نفس کا بندہ اور حرص اور شہوتوں کا بندہ ہے۔ ہمارے پاس تمہاری کسوٹی اور صراف اور پرکھنے والے موجود ہیں۔ مدعی! یہ کیا ہے۔ تو بے محل بات کہتا ہے۔ دعا کے لئے مقام ہے۔ اور کلام کے وقت کے لئے حال ہے۔ اور نظر بند کرنے کا دوسرا موقع ہے۔ عاقل کہاں ہے کہ ہم اس کی مصاحبت کریں۔ صدیقوں پر زمانہ ٹرھتا ہے! اس میں اللہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے عبادت واجب ہے۔ طاعت اور شکر کے ساتھ نعمتوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ حلال سے بھی تھوڑے کا تجھے امر ہے۔ اس حلال سے کم کر۔ اگر زیادہ کریگا۔ تو اس کی زیادتی مباح کے حصول کی طرف پہنچائیگی۔ جو سب مسلمانوں میں مشترک ہے۔ اگر مباح کو حاصل کیا تو یہ مشتبہ کے حصول کی طرف پہنچائیگا۔ اور مشتبہ حرام کی طرف اور حرام دوزخ کی طرف پہنچائیگا۔ زاہد وہی ہے کہ جو حلال میں زہد کرے لیکن حرام میں زہد یہ تو بالکل ضروری ہے۔ کبھی اللہ کی طرف سے کوئی امر آتا ہے۔ تو دل اُس کی برداشت سے عاجز ہوتا ہے۔ جیسے ماں کو اپنے فرزند کی موت کی خبر آئے تو چیختی اور اپنے کپڑے پھاڑتی ہے۔ عقل اُس کے اُٹھانے سے عاجز ہوتی ہے۔ اس سے آپ کی مراد سماع اور وجد ہے۔ ہم لوگوں سے دعا کے ساتھ ملتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ موافقت اور زندگی دُعا کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہمارے دل ٹھنڈے

اللہ کے وعدوں کو دیکھنے والے ہیں۔ اس کے فضل کے طعام کے ساتھ ثابت ہیں۔ اپنے ارادے سے زہد کر تاکہ اللہ کے ارادے کے ساتھ کامیاب ہو جائے ۔

اپنی خواہش کی ترک محبّت کی علامت ہے

محبّت کی شرط اپنے ارادے اور مطلب کی ترک ہے۔ جب اس حال میں ہوگا۔ تیری زبان بولے گی اور کان سُنیں گے اور تیری آنکھیں کھلیں گی لطف اور کرم آئینگے۔ اور اسرار کی صفائی کے پھل اور جواہرات حاصل ہونگے۔ خادم اور نوکر آئینگے کہ سب خدمت کرینگے۔ اور سب تعریف کرینگے اور کل مالک تیرے ساتھ فخر کریگا۔ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (اور جو کچھ رسول تمہیں عنایت کرے لے لو اور جس چیز سے روکے رُک جاؤ) اللہ اور اس کے رسول کا امر بجا لاؤ۔ اور دونوں پر عمل کرو۔ اس راستے میں۔ مَیں اور ہم۔ نہیں ہے۔ مگر تو۔ تو ہے۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ (وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے) ۔

سورۂ طارق کی تفسیر میں وعظ کی لذّتیں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والی کی) اللہ تعالےٰ نے آسمان کی اور جو اس میں رات کو چلا شہادت بیٹھ کی۔ اس میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلے۔ اس میں آپ کی ہمت اور جسم چلا۔ آنحضرت جسم کے ساتھ ساتویں آسمان تک چڑھے۔ اور اپنے ربّ سے کلام کی۔ اور اس کا دیدار اپنے سر اور دل کی آنکھوں سے کیا۔ جب آپ سیر کرانے والے کے ساتھ آسمان پر چڑھے۔ تو زمین میں دل کی آنکھوں کے ساتھ اور آسمان میں سر کی آنکھوں کے ساتھ دیدار کیا۔ جس شخص کا دل صحیح ہو اس کا یہی حال ہے۔ اس کا دل ربّ کو دیکھتا ہے۔ اس کے اور آسمان کے درمیان سے حجاب اُٹھ

جلتے ہیں! سر اور ہمتیں چڑھتی ہیں۔ اور اسرار صدیقوں کے سینوں میں رب العالمین کے اسرار کے انوار کے ساتھ سیر کرتے ہیں۔ یہ سینے روشنی والے ہیں۔ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤمِن (ایماندار کے قیافے سے بچو) دل جب قریب ہوتا ہے تو آسمان بن جاتا ہے اور علم کے تارے اور معرفت کا آفتاب اس میں چمکتا ہے۔ اور ان انوار سے فرشتے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ ہر ایک نفس پر ایک محافظ ہے کہ جو اللہ کی طرف سے حفاظت کرتا ہے تاکہ اُس کو شیطان نہ اُچک لیں۔ اور خاص لوگوں کے محافظ صف بستہ کھڑے ہو کر حفاظت کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْط (اور اللہ ان کے پیچھے احاطہ کرنے والا ہے) تو نے فصاحت اور خوش بیانی میں اپنے گھر کو برباد کر لیا ہے۔ چکر کاٹتا رہتا ہے اور اپنے مکان سے نہیں ٹلتا ہے۔ گویا کہ تو خراس کا اونٹ ہے۔ شاید کہ تجھ پر کسی اولیاء اللہ کی بد دعا کی مار ہے۔ تیری بینائی کی نگاہ اندھی کر دی ہے۔ تو نے اللہ کو ضائع کیا اور اللہ نے تجھ کو رستہ سے الگ کر دیا ہے۔ تو بہت سے رستوں کے ارادے میں پڑا رہا تیرے فکر بڑھے اور تیرے ارادے کے بازو ٹوٹ گئے۔ دنیا اور آخرت میں ایک گوشت کا ٹکڑا رہ گیا ہے۔ تجھے ایسے دوست کی ضرورت ہے کہ جو اقرار کے بعد اخلاص پر پہنچے۔ اولیاء اللہ نے حق تعالیٰ سے اُنس کیا۔ پھر فرشتوں کے ساتھ اُنس کیا۔ اگر تو اُن کے ساتھ اُنس کریگا۔ تو دوسرا دروازہ تجھ پر کھل جائیگا۔ جب مخلوق میں سے انسان کے ساتھ اُنس کریگا اور پھر اس سے رکیگا۔ تو جن کے ساتھ اُنس کا دروازہ کھل جائیگا۔ جب اُس کو بھی بند کریگا تو فرشتوں کے ساتھ اُنس کا دروازہ کھل جائے گا۔ چیزیں اپنے ذاتی طور پر کچھ اثر نہیں کرتی ہیں۔ آگ ذاتی طور پر جلاتی نہیں ہے۔ اور نہ پانی اپنی طبیعت سے سیراب کرتا ہے۔ دیکھو نمرود کی آگ نے حضرت ابراہیم کو نہ جلایا حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جب آگ میں ڈالے گئے۔ تو آپ کو آگ نے نہ جلایا سمندل (آتشی کیڑے) کو آگ نہیں جلاتی ہے جب عمل میں اخلاص کریگا۔ تو مخلوق سے خلاصی پائیگا۔ اور ان کے درمیان سے نکل جائیگا۔ ان سے نکل کر اللہ سے واصل ہوگا۔ اور اللہ کو اس طرح طلب کر جیسے کوئی مسافر اپنے دوست کی تلاش میں سرنگ میں گھس گیا ہو۔ آخر پر جاتا ہے اور

پھر لوٹ آتا ہے۔ اور اس کو دروازے کا کوئی پتہ نہیں لگتا ہے۔ اور دوست اس کی طرف دیکھتا ہے جب اس کی حیرت بڑھ جاتی ہے۔ تو محبت کے جوش سے اس کی طرف نکلتا ہے۔ اور بغل گیر ہو کر اس کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت بنیامین سے کہا تھا۔ فَقَالَ لَهٗ اَنَا اَخُوْكَ (ان سے کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں) اللہ تعالیٰ دل کی زمین کو اپنے علم اور معرفت کا قرار بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رات اور دن میں تین سو ساٹھ نظریں ہیں۔ اگر نظر بر قرار رہتی تو دل کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جاتے اور پاش پاش ہو جاتا۔ جب صحیح ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے جوفوں میں حکم کی نہریں جاری کر دیتا ہے تاکہ مخلوق اس سے فائدہ اٹھائے۔ ان کو دین کے لئے میخیں بنا دیتا ہے۔ اُن میں سے بڑا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ ہے۔ اور چھوٹا صحابہ کرام کے قائم مقام ہے اور اس سے کم تابعین کی جگہ پر ہے۔ انہوں نے ان کے کہے پر عمل کیا۔ قول اور فعل اور باطن اور ظاہر میں بجا لائے۔ ان کے ساتھ نبیوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہیں۔ اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ بشارت ہے اس کے لئے کہ جو ان کا تابعدار ہو۔ اور اُن سے دنیا اور عیال کے بوجھ ہلکے کرے۔ اولیاء اللہ کے پاس ایسا شغل ہے کہ جو سب سے روکنے والا ہے۔ وہ مخلوق کی مصلحتوں میں کھڑے ہیں۔ مخلوق ان کے نزدیک اولاد کی طرح ہے۔ وہ دنیا سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اور دنیا اپنا آپ اُن پر پیش کرتی ہے۔ اور وہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ یہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے تیرا نہیں ہے۔ بلکہ وہ مشترک ہے۔ اس میں ہمسائے شریک ہیں۔ کسب تیرے ہاتھ پر حصول اور مواخذہ کیلئے جاری ہے۔ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (اور خرچ کرو اس چیز سے کہ جس میں پیچھے رہنے والے ہو تاکہ نظر کرے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو) پڑوسیوں سے غمخواری کر۔ فقیروں کو کھانا کھلا۔ کیونکہ دوست کا گھر تنگ ہے اور اندر سے کشادہ ہے۔ کہاں ہے کہ جس نے مخلوق کا دروازہ بند کیا اور خالق کا دروازہ کھولا۔ اور سب حاجتیں اپنے رب کے سپرد کر دیں۔ اسباب کو ترک کیا اور بہت سے ربوں کو

چھوڑا۔ پھر دیکھا کیا نظر آتا ہے۔ اس کے دروازے پر ٹھیر۔ اور تکلیفوں پر صبر کے ساتھ سہارا پکڑ۔ اس کے قضا اور قدر کاٹیں اور تجھے درد نہ ہو۔ اب عجیب باتیں تو دیکھیگا۔ تکوین (کل جہان) کو دیکھیگا۔ تیرا حال کیسا کرتا ہے۔ اور رحمت کس طرح پرورش کرتی ہے۔ اور محبت کس طرح ترقی کرتی ہے۔ بکل وارد اور حاجت کے بعد خاموشی پہ ہے۔ یہ حالت بندے کے ساتھ اللہ تعالے کے مخبری ہے۔ اس پر مخلوق کی حائیاں اور اسباب حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کو اپنے قرب کی طرف واپس کرتا ہے۔ خدا جب اس کو اپنے لطف کی گود میں حاصل کرتا ہے۔ اس کو لطف کی خوشبو کافی ہے۔ اس کے دردوں کی بو کو رحمت کفایت کرتی ہے۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (اللہ کی وہ ذات کہ جو بے قرار کی دعا کو قبول کرتی ہے) تجھے دعا کے لئے بے قرار کرتا ہے دعا میں عاجزی کو پسند کرتا ہے۔ سب دروازوں کو تجھ پر بند کرتا ہے تاکہ اسی کے دروازے پر ٹھہرے۔ اور دوست قرب کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتے ہیں۔ جیسے ماں اپنے بچے پر تمام دروازوں کو بند کر دیتی ہے۔ اور پڑوسیوں کو وصیت کرتی ہے کہ دروازہ نہ کھولیں۔ کسی غرض کا ارادہ کرتی ہے۔ بچہ نکل کر بیٹھتا ہے اور رو کر شرمندہ ہوتا ہے۔ جس دروازے کی طرف توجہ کرتا ہے اس کو بند پاتا ہے۔ بالآخر اپنی ماں کے دروازے کی طرف لوٹتا ہے۔ اسی طرح حق تعالے اپنے بندے پر تنگی کرتا ہے۔ تاکہ اس کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کا قلب مخلوق سے تعلق نہ رکھے۔ فقیر صادق کو چاہیئے کہ اپنے نفس کا آرام طلب نہ کرے۔ اگر ضروری طلب ہو تو بقدر کفایت طلب کرے۔ اگر قریب کرے اور بلا میں ڈالے تو اپنی بلا پر انعام کریگا۔ ورنہ بلا کے ساتھ مشغول رکھیگا۔ چیزوں کی رغبت اللہ کے قرب کو تجھ پر پریشان کر دیگی۔ اور بلا پر صبر نہ کرنے دیگی۔ جس کو اللہ کا خوف نہیں ہے اس کو عقل نہیں ہے۔ شہر بغیر آبادی کے ویران ہے۔ بکری بغیر چرواہے کے ضائع ہے۔ دین کے معنی خوف کے ہیں جس نے خوف کیا داخل ہوا۔ ایک مکان پر نہیں ٹھیرتا ہے بلکہ سیر کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کی سیر کی غایت اللہ کا قرب ہے۔ سیر دلوں کی سیر اور باطنوں کی سیر ہے۔ جب دروازے پر پہنچتا ہے

تو باطن الباطن اجازت مانگتا ہے اور اس کو اندر داخل ہونے کا اذن ہو جاتا ہے۔ پھر انس حاصل کر کے قلب کے لیئے اذن مانگتا ہے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قلب کا تارہ چاند بنا اور چاند سے آفتاب بنا۔ اور خلوت سے جلوت اور باطن سے ظاہر ہوا۔ بندہ دونوں حالتیں بسط اور قبض میں ہے۔ اس حال میں کہ اپنے سر کو گریبان اور باطن کے خیمے میں جھکائے۔ تو سمندر کی تہ کے جواہرات کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اپنا ہاتھ ان پر دراز نہیں کرتا ہے۔ اور اپنے پاس کے حاضر کو اشارہ کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص اتنا لے اور فلاں شخص اتنا لے۔ یہی بادشاہ ہیں زمین اور آسمان کے بادشاہ ہیں۔ اللہ کے سامنے نائب اور خلیفہ ہیں میں بادشاہ کے دروازے پر ان کا منتظر ہوں۔ سوتا اور جاگتا تمہاری طرف دیکھتا ہوں۔ تمہارے لیئے اس شہر کی بلا کی اذیت اٹھاتا ہوں۔ انکی آفتوں کے نیچے صبر کرتا ہوں۔ غم اور فکر اور غور اور سوچ میں دن اور رات ایک کر دیتا ہوں۔ میں قدم آگے بڑھاتا ہوں تو واپس کیا جاتا ہوں *

حضرت ابراہیم بن ادہم اپنی دعا میں حیران ہوئے۔ اور آپ کی آنکھیں بند ہو گئیں تو اللہ تعالٰے کو ارشاد کرتے ہوئے سنا کہ ابراہیم اس طرح دعا مانگو۔ اَللّٰھُمَّ اَرْضِنِیْ بِقَضَائِکَ وَصَبِّرْنِیْ عَلٰی بَلَائِکَ وَاَوْزِعْنِیْ شُکْرَ نَعْمَائِکَ وَاَسْئَلُکَ تَمَامَ نِعْمَتِکَ وَدَوَامَ عَافِیَتِکَ وَالثَّبَاتَ عَلٰی مُحَبَّتِکَ (اے خدا! اپنی قضا پر راضی کر اور اپنی بلا پر صبر عنایت کر اور اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق عنایت کر اور ہمیشہ کی صحت اور تیری محبت پر ثابتی سے ہے) *

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر آواز عجیب غریب القا کی گئی۔ جس سے کہ آپ کا قلب مبارک اپنے اہل سے اچاٹ گیا۔ آپ غار حرا کی طرف نکلے۔ اور وہ طور سینا کا ایک ٹکڑا ہے۔ وحی کی ہوا کی مہک آئی۔ اس میں ایک غار تھی جس میں ایک عابد ابو کبشہ رہتے تھے۔ اس کی جگہ میں آکر اپنے رب کی عبادت کرنے لگے۔ آپ اسی حال میں تھے کہ خواب دیکھا۔ کہ جو اپنی صداقت میں صبح کے پھوٹنے کی طرح تھا۔ اچانک آواز آئی۔ یا محمدؐ یا محمدؐ۔ آپ آواز سن کر اپنے گھر کی طرف بھاگے۔ آپ نے فرمایا۔ زَمِّلُوْنِیْ دَثِّرُوْنِیْ

(مجھے کمل اڑھاؤ موٹا کپڑا ڈالو) میں ایک آواز سن رہا ہوں - کہا گیا - یا محمد اس کی تدبیر
کمل اوڑھنا اور موٹا کپڑا لینا نہیں ہے - وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ (اللہ اپنے امر کے
جاری کرنے پر زبردست ہے) یہ وہ قلب ہے جس کی مثال ایک گٹھلی کی ہے - جو ایسے مکان
میں بوئی گئی ہو کہ جس کی چار دیواریں بغیر چھت کے ہیں - سردی اور گرمی کے دونوں موسم
اس پر گذرتے ہیں - وہ بڑھتی ہے اور کوئی اس کو دیکھتا نہیں ہے - جب اسکی شاخیں
ظاہر ہوئیں اور تنہ مضبوط ہوا - اور خوب بلند ہو کر پھل لگا - اور پکا تو لوگوں نے پھل
اُٹھا لیا - مگر درخت پر دسترس نہیں ہے - یہی حال دل کا ہے - جب چاہتا ہے تو اس کو
مشہور کر دیتا ہے ولایت باطن ہے چھپی ہوئی چیز ہے ولایت کی مثال بادشاہی فراش
کی سی ہے - کہ سوائے وقت بادشاہ کے سوار ہونے کے باقی تمام وقتوں میں حاضر رہتا ہے -
اللہ تعالیٰ سے سوائے امن کھانے اور پینے اور لباس کے کچھ نہ مانگ - اس سے نہ بھاگ -
اور ان چیزوں کی طلب کے لئے اس کی عبادت نہ کر - رحمت کے ساتھ کس چیز کا عمل کریگا
پھر آپ نے فرمایا - اَغْنِنَا عَنْ غَیْرِکَ لَا تَشْغَلْنَا بِغَیْرِکَ (اپنے ساتھ غیر سے غنی کر -
اور غیر کے ساتھ مشغول نہ کر) آپ نے نہایت غضبناک اور غصیلے چہرے سے ارشاد فرمایا
اَیْشٍ ھٰذَا (یہ کیا چیز ہے) پھر اپنے چہرے کو ڈھانپا اور چیخ مار کر کھڑے ہوئے پھر
بیٹھے اور کھڑے ہوئے اور فرمایا وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ (تھوڑے وقت کے
بعد تمہیں اس کی خبر معلوم ہوگی) اللہ والے! اللہ سے طلب کرنے کو برا جانتے ہیں تاکہ
ان کی طرف حرص کی نسبت نہ ہو تسلیم اور توکل کے تارک نہیں شوق کے ساتھ ان کے قدم
جلد اٹھتے ہیں - جب دنیا میں زہد کریگا تو اس کا خرچ کرنا تجھ پر آسان ہوگا - اولیاء اللہ
کے خاص احوال ہیں - ابدال ابدالیت پر قائم نہیں رہ سکتا ہے یہاں تک کہ مخلوق کے
بوجھ اپنی پشت پر نہ اٹھائے - اور اللہ تعالےٰ اس پر سے اٹھائے - کیونکہ وہ اس کے
سامنے سے ٹلتا نہیں ہے - بظاہر بوجھ اس پر ہے - اور در اصل رحمت کے ہاتھ پر ہے -
تم پر تصدیق اور دلوں سے تہمت دور کرنی ضروری ہے ◆

رات کا اٹھنا دشوار ہے مگر دل کی پیاس رات کی عبادت سے جاتی ہے

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ (بے شک رات کا اٹھنا نہایت سخت ہے) یہ سونے کے بعد مخلوق اور حرص اور عادت اور ہوس اور ارادے کی نیند کے بعد ہے۔ قلب کا طعام اور شراب یعنی اللہ کے ساتھ مناجات باقی رہتی ہے۔ اس کے سامنے قیام اور رکوع اور سجود میں رہتا ہے۔ کیا تم دنیا کے زاہد کو نہیں دیکھتے! زہد کیوں کیوں کرتا ہے۔ تاکہ دنیا حق کے شغل سے نہ روکے۔ اسی طرح آخرت میں زہد کرتا ہے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ سے نہ روکے۔ اس کی آرزو ہے کہ آخرت موجود نہ ہو۔ کیونکہ وہ شیریں اور ظاہر رحمت ہے۔ اس کا دل اور باطن کا چہرہ ہو جاتا ہے۔ جو کچھ دل میں ظاہر پڑا آتا ہے۔ وہ دنیا کی ہمیشگی چاہتا ہے کیونکہ اس میں اللہ کی عبادت خفیہ کرتا ہے۔ اور خفیہ ہی اللہ سے معاملہ کرتا ہے۔ تو حق تعالےٰ سے وحشت میں ہے۔ تیرا دل خلقت سے وحشت کب پکڑیگا۔ اور حق سے مانوس ہوگا۔ ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک یہاں تک کہ شہر سے شہر تک اور آسمان سے آسمان تک کوئی دروازہ اور آسمان نہ رہے۔ اور نفس پر قیامت قائم ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے نیکی اور بدی کے صحیفے پڑھے۔ اور بدیوں سے دوزخ میں گرنے کی توقع ہو۔ وہ اسی امید اور خوف میں ہو۔ کہ آگ میں گرے اور گذر نہ سکے۔ اللہ تعالےٰ اپنے لطف کے ساتھ اس کا تدارک کرے۔ اور دوزخ کی آگ کو اپنی رحمت کے پانی سے بجھائے۔ اور دوزخ پکارے کہ اے ایماندار گذر جا۔ تیرے نور نے میری بھڑک کو مدھم کر دیا ہے۔ اس پر عبور سہل ہوگا۔ اور تین ہزار سال کا رستہ ایک پل میں گذر جائیگا۔ یہاں تک کہ جب دار السلطنت کے قریب پہنچیگا۔ تو اپنے ارادے اور عقل اور محبت اور مالک کے شوق کی طرف رجوع کریگا۔ اور عرض کریگا لَا اَدْخُلُ اِلَّا مَعَ الْمَحْبُوْبِ (میں اندر نہ آؤنگا مگر محبوب کے ساتھ) کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ جو حمل ساقط شدہ بچہ ہوگا۔ جنت کے دروازے پر کھڑا ہوگا۔ اور عرض کریگا۔ کہ میں داخل نہ ہونگا۔

یہاں تک کہ میرے ماں باپ داخل ہوں۔ پڑوسی کہاں اشراف کہاں! داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو بوسہ نہ دے لے۔ اور محبوب کی طرف داخل ہوگا جب حال اس کے لئے کامل ہوگا۔ تو دنیا کی طرف قسمت کا لکھا پورا کرنے کیلئے واپس کیا جائیگا۔ تاکہ علم الٰہی میں تبدیلی اور منسوخی اور محو کو دخل نہ ہو۔ تیرا رب مخلوق سے فارغ ہے۔ کوئی نفس دنیا سے نہ نکلیگا یہاں تک کہ اپنے نصیب پورے کرلے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ ہی سے ڈرو اور حق تعالےٰ اچھی طرح طلب کرو۔ مخلوق سے نہ مانگو۔ اسباب حجاب ہیں۔ اور بادشاہ کے دروازے بند ہیں۔ جب اسباب سے اعراض کریگا۔ تو ایک دروازہ کھولیگا جس کو تو پہچان لیگا۔ باطن الباطن کا دروازہ آگے جاکر بند ہے۔ تیری قوت اور طاقت کے بغیر ہی کھلے گا۔ ایماندار اپنی عادت سے نکل کر اپنے رب کی طرف قصد کرتا ہے۔ وہ اسی حال میں ہوتا ہے اچانک وہ راستے میں آفات کے ہاتھ جان اور مال میں پڑ جاتا ہے اپنے گناہوں اور گستاخی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اپنے رب کی شرع کی حدود کے توڑنے کو یاد کرتا ہے۔ دعا سے مدد نہیں مانگتا۔ اور رب کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا ہے۔ بلکہ اپنے گناہوں کو یاد کرکے اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے۔ جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو قدر اور تسلیم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور دل سے سب کچھ سپرد خدا کرتا ہے۔ وہ اسی حال میں ہوتا ہے ناگاہ اس کو کھلا ہوا دروازہ نظر آتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لیے سبیل نکال دیتا ہے) اس کو آزماتا ہے۔ تاکہ دیکھے کہ کیسے عمل کرتا ہے۔ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ (اور ہم نے ان کو نیکیوں اور بدیوں سے آزمایا) بے شک فرزند آدم کا دل نیکی اور بدی عزت اور ذلت فقر اور غنا سے سیدھا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اللہ کی نعمتوں کا اقرار کرتا ہے اور وہ اقرار شکر ہے اور طاعت ہے۔ تو زبان اور اعضا حرکت نہیں کرتے ہیں اور بلا کے وقت صبر ہے۔ گناہوں اور جرموں کا اقرار کرتا ہے۔ یہاں تک کہ نیکی اور بدی کا قدم رک جاتا ہے۔ ناگاہ وہ بادشاہی دروازے میں ایک قدم شکر کا اور ایک قدم صبر کا اٹھاتا ہے۔ اور رہبر توفیق ربانی ہے۔ شاہی دروازے کو دیکھتا ہے۔ اور وہاں

دیکھتا ہے۔ مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ (جو آنکھ
نے دیکھا نہیں اور کانوں نے سنا نہیں اور نہ کبھی انسان کے دل پر اس کا خیال ہی گذرا ہے)
نیکیوں اور بدیوں کی نوبت جاتی رہتی ہے۔ اور اس کے عوض بات چیت اور ہمکلامی اور ہم صحبتی
آجاتی ہے۔ عراقی تو اس بات کو سمجھتا ہے۔ خراسان کے اونٹ! اَنادان! تیری اٹھک بیٹھک
بغیر اخلاص کے ہے۔ لوگوں کے لئے نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے۔ حالانکہ تیری
آنکھیں لوگوں کے طباقوں اور گھروں کے کھانوں پر ہیں۔ مخلوق سے خارج! صدیقوں
اور اللہ والوں کی صف سے جدا! کیا تو نہیں جانتا ہے۔ کہ میں تمہارا پڑا ہوں۔ پردہ پوش
ہوں اور پرکھنے والا ہوں۔ پوری کوشش کر۔ اپنا طباق (لالچ) میرے آگے سے
دور کر۔ مجھ پر اپنی تلوار صاف کر۔ تو کسی چیز پر نہیں ہے۔ نادان۔ میں تیری رسی کو بل
دیتا ہوں۔ اور ناصح شفیق ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ تو بے دین، ریاکار، دجال ہو کر نہ مرے
اور قبر میں تجھ پر منافقوں کا عذاب نہ ہو۔ جس بات پر ہے اس سے کوتاہی کر۔ اپنا لباس
اتار کر تقوے کا لباس پہن۔ تو عنقریب مرنے والا ہے۔ میرے اور تیرے درمیان
کوئی عداوت نہیں ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں عنقریب یاد کرے گا۔ صالح آدمی کی صورت
ہی اس کے حال سے خبر دیتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ (عارف الٰہی کی
زبان کند ہوتی ہے) اسی کے ساتھ بولتا اور اسی کے ساتھ غنی اور اسی کے ساتھ محتاج
ہے۔ میں اپنے بچپنے میں اپنے شہر میں سنا کرتا تھا۔ کوئی کہنے والا مجھے کہتا ہے۔
یَا مُبَارَكُ (اے برکت والے) تو میں اس آواز سے بھاگتا تھا۔ اور اب میں خلوت
میں سنتا ہوں۔ کہ کوئی کہنے والا مجھے کہتا ہے۔ اِنِّیْ اَرَاكَ بِخَیْرٍ (میں آپ کو بھلائی
کے ساتھ دیکھتا ہوں) اگر تو نجات چاہتا ہے۔ تو میری ملازمت میں رہ۔ اگر کسی انسان
کو مجھ سے بھاگتے دیکھو تو جان لو کہ وہ منافق ہے۔ ایماندار کون ہے؟ جب سر کی
آنکھیں بند کرے تو اس کے دل کی آنکھیں کھلیں۔ اور اللہ کا مقام اور اس کے تصرفات
کو مخلوق میں دیکھے جس چیز میں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب فرمایا
ہے۔ اِنِّی اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَبِكَلَامِیْ (میں نے تجھ کو لوگوں پر

اپنے مراسلوں اور کلام سے برگزیدہ کیا ہے) اور میں نے تجھ کو اپنے قریب کیا ہے تو ایک دن بکریاں چراتا تھا۔ اور ایک اُن میں سے بھاگ نکلی تھی۔ تو نے بھی اس کے پیچھے بھاگ کر اس کو پکڑ لیا۔ وہ بھی ماندہ ہوئی۔ اور تو بھی ماندہ ہوا۔ اور تو نے اس کو اپنے ساتھ ملا یا۔ اور اس کو کہا۔ کہ تو نے اپنے آپ کو اور مجھ کو مشقت میں ڈالا ⁂

محجوب کی دوا یہ ہے۔ کہ حجاب کے سبب میں نظر کرے۔ اور اس سے توبہ کرے۔ اور اس کے سامنے یقین لائے معصوم سب طرح سے محفوظ ہیں۔ ان کے لئے تکوین نہیں ہے۔ کیونکہ تکوین (تصرفات) راستے میں ہیں۔ کسی کام کا نہیں۔ یہاں تک کہ جنگل اور میدان خشکی اور تری کے اور مخلوق اور نفس کی خشکی اور بحر حکم اور بحر علم اور اُن کے ساحل کو طے نہ کرے۔ اللہ والوں کے لئے نہ رات ہے اور نہ دن ہے۔ ان کی خوراک بیماروں کی خوراک اور ان کی نیند ڈوبے ہوؤں کی نیند ہے۔ اور ان کی کلام ضرورت جس نے خدا کو پہچانا اس کی زبان کند ہوئی۔ لیکن جب چاہتا ہے اس کو مشہور کر دیتا ہے۔ بغیر اسباب۔ بغیر آلات۔ بغیر ترتیب۔ بغیر جہات۔ بغیر علت کے بولتا ہے۔ اس کی زبان اور انگلی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہاں پر نہ حجاب نہ فصیل اور نہ دروازہ اور نہ چوکیدار ہے۔ نہ اذان نہ اذن مانگنا اور نہ سلطنت اور نہ معزولی اور نہ شیطان اور نہ سلطان اور نہ دل اور جسم ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو آج کے دن نہ آیا وہ خسارے میں رہا۔ پہلا قدم نہ چلا۔ تو دوسرا کیا چلے گا۔ پہلا قدم ہے کہ وجود کے گھر سے نکلے۔ اور دوسرا قدم اس کی نعمت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے کہ جو سب جہانوں کا پروردگار ہے) اور اس کے دروازے پر ٹھیرنا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) اور اس کے دیدار کے وقت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (سجدہ کر اور قریب ہو) دیدار کے بعد اس کی نعمتوں کو غیر کی طرف نسبت نہ کر۔ تو مشرک ہے۔ تو اللہ کی نعمتوں کو بدلنے والا ہے۔ تیرے نفس کے لئے غیر اللہ کی نعمت نہیں ہے۔ اپنے زنار کو توڑ اور رجوع کر۔ تیرے ظاہر کا اعتبار نہیں ہے۔ یہاں تک کہ تیرا باطن توبہ نہ کرے۔ اور تیرا باطن رب ہی کے

ساتھ خالص ہو جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر وعظ

بیٹا! پیارے بیٹے! حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نبوت آئی۔ اور آپ نے اس کو کئی سال تک چھپا رکھا۔ اپنے پر پیچ و تاب کھاتی رہی۔ یہاں تک کہ آپ کو ارشاد ہوا۔ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (جو کچھ رب نے تیری طرف اُتارا ہے اس کو پہنچا دو) اور تو جو چیز دیکھتا ہے اور اس کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اگر تیرے گھر میں کوئی کپڑوں کی گٹھڑی گر پڑے۔ تو اپنا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھ سے خرید لو۔ شاید کہ وہ ہمسایوں کی عاریت یا امانت ہو۔ قلب کی اصلاح چار چیزوں سے ہوتی ہے پہلی تقوے میں نظر آتی ہے۔ دوسری عبادت کے لئے فراغت ہے۔ تیسری کرامت کی حفاظت ہے چوتھی جو چیز اللہ سے روکے اس کی ترک ہے۔ لیکن تقوے میں نظر کی تجھے خبر نہیں ہے۔ یہ کافی پرہیز اور اس کے سامنے ٹھیرنے اور دین کے لئے حفاظت کی دعا کرنے سے ہے۔ ایماندار اپنے کھانے اور پینے میں توقف کرتا ہے۔ اور کتاب اور سنّت سے اذن طلب کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اپنے مولے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے امر کے ساتھ امر۔ اور نہی کے ساتھ نہی اور علم کے ساتھ۔ اور مدد کے ساتھ مدد ہوتی ہے۔ مرنے سے پہلے اس کے ساتھ عہد کو جدید کر لو عنقریب دیکھیگا کہ جب غبار اجلا ہو گا۔ بے کارو! جاہلو! غافلو! وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعْدَ حِیْنٍ (تھوڑی دیر کے بعد تمہیں اس کی خبر لگ جائے گی)۔

سوال خیانت نفس مجاہدہ سے زیر کرو

نفس چونکہ خائن ہے اس کے فتوے پر کیسے قناعت کی جائے؟ حضرت غوث پاک رح نے جواب دیا۔ اس سے مجاہدہ کر۔ یہاں تک کہ مر جائے۔ پھر نئی زندگی سمجھ دار علم والا اور مطمئن ہو کر پائے۔ اس کی شہوتوں اور لذتوں کے دروازے کو بند کر۔ اس کی خواہشوں سے

روک۔ یہاں تک کہ جب بلا ہوجائے تو اس کی خواہشیں باطن کی طرف رجوع کریں۔ اور نفس سے مجاہدے کے ساتھ قلب ہوجائے ہا۔ اولیاء اللہ رات کے آنے اور عیال کے سونے کی تمنا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ مکلف ہیں عیال اور اسباب کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان کے دل اللہ کے ساتھ ساکن ہیں۔ اور ان کے اعضا اسباب میں حرکت کرتے ہیں۔ اگر بلا سے پہلے پرہیزگار ہوگا۔ تو بلا کے وقت اس کی طرف رجوع کریگا۔ اس کے سوا غیر کو دور کرنے والا نہ دیکھیگا۔ نیکی اور بدی نفع اور نقصان عزت اور ذلت غنا اور فقر سب کو اسی کے پاس سے نکلتے دیکھیگا ؂

اثر اشارہ چشم سے نفع رسانی اولیاء اللہ کی نظر توجہ

سوال۔ اس قول کے کیا معنے ہیں۔ اِنْ لَّمْ یَنْفَعْكَ لَحْظُہٗ لَمْ یَنْفَعْكَ وَعْظُہٗ (جس کی آنکھ کا اشارہ نفع نہ دے اُس کی وعظ بھی نفع نہ دیگی) ؟

حضرت رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اولیاء اللہ کی آنکھوں اور دلوں سے دنیا اور آخرت غائب ہے۔ وہ صرف اپنے رب کو دیکھتے ہیں۔ اگر تجھ پر نگاہ کرینگے تو نفع پہنچے گا۔ اگر ولی خشک زمین پر نظر کرے تو اللہ اس کو زندہ کرکے انگوری پیدا کردیتا ہے۔ اگر یہودی اور نصرانی پر نظر کرے تو اللہ ان کو ہدایت دے دیتا ہے۔ کسی سائل نے سوال کیا۔ کہ آپ اس لکڑی سے کہ جو کرسی کا مینار ہے کیوں معانقہ فرماتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا اس لئے کہ وہ مجھ سے قریب ہے۔ اور چیزوں کو دیکھ کر سخن چینی اور بدگوئی نہیں کرتی ہے۔ اس واسطے میں اس سے معانقہ کرتا ہوں۔ سائل نے عرض کی۔ کہ ہم آپ کے دل سے قریب ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی ایسا ہی تھا۔ اگر تم اللہ سے ڈرتے اور اسی کا خوف اور مراقبہ اور اسی کی طلب رکھتے۔ اور میں تمہارا خادم اور محب ہوتا۔ جب بندہ زہد کرے۔ اور رجوع کرے اور شرمسار ہو۔ تو اللہ اس پر رحمت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اور اپنا مقرب اور قریبی بنالیتا ہے۔ علم پر اطلاع کے لئے آنکھیں بند کی اس کو علم دکھایا۔ اور اس کو حسن ادب

کے باعث گمنامی اور لاغری اور شرمساری پر اطلاع دی۔ اللہ والے! اپنے اعضاء اور دلوں اور باطنوں اور خلوتوں کے ساتھ اللہ کے مکارم سے بولتے ہیں۔ یہی لوگ اس کے نزدیک پرہیزگار اور کریم ہیں۔ تمہارا معبود روپیہ اور اشرفی ہے۔ اگر جاتا رہے تو اس کی قیامت قایم ہو جاتی ہے۔ اور جماعت یا جمعہ کی نماز فوت ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں کرتا ہے۔ یا فاسق بدکار بیٹا مر جائے تو اس کی ماتمی بکثرت کرتا ہے۔ اور مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اُنس کرتا ہے۔ اور فرشتے جو اُس کے ساتھ ہیں اُن سے اُنس نہیں پکڑتا ہے۔ جب دل صفا ہوتا ہے تو فرشتوں سے اُنس حاصل کرتا ہے۔ اور خلوت میں اُن کے ساتھ بات چیت کرتا ہے۔ حق سے غائب! شرع اور دین سے غائب! نفس اور دنیا اور حرص کے ساتھ قائم! مخلوق کے عابد! حق کو بھلانے والے! اللہ کی ملاقات بالکل ضروری ہے۔ ابھی ملاقات کر۔ مخلوق اور نفس کو ترک کر۔ اور حق تعالےٰ سے امن میں ہو۔ اُس کے ذکر کے سوا باطل ہے اُس کے علم کے سوا بیکار ہے۔ اس کے غیر کے ساتھ معاملہ صرف خسارہ ہے۔ دنیا کے طالب بہت اور آخرت کے طالب تھوڑے اور مولیٰ کے طالب ان سے بھی تھوڑے ہیں۔ تو رات اور دن دنیا کے ساتھ ہے۔ کہ جو تجھ سے خدمت لیتی ہے اور تجھ کو کاٹتی ہے۔ اور ہم اس سے خدمت لیتے ہیں۔ اور اس میں الٹا پلٹی ہوتی ہے۔ یہ نصیب تو کیسا ہے! دنیا میں شرع اور علم کا ہاتھ ضروری ہے۔ جس چیز کا فتوےٰ دیں اُس کو حاصل کر اور جس چیز سے منع کریں اُس سے رک جا۔ اپنے رب سے مناجات کرنی کیا ہی اچھی ہے۔ ابھی خرید اور فروخت اور لقمے اور لینے اور دینے میں توقف کر۔ جو اللہ کے لئے اُسی کی طرف حرکت کر اور جو غیر کے لئے اس سے رک۔ جب محبت غالب ہو جاتی ہے تو دنیا اور آخرت اور لینے اور دینے اور قبول اور رد میں تمیز جاتی رہتی ہے۔ اُس کا دل محبت سے پُر ہو جاتا ہے۔ محبوب کی خیر اور شر برابر ہو جاتی ہے۔ اس کی سب جہتیں اور دروازے مساوی ہیں۔ محبت اُن سب کو جمع کرنے والی ہے۔ خبر اور مشاہدہ نفع اور نقصان ایک ہو جاتے ہیں۔ اُس کا دل ہمیشہ وجد میں رہتا ہے۔ کبھی اللہ کے ذکر جلالی اور کبھی اللہ کے ذکر جمالی سے وجد کرتا ہے۔ اس کا دل دہشت میں ہے۔ جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی ڈرتا ہے۔

جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آگ جس قدر آپ اس سے قریب ہوتے وہ دور ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ (تحقیق میں ہی تو اللہ ہوں) پر خاتمہ ہوا۔ یہی حال دل کا ہے۔ کہ قرب کے انوار دیکھتا ہے۔ جتنا آگے بڑھتا ہے۔ اتنا ہی وہ دور ہوتے ہیں۔ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتٰبُ اَجَلَہٗ (یہاں تک کہ کتاب اپنی اجل کو پہنچے) اس کی اجل یہ ہے کہ قدم ختم ہو جائیں۔ اور اس کی اجل یہ ہے کہ امر بدل جائے طالب سے مطلوب اور قاصد سے مقصود اور مرید سے مراد ہو جائے۔ حقانی جذبات میں سے ایک ہی جذبہ دونوں جہان کے عمل سے بہتر ہے۔ بندہ اس کو حرص اور خواہش اور عادت کے گھر سے نکل کر دیکھتا ہے خلقت کو رخصت اور شہوتوں کو ترک کر کے اسی کا طالب ہو کر اس حال میں کہ بار لئے والا ہو کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے۔ نہ خوراک نہ سواری نہ رفیق دن اور رات کو روزے اور نماز اور مجاہدے سے ایک کر دیتا ہے۔ وہ اسی حال میں ہوتا ہے۔ تو اچانک قرب کے دروازے پر اس کے لطف کی گود اور فضل کے دسترخوان پر اس کے سابقے کو دیکھتا ہوا پہنچ جاتا ہے۔ تو بلندی کو تہ خانے میں رہ کر چاہتا ہے اور جنت کو پسند کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے عمل نہیں کرتا ہے ٭

نفس کو مرغوب چیزوں سے باز رکھنے کی تاکید

بعض اولیاء اللہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اپنے نفس کو مرغوب چیزوں سے روکو اپنی عادت سے نہ کھاؤ۔ اور ایک لقمہ بھی اللہ کے فرمان کے سوا تناول نہ کر۔ اور نہ کوئی دوا پی۔ مگر اسی کے امر سے اس کا مزاج کتب طب کے علاوہ وہ بدل جائیگا۔ اللہ والوں کا بھی فتویٰ ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (اور وہی نیکوکاروں کا والی ہے) اس کا طبیب اس کے گھر میں محبوب ہے۔ اس کے کھانے اور پینے کا وہی والی ہے) اس کے بعد حضرت نے بڑی بھاری چیخ ماری اور کھڑے ہو گئے۔ گاہے اپنی طرف جھکتے اور گاہے بائیں طرف جھکتے۔ اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے۔ جن سے کہ تسلیم کا اشارہ فرماتے تھے آخر مجلس تک اسی طرح کرتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔

ہائے سوزش! ہائے تم پر مصیبت! پھر اپنے ہاتھ دعا کے لئے دراز کئے۔ اور دعا کے لئے بیٹھے اور کلام نہ کی۔ پھر لوٹے اور کھڑے ہوئے۔ اس حال میں کہ آپ کا چہرہ رنگ بدلتا تھا۔ گاہے زرد اور گاہے سُرخ ہوتا تھا۔ قلب جب دنیا سے اُٹھ جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے قرب کا مہمان ہو جائے۔ تو تمام مخلوق سے معصوم ہو جاتا ہے۔ عرش سے لیکر فرش تک گویا کہ مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی ہے۔ اور گویا کہ اللہ تعالےٰ نے کوئی چیز نہیں بنائی نہیں ہے اور اس کے سوا اور کوئی مخلوق ہے ہی نہیں ہے یعنی اس قلب کا صاحب ایک ایک ہی کے لئے ہے۔ صرف محب اور محبوب طالب اور مطلوب۔ ذاکر اور مذکور ہے۔ اور غیر کو نہیں دیکھتا ہے ؏

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی پیشینگوئی شہر پر بلا نازل ہونیکی نسبد بار

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے خبر آئی ہے کہ اس شہر پر بلا آنے والی ہے۔ پھر اہل شہر کے واسطے اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے دعا فرمائی۔ پھر آپ نے نہایت عاجزی سے فرمایا۔ میری حیات کی قسم! اس شہر میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو قتل اور رسوائی کے مستحق ہیں۔ لیکن ایک آنکھ کے بدلے ہزار آنکھوں کی عزت کی جاتی ہے نہیں ان کے ساتھ ہلاک کرتا ہے۔ اور ان کے گناہوں پر ہم سے مواخذہ کرتا ہے۔ ہم نے کیا عمل کیا ہے۔ آپ نے یہ نہایت غصے سے فرمایا۔ تو نے دوست اور دشمن کو قدر کی بھٹی میں گلا کر ایک ہی ڈلی بنا دیا ہے۔ معجزوں اور کرامتوں سے کوئی چیز طلب کر۔ تو نبیوں کے معجزات ہیں اور ولیوں کی کرامات میں مزاحمت نہ کر۔ اگر اس کا قرب اور صحبت چاہتا ہے تو اس کی صحبت میں کھانے کو لقمہ اور پہننے کو لباس ملے گا۔ ان چیزوں کی تمنا حجاب ہے۔ اور آنے کے بعد ان کا ذکر کرنا بھی حجاب ہے۔ جب ان کے ساتھ اولیاء اللہ حق تعالےٰ کی طرف چلتے ہیں۔ تو جن اور انسان اور فرشتے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ جہاں گرتے ہیں اُٹھاتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پہنچ جاتے ہیں۔ اور اُن سے دنیا اور وجود کا شغل دور ہو جاتا ہے وہاں پر اُن کی خدمت لطف اور ناز

کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان کو قرب کے دروازے کی طرف داخل ہونے کا اذن ملتا ہے۔ تو ان کو جلانے کی آفتیں صدمہ پہنچاتی ہیں۔ تا کہ ان کے نفس اور باقی وجود گل ہو جائیں۔ ان سے فتوحات ظاہری اور ظاہر کا طعام اور لباس اور عافیت رک جاتی ہے۔ صرف خالی دل صاف باطن کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ ان کے لئے فضل کا طعام اور انس کی شراب اور کرامت کا تاج اور احسان کا لباس آگے بڑھتا ہے اور علم لدنی اور حکمت کا تناول کرتے ہیں۔ پھر ان کو بادشاہ ان کے نام اور گذشتہ اور آئندہ کی نعمتیں بتا دیتا ہے۔ ان سب کے باعث ان کی سکونت ہے۔ اور مخلوق کی ہدایت اور اصلاح اور رہبری اور سفارت کے لئے وجود کی طرف واپس کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کے دل تکوین سے اور ان کی زبانیں سوال سے مع قبولیت کے قرار پکڑتی ہیں۔ یہ زمانے کا آخر ہے۔ نفاق کا زمانہ ہے۔ اس میں خود پسندی اور کفر دائمی ہے غرور تجھے اللہ کی آنکھ سے گرائے گا۔ یہ دونوں راستے میں ضدیں اور ایک دوسرے سے حجاب ہے۔ اگر کوئی سائل سوال کرے کہ نفاق کیا چیز ہے تا کہ ہم اس سے بچیں۔ اس کو جواب دو کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلْمُنَافِقُ اِذَا وَعَدَ خَلَفَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (منافق کی شناخت یہ ہے کہ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔ جب بات کرے جھوٹ بولے اگر امانت رکھو تو خیانت کرے) ایماندار کے واسطے نہ لباس اور نہ طعام اور نہ نکاح اور نہ خوشی اور نہ امن اور نہ قرار ہے یہاں تک کہ اپنی جگہ اور لقب کو دیکھ اور سن لے۔ اور اپنی سابقے اور نام کو خلعت میں نہ دیکھ لے۔ قدر الٰہی پر جنگلوں اور میدانوں میں سوتا ہے اور فرشتے اس کا حال دیکھتے اور لقب سنتے ہیں۔ اور فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ تو ایک دوسرے کو جواب دیتا ہے کہ یہ فلاں محبوب صدیق چالیس میں سے یا سات میں سے یا تین میں سے ایک ہے اس کے لئے ایسا اور ایسا ہے۔ اور قدر اس کو داہنے اور بائیں پلٹتی ہے۔ اور قدر ہی اس کو ملٹتی اور لقمہ دیتی ہے۔ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ (اور ان کے پیچھے اللہ تعالے احاطہ کرنے والا ہے) اس کے پاس دل کی جانب سے

بات آتی ہے۔ اس کو کہا جاتا ہے کہ اپنے گھر کی طرف رجوع کر۔ اپنے خزانے کی حفاظت کر۔ اپنے آپ کو چھپا۔ اس کو ایسا بنا لے کہ گویا سو رہا ہے۔ تیرا دل اور باطن بلند ہوتا ہے۔ حکم کی کتاب میں بیٹھ اور پھر علم کی کتاب میں سو تا رہ۔ تاکہ تیرا بچپن دور ہو اور منزل کو پہنچے۔ اب تجھے اللہ تعالیٰ ہی کھلائیگا اور پہنائیگا۔ تو بھی یہ حال چاہتا ہے حالانکہ تو حرص اور شہوت اور خواہش سے پُر ہے۔ جب نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اپنے دل کے وسوسے کے ساتھ تو بیچتا اور خریدتا اور کھاتا اور نکاح کرتا ہے۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ اس کا علاج کیا ہے۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ اپنے لقمے کو حرام اور مشتبہ سے صاف رکھو۔ اور دوسرا علاج یہ ہے کہ نفس جو منع چیزوں کا امر کرتا ہے ان میں اس کی مخالفت کرو۔ جب بندہ ایک کلمہ سے گھبراتا اور بے قرار ہوتا ہے کہ جو اس کے دل میں القا کیا گیا ہے تو اس کلمہ کے ساتھ دوسرا کلمہ ملایا جاتا ہے تو اس کی بیقراری اور گھبراہٹ کم ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک تیسرا کلمہ ملایا جاتا ہے کہ جس سے بیقراری دور ہوتی ہے اور سکون اور آرام آجاتا ہے۔ اس کے اطمینان اور سکون کے لئے پتھر اور مٹی کے ڈھیلے راستے میں مخاطب کرتے ہیں۔ اور اس کو اللہ کا ولی! اور اللہ کی مراد! اور اللہ کا حبیب! اور اللہ کا مقرب! کہتے ہیں ٭

ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ جناب میرے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا مانگی۔ اے خدا! مجھ کو مخلوق سے اپنے لئے غنی کر۔ اور اس کو اپنے ذکر کے ساتھ سوال سے غنی کر۔ جب مخلوق سے غنی ہوگا۔ تو حق تعالےٰ کے دروازے کو لازم پکڑیگا۔ اور اللہ اُس کو اپنے قرب کے ساتھ غنی کر دیگا جب اس کو اپنے قرب سے غنی کر دیگا۔ تو اُس کو اپنے سوال سے ذکر اور شکر میں مشغول کریگا۔ جب کھانے اور پینے سے جنگلوں میں رُکے گا۔ تو ایک چشمہ تیرے گھر میں پھوٹ نکلے گا۔ تجھ پر شیطان کا مضبوط ہتھیار مخلوق ہے۔ اپنے دل کو نیک کر پھر اپنے ظاہر کو شغل پورا شغل مخلوق کے گھر میں ثابت رہنا ہے۔ نیک محب اپنے محبوب کی طلب میں نکلتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی طلب میں نکلے۔ آپ جس کو دیکھتے اسی عاشق

ہونے اور پیار کرتے۔ بر قعہ پہنا اور قید میں رہے۔ آپ کا مقصود حضرت یعقوب علیہ السلام تھے غیر نہ تھے۔ شعر۔

وَلَیْتَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ عَامِرٌ   وَبَیْنِیْ وَبَیْنَ الْعَالَمِیْنَ خَرَابٌ

ترجمہ۔ کاش کہ میرے اور تیرے درمیان آبادی ہو۔ اور میرے اور کل جہانوں کے درمیان ویرانگی ہوتی۔

حق تعالےٰ کی طرف بلانے والا آگیا۔ اپنے آپ سے مخلوق کی بنا توڑ ڈالو۔ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ (یہاں تک کہ کتاب اپنی اجل کو پہنچے) کسی مصرف کا نہیں یہاں تک کہ پانی تیرے رخسارے سے نہ گرے۔ یہاں تک کہ جنگل میں اُس کی عبادت کیلئے خلوت نہ کرے۔ تیرا باطن اس کے پاس اس کی قدرت کی کشتی میں ہو اس کو علم کے دریا میں بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا (اس کا جاری ہونا اور ٹھیرنا اللہ ہی کے نام پر ہے) کی تلقین ہو۔ اللہ والوں کی صحبت ڈر اور دہشت میں شیر کی صحبت کے مشابہ ہے۔ جو تیرے غیر کے ساتھ سیر ہوا تیرے ساتھ مشغول نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ غیر کے ساتھ مشغول ہے۔ اگر لوٹ کر اس کی طرف توجہ کریگا۔ تو تجھے پھاڑ ڈالے گا۔ صدیق کی صحبت بھی ایسی ہی ہے۔ کیونکہ وُہ بادشاہ کی صحبت میں ہیں +

اسی طرح ایک شخص حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے تھا۔ کہ جس پر قلب کے خطرے کی تہمت لگی تھی۔ کسی شخص نے حضرت جنید کو بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری بابت کیا کہتے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے! اُس نے کہا تم نے اپنے دل میں کلام کی! اُس نے کہا کہ ہاں۔ تم نے کیا کلام کی اُس نے کہا کہ میں نے ایسے اور ایسے کلام کی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر اُس نے دوسری مرتبہ کلام کی اور خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر اُس نے تیسری مرتبہ اپنے قلب کے ساتھ بات کی اور خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اُس نے عرض کی کہ اے شیخ میرے پاس حق کے سوا کچھ نہیں۔ آپ کے پاس جو کچھ ہے اُس کے ساتھ غور کریں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے سب مرتبہ سچ کہا۔ لیکن مَیں نے چاہا کہ تمہارے دل اور اس کے ثبات کو آزماؤں۔ اللہ والوں کے دل اس کے ارادے کی نہریں اور اس کے علم کے خزانے ہیں

اس کے باطن کا سینہ قدر کے میدان میں تدبر کا خزانہ ہے جب ان کے اسرار قدر کے گھر کے گوشوں میں دورہ کرتے ہیں۔ تو علوم اور اسرار کو جمع کر لیتے ہیں۔ کندہ ناتراش سے کیا بنایا جائیگا۔ بے معنی صوت کو کیا کیا جائے۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ (گونگے بہرے اندھے بے سمجھ ہیں)

حکایت ایک شخص کی جو قصے لکھا کرتا تھا

ایک شخص نے تین سو ساٹھ قصے لکھے۔ اور ہر روز ایک قصہ شہر کے رئیس کی طرف بھیجتا اور قبول نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ اخیر کا اس کے حسب مراد نکل آیا۔ اور تو چند دن اور چند راتیں سوال کرکے بھول جاتا ہے۔ اور مخلوق کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس قصوں والے شخص کو کیوں نہیں یاد کرتا ہے۔ جب تک مخلوق کے ساتھ ہے ہرگز نجات نہ پائیگا۔ مخلوق سے حق کی طرف رجوع کر اور تیرا وقوف قرب کے دروازے کی دہلیز پر ہو۔ اور تجھ کو قرب اور محبت کا ہاتھ کھینچے۔ اور تو اس گھر کا بیٹھنے والا ہو جائے۔ یہاں تک کہ جب تو ان مہربانیوں اور مکانوں کو دیکھے تو تجھے ہر طرف سے خوشی معلوم ہو۔ اور تیرا بازو قوی ہو کر اس مکان کی بلندیوں کی طرف پرواز کرے۔ یہ بلندیاں تیرے لئے برج بن جائیں۔ اگر گرے بھی تو گھر کے صحن میں گرے۔ گھر والے کی سامنے پلٹنیں کھائے۔ اور تیری دعا قبول ہو گی۔ اگر مخلوق کا نفع چاہتا ہے تو اس طرح کر اور خالی بکواس نہ کر۔ حضرت غوث پاک رح کی مراد اس سے وہ کلام ہے کہ جو وعظ لوگوں کو سناتے ہیں۔ نماز غیر سے جدا کر کے اللہ کے ساتھ ملانے والی ہے جسم و مکانوں میں منقسم نہیں ہو سکتا ہے۔ اللہ والوں کی یہ نماز ہے کہ مخلوق سے جدا ہو کر خالق سے ملجائے۔ اور عابدوں کی نماز یہ ہے کہ جنت دل کے داہنے ہو اور دوزخ بائیں ہو اور پلصراط سامنے ہو۔ اور رب کو اس پر اطلاع ہو۔ اور لیکن محبوں کی نماز یہ ہے کہ مخلوق سے جدا ہو اور اللہ سے ملجائے۔ تیرے نفس کے صدق طلب کی علامت طعام ہے۔ اگر تو اپنے باطن سے چیخنے والے کی آواز سنے۔ جیسے جوڑے

بولتے ہیں۔ اس وقت نفس کو اتنا کھانا پہنچا کہ جس سے قائم ہو جائے۔ اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (اس کی نیکی اور بدی کا اس کو الہام کر دیا ہے) هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ (وہی ہنساتا اور رلاتا ہے) ان آیتوں پر عمل نہ کر۔ مگر بعد داخل ہونے کے قلب کے اپنے بادشاہ پر۔ اس وقت فعل اور الہام الٰہی آئیگا۔ اور پہلے داخل ہونے کے آنے والا جو باطن پر الہام شیطان کا اور الہام طبع کا اور الہام نفس کا اور الہام فرشتے کا آئے۔ اس میں فرق کریگا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہے۔ تو ہمتوں کے سکون اور لوگوں کے سونے کے وقت وضو اچھی طرح سے کر۔ پھر نماز پر متوجہ ہو۔ تیری پاکی کے ساتھ نماز کا دروازہ اور تیری نماز کے ساتھ تیرے رب کا دروازہ کھل جائیگا۔ پھر فارغ ہو کر اس سے سوال کر۔ کہ اپنے رہبر اور مخبر اور اپنے برگزیدہ خلیفے اور نائب کی صحبت عنایت کرے۔ اللہ کی ذات کریم ہے تیرے گمان کو محروم نہ کریگا۔ بے شک تیرے قلب کو الہام کریگا۔ اور تیرے باطن کو خبر دیگا اور ظاہر کر دیگا۔ دروازے کھل جائینگے۔ اور تیرے لئے رستہ روشن ہو جائیگا۔ مَنْ طَلَبَ وَجَدَ وَجَدَ (جس نے طلب کی اور کوشش کی اور وہ کامیاب ہوا) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (اور جن لوگوں نے ہماری طلب میں کوشش کی ہم ان پر کبھی راستوں سے ہدایت کرتے ہیں) خرابی تجھ میں ہے اس کے کلام ہی نہیں جب تیرے قلب کے پاس سب طرفیں پاک ہو جائیں۔ اور ایک کے مقرر کرنے پر امر غالب ہو جائے۔ تو اسی کا بالکل امادہ کر لے۔ اللہ والے کا ساتھ سانپوں اور درندوں کے ساتھ کے مشابہ ہے۔ اس کی تنگدستی اور نسب کے نقصان اور حال کی خرابی اور اس کی پراگندگی اور عبادت کے قصور کی طرف دیکھ۔ کیونکہ معنی اس کے باطن میں ظاہر اور جسم میں نہیں ہیں۔ اور نہ اس کے چہرے پہ ہیں۔ اس کی کلام اور حال کو ظاہر نہ کرے۔ اپنے رب سے اس کے فائدے کا انتظار کر۔ وہ کاتب ہے۔ اور امر غیب کے لئے ہے۔ وہ سفیر اور اشارہ کیا گیا ہے۔ اور طباق دوسرے کے لئے ہے۔ وہ بیان کرنے والا ہے اور عبارت دوسرے کی ہے۔ جو کچھ اللہ اس کی زبان

پر کھولے اُس کو قبول کر۔ اس کی آنکھ کے اشارے سے نہ نکل۔ اور نہ کبھی اس کی حد کو توڑ۔ اس حال میں کہ گردن کو جھکانے والا اور خوف کرنے والا اور ڈرنے والا رہ اور اس کے حال اور قول اور فعل میں تہمت نہ رکھ۔ ہر ایک عاقل سے اُس کو افضل سمجھ اور اپنے دل کے ساتھ اس کے پاس رب کے نزدیک ہو نہ غیر کی طرف۔ وہ میوہ کھانے والا ہے اس کو کھانا نہ دے۔ کلام کرنے والا ہے اُس کو جواب نہ دے۔ ہماری طبیعتیں چوپائیوں کی طبیعتوں پر ہیں۔ لیکن عقل اور شرع اور علم اور معرفت اور قرب اور طاعت تمیز کراتے ہیں۔ اور اصل ایک ہی ہے۔ جب وہ علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور میت پر سے گذریں تو اس کو زندہ کر دیتے ہیں۔ اور گنہگار کو پاک کر دیتے ہیں۔ اس کے گھر میں طباق دوسرے کے لئے آتے ہیں۔ خراج کے وصول کرنے میں کوشش کرتا ہے جب وصول ہو جاتا ہے۔ تو بادشاہ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس کے پاس کچکول ہے۔ مخلوق سے لیتا ہے اپنے لئے نہیں۔ جب اللہ تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو تجھے بیدار کر دیتا ہے۔ اور تیرے نفس کے عیب بتا دیتا ہے۔ تمہارا عالم جاہل ہے جھوٹا ہے۔ تمہارا مذہب راغب ہے۔ اپنے دین کے ساتھ نہ کھا۔ دین کے ساتھ آخرت کھائی جاتی ہے ÷

تفسیر آیۂ ادعوا ربکم

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (اپنے رب کو عاجزی اور آہستگی سے پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے) اس آیت کو ظاہر پر حمل کیا۔ اور فرمایا کہ حد سے بڑھنے والا وہ ہے کہ جو غیر سے طلب کرے۔ اور غیر اللہ سے سوال کرے ÷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اپنے دوستوں کو فرمایا کرتے تھے۔ تم سے میرے دل کی روشنی ہے۔ جو شخص اللہ کے لئے سُننے اور میرے کلام سے فائدہ اُٹھائے تو روشنی ہے ورنہ میرے پاس حاضر نہ ہو کیونکہ مکدر ہو گا ÷

جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے نکلے۔ اور آپ کے مویشی اور خدمتگار بکثرت ہوئے۔ تو آپ نے ایک عمارت ملک شام میں بہت سے دروازوں والی بنائی۔ اسی جگہ آپ قیمت اور دعائے قوم سے فارغ ہو کر گوشہ نشین ہوئے۔ اس کو بعد تربیت اختیار کیا۔ خلت کیا ہے؟ صحبت ہے۔ اور محبت وصل ہے +

سوال۔ قال اور حال پر بحث اور غوث اعظم رح کی تصریح

قال کی پیروی کی جائے یا حال کی؟ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ قال کی تابعداری عام لوگ کرتے ہیں۔ اور حال کی تابعداری خاص لوگ اہل کرتے ہیں۔ تو کون ہے؟ اپنی مرض دکھا۔ میں تجھے تیرے حال پر بٹھاؤں اور تیرے مرض کی سختی بتاؤں۔ اور اس کا علاج کر دوں +

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عادت سے تھا۔ کہ مریضوں کی آپ بیمار پرسی فرماتے تھے۔ اور ہم اس بات سے روکے گئے ہیں۔ ولیکن ہم اپنی ہمت سے تندرستوں کو پوچھتے ہیں۔ تمہارے گھروں کی طرف چلنے سے ہمارے پاؤں روکے گئے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ تمہارے مال لینے سے منع کئے گئے ہیں۔ ہم حیثیت حال اور قدر سے امر کئے گئے ہیں +

اور نیز حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا جائز ہے کہ ایک شخص مرے اور اپنی اولاد میں سے دس مردوں کو چھوڑے۔ اور ایک ہی درجے میں سب اس کے ساتھ نیکی کرنے والے ہیں۔ اس کے ترک کو انہوں نے برابر تقسیم کر لیا۔ اور ایک لڑکے پر باپ کا دل تھا اور اس کی تمنا تھی کہ سب ترکے کا وہ اکیلا ہی وارث بنے۔ اتفاقاً ایک ایک کے مرنے کی تقدیر آئی۔ اور وہی ایک باقی رہ گیا۔ جو سب کے مال پر قابض ہوا۔ قضا اور قدر جمع ہو گئیں۔ کیا اس میں کچھ عیب ہے۔ یہیں تک والسلام +

استعاذہ از شر نفس

اے خدا! ہم سے نفس اور خواہشوں اور عادتوں کو روک۔ میں کہتا ہوں۔ کہ میں اس دریا سے ڈرتا ہوں۔ حالانکہ تو اس دریا میں تیر رہا ہے۔ اور خوف اس کی ضد ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ (اللہ کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں) انہیں علم ہوا تو ڈرے۔ میں نے چیز کے ضرر کو جان لیا۔ لہٰذا میں اس سے ڈرتا اور خوف کرتا ہوں۔ موت کا تیرے لئے آنا ضروری ہے! اس کے لئے عمل کر۔ آدمی تیرے گھر کی چھت نہیں۔ اور نہ کنبے کے لئے آٹا۔ نہ اونی کپڑا۔ اور نہ موٹا کپڑا۔ جاڑا آیا۔ لہٰذا تیاری کر۔ امیر آیا۔ یا پیادہ چل۔ موت کا درندہ آیا خوف کر۔ نماز میں تیرے قول کے کیا معنی ہیں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) تیری ہی اطاعت کرتے ہیں اور تیری ہی توحید بیان کرتے ہیں۔ تو نے اللہ کو ایک کب جانا۔ تو نے عمل کو کب اخلاص سے کیا۔ تو نے مخلوق اور ریا اور نفاق اور بری صحبت میں کب زہد کیا۔ تو اللہ کے لئے ذلیل کب ہوا۔ ذلت دل اور خلوت کے اعتبار سے ہے۔ جب نفس کی شہوت حق کے دیدار کے ساتھ جمع ہو۔ تو دیدار سے حیا کر اور نفس کی شہوت کو ترک کر۔ تو اپنی خلوت میں شدت شہوت کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی انگلیاں کاٹتے کب دیکھے گا۔ اپنی عصمت کو کب دیکھے گا؟ یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کی عصمت ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام اس عورت کے ساتھ جمع ہوئے۔ تو غیرت الٰہی آئی اور پشت پھیر کر بھاگے۔ کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْہُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (اس طرح کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو دور کریں۔ کیونکہ وہ ہمارے خالص بندوں میں سے ہے) تیری حالت حضرت یوسف علیہ السلام کی حالت کی طرف کب بدلے گی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے گھر میں اور اس کی گود میں عصمت پر مکلف ہوئے اور قید میں اپنے رب کے موافق ہوئے۔ آپ کو خلوت میں عصمت عنایت فرمائی۔ اللہ کے بندو! مریدو! اس طرح کے

ہو جاؤ - اور حضرت یوسف صدیق کی حالت کو طلب کرو - توکل کیا ہے؟ اسباب کو کاٹنا اور سب کی ترک ہے - قلب جب پلٹا کھاتا ہے - تو فرشتہ بن جاتا ہے سنتا ہے جو کچھ کہ فرشتہ سنتا ہے - پہچانتا ہے جو کچھ کہ فرشتہ پہچانتا ہے - پھر بڑھتا ہے کہ فرشتے کے بھی اوپر ہو جاتا ہے +

حضرت موسیٰ علیہ السلام واقعۂ طور

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ارشاد فرمایا آپ کے باطن الباطن نے جس وقت طور کی طرف سے آگ کے ساتھ انس کیا تو اہل کو چھوڑ دیا - کیا چیز دیکھی؟ آپ کی سر کی آنکھ نے آگ دیکھی - اور دل کی آنکھ نے نور دیکھا - سر کی آنکھ نے مخلوق دیکھی اور دل کی آنکھ نے حق کو دیکھا - قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (اپنے اہل سے کہا کہ ٹھیرو میں نے آگ کو دیکھا ہے) جس نے آپ کے دل کو جذب کر لیا - اور آپ کے ہاتھ سے بیوی اور بچے میں زہد کرایا - اپنے اہل سے کہا کہ ٹھیرو - ایک آواز بلند آئی - قدر کے ابابیل آئے - اولیاء اللہ کو ان کے اہل اور اولاد سے دور کر دیا ہے - حکم! ثابت ہو - اللہ کے راز والے علم! آگے بڑھ نفس! ثابت قدم رہ - قلب اور باطن تم دونوں قبول کرو - خسارے میں ہے کہ جس نے یہ معلوم نہ کیا اور نہ اس امر سے محبت کی - اور نہ اس پر ایمان لایا - اس کے لئے خسارہ ہے! اس کا حجاب بنے! اس کا عذاب ہے! لَعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ (امید ہے کہ میں اس سے تمہارے پاس خبر لاؤنگا) اپنی جگہ پر ٹھیرو تا کہ میں تمہارے پاس راستے کی خبر لاؤں - کیونکہ آپ راستہ بھول گئے تھے اس کے نشان گم ہو گئے تھے - آپ کے باطن نقیبوں کا سردار حاضر ہوا - اور اس سے پہلے کبھی حاضر نہ ہوا تھا - آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا - لَیْتَكَ لَمْ تُخْلَقْ وَاِذْ خُلِقْتَ عَلِمْتَ لِمَ خُلِقْتَ لَهٗ (کاش کہ تو پیدا نہ کیا جاتا اور جب پیدا ہوا تو جانتا کہ کیوں پیدا کیا ہے) سونے والو بیدار ہو - کیونکہ سیل (رو) نے تجھ کو آگے سے گھیر لیا ہے - قیامت کے دن پکارا جائیگا - تیری کتاب کیا ہے - تیرا معلم کون ہے!

تیرا دعوت دینے والا کون ہے! تیرا نبی کون ہے! تیرے لئے کوئی نسبت نہیں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک اہل تقوٰے کی نسبت صحیح ہے۔ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ آپ کی آل کون ہے حضور نے ارشاد فرمایا۔ کُلّ تَقِیٍّ اٰلِ مُحَمَّدٍ (ہر ایک پرہیزگار محمد کی آل ہے)، تو خاموش رہ تجھے عقل نہیں ہے۔ تیرا گھر دریائے دجلہ کے کنارے ہے اور تو پیاسا مرتا ہے۔ رحمان تک پہنچنے میں دو قدم ہیں۔ ایک نفس دوسرا مخلوق ہے۔ اور تیرے لئے مرید دو قدم ہیں۔ تو یہی دنیا اور آخرت میں واصل حق ہے اگر نجات چاہتا ہے۔ تو میری کلام کے ہتھوڑوں پر صبر کر۔ جب میرا جذبہ مجھ کو پکڑیگا تو تجھے نہ دیکھوں گا جب میرے باطن اور اخلاص کی طبع جوش میں آئے گی۔ تو تیرا چہرہ نہ دیکھونگا۔ میں تیرے دل کی میل دور کر کے اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ اور تیرے گھر کو جلنے سے بچاتا ہوں۔ اور تیرے حرم کی حفاظت کرتا ہوں۔ آنکھیں کھول اور دیکھ کہ تیرے سامنے کیا ہے۔ مواخذے اور عذاب کے لشکر آگئے ہیں۔ احمق! تجھ پر افسوس! تو تھوڑی دیر کے بعد مردہ ہے۔ جس چیز میں تو ہے وہ دور اور جدا ہونے والی ہے۔ یہ اپنے بچے اور مکان اور بیوی کو چھوڑیگا۔ اور مٹی اور قبر اور عذاب کے فرشتوں یا رحمت کے فرشتوں سے ملیگا۔ مسافر! دور ہونے والے! بدلنے والے! مانگ کر لینے والے! پاک ہے وہ ذات کہ جس نے تم پر احسان کیا ہے۔ عاجزو! تم نہیں دیکھتے ہو۔ بدبخت! تو میرے پاس سال میں ایک بار یا مہینہ میں ایک بار بغیر ذرہ اور جلے کے نہ آ سکتا چیز کے ساتھ چیز کو حاصل کرلے۔ اور قیامت کے دن ہزار در ہزار چیزیں ملیں گی۔ میں تیرے بوجھ اٹھا رہا ہوں۔ تجھے ڈر ہے کہ میں اپنے بوجھ اٹھانے کی تجھے تکلیف دونگا۔ میرے لئے صرف اللہ کافی ہے۔ تو ہزار سال کا سفر کرے گا۔ تو مجھ سے ایک کلمہ سُنیگا۔ اب کیسا ہے کہ میرے اور تیرے درمیان چند قدم ہیں تو سُست۔ تو جاہل۔ تو بخیل ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ تو نے کچھ دیا ہے۔ تیرے مثل دنیا نے بہت لوگ موٹے کئے۔ اور کھالئے۔ مرتبہ اور نہایت کے ساتھ موٹے کئے اور پھر ہڑپ کر گئی۔ اگر ہم دنیا میں خیر کو دیکھتے تو ہم سے آگے نہ بڑھ سکتا۔ اَلَا اِلَی اللّٰہِ

تَصِيْرُ الْأُمُوْرُ (خبردار! سب امور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں) جس چیز میں ہم ہیں سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ جب آپ کرسی سے اُترے کسی شاگرد نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ نے اس شخص کی نصیحت میں اور کلام کی سختی میں مبالغہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے کلام نے اگر اس میں اثر کیا تو پھر بھی آئیگا وہ شخص ہمیشہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتا رہا۔ اور مجلس کے وقت کے علاوہ بھی آپ کے پاس آتا رہا۔ اور آپ کے سامنے نہایت تواضع اور حسنِ ادب سے بیٹھا کرتا تھا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے۔ اور مرحوم کو بخشے۔ اے خدا! صبر اور معافی اے خدا! ہماری مدد کر ❊

جب تو مخلوق میں سے کسی کے سامنے اُس کے ہاتھ کی چیز کی طلب کے لئے ٹھیرے تو اللہ تجھ پر غضبناک ہوتا ہے۔ جو شخص غنی کے آگے جُھکا۔ اس کے ہاتھوں کی چیز کیلئے تو اس کے ہاتھوں کی چیز کے لئے تو اس کے دین کی دو تہائی ⅔ جاتی رہتی ہے۔ تو مخلوق سے طلب کا عادی ہو گیا ہے۔ تو اسی حال پر اللہ سے ملاقات کریگا ❊

مَیں نے ایک شخص کو شہر رحبہ میں دیکھا۔ کہ لوگوں سے بھیک مانگتا تھا۔ حالانکہ اس نے ایک جبہ ریشمی پچیس اشرفی کو بیچا تھا۔ مَیں بھی اس کے پیچھے ہو لیا۔ آگے ایک شخص حلوا کھا رہا تھا۔ اس کے پاس جا کھڑا ہُوا۔ اور اپنی جگہ سے نوالہ لئے بغیر نہ ہلا۔ مَیں نے اس سے کہا کہ تو نے اتنے اور اتنے کو جبہ نہیں بیچا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا تمہارے باعث میں اپنا روزگار چھوڑ دوں؟ ❊

ولایت کی نہایت

جو شخص ولایت کی نہایت کو پہنچا وہ قطب ہو جاتا ہے۔ سب مخلوق کے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے۔ ولیکن سب مخلوق کی مانند اس کے داہنے ہاتھ عنایت ہوتے ہیں تاکہ جو چیزیں اُٹھانی ہیں ان کے اٹھانے میں قوت حاصل کرے۔ میرے قمیص اور چادر کو نہ دیکھ یہ مرنے کے بعد کا لباس ہے۔ یہ کفن ہے۔ اور میت کا کفن عمدہ ہوتا ہے

یہ پیرے صوف پہننے اور کھانے اور بھوک کی سختی کے بعد ہے۔ اہل بغداد مجھے تم سے علاوہ ایک اور شغل بھی ہے عقلمند ہو۔ اہل زمین اور اہل آسمان وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اور پیدا کرتا ہے کہ جس کا تمہیں علم نہیں ہے) یہ حال جلا کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ظاہر کی تصدیق باطن کرے۔ اور باطن کی تصدیق ظاہر کرے تو کسی کام کا نہیں ہے۔ تاوقتیکہ تیرے سب بتوں کا ایک ہی رب ہو جائے۔ تیری سب جہتوں کی ایک جہت اور ایک ہی محبوب ہو۔ تیرا دل ایک جان ہو جائے۔ جب تو خیمہ لگائے تو حق تعالےٰ قلب کے قریب ہو۔ تیرا قلب مجذوب اور باطن مقرب اور مخلوق سے نکل کر رب کی ملاقات کب کریگا۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنِ انْقَطَعَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ کَفَاہُ مُؤْنَتَہٗ وَمَنِ انْقَطَعَ اِلَی الدُّنْیَا وَکَلَہُ اللّٰہُ اِلَیْھَا تَخْرِقُ الْعَادَاتُ فِیْہِ (جو شخص سب طرفیں توڑ کر اللہ کا ہو رہا تو اللہ ہی اس کی مشقت کو کافی ہے۔ اور جو شخص صرف دنیا کا ہو رہا تو اللہ بھی اس کو دنیا کے سپرد کر دیگا۔ اس میں عادتوں کے خلاف کیا جائے گا)۔

اللہ کے پاس کی نعمتیں حاصل نہیں ہوتی ہیں۔ تاوقتیکہ اپنے دل کے ساتھ بالکل اسی کا ہو رہے۔ بطور حدیث قدسی اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا یُرِیْدُ بِہٖ غَیْرِیْ فَاِنَّا اَغْنَی الشُّرَکَآءِ ھُوَ لِشَرِیْکِیْ دُوْنِیْ (جس شخص نے کوئی عمل کیا اور اس سے میرے غیر کا ارادہ کیا میں اس دوسرے شریک سے غنی ہوں اور میرے لئے نہیں میرے شریک کے لئے ہے) ایماندار کی زمین اخلاص ہے اور عمل اس کی دیواریں ہیں۔ دیواریں بدلتی اور متغیر ہوتی ہیں۔ اور زمین اپنے حال پر قائم ہے۔ عمارت کی بنا تقوےٰ پر ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں سب علاقے توڑ کر اللہ کی طرف ہو گیا ہوں۔ اللہ میری مشقت کو کفایت کرنے والا نہ ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خلل تجھ میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (کیونکہ آپ خواہش سے نہیں بولتے ہیں) کیا تمہارے پاس

اللہ کی خبر ہے نہیں۔ بقسم بخدا! تم دنیا اور اس کی زینت کے عاشق ہو۔ اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہوتا تو ایک ذرے کی طلب میں حیلہ نہ کرتا۔ اپنے نفس کو قدر کے میدان میں پھینک دے۔ یہاں تک کہ جب کامیاب ہو جائے تو تیرے زینے کا سر قرب کے دروازے سے جا ملے گا۔ دنیا اور آخرت کی زینت سے بھی نہایت عمدہ چہرہ تیرا استقبال کریگا۔ تم دونوں کے درمیان محبت کامل ہو جائیگی۔ اور حجاب اور واسطے اُٹھ جائینگے۔ قدر کے میدان میں تو اُس کی فریاد سنے گا۔ کہ اپنی امانتیں سپرد کر اور میری خدمت اپنے لئے بھرپور حاصل کر۔ میں تجھ پر اور تیرے لئے یہاں قید میں ہوں۔ تیرا قرب اس کے قبول کرنے میں شفاعت کریگا۔ اب علم کا ہاتھ اس کی طرف دراز ہوگا۔ اور حکم کا ہاتھ بھی اس کی موافقت کریگا۔ لیکن شروع امر ہی میں اس حال کا خیال کرنا حرص اور عادات اور اپنے ارادے کی مخالفت سے پہلے اور ساتھ ہی گمان کرنا کہ میں مقرب اور محبوب ہوں یہ حسرت ہے جو تیری ملازمت کرتی ہے۔ اور محرومی ہے کہ تجھے دھوکا دیتی ہے اگر تو جان لیتا کہ دنیا تجھ سے الگ ہوگی۔ تو اس کا کبھی سوال نہ کرتا۔

جب تیرا باطن اللہ تعالےٰ کے ساتھ مہذب ہوگا۔ تو دنیا بھی تیرے لئے مہذب ہو جائیگی۔ دنیا کی شراب زہر ہے اور شیرینی ظاہر کرتی ہے اور تلخی کی طرف اُٹھتی ہے جب دل میں پہنچتی ہے اور اپنے بازو کے نیچے دبا لیتی ہے جھٹ زہر بن کر ذبح کر ڈالتی ہے۔ پہلے بزرگ گوشہ نشینی سے پہلے خطرات میں تمیز کیا کرتے تھے۔ نفس اور شیطان اور قلب کے خطرات میں بے تمیز! تو کس طرح حق کی طرف منقطع ہوگا شیطان کا خطرہ گناہوں اور لغزشوں کے ساتھ ہے۔ یعنے اصل میں کفر اور فرع میں نافرمانی ہے۔ اور فرشتے کا خطرہ عبادتوں اور نیک عملوں کے ساتھ ہے۔

منصور اور اس سے درخواست نصیحت اس کا جواب

منسوب ہے یعنی شیخ حلاج سے سوال کیا گیا۔ کہ آپ مجھے کچھ وصیت کریں فرمایا کہ نصیحت تیرا ہی نفس ہے۔ اگر تو اس پر سوار ہوا تو بہتر ورنہ وہ تیرے اوپر سوار

ہوگا۔ اگر تو بادشاہوں کے ساتھ شراب پینا چاہتا ہے تو پی کر ویرانوں اور میدانوں اور
جنگلوں کی طرف نکل جا۔ تا وقتیکہ سکر (مستی) سے پھر صحو (ہوشیاری) آ گئے۔ تاکہ
تجھ سے بادشاہوں کے اسرار فاش نہ ہوں ورنہ تجھے مروا ڈالیں گے۔ اسی واسطے ان کا
کوچ مقام سے بہتر ہے۔ یہ دنیا سواری بنائی گئی ہے۔ اگر تو رب سے ملاقات چاہتا
ہے تو شریعت کا حکم پختہ کر کے خلوت میں بیٹھ۔ علم کا دروازہ حکم کے راستہ پر ہے۔
حکم امر اور نہی ہیں۔ حکم جو کچھ امر کرے ہم قبول کرتے اور سنتے اور اطاعت کرتے ہیں۔
اب آفتیں آتی ہیں۔ یہاں بندے کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی ہم ہیں سے
کہے۔ کہ میرا کیا حال ہے باوجود عبادت میں قائم ہونے کے مجھ پر بلا آتی ہے۔ اس کو
جواب دیا جائیگا۔ کہ تجھے تھوڑے علم کی ضرورت ہے۔ حکم کا صاحب جمع کرتا ہے اور
علم کا صاحب خرچ کرتا ہے۔ زاہدوں کے ساتھ حکم ہے۔ صدیقوں اور محبوں اور
انس والوں کے ساتھ علم ہے۔ یہ اس کا شریک اور یہ اس کا وزیر ہے۔ بتکلف زہد
کرنے والا قابل تعریف ہے۔ اور زاہد سل کے بیمار کی طرح ہے۔ اور عارف موت
کے بعد زندہ ہے۔ اس زاہد نے خواہشوں کو ترک کیا اور روزہ رکھا۔ اور اپنے نفس
کو بچا لیا۔ زاہد ہمیشہ کا تارک ہمیشہ کا بیمار ہے۔ سل کا مرض اس کے ورثے ہیں
بلا۔ اس کی نسبت دنیا مر گئی ہے۔ وہ اسی حال میں اللہ کے لطف کے فرش پر
پڑا ہے۔ جب اپنے زہد کے دروازے پر کھڑا ہوا تو رقم کا کھانا پایا۔ اور شیخوں
کپڑے پڑے ہوئے بوسیدہ ہوگئے۔ دنیا سے نہیں نکلتا ہے تاوقتیکہ اپنے نصیب کو
پورا نہ کرلے۔ کافروں اور نافرمانوں نے طلب اچھی طرح نہ کی۔ انھوں نے حرام کو
حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو زندہ کیا۔ پھر دوسرے وجود میں اڈالا۔ گوشت
نچ گیا ہڈیاں کمزور ہوئیں چمڑا پتلا پڑ گیا۔ نفس کی تروتازگی گل گئی۔ خواہش
معزول ہوئی۔ اور طبع مغلوب ہوئی۔ اور دل میں روح اور باطن اور معرفت اور توحید
باقی ہے۔ کوئی قلب کا ملک فرشتہ نہیں ہوتا ہے۔ مگر حق تعالیٰ اس کا والی ہوتا ہے۔
اس کی شہوتوں اور لذتوں کو مار کر اس کو پھر زندہ کرتا ہے۔ باطنی موت سے مرتا ہے

علم والی موت صدیق کی موت کے قریب ہے۔ اللہ تعالٰے اس کو وہاں کا سب کچھ دکھا کر زندہ کرتا ہے جس کو اپنے دروازے پر مارتا ہے۔ اس کو حکم اور اسرار کی کثرت اور لشکر اور رعایتوں کی کثرت دکھاتا ہے جب وہ دیکھ چکتا ہے تو اس کو مالک بنا کر اپنے راز پر مطلع کر دیتا ہے۔ اس کی روح اور جسم ظاہر اور باطن کو جمع کر دیتا ہے۔ تاکہ اپنی قسمت کے لکھے کو پورا کرے۔ اگر اس سے پہلے مشرق اور مغرب کی روزی اس پر پیش کی جاتی۔ تو وہ اس سے ایک ذرہ اور قدر خفیف بھی تناول نہ کرتا۔ باطنی ارادہ حق تعالٰے کا ہے۔ اپنے نبیوں اور ولیوں اور مخلوق میں سے خاص لوگوں کے اور ان کی خواہشوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ ان میں خواہش اور ذرہ بھر ارادہ کو باقی نہیں رہنے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے باطن اللہ کے لئے صاف ہو جاتے ہیں۔ جب ان کے نصیبے پورے کرنے چاہتا ہے۔ تو ان میں وجود کی حیات قسمتوں کے حصول کے لئے موجود کر دیتا ہے ؁

حالات حضرت عیسٰے علیہ السلام

حضرت عیسٰے علیہ السلام نے نکاح نہ کیا اور نہ کسی چیز کے مالک ہوئے۔ آخری زمانہ میں اللہ تعالےٰ ان کو زمین کی طرف نازل فرمائیگا۔ اور ان کا نکاح قبیلہ قریش کی ایک لڑکی سے ہوگا۔ اور اس کے پیٹ سے آپ کے لئے ایک بچہ پیدا ہوگا عارف علم اور زہد کے پختہ کرنے کے بعد تناول کرتا ہے۔ اپنے نصیب کا تمہارے ساتھ شامل ہو کر تناول کرتا ہے۔ شک کے وقت جن خواہشوں میں زہد کیا تھا۔ ان کو تناول کریگا۔ اور جب جان لیگا۔ تو اس کو بھلی معلوم ہونگی۔ زاہدوں کے نزدیک سر دیا تی اور قیمتی کھانا شراب پینے اور گوشت خنزیر کھانے کے برابر ہے کتنے زاہد ہیں کہ اپنے زہد کے باعث محجوب ہیں۔ یہ بہت نادر ہے۔ اور اکثر یہی ہے کہ سلامتی والا ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تیرا قرب دنیاداروں کی طرف حق تعالےٰ سے دور کرنے والا ہے۔ اور تیرے لئے بہتر یہی ہے۔ کہ عبادت اور آخرت کی طرف

توجہ کرے۔ امید ہے کہ تو نجات حاصل کریگا۔ اور تیرے نصیب جبراً تیرے پاس آئینگے۔ تجھے امر کریگا۔ کہ اپنی طبع سے نکلے اور اس کی جگہ شرعی رخصت کو رکھے۔ پھر امر کریگا۔ کہ رخصت سے بھی تھوڑا تھوڑا ترک کرتا چل۔ یہاں تک کہ تیرے سب افعال عبادت ہوجائیں گے۔ جب عبادت پر صبر کریگا۔ تو اللہ کی محبت تیرے دل میں آئیگی۔ جب ثابت ہوجائیگا۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے محبوبیت اور ولایت آئے گی۔ اگر تو عقلمند ہے تو اپنے نفس کو دوزخیوں میں سے شمار کرتا کہ اس سے تجھے عمل کے احسان کی براءت ہو۔ اگر تو اہل جنت سے ہوگا۔ تو تو نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ جب اپنے گھر سے نکلے تو اس طرح نکل کہ گویا لڑائی کے لئے نکلا ہے۔ اور کہ اپنے مکان کی طرف واپس نہ آئیگا۔ یہ بھی جان لے کہ تو اپنے کسب میں مبتلا ہے اور یقین رکھ کہ اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ بغیر سعی اور کوشش کے رزق عنایت فرمائے مومن ایک مرتبہ پہاڑ کی طرح ہے۔ اور دوسری مرتبہ پر کی طرح ہے۔ قدر کی ہوائیں اس میں الٹا پلٹی کرتی ہیں۔ بلاؤں کی آمد کے وقت پہاڑ کی طرح اٹل ہے۔ اور حق تعالےٰ کی صحبت کے وقت پر کی طرح ہلکا ہے۔ اس کی قدروں کے جھونکے اس کو ہلاتے رہتے ہیں +

اللہ والو! تم سے رسالت اور نبوت تو گئی۔ اب ولایت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ وجود کے ساتھ بادشاہ کی صحبت نہیں ہے۔ گویا کہ تو اندھا ہے۔ دیکھتا نہیں۔ گویا کہ تو سیر ہے پانی نہ پیئے گا۔ گویا کہ تو مردہ ہے حرکت نہ کریگا۔ وَیْلٌ لِّلْمَحْجُوْبِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّھُمْ مَحْجُوْبُوْنَ (ان حجاب والوں کے لئے دوزخ ہے کہ جن کو یہ بھی پتا نہیں ہے۔ کہ وہ حجاب میں ہیں) نہ خود نیکی کا عمل کرتا ہے اور نہ نیکی کرنے والوں کی نیکی پر مدد کرتا ہے۔ تو مجسم شرارت ہے۔ دنیا کو بغیر آخرت کے اور ظاہر کو بغیر باطن کے چاہتا ہے۔ تیری سلطنت اور غنا اور دولت کچھ نفع نہ دینگے۔ عنقریب مریگا اور اس کے بعد ذلیل ہوگا۔ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِہٖ (عزت تو ہے خدا کی پھر اس کے رسول پھر اسکی

جس نے دعوتِ ایمان قبول کی۔اور اللہ والوں اور صدیقوں کی عزت ہے۔دنیا دریا ہے۔اور شرع جہاز ہے۔اور اللہ کا لطف ناخدا ہے۔جس نے شریعت کی متابعت نہ کی۔تو وہ دنیا کے دریا میں غرق ہُوا۔اور جس نے شرع کے جہاز پر چڑھ کا نہ پکڑا اور اس پر قائم رہا۔تو ملاح اس کو اپنا نائب بنا لیتا ہے۔اور جہاز بھر آیا اُس کے سپرد کر کے اس کو اپنا رشتے دار (داماد) بنا لیتا ہے۔یہی حال ہے اُس شخص کا کہ جس نے دنیا کو ترک کیا اور علم کے ساتھ مشغول ہُوا۔اور اذیت پر صبر کیا تو وہ شرع کا محبوب ہو جاتا ہے۔وہ اسی حال میں ہوتا ہے۔کہ اللہ تعالےٰ اس کے پاس اپنے لطف سے آتا ہے۔اور اپنی معرفت اور خلعت کے ساتھ آکر مخصوص کر لیتا ہے۔ولایت کے اوپر ولایت ہے۔اللہ تعالےٰ میں غیر کی نسبت نہایت فراخی ہے۔اگر کوئی چیز نہ ملے۔تو اس پر غم نہ کر۔کیونکہ بادشاہ اپنے مال میں تصرف کرتا ہے۔اَلْعَبْدُ وَ مَایَمْلِکُ لِمَوْلَاہُ (بندہ اور جو کچھ بندے کی ملکیت میں ہے مالک کا مال ہے) جو کچھ وہ آج لے گا تو اسی کو قیامت میں پائے گا۔ایماندار کو آگ کہے گی۔کہ گذر جا۔تیرے نور نے میرے شعلے کو بجھا دیا ہے۔یہی حال دنیا میں ہے جب ایمان قوی ہوتا ہے اور باطن حق تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے تو آفتوں کی آگ آتی ہے۔اور دلوں کے راستے پر گذر جاتی ہے۔ادھر سے مجاہدے کی آگ مریدوں کے راستے میں مقابلہ کے لئے ٹھہر جاتی ہے۔اور مرید سے جو کچھ دنیا کا بقیہ اور مخلوق کا دیکھنا باقی رہا ہے۔حاصل کر لیتا ہے۔اور دنیا ایمان کے کامل کو کہتی ہے کہ ایمان والے گذر جا۔کیونکہ تیرے نور نے میری سوزش کو بجھا دیا ہے۔لہٰذا اس کو دنیا میں کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے۔دنیا کے تیر صرف قلعے کی دیوار پر گرتے ہیں۔عمل کرتے ہو۔دنیا اور آخرت کی آگ کچھ تکلیف نہ دیگی۔اللہ تعالےٰ کے خاص بندے ہیں کہ ان کا نام طبیب ہے۔ان کی صحبت میں زندگی اور صحبت ہی میں موت ہے۔اور صحبت ہی کے ساتھ ان کو جنت میں داخل کریگا۔جو شخص اللہ کا عارف ہے وہ شہوتوں اور لذتوں سے رکتا ہے۔اور نصیب کو پورا کرنے پر مجبور ہے ہمسایہ گھر سے پہلے

ہے۔ اس کو ہمسایہ مل گیا۔ اس مبارک نے گھر میں کامیابی حاصل کی۔ بادشاہ کے پاس عزت پائی۔ اور بادشاہ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ (تو آج کے دن سے ہمارے پاس باعزت امین ہے) جس شخص نے اللہ کو پہچانا اور اس پر داخل ہوا۔ تو اللہ کے ملک میں کسی چیز کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتا ہے۔ اور نہ دلہن کی طرف کہ جو بادشاہ کے لئے آراستہ ہے۔ ہاتھ دراز کرتا ہے۔ اس کا کھانا اور پینا بادشاہ کی قربت ہے۔ اپنی تمام خواہشیں اس کے قرب میں پاتا ہے جب نفس طاعت کرتا ہے تو دل کے ساتھ گھل جاتا ہے۔ اس کی قید میں ہوجاتا ہے۔ اور دل کو قید سے نکال کر حکم ہوتا ہے۔ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ (بادشاہ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ) اس کی شرافت اور حسن اخلاق اور ادب کے ظہور کے بعد لاتے ہیں تو بادشاہ اس کا استقبال کرامت کے ساتھ کرتا ہے۔ اور اس کو قریب اور نزدیک کرکے اس کو خلعت پہناتا اور احسان کرتا ہے۔ اور اس کو بلاواسطہ مخاطب کرتا ہے کہ تو آج کے دن سے ہمارے پاس باعزت امین ہے۔ اس کو غیر کے ساتھ مشغول رہنے نہیں دیتا ہے۔

پھر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالٰے عنہ نے چیخ ماری۔ اور فرمایا۔ یا اللہ یا اللہ یا اللہ حبیب غائب ہوگیا شغل یہی ہے کہ غیر کے ساتھ شغل نہ رکھے جب صحبت دراز ہوتی ہے اور اس سے سفر کی تکلیف جاتی رہتی ہے۔ تو اس پر گوشت پیدا ہوتا ہے۔ اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور عیش بہتر ہوتی ہے اور اس کا خوف ساکن ہوجاتا ہے۔ تو بادشاہ کا رازدار بنجاتا ہے۔ اس وقت اس کو ولایت عنایت کرتا ہے اور اپنی رعیت اور اصحاب اور ملک پر امیر بنادیتا ہے۔ اور اس کو دریا کی طرف بھیجتا ہے تاکہ ڈوبنے والوں کو بچائے اور خشکی کی طرف بھیجتا ہے۔ تاکہ لوگوں اور بچوں کو درندوں کے منہ سے نکالے۔ جب اپنی طبع سے نکلتا ہے تو نیابت اور امانت کا اہل ہوجاتا ہے۔ ان کے

دلوں کو خلعت عطا کرتا ہے جیسے کہ نبیوں اور رسولوں کے دلوں کو خلعت عنایت فرماتے ہیں۔ اور ان کے القاب اولیاء اور ابدالوں کے القاب ہیں۔ یا زاریو! اس مجلس میں شاہی راز دار رہیں۔ باخبر اصحاب ہیں۔ آپ نے اس بات سے اولیاء اللہ اور فرشتوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ کہ جو خفیہ طور پر محفل میں موجود تھے اور باقی حاضرین میں سے ان کو نہ جانتے تھے ❖

سوال بسط وکشاد اور اس پر بحث

بسط (کشادگی) سے قبض (تنگی) اور آوارگی سے آسودگی کب ہوتی ہے؟ جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ جب حق تعالےٰ فراخی کرے تو خوشی ہوتی ہے رخصت سے فرض اور فرض سے ناز ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تو عزیمت ہو جائیگا۔ تجھے فضل اور اُس کے گھر میں داخل کریگا۔ اور رخصت اور عزیمت سے نکل کر خالی فعل رہ جائیگا۔ تیرا حال اس شخص کے مشابہ ہوگا کہ جس کے سامنے طباق ہے اس میں سے کچھ کھا بھی لیا ہے۔ اُس کو کہا گیا کہ دوسرے گھر میں داخل ہو اور وہاں سے جو ملے کھالے۔ ناقص کے لئے رخصت ہے اور کامل ایمان والے کے لئے عزیمت ہے۔ اور باطنی ملک فنا ہونے والوں کے لئے ہے۔ مَیں زمین پر گذشتہ دنوں سوائے خلوت کے نہ بیٹھا تھا۔ اور اب اس کے اُلٹ ہے۔ مَیں ان لوگوں میں سے ہوں کہ جو اپنے حال کا ذکر کرتے ہوئے شرماتے نہیں ہیں۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں حسن ادب کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھتا ہوں نہ دنیا کی ترک میں اور نہ دنیا کے حصول میں۔ جہل کے ساتھ خلوت میں نہ آ۔ مہذب ہونے سے پہلے خلوت کو حاصل نہ کر۔ سمجھ پیدا کر اور پھر گوشہ نشین بن۔ کتنی مجلسوں میں حاضر ہوتا ہے اور عمل ایک کلمہ بھی نہیں کرتا ہے۔ کتنے ہیں کہ جنہوں نے ایک ولی کو دیکھا اور اس سے نیکی کی نصیحت کا سوال کیا۔ اُس نے نصیحت کی اور اس پر عمل کر کے اپنا زاد بنا لیا ہو۔ اور تو خبر پر اطلاع پاتا ہے اور نشانوں کو دیکھتا ہے اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتا ہے اور

تیرا ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھتا ہے کاش کہ تیرا قدم اپنی جگہ پر ہی ثابت رہتا۔ بلکہ جب تو آتا ہے تو پیچھے ہٹتا ہے جس کے دو دن برابر ہیں۔ وہ خسارے میں ہے۔ اللہ تجھ پر رحم کرے بیدار ہو جا۔ دنیا ایک ایک گھڑی کا سامان ہے۔ اس کی طرف مائل نہ ہو۔ اللہ والوں کو ہیبت نے کمزور کر دیا ہے۔ اور ان کے اعضا کو قید کر لیا ہے۔ اُن کے دلوں پر مخلوق سے وحشت غالب آگئی ہے۔ ان کے احوال لازم رہنا اور بیٹھنا ہے جب قسمت کے حصول کا وقت آتا ہے۔ تو اللہ ایسے شخص کو بھیجتا ہے کہ جو انہیں لقمہ دیتا ہے۔ میرے نزدیک اگلوں اور پچھلوں پر اعتراض نہیں ہے۔ اپنے دین کے سر کی حفاظت کرو ورنہ میری نسبت اور طریقے سے الگ ہو جا۔ جاہل نہ بن اپنے گھر میں بیٹھ کر بکواس نہ کر۔ ہم نے دوائیں پی ہیں اور اُن سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ ہمارے پاس ایک چیز مجرب ہے، وہ تم کو بتاتے ہیں۔ اس دن سے ڈر کہ جس میں مال اور اولاد کام نہ آئیں گے۔ مال کیا چیز ہے۔ وہ مال کہ جسے تو نے حلال اور کسب سے جمع کیا ہے۔ اور جس کی خاطر کسب کیا ہے۔ اور تیرا دعویٰ ہے کہ قیامت کے دن مال جمع اولاد کے نفع دیگا۔ جیسے پرانے عربوں نے خیال کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ (جس دن کہ مال اور اولاد نفع نہ دینگے مگر وہ شخص کہ سلامتی والے دل کے ساتھ حاضر ہو) اپنے دل کے ساتھ مال اور اولاد کو نہ دیکھے۔ اور اپنے دل کو ان کے ساتھ نہ لگائے۔ بلکہ یہ خیال کرے کہ ان میں صرف وکیل ہے۔ حق تعالیٰ کی موافقت کر کے اُن کا ساتھ دیتا ہے۔ لہٰذا اس کا دل مال اور اولاد کی آفتوں سے سلامتی میں رہتا ہے۔ اس کا حال اس شخص کے مشابہ ہے۔ کہ جس کو خبر پہنچی۔ کہ بادشاہ اپنی کسی باندی کے ساتھ نکاح کر کے اس شخص کو اس کے ہاتھ سے مروانا چاہتا ہے۔ اس نے اپنے دل سے سوچا کہ اگر میں بھاگوں تو اپنے لشکر سے پکڑ منگائیگا۔ اور اگر میں نے مخالفت کی تو زبردستی مار دیگا۔ اور اگر میں نے امر مان لیا۔ تو باندی کے ہاتھ سے مروا دیگا۔ خیر بادشاہ کے حسب الحکم باندیوں میں سے کسی باندی کے ساتھ اس کا نکاح ہو گیا۔

اور باندی کو حکم دیا کہ اس کو زہر پلائے۔ یا سوتا پا کر ذبح کر دے دکھانے میں ہے کہ جو
آج کے دن میرے پاس نہ آیا۔ ہاں اس کے لئے خسارہ ہے) لیکن اس نے بہتر یہی جانا۔ کہ
اظہار موافقت کرکے دل کے ساتھ خوف کھائے اور حسن ادب رکھے۔ اور کہے کہ سُنا
اور تابعدار ہوں۔ یہ شخص بادشاہ کے پاس آیا۔ نکاح اور ہدیے کو قبول کر لیا۔ دلہن کے ساتھ
شب باشی کا وقت آیا۔ اور اس نے خوف کی زرہ پہن لی۔ اور اپنے دل کی آنکھوں میں
بیداری کا سرمہ لگایا۔ تا کہ اس عورت کی حرکتیں اور سکون اور عمل کی نگاہ رکھے۔ اس
شخص کی خوشی غم سے بدل گئی۔ اور بادشاہی نوکر اور خادم اس شخص کی حالت اور کامیابی
پر رشک کرتے تھے۔ اتنے میں دن چڑھا اور اس کی زہر سے ہلاک نہ ہوا۔ اِلَّا مَنْ
اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (مگر جو شخص سلامتی والے دل کے ساتھ دربار الٰہی میں حاضر ہو)
یہ عورت دنیا ہے۔ عمر بھر اس کے ساتھ نہ سویا اور نہ خلوت کی اور آخرت کی طرف
آگیا۔ دنیا نے نہ تقویٰ چھینا اور نہ دین کو بدلا۔ بس یہی سلامتی ہے۔ یہی حال اللہ
کے عارف کا ہے۔ جو دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب ہے۔ جب علم کا رسول صفائی
باطن کے وقت آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک گروہ کو دنیا
سے ملائے۔ تاکہ حمد نفیوں کے دلوں کی حیات ہو جائے۔ اور یہ ایک قسم کا شغل
اور مشقت اور کدورت اور توجہ ہے۔ سوچ کہ کیسا عمل کریگا۔ اپنے دل اور باطن کو
سپرد کرے۔ اس کے لئے باطن بیدار ہوگا۔ قلب اور باطن دونوں جمع ہو کر شاہی
دروازے کی طرف چلیں گے۔ عرض کرینگے۔ کہ تو ہمارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے۔
کیا تو ہم کو حجاب میں رکھنا چاہتا ہے اور اپنے دروازے سے الگ کرنا چاہتا ہے
اور ہماری عیش کو منغص کریگا۔ ہم وعدوں اور اقراروں کے ساتھ اپنی جگہ سے
نہ ٹلیں گے۔ وہ اپنے مکان سے الگ نہ ہونگے۔ یہاں تک کہ انہیں ارشاد ہوگا۔
لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی (ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سُنتا ہوں اور
دیکھتا ہوں) لہٰذا دل اور باطن دنیا کی طرف پھریں اور محافظوں کے ساتھ رجوع کرینگے
ہاں جو شخص اللہ کے پاس آفتوں اور ریا اور نفاق اور مخلوق کی طرف دیکھنے سے سلامتی کے

ساتھ آئے ÷

اثر نصائح سے مریدوں کی حالت کیا ہوئی

مرید حیران! امیدان قدر میں پریشان! تجھے ضرورت ہے کہ اپنے حجرے کو صاف رکھے۔ اس کو روپیہ اور اشرفی اور جواہرات سے صفا کر ڈال۔ اور چابی اپنی جیب میں رکھ۔ ضرورت ہے کہ دل کو دنیا اور شہوتوں اور لذتوں اور سب بیہودگیوں سے خالی کرے۔ اور اس میں ذکر اور فکر اور موت کا ذکر اور موت کے بعد کا فکر چھوڑے۔ اور دل میں کمی امید کی کیمیا کا عمل کرے۔ اور اس طرح کہے کہ میں اب مردہ ہوں۔ کیونکہ اعمال امید کی کمی سے صفا ہوتے ہیں۔ اور جب امید دراز کریگا۔ تو اس کو دیکھیگا۔ اور اس سے نفاق کریگا۔ تھوڑی امید والا سب کا تارک اور سب کا قاطع ہے۔ پہلے زہد کا لباس اور پھر فنا کا لباس اور پھر معرفت کا لباس پہنتا ہے ÷

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اُکْفُلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَکْفُلْ لَکُمْ بِالْجَنَّةِ اِذَا حَدَّثَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَکْذِبْ وَاِذَا ائْتُمِنَ فَلَا یَخُنْ وَاِذَا وَعَدَ فَلَا یُخْلِفْ کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَغُضُّوا اَبْصَارَکُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ (تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو۔ اور میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔ امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے۔ وعدہ کرے تو خلاف نہ کرے۔ اپنے ہاتھوں کو روکے۔ اور نگاہوں کو دبائے رکھے۔ اور شرمگاہوں کی حفاظت کرے) ÷ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

جب تیرا باطن صاف اور ایک جان ہو جائے۔ تو بلا واسطہ اپنے رب کی آواز سُنے گا۔ جب تیرا خوف اور امید ایک جا ہیں۔ تو تیرے رب اور مولے کا خطاب آئیگا پیارے بیٹے! تقدیر کے گھوڑے کے سموں کے نیچے پڑا رہ۔ یا تجھے پیس ڈالے گا یا گذر جائیگا۔ جو اللہ کے راستے میں تلف ہوا۔ تو اللہ ہی پر اُس کے بعد حفاظت اہل کی لازم ہے۔ اگر او پر او پر گذر جائے۔ تو تقدیر کے ساتھ لپٹا رہ۔ اس کے قدر کے تیر دنکا

نشانہ بن۔ جب قدر کے تیروں کا نشانہ بنے گا۔ تو ان کے پڑنے سے زخمی ہو گا قتل نہ ہو گا۔ سب باتوں سے خالی! مہذب ہو۔ اور آگے بڑھ اور نئے سرے سے عمل کر۔ سب برابات ہارمیرے وعظ کلام کے وقت اپنے گھر میں بیٹھنے سے توبہ کر۔ اس جگہ ولایتیں اور درجے ہیں۔ عیال میں مبتلا! تیرا کسب تیرے عیال کے لئے اور تیرا دل تیرے رب کے فضل کے لئے ہو۔

تصریحات حلال رات کے سائل کو رد نہ کرو خدا جانے وہ کون ہے ممکن ہے کہ فرشتہ ہی ہو جو تیری سخاوت کا امتحان کرنے آیا ہے۔

ایک قوم کا حلال ان کے کسب میں ہے۔ اور ایک قوم کا حلال اس میں ہے جو انکی دعا سے حاصل ہو۔ اور ایک قوم کا حلال ہے کہ ان کے پاس غیر سے بغیر سوال کے آئے۔ اور ایک قوم کا حلال ہے۔ کہ جو لوگوں کے ہاتھوں سے طلب کریں۔ اور یہ ریاضت کی حالت ہے جو ہمیشہ نہیں رہتی ہے۔ پہلا یعنے کسب سنت طریق ہے۔ اور دوسرا یعنے سوال کمزوری ہے۔ اور تیسرا یعنے ضرورتاً اور گداگری ان دونوں کے درمیان رخصت ہے۔ اور کبھی ایسا شخص بھی گداگری کرتا ہے کہ جو کھاتا نہیں ہے۔ اور وہ سوال کئے گئے شخص کے لئے فتنہ اور آزمائش ہے۔ اور اس بندے کا سوال رات کے سوال کے مشابہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَرُدُّوا سُوَالُ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ قَدْ يَأْتِيكُمْ مَنْ لَيْسَ بِجِنٍّ وَلَا إِنْسٍ لِيَنْظُرَ مَا تَصْنَعُونَ فِيمَا خَوَّلَكُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ (رات کے سائل کو رد نہ کرو کیونکہ کبھی تمہارے پاس ایسا شخص آتا ہے۔ کہ نہ جن ہے اور نہ انسان ہے تاکہ دیکھے کہ جو نعمتیں تم کو اللہ نے دی ہیں ان میں کیا کرتے ہو)

اور ایسا ہی یہ بندہ سوال کے لئے امر کیا جاتا ہے۔ تاکہ حق تعالےٰ دیکھے۔ کہ اس کی نعمتوں میں تم کیا کرتے ہو۔ عالموں کی محفل اور قبروں کی زیارت اور صالحین کی

مجلس میں بکثرت بیٹھو۔ اُمید ہے کہ تیرا دل زندہ ہوگا۔ جب وہ امروں کے بجالانے اور نہی سے باز رہنے کا حکم کرتے ہیں۔ تو قدریں بھی اُن کی موافقت کرتی ہیں +

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰے عنہما ایک ہفتہ میں ایک مرتبہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ تیرا حال درست نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ تو سوراخ دار برتن کی طرح نہ ہو جائے۔ کہ جس میں پتلی چیز نہیں ٹھیرتی ہے۔ اور اُن مسکینوں کی کشتی کی طرح نہ ہو جائے۔ کہ جس کو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے عیب دار کر دیا تھا۔ اور پھر اُسکی درست کر دی تھی۔ ایک حالت میں جمع ہے اور ایک حالت میں تفرقہ ہے اور ایک حالت قلت ہے اور ایک حالت میں کثرت ہے۔ جو شخص میرے سامنے سے آگ کی طرف نکلا اللہ اُس پر رحم نہ کرے۔ اے خدا! معاف کر۔ اے خدا! پردہ پوشی کر۔ اے خدا! ثابت قدمی عنایت فرما۔ اے خدا! مقام رضا میں رکھ۔ جب تو اللہ تعالٰے کی طرف پہنچیگا۔ تو تجھ سے فرائض کے ادا کرنے پر قناعت کریگا +

بادشاہ کا باورچی بوڑھا ہوا۔ جس کی عقل اور نظر اور سماعت اور اشارے نے جواب دیا۔ جو اس کا روزینہ جوانی کے وقت تھا وہی بادشاہ نے جاری رکھا۔ اپنے گمان میں سچے مرید۔ تجھے خدا کی قسم اپنے قوت اور قمیص اور عمامے اور مصلے اور مال پر اپنے پڑوسی کو کب اختیار کیا۔ اللہ والوں نے اپنے نفس اور عادت اور خواہش اور شرائط کو بالکل اُڑا دیا۔ یہاں تک کہ باطن کے لحاظ سے مرگئے۔ اور فنا ہو گئے۔ قدرت کا ہاتھ اُن کا والی بنا۔ قدر کا غسل دینے والا اُن کو داہنے اور بائیں پلٹاتا ہے۔ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ (اور ان کا کتا چوکھٹ میں اپنے دونو بازو پھیلائے ہوئے ہے) نفس کے یقیے قدر کی دہلیز کے نیچے پھیلے ہوتے ہیں۔ اعضا کی ورع گناہوں سے رُکنا ہے یعنے بُری چیزوں کا عمل گناہوں اور لغزشوں سے۔ اپنے ہاتھ کو چوری اور ضرب سے روک۔ اور پاؤں کو گناہوں میں چلنے اور بادشاہ کی طرف چلنے یا اور کسی فرزند آدم کے چلنے سے روک۔ اور آنکھ کو خوبصورتوں کے دیکھنے سے بند کر۔ نفس سویا حکم اور قلب نے محبوب کی صحبت میں پرواز کیا۔ اللہ کا ولی جب خوب

باادب ہوتا ہے۔ تو فرشتوں کی صفتوں سے متصف ہوتا ہے حکم طبع اور علم میں حیران
ہوتا ہے۔ گاہے طبع پروار ہوتا ہے۔ اور گاہے علم پروار ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔
مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ (جو کچھ تمہارے پاس رسول لائے اس کو لے لو) حکم قلب سے
کہتا ہے کہ تیرے لئے کافی نہیں ہے۔ کہ میں خادم اور محافظ کی طرح کھڑا ہوں۔ اور
تو بادشاہ کے ساتھ ہے۔ رات ان کے بادشاہ کا تخت ہے۔ اور خلوت انکی دلہن
کی چھپر کھٹ ہے۔ دن ان کو اسباب کی طیاری میں لگاتا ہے اور مصیبتیں چھپائی
جاتی ہیں۔ یَا بُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْیَاکَ عَلٰی اِخْوَتِکَ (پیارے بیٹے! اپنا خواب
بھائیوں پر بیان نہ کرنا) ان کے درمیان معززین۔ آپس میں حفاظت اور موافقت کرو
یہاں تک کہ لکھا ہوا اپنی مدت کو پہنچے۔ تیری قبر میں منکر اور نکیر آئیں۔ تو ان سے میرا
حال دریافت کرنا۔ کیونکہ وہ تجھ کو میری خبر دینگے۔ تیرا نام گنہگار ہے۔ اور قیامت کے
دن حساب لیا گیا اور اعتراض کیا گیا۔ تیرا نام ہے۔ تیری عاقبت نامعلوم ہے۔ اپنے
حال کی صفائی پر غرور نہ کر۔ تو نہیں جانتا ہے۔ کہ قیامت کے دن تیرا کیا نام ہے۔
صبح کرے تو اپنے دل میں شام کی بات نہ کر۔ اور شام کرے تو اپنے دل میں صبح کی بات
نہ کر۔ کل گئی اور تیرے نفع اور نقصان پر شاہد کو چھوڑ گئی۔ اور آئندہ کل کا پتہ نہیں
کہ تجھے آئے یا نہ آئے۔ تو تو آج ہی کے دن کا ہے۔ تجھے کس چیز نے غافل بنا دیا
تیری غفلت کی علامت غافلوں کی صحبت ہے۔ نادان! جس پر حق کا نشان ظاہر
نہیں ہے۔ اس کی صحبت کیوں رکھتا ہے جس کی بنیاد کمزور اور جس کا ظاہر نفس اور
باطن میں ہے اور حق پر چالاکی اور بے حیائی ہے۔ ایسے سے صحبت دور رکھ۔ یہ چال
کنڈھوں کے جوڑنے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے (بیداری کا سرمہ نہیں) سے حاصل
نہیں ہوتا ہے۔ تمام مخلوق سے عبرت نہیں اور تمام تکلف کا اعتبار نہیں ہے۔ احمق!
اس کے دروازے پر اور اس کے دروازے پر آتا ہے تاکہ تیری جمع بڑھے۔ تیری لئے
نجات کی امید کیسے ہو۔ بادشاہ کے دروازے پر دربان بن کر کیوں نہیں رہتا۔ جو کوئی
آئے اس کے مکان کی بادشاہ کو اطلاع کرے۔ اور اسی کا قصد پڑھے! اس کی وحدت

سے اُنس رکھے۔ مخلوق کو اپنا عیال کیوں نہ بنایا؟ اور خود اُن سے الگ رہتا۔ تو اپنے گھر میں اپنی صنعت میں مشغول ہوتا۔ یہاں تک کہ جب لوگ تیرے دروازے پر آتے تو تیرے پاس اپنی اصلاح کا سامان دیکھتے۔ تیری خلوت تیرا گھر ہے۔ تیرا دل تیرا گھر ہے تیرا باطن تیرا گھر ہے۔ تیرا باطن الباطن تیرا گھر ہے۔ اور امر کو قائم کرنے میں اور نہی سے باز رہنے میں اور تقدیر میں موافقت کرنے میں تیری صحبت رکھے لئے ہے۔ تیری دعا اور ہمت میں مخلوق کے رزق ہیں۔ ایک آنکھ کے لئے ہزار آنکھ کی عزت کی جاتی ہے۔ جب تو اپنی خلوت میں نیک بزرگوں کی تعظیم کریگا تو تو نے اپنے مالک کی تابعداری کی نافرمانی نہ کی۔ تو نے اللہ والوں کی تعظیم کی اور تیرا نفس ان کے نزدیک رسوا ہوا تیرا نام کریم رکھا گیا۔ جب کریم ہوا۔ پھر تیرے ذریعے سے ہزار آنکھ کی عزت کیجائیگی۔ تیرے اہل اور ہمسائے اور تیرے شہر سے بلا دور کی جائے گی۔ ہمیشہ بھیک مانگتا ہے اور ہمیشہ دروازوں پر پھرتا ہے۔ تجھ سے بھیک کب مانگی جائے گی۔ تجھ سے کھانا کب مانگا جائے گا۔ کوئی تیرے دروازے پر کب آئیگا۔ تیری شان کب کھلیگی۔ تیرے گرد خیمہ کب لگیگا۔ بادشاہ کے قرب میں سجدہ کب حاضر ہوگا۔ بادشاہ کے قرب کے لیے اپنی شرافت اور اہلیت اور صلاحیت کب ظاہر کریگا اپنے القاب نکالیگا اور فخر ظاہر کریگا۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد میں شریف سے شریف ہوگا۔ تاکہ آپ کی برکت تیرے سپرد کی جائے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ (عالم نبیوں کے وارث ہیں) قول میں اور فعل میں حال ہیں اور مقال میں اسم اور لقب میں نہیں۔ نبوت اسم ہے اور رسالت لقب ہے۔

رسالت اور نبوت کا خاتمہ غوثیت اور قطبیت باقی ہے اس کو حاصل کرو

نادان! تجھ سے رسالت اور نبوت جاتی رہی ہے اب ولایت اور قطبیت اور ابدالیت کو جانے نہ دے۔ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ (کیا تم آخرت کو ترک کرکے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو) دنیا کی زندگی تیرا نفس اور حرص اور عادت ہے

یہ دنیا خواہشوں کے ساتھ قائم ہے۔ یہی اس کی روزی ہے کہ جو اپنی ہمت اور اعضاء سے حاصل کرے۔ اور بادشاہ نے اس کو لازم نہ کیا ہو ضروری چیز دنیا نہیں ہے۔ مکان جس میں کہ سکونت ہو۔ روٹی کہ جس سے سیر ہو۔ بیوی کہ جس کے پاس آرام کرے دنیا نہیں ہے۔ مخلوق کی طرف متوجہ ہونا اور حق سے منہ موڑنا یہی دنیا ہے۔ خواہش کفر کی ضد ہے۔ جب ظاہر کو مضبوط کر لے گا۔ تو باطن کا حکم دیا جائیگا۔ جب باطن کے حکم کو عمل سے مضبوط کر لیگا۔ تو اُس کا غلام اور خادم اور مصاحب ہو جائے گا۔ تو اپنی طبع سے فانی جسم ہو گا۔ تیرے سر میں لگام دیکر عاشق ہو جائیگا۔ تو دو روحوں کے درمیان ایک روح کا بادشاہ اور وزیر کے درمیان دربان کی طرح ہو گا۔ تو دنیا اور آخرت مخلوق اور خالق اور فرشتوں کا محبوب۔ اور دلوں کی راحت ہو گا۔ ہمارا حال تمہارے حضور سے غائب ہے۔ حضرت داؤد ؑ نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان ؑ کو جن پر اور تمام نبیوں اور رسولوں اور فرشتوں مقربین اور اولیاء اور صالحین پر اللہ کا سلام نازل ہو ارشاد فرمایا۔ یَا بُنَیَّ مَا اَقْبَحَ الْخَطِیْئَۃَ بَعْدَ الْمَسْکَنَۃِ وَاَقْبَحُ مِنْ ذٰلِکَ رَجُلٌ کَانَ عَابِدًا فَتَرَکَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ (پیارے بیٹے! مسکینی کے بعد خطا کیا ہی بُری ہے! اور اس سے بھی بُرا وہ شخص ہے جو پہلے عابد تھا۔ اور پھر اس نے اپنے رب کی عبادت کو ترک کر دیا) کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو۔ دنیا کی زندگی تیرا وجود ہے اور آخرت کی زندگی تیرا فنا ہے۔ ہمتوں اور اسرار اور عام اور خاص کے لئے تغیر ہے۔ دنیا وہی ہے کہ جو تو دیکھتا ہے۔ اور آخرت وہ ہے کہ جو آئندہ کھولی جائیگی۔ اور عقل سے باہر ہو گی۔ اور تو حیران ہو گا عقل مشترک جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ دنیا ہے۔ اور جو کچھ عقل کلی سے معلوم ہوتا ہے وہ آخرت ہے۔ تیرا باطن آخرت اور ظاہر دنیا ہے۔ دنیا کے حالات اللہ کے غیر ہیں لیکن آخرت کے حالات مولیٰ سے تعلق اور چون وچرا سے اعراض۔ اور مخلوق کی مدح اور ثنا اور برائی سے قطع تعلق اور ہمت کے ساتھ میسر ہے ؞

فکر کی تصریح

تیرا فکر وہی ہے کہ جو تجھے فکر میں ڈالے۔ جب تو اپنے ارادے میں صادق ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ تیرا ہاتھ پکڑیگا۔ اور اپنی قدرت کی صحبت میں چلا ئیگا۔ تیرے صدق ارادت اور حسن ادب اور ہمسائیوں کی بات سے بہرے ہونے کے باعث تیرے دونوں قدموں کی وسعت حضرت آدم علیہ السلام کے قدموں کی وسعت سے بھی زیادہ ہوگی۔ جاہل! تیرے لئے تباہی ہے۔ اللہ کے فضل اور اس کے بندوں کے پاس جو نعمتیں ہیں اُن سے ناواقف ہے۔ اللہ والوں نے سُنا اور تابعداری کی۔ بندہ اپنے نصیب لوح محفوظ میں دیکھتا ہے۔ پھر اور ترقی کرکے اپنے اہل اور اولاد کے بھی نصیب دیکھ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب مستجب ہوتا ہے تو اس کے باطن میں پکارا جاتا ہے۔ اِنۡ هُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِ وَاِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ الۡاَخۡيَارِ ہ (وہ ایک خاص بندہ ہے کہ جس پر ہم نے انعام کیا ہے۔ اور بیشک ہمارے نزدیک برگزیدہ بندوں میں سے ہیں) یہ مقام تقدیر سے ملتا ہے۔ اور پھر مشائخ کے قدموں کی تابعداری سے صاف ہوتا ہے۔

حالت سماع میں حضرت غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی حالت

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سماع اور وجد کے حال میں تھے۔ آپ کے پاس ایک رقعہ آیا کہ جس میں فقہ کے مسئلہ سے استفسار تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں کلام کا ان کو حاصل کرلوں اور اپنے دل کے خطرے کو دیکھ لوں۔ پھر فرمایا کہ نکاح واجب ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے نکاح کو سنّت کہا ہے۔ حضرت امام شافعی رح اور امام احمد رح کے نزدیک عبادت کا شغل افضل ہے۔ اگر اپنے نفس کو بچا نہ سکے تو نکاح بہتر ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح کا شغل عبادت سے افضل ہے۔ اگر تو مرید ہے تو تیرے لئے عبادت کا شغل افضل ہے۔ اور اگر تو مراد ہے تو اپنے نفس کی تدبیر کا تجھ کو اختیار نہیں ہے۔ اگر اللہ چاہے تو نکاح کردے اور یا کسی دوسرے شغل میں لگادے۔ جو تیرا نصیب ہے پورا ہوکر رہے گا۔ اور تیرے امن کو پکڑ لیگا۔ اور نصیب اللہ کی خدمت

میں عرض کریگا۔ کہ اس شخص سے میرا حق دلوادے۔ کیونکہ وہ مجھ سے بھاگ رہا ہے۔ اور تو نے مجھ کو اس کے حصہ میں مقرر کیا ہے۔ اور وہ مجھ سے بے رخی کرتا ہے۔ اور تیری طرف متوجہ ہے۔ لیکن مرید کے لئے اپنے باطن کے لحاظ سے نکاح کرنا اور زیادہ قمیص رکھنے اور ملکیت خواہ ایک انچ زمین ہی کیوں نہ ہو حرام ہے۔ کیونکہ یہ سیر کرنے والا ہے۔ اس کے لئے قیام اور کپڑے اور سامان نہیں ہے۔ بلکہ سب کپڑوں کی کثرت سے برہنہ ہونا چاہئے۔ جب اپنے مقصود پر پہنچے اور سیاحت ختم ہو جائے۔ تو اس کا مالک چاہے تو اس کا نکاح کر دے۔ اور مالک بنادے یا گمنام کر دے۔ جو شخص احمق کی صحبت میں رہے۔ وہ بھی احمق ہے۔ احمق وہ ہے کہ جو اللہ کو نہ پہچانے اور آخرت کو ترک کر کے دنیا کی زندگی پر خوش رہے ٭

توکل علے اللہ جو نصیب میں ہے وہ مل رہیگا غم نہ کھا

بیٹا! تیری قسمت تیرا غیر نہ کھائیگا۔ شیطان کے ہاتھ سے اپنی حرص اور عادت کے ساتھ نہ کھا۔ بلکہ ایک گھڑی کا وقفہ کر۔ یہاں تک کہ اپنے جنت کے گھر یا اپنے رب کے قرب کی طرف پہنچے۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ بچپنے سے میں ایک وظیفہ کیا کرتا تھا۔ اور اب جب میں دو رکعتیں پڑھتا ہوں تو مجھ پر مرگی کا دورہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ کہ اس شخص پر ابتدے کی نظر کا چمکارا ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف گذرنے کے وقت کسی صدیق کی آنکھ کا چمکارا پڑا ہے۔ جس نے تجھ کو نیک بنادیا ہے۔ آپ نے اپنے مصاحبین کو فرمایا۔ کہ اس کو اپنے پاس رکھو۔ اللہ کے لئے تمہارے غم کے دنوں میں خوشبوئیں مہک رہی ہیں۔ اس کی خوشبوؤں کو سونگھو۔ تیرا دل بوڑھا ہوا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے قرب کے دروازے پر بٹھالیا ہے۔ ظاہر کمزور اور باطن قوی ہوا۔ دل کی طرف سے ہڈی بوڑھی ہوئی۔ اور چمڑی نرم پڑی۔ اس کے باطن کو غیرت اور احسان نے اچک لیا ہے۔ تیرے دل نے اپنے رب کے دروازے کو دیکھا۔ قرب کی ہیبت نے اس پر غشی ڈالی اور اس کو بچھاڑ دیا ہے۔ قلب کی حفاظت میں

شغل والے کا شغل ہے۔ قلب کے عمل کا ایک ذرہ ظاہری اعمال سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جب تک فرائض اور سنت باقی ہیں۔ تجھ پر کسی قسم کا ضرر نہیں ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ ایک شہری چکی کے پاس کھڑا ہے کہ جو خود بخود چل رہی ہے۔ اور وہ شخص نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا حال نماز کے وقتوں میں دیکھو۔ عرض کیا گیا کہ جب مؤذن اذان دیتا ہے تو وہ ٹھیر جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ضرور نہیں ہے۔ اللہ والوں میں سے بعض لوگ اپنے بچپنے سے لیکر موت تک اعمال پر قوی ہیں اور بعض لوگ ضعیفی تک عمل کرتے ہیں۔ اگر یہ قرب کے لحاظ سے اور علم کے لحاظ سے اور مشاہدے کے لحاظ سے ہے تو کوئی ضرور نہیں ہے۔ اگر ان کے سوا ہے تو وہ شیطان ہے کہ جو بہکاتا ہے اور نفس ہے کہ جو تکلیف دیتا ہے۔ حکم کی صحبت علم اور باطن کا نتیجہ نکالتی ہے کیا تیرے پاس اس امر کی خبر ہے۔ جدا ہوا اور ملا پھر ملا اور واصل ہو گیا۔ جو لوگ حرص اور امید اور غرور کی دکانوں پر بیٹھے ہیں۔ ان کے لئے خسارہ ہے۔ لہذا باطن مر جاتا ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ و صحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الْقُلُوْبَ لَتَصْدَءُ وَاِنَّ جَلَاءَهَا قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ (بے شک دلوں کو زنگار زنگ جاتا ہے۔ اور ان کا صیقل قرآن کی تلاوت ہے)

اے خدا! ہم کو ہدایت کر اور ہمارے ذریعے ہدایت کر۔ ہم پر رحم کر اور ہمارے ذریعے رحم کر۔ ہم کو معرفت عنایت کر اور جہاں کہیں ہم ہوں وہیں ہم کو مبارک کر۔ مل پھر جدا ہو اور پھر واصل ہو جا۔ خَفْقَةٌ ثُمَّ اعْتِزَالٌ (سمجھ پیدا کر پھر گوشہ نشین ہو) مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ عَلٰى جَهْلٍ كَانَ مَا اَفْسَدَهٗ اَكْثَرَ مِمَّا اَصْلَحَهٗ (جس نے اللہ کی عبادت جہالت سے کی وہ سنوار یگا کم اور فساد کریگا بہت) حکم کے ساتھ رب کی شرع کا چراغ رکھ۔ علم پر داخل ہو۔ اسباب کو توڑ بھائیوں اور ہمسائیوں سے جدا ہو۔ قسمت میں زہد درست نہیں ہے۔ بیوی اور نصیب کو پشت دے۔ پھر زہد میں

تکلف کر۔ اعراض میں تکلف کر۔ حرص چھوڑ اور با ادب ہو۔ ماسوی کو کاٹ ڈال۔
اسباب اور اغیار سے الگ ہو۔ ہمیشہ کے اندھیرے اور چراغ کے گل ہونے سے
خوف کر۔ جب اس حال پر تو قائم ہوگا۔ تو اللہ تعالےٰ تیرے چراغ میں امداد کا روغن ڈالیگا
تیرا نور تیرے علم میں ہے۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ ایسی چیز کا
علم عنایت کرتا ہے کہ جس کو وہ جانتا نہیں ہے۔ جو شخص اللہ کے لئے چلہ کشی کرے
تو اُس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔ وہ اسی حال میں ہوتا ہے
کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح حق تعالےٰ کی طرف سے نور دیکھتا ہے۔ آپ نے جب نور
دیکھا تو اپنے اہل سے فرمایا۔ اُمْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (ٹھیرو کہ مجھے ایک روشنی سے
انس ہوا ہے) اللہ تعالےٰ نے آپ کو آگ کے راستے سے بلایا۔ آگ کو آپ کا
قرب پایا۔ آگ کا دیکھنا آپ کا رہبر ہوا۔ اپنے دل کے درخت سے آگ کو دیکھا۔ اپنے
نفس اور خواہش اور اسباب اور وجود کو کہا کہ اپنی جگہ پر ٹھیرو۔ میں نے ایک آگ سے
انس حاصل کیا ہے۔ باطن نے دل کو آواز دی۔ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ (کہ میں ہی تیرا رب ہوں)
میں اللہ ہوں میری عبادت کر غیر کے سامنے ذلیل نہ ہو۔ مجھ کو پہچان اور غیر سے جاہل
بن۔ مجھ سے مل اور غیر سے الگ ہو۔ مجھ کو طلب کر اور غیر سے اعراض کر۔ میرے
علم میرے قرب میرے ملک میری سلطنت کی طرف آؤ۔ جب یہ حال پورا ہوا۔ تو ربانی
ملاقات پوری ہوئی۔ جو ماننا تھا ملا۔ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى (اپنے بندے کو
جو اطلاع دینی تھی اطلاع دے دی) حجاب اُٹھے کدورت زائل ہوئی۔ اور نفس کو
سکون ہوا۔ آرام آیا لطف آیا۔ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ (رجوع کر ان کو میرا راستہ
اور میری طرف ہدایت کرو۔ ان سے کہہ) اِتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ
میری تابعداری کرو میں تمہیں نیکی کا راستہ بتاتا ہوں) ملا پھر جدا ہوا پھر ملا اور
واصل ہوا۔

مسکین تیرا کیا حال ہے؟ عنقریب تیری قوتیں جدا ہونگی اور خیانت کریں گی
اور تیرے دوست تجھ سے جدا ہونگے۔ اور تیرے لئے دنیا کی تنگی آخرت کے عذاب

کے ساتھ جمع ہو جائیگی۔ اور جو تیرے اوپر تنگ ہو گی۔ اور تیری پسلیاں ادھر کی ادھر کو نکال دے گی۔ اور منکر اور نکیر کے جواب سے گونگا کر دیگی۔ قبر میں عذاب دیا جائیگا۔ اور دوزخ کی طرف سے دروازہ کھلیگا۔ اس کی گرم لو کے جھونکے اور عذاب آئیگا۔ میری قوم! اس دنیا کے گھر میں حسن ادب کے ساتھ رہو۔ کہ تمہارا دین اور ظاہر اور باطن سلامت رہے۔ یہاں تک کہ اس کے سامنے کھڑا ہو۔ اب تیری آنکھوں اور منہ اور کانوں سے حجاب اٹھیگا۔ اور تجھے لقمہ دیگا اور قوت پر قوت اور نگاہ پر نگاہ اور عمر پر عمر اور بقا پر بقا بڑھے گی۔ تیری سعی مشکور اور حسن ادب محمود ہوگا۔ اور تیرا حال بدل کر تیرا نام شاکر عابد عاقل دیندار رکھا جائیگا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ہے یہاں تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت کو بدلے) برے اخلاق کو شرع اور علم اور قدرت کی متابعت سے بدل ڈالتے ہیں۔ گویا کہ ہاتھ پاؤں کاٹنے کے لئے ان کو بھنگ پلائی گئی ہے۔ ہاتھ پاؤں خبیث کاٹنے کے لئے اس میں گوشت خوردوا ملادی گئی ہے۔ ان کو نہ حرکت اور نہ چون و چرا کسی قسم کی ہے ان کی عقلیں جاتی رہیں یعنی بشریت کی عقلیں۔ یہاں تک کہ جب ان کے بھنگ پینے کے دن گئے۔ اور عقلیں واپس آئیں تو تبدیلی کے ساتھ ہی اللہ کی مہربانی آئی۔ تبدیل کیا ہے بھوک کے بعد کھانا۔ پیاس کے بعد پانی۔ برہنگی کے بعد لباس ہے۔ جب تک راستے میں ہے تو تجھے کمی کا حکم ہے۔ تاکہ تیری شہوت کی آگ بجھ جائے۔ اس حکم کا حق پورا کیا جاتا ہے۔ شرع کے حکم سے لیتا ہے۔ اور نہی کے ساتھ باز رہتا ہے۔ یہ دن پورے ہو جاتے ہیں۔ اور تیرے قدم اللہ کے قریب ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ہی رات جاتی ہے اور دن آتا ہے۔ اللہ والے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض کا سفر ایک دن میں اور بعض کا ایک ماہ میں اور بعض کا کئی سال میں ختم ہوتا ہے۔ تیرا وقت چون و چرا اور عنقریب جھگڑوں اور تکرار ہی میں صرف نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنی کمر کو باندھ اور عمل کر۔ بادشاہی گھر میں عمل کرنے سے شاید تجھے کوئی باندی پکڑ لے۔ امید ہے کہ اس کی باندیوں میں سے کوئی باندی تجھ سے عشق کرے۔ اور تیرا اس سے

تکلم ہو جائے تیری صورت بدلجائے۔ اور تیرا کچکول اور کلہاڑا بیچا جائے۔ تجھے سردار یا بادشاہ یا نائب یا وزیر بنالے۔ جو اللہ کا عارف ہے اس کو بہت کام نہیں کرنا پڑتا ہے۔ جب تو اس کی طرف پہنچیگا۔ تو تیری خواہش کریگا۔ زہد اور ترک معرفت سے پہلے اور مالک کی طرف پہنچنے سے پہلے اور تو اور تیرا نام اور لقب پہچانے جانے سے پہلے ہی۔ بندہ اپنی لذتوں کو ترک کرتا ہے اپنا لباس اور گھر کا سامان اور اہل اور اولاد اور پڑوسی اور عورت اور دوست غرض سب کو رخصت کرتا ہے۔ ایک پاؤں آگے رکھتا ہے اور ایک پاؤں پیچھے رکھتا ہے۔ خوف اور امید کے دو قدموں پر آتا ہے کس چیز پر آگے بڑھا۔ کل سے انجان ہوا۔ کل کو ترک کیا۔ اس کو اپنے نفع اور نقصان کا کوئی علم نہیں ہے۔ سب کو چھوڑ کر مالک کے دروازے پر آتا ہے۔ خوف اور امید میں اس کے چو پاؤں اور غلاموں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کو علم نہیں ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ بادشاہ اس کو دیکھتا ہے اور اسکی خبر سب اس کی ہے۔ غلاموں کو حکم دیتا ہے۔ کہ اس شخص کو سب پر مختار بناؤ۔ پھر اس کا م سے دوسرے کام کی طرف بدلتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اپنے سامنے دربان اور برگزیدہ کرکے اپنے اسرار پر اطلاع دے کر اس کو خلعت اور طوق اور پٹکا اور تاج عنایت کرتا ہے۔ اور یہ شخص اپنے گھر والوں کو لکھتا ہے۔ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (اپنے کنبے سمیت سب چلے آؤ) بعد اس امر کے کہ بادشاہ اس کے نفس پر شہادت دیتا ہے۔ کہ میں تجھے نہ بدلوں گا۔ اس کے لئے ہمیشہ کی ولایت اور مصاحبت کا فرمان لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ معرفت کے ساتھ زہد نہیں ہے۔ ایسا شخص ہزار در ہزار میں سے ایک ہے۔ یہ حال قدر اور سابقہ اور علم کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں میں سے نہ ہو کہ جن کے حق میں اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (میں نفس کی شہادت پیش کرتا ہوں کہ جو بدی کرکے اپنے کو ملامت کرنے والا ہے) ایسا بندہ اپنے آپ کو بطور حساب اور ادب کہتا ہے۔ اس نکلنے اور اس قدم اور کھانے سے تو نے کیا ارادہ کیا ہے؟ تو نے یہ فعل اور یہ کام کیوں کیا؟ کیا یہ کتاب اور سنت کے

موافق ہے یا نہیں۔ مجاہدے کے بعد یقین کو لازم رکھو۔ کیونکہ وہ ایمان کا خلاصہ ہے۔ فرائض ادا نہ کیئے جائیں مگر یقین کے ساتھ! دنیا میں زہد نہ کیا جائے۔ مگر یقین کے ساتھ۔ دعا قبول ہو تو سکون اور آرام چاہیئے۔ اگر قبول نہ ہو تو اعتراض نہ کر۔ صدیقوں کی علامتوں میں سے ہے کہ وہ ہر ایک امر میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے احوال چھپانا چاہتے ہیں۔ تو لینے اور دینے میں مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کے بدن مخلوق کے ساتھ اور دل خالق کے ساتھ ہیں۔ فرزندِ آدم کو اس دنیا میں عمل کی ضرورت ہے۔ تاکہ اس کی طبع بدل جائے۔ اور اپنے نفس اور شیطان اور حرص کے ساتھ مجاہدہ کرے۔ تاکہ چوپایوں کی صفتوں سے منتقل ہو کر انسانی اخلاق کی طرف آئے۔ کیا تو اس کے ساتھ اپنے رب کی ناشکری کریگا۔ اَلَّذِیْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا (جس نے کہ تجھ کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفے سے پھر اچھا خاصہ مرد بنایا) کیا اس کی یہی جزا ہے کہ ناشکری اور انکار کرے۔ اور لوگوں کی آنکھوں سے حیا کرتا ہے۔ کہ تجھے نہ دیکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے کہ جو حاضر و ناظر ہے تجھے دیکھ رہا ہے حیا نہیں کرتا ہے ٭

ظاہر میں ولایت کے مدعی! اور حق تعالیٰ کے بظاہر گناہ کرتا ہے! اور اس سے حیا نہیں کرتا ہے۔ حالانکہ وہ تیری خصلت اور باطن پر مطلع ہے۔ غنا کو چھپا کر فقر کو ظاہر کرنے والے! تو حیا نہیں کرتا ہے۔ دنیا کے عوض دین کو بیچتا ہے۔ وَمَا بِكُمْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (تمہارے پاس جو نعمت بھی ہے اللہ سے ہے) تیری شکر گذاری کہاں ہے؟

نصیحت حق تعالیٰ کے بارہ میں تہمت سے رکنے کیلئے

بیٹا! اپنے خالق کے بارے میں کسی پر تہمت نہ لگا۔ شاید کہ تو خطا کرتا ہے یا کھنچی پر ہے۔ کسی کے فنے برائی نہ لگا۔ یہاں تک کہ اپنا عمل اچھا نہ کرلے۔ اچھا اور برا شریعت کے لحاظ سے ہے عقلوں کے اعتبار سے نہیں ہے۔ یہ ظاہری اعتبار سے

ہے۔ اور تو اپنے احوال میں اچھا اور برا کہنا دل کے سپرد کر۔ دل کا فتوے فقیہہ کے
فتوے سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ فقیہہ اپنے اجتہاد سے فتوے دیتا ہے۔ اور دل کا فتوے
عزیمت سے ہے۔ کہ جس پر خدا راضی اور موافق ہے۔ یہ علم کی قضا حکم پر ہے۔
پہلے حکم کے خادم بنو۔ پھر علم کے اور ساتھ ہی حکم کی بھی خدمت کرتے رہو۔ اس طرح کہ
اس کے موافق رہو۔ اور اس کے سامنے ذلیل ہو جاؤ۔ حکم کی صحبت میں علم کے ساتھ
داخل ہو جس حقیقت پر شرعی شہادت نہ ہو وہ بے دینی ہے۔ اہل عرفان کے پاس جاؤ۔
تو جس چیز پر وہ کھڑے ہیں تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ جس چیز سے انہوں نے کھایا ہے
اس سے کھاؤ۔ باطن اور خلوت میں اللہ کا شکریہ ادا کرو۔ شہر والو! تم جن حالات میں
ہو۔ میں ان سب کو برا جانتا ہوں۔ اور میرے احوال کو تم برا جانتے ہو۔ ہم دونوں
ایک دوسرے کے مخالف ہیں جمع نہ ہونگے۔ میں تمہارے درمیان آسمانوں کے مالک
کی قوت سے زندگی بسر کرتا ہوں۔ ہمارے دلوں کے حالات کو قرار نہیں ہے۔ تیری
جوانی خالق کے غضب میں کٹی۔ اپنی بیوی اور بچے اور ہمسائے اور بادشاہ کو راضی
کرتا رہا۔ اللہ کو کہ جس کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اور فرشتوں کو غصے کرتا رہا ہے۔
موت کو ضرور قبول کرنا ہوگا۔ ماں باپ اور بھائیوں اور دوستوں اور بادشاہوں سے
ملتا ہے۔ کوئی تم میں سے نہ کہے کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ کیونکہ آدمی جب مرتا ہے۔
تو اس کی قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ اللہ والے وہاں پر حق تعالےٰ کے قرب میں ہیں۔
حق کی نسبت میں انہوں نے زندگی بسر کی اور کئی مرتبہ مرے۔ پہلی موت ترک حرام
سے اور دوسری موت ترک مشتبہ سے اور تیسری موت ترک مباح سے اور چوتھی
موت ترک حلال مطلق سے اور پانچویں موت ماسوی اللہ کے ہر ایک چیز کی ترک سے
ہے۔ ان سب چیزوں سے مرے ہوتے ہیں۔ اور نہ ان کے قریب ہوتے ہیں۔ گویا
کہ وہ مسخ ہو کر صورتوں کے بغیر معنی رہ گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان کو دوبارہ زندہ
کیا ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَ مُرۡسٰىہَا (اللہ کے نام سے اس کا جاری ہونا اور لنگر
ڈالنا ہے) جب دل قدر کے سمندروں میں جاری ہوتے ہیں۔ تو اس کے علم اور قرب کے

دروازے پر ان کے لنگر کرتے ہیں۔ انکی بیداری خدمت میں اور نیند وصال میں کٹتی ہے۔ جب بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ جسم پنجرہ اور روح پرندہ ہے۔ تمام مخلوق اہل عرفان کے نزدیک بمنزلے مکھیوں اور تتیوں اور ریشم کے کیڑوں کے ہیں۔ ان کے احوال تمہاری سمجھ میں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ عقلمند بنو۔ خدا کا مقابلہ احمق کے سوا کوئی نہیں کرتا ہے۔ اللہ کے مقابلہ میں نہیں مرتا مگر مرنے والا۔ جو شخص سخاوت اور عطا کا حکم کرے۔ وہ تیرا دوست ہے۔ جو شخص فقیروں کے مال کے ساتھ غنی ہونا چاہے تو وہ اس کے ساتھ محتاج ہوگا۔ صرف اسلام کے نام پر تجھ سے قناعت نہ ہوگی۔ حق کا عمل اور فعل کب ہوگا +

جب میرے اعضا کپکپائیں۔ تو سمجھ لو کہ میرا دل چل رہا ہے۔ دنیا! ابتدائے امر میں میرے دوستوں پر تلخ ہو جا تاکہ تجھ سے محبت نہ کریں۔ اور آخر امر میں ان کی خدمت کر تاکہ تیرے ساتھ مشغول نہ ہوں +

حضرت عیسےٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس جب قیامت کا ذکر کیا جاتا۔ تو آپ اس طرح چیخ مارتے جس طرح کہ عورت چیخ مارتی ہے کہ جس کا بچہ مر گیا ہو۔ اور فرماتے کہ فرزند آدم کے لئے مناسب نہیں ہے کہ قیامت کے ذکر کے وقت خاموش ہو رہے۔ تو محض عدم ہے۔ تجھ میں کسی طرح کی بھی حس نہیں ہے۔ تو کبھی نہ عاشق ہوا اور نہ معشوق بنا ہے۔ وہ دنیا میں زیادہ ٹھیرنے کے باعث رنجیدہ ہوا۔ کیونکہ اس کو حرص اور نفس اور طمع اور شیطان کے سبب ممکنات کے بدلنے اور مخلوق کی طرف محتاج ہونے اور رحمان سے محجوب ہونے کا خوف ہے۔ جو شخص اس دنیا میں بے خوف ہوا۔ تو نہایت سخت نادانی میں پڑا +

خوف خدا تقرب خدا کا ذریعہ ہے۔

بیٹا! جو شخص زیادہ خوف کریگا۔ اتنا ہی امن پائے گا۔ میری زندگی کی قسم! حق تعالےٰ تجھے مقرب بنائیگا اور نزدیک کریگا۔ اور بات کریگا۔ اور لقمہ دیگا۔ اور مطلع

کریگا - اور مشاہدہ کرائیگا - اور تیرے لئے دروازہ کھولیگا - اور قرب اور فضل کے دسترخوان
پر بٹھائیگا - اور خوش طبعی کریگا - ولیکن بالفعل تجھ سے غم کو طلب کرتا ہے ؛

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کوئی شخص اٹھا تاکہ کچھ سوال کرے -
آپ نے اس کی بات نہ سنی اور ارشاد فرمایا - یہ غم کا مقام ہے - بجلی چمک رہی ہے اور
عنقریب بارانِ رحمت اور موسلادھار بارش ہوگی - بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا چاہتا
ہے - اور قرب حکم کو پکا کرنے اور یقین کی کتاب کو ہاتھ میں رکھنے اور اسرار پر اطلاع پانے
کے بعد حاصل ہوتا ہے - اور جو چیزیں کہ اللہ کی طرف سے ہونگی ان کے بعد ہوتا ہے ؛

اخو ابن عقیل نامی ساتوں قرأتوں کا عالم اور فقیہہ تھا - نصرانی بنا اور کفر کے
شہروں کو دیکھا گیا - کہ اس کے گلے میں صلیب لٹک رہی تھی - اس سے دریافت کیا گیا
کہ تو نے ساتوں قرأتوں اور عبادت کو کیا کیا - اس نے جواب دیا کہ میں قرآن میں سے
سوائے ایک آیت کے اور نہیں جانتا ہوں - وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ
هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (اور ہم نے ان کے عملوں کو کہ جو انہوں نے کئے خوب پر تامل کیا
پس ہم نے ان کو غبار پراگندہ بنا دیا) پہلے سب سے باطن پھر قلب پھر نفس پھر اعضاء مرتد
ہوتے ہیں - جب باطن مرتد ہو جائے - تو اس کا ظہور ضروری ہے - اَلْمُنَافِقُ فِی الْمَسْجِدِ
کَالطَّیْرِ فِی الْقَفَسِ (منافق مسجد میں ایسا ہے کہ جیسا پرندہ پنجرے میں ہے) شرع
کا ظاہر اس کا پنجرہ ہے - اگر ہم ظاہر علم پر چھوڑے جائیں تو تیرے گناہ بیان کردیں -
اور ہم تم کو کافر اور منافق کہیں - ولیکن شریعت نے ہمارے ہاتھوں کو اس امر سے
روک لیا ہے - حکم کی خدمت کرو اور علم کو طلب کرو - کیونکہ سب رازوں کو ظاہر
کردیگا - تَعَلَّمِ الشَّرْعَ ثُمَّ اعْتَزِلْ (شریعت سیکھ اور پھر گوشہ نشین بن) اگر تو
خاصانِ خدا سے ہے تو تجھے اپنے علم پر اطلاع دیگا - جب نفس تجھ کو اپنے مولےٰ کے
پاس لیجائے اور دروازے پر ٹھہرے اور بادشاہوں کی طرح داخل ہو اور دروازے کو
کھلا پائے - تو تجھ سے کہا جائیگا - کہ اکیلا داخل نہ ہو - کیونکہ تیرے اہل کا بھی تجھ پر حق ہے ؛

اِئْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ (اپنے سب کنبے سمیت میرے پاس آؤ)۔ اے باطن! اپنے دل اور اعضا کے ساتھ سب کا سب ثابت قدم رہ۔ اس وقت نہ خرید و فروخت اور نہ اعتراض ہے جو نہیں کھایا ہے کھالو اور جو نہیں پیا ہے پی لو۔ جب تو نے کوئیں کے کھودنے اور گدالوں کے مارنے پر صبر کیا ہے۔ تو اس سے چشمہ جاری پھوٹ نکلا۔ اور مسافر اور اترنے والے کا ٹھکانہ بنا۔ اگر مجاہدوں اور بلاؤں کے دکھوں پر صبر نہ کرتا تو عارف کب ہوتا۔ فقیر صبر کر عنقریب حق تعالےٰ تیری طرف نظر رحمت کریگا۔ تیرا مرتبہ بلند کریگا۔ اور تیرے سر پر تاج رکھیگا۔ اور سلطنت اور عظمت اور جلال کا لباس پہنائیگا اے خدا! ان سے دور کر اور اپنے قریب کر۔ اے خدا ان سے غنی کر اور اپنا محتاج کر۔ اے خدا ماسوا سے غنی کر کے اپنی حفاظت میں رکھ۔ جب تیرا دل قرب کے دروازے سے معلق ہوگا۔ حالانکہ وہ وجود کے اندھیرے میں ہے۔ تو اس پر علم کی صبح صادق روشنی ڈالیگی۔ اور تیرے دل کی نگاہ کو باطن کا سرمہ لگایا جائیگا۔ اور قدروں کی فہرست پڑھائی جائیگی اس وقت جنت میں جو اس کی مخلوق کے بادشاہوں اور برگزیدہ ولیوں کیلئے نقد ہے داخل ہونے کے بعد کھانا اور پینا شروع کر۔ تو کھائیگا اور پیئیگا اور باطن سے مائل ہوگا۔ اور دیکھیگا کہ اللہ کے ولیوں سے اور ابدال میں سے ہوں۔ یہ مقام صرف تمنا سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مخلوق میں سے برگزیدہ لوگ اللہ کی مراد کو دیکھنے والے ہیں مجلسوں والو! قیل و قال کے بندو! تمہارے پاس اس امر کی خبر ہے؟ پھر آپ نے اپنے ہاتھ پر پھونک ماری اور اپنے چہرے کو سب طرف گھمایا۔ اور فرمایا جو شخص خلوت میں پرہیزگاری کے بغیر اللہ کی محبت کا دعوےٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جس شخص نے فقرا و فقیروں کی محبت کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعوےٰ کیا وہ بھی جھوٹا ہے۔ سر کی آنکھ سے دنیا کا مشاہدہ اور قلب کی آنکھ سے آخرت کا مشاہدہ اور باطن کی آنکھ سے مولےٰ کا مشاہدہ ہے۔ تو مخلوق کا ادب کرتا ہے اور گناہوں کے ساتھ اللہ کا مقابلہ اور اس کے افعال میں معارضہ کرتا ہے۔ تیرا برا ہو۔ آفتاب نہیں چڑھتا ہے تاکہ مخلوق سے ناواقف پر۔ اور جس نے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی حرص اور طمع اور نفس پر اختیار کیا۔ یہ امر

عقلوں کے فہم سے بالاتر ہے۔ روح اور طبع رغبت اور موافقت الٰہی سے لے جاتے ہیں
زبردستی ان کا حصول نہیں ہے۔ اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ (مگر
جس شخص پر کہ جبر کیا جائے۔ اور اس کا دل اطمینان کے ساتھ مطمئن ہو) سچا مرید
ہر ایک وارد میں کہ جو اس کی طرف وارد ہوتا ہے۔ اپنے ظاہری اعمال کو حکم کے
آئینے پر پیش کرتا ہے۔ اور باطنی اعمال کو علم کے آئینے پر پیش کرتا ہے۔ اگر اس کے
دونوں آئینوں کے اعمال موافق ہو جائیں۔ تو اس کو مالک کے دربار میں باریابی
حاصل ہوتی ہے۔ اگر ایک آئینے کا عمل دوسرے کے موافق نہیں ہے تو وہ شخص
داخل نہیں ہوتا ہے اور دروازے پر بٹھایا جاتا ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ اپنے امر کو
محکم کرو تاکہ تیری سعی مشکور اور تیرا امر محمود ہو۔ کیونکہ وہ ایسا دروازہ ہے کہ اسکی طرف
حکم اور علم کے دروازے کے سوا داخلہ نہیں ہے جب ایسا ہو جائے تو تیرے لئے
بہت سے کام کھول دئے جاتے ہیں۔ ان کاموں میں باتمیز رہو۔ کیونکہ یہ تیرے اور اللہ
کے درمیان خاص راز ہیں۔ اس کام پر کسی کو اطلاع نہیں دی جاتی ہے۔ نہ فرشتے
مقرب کو اور نہ نبی مرسل کو۔ ان لوگوں کی شرعی عقلیں (عقل جزئی) جاتی رہیں۔ اور انکو
عقل کلی عنایت کی گئی جب ان سے بھناٹ نوشی کے دن گئے۔ تو بھوک کے بعد کھانے
کی طرف اور پیاس کے بعد پانی کی طرف اور بیداری کے بعد نیند کی طرف اور مشقت
کے بعد راحت کی طرف لوٹائے گئے۔ پھر ایک ضروری شغل میں مشغول ہوتا ہے۔ کیونکہ
وہ اسرار کے خزانوں پر مطلع ہے۔ پھر یہ بندہ اپنی مراد پر اطلاع پاتا ہے۔ اہل شہر کے
متعلق ہو یا کسی اقلیم کے متعلق ہو۔ اور جب قطب ہو جاتا ہے۔ تو تمام دنیا کے اعمال
اور ان کے نصیبوں اور ان کے انجام کار پر اطلاع پاتا ہے۔ اور تمام اسرار کے خزانوں
پر باخبر ہوتا ہے۔ اور دنیا کی کوئی چیز بھی نیکی اور بدی سے اس پر مخفی نہیں رہتی ہے
کیونکہ وہ بادشاہ کا خاص مصاحب اور رازدار نبیوں اور رسولوں کا نائب اور خدا کی
سلطنت کا امین ہے یہی شخص سردار اور اپنے زمانے کا قطب ہے۔ اس کے دل پر
فرشتے وارد ہوتے ہیں اور اس کا باطن اللہ تعالٰے کا ناظر ہے جب اللہ تعالٰے کسی

بندے کو سب سے الگ کر کے اپنا بنانا چاہتا ہے۔ تو پہلے اس کو بنی آدم سے وحشت ہوتی ہے۔ پھر اس کو درندوں اور وحشیوں اور جنوں کے ساتھ اُنس ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آدمیت کی وحشت جنوں اور درندوں کے انس سے جاتی رہتی ہے۔ تو مختلف صورتوں کے فرشتوں کے ساتھ اس کو انس ہوتا ہے۔ کہ ان کی کلام کو جنگلوں اور میدانوں اور دریاؤں میں سنتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف کو منقطع ہونے والے۔ اللہ تعالےٰ کے طالب! اس کلام کو سُن۔ اور پھر دیکھ۔ یہاں تک کہ جب ان کے کلام سے مانوس ہوتا ہے اور ان کی صورتوں کے دیدار کا مشتاق ہوتا ہے تو اس بندے اور فرشتوں کے درمیان سے حجاب اُٹھا دیا جاتا ہے۔ اللہ کی مخلوق میں فرشتوں کے کلام سے اور کسی کی کلام لذیذ نہیں ہے۔ اور خوبصورتی میں کوئی ان کے مقابل خوبصورت نہیں ہے۔ پھر سب سے حجاب ہو کر اللہ کے دروازے کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پھر اس کے پاس اللہ کے قرب کا انس آتا ہے۔ پھر جو ہوتا ہے سو ہوتا ہے۔ پھر سکوت کے بعد قلب کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ جیسے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی ہوئی تھی۔ جب ان کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بابت خوف ہوا تھا +

اے دل! اگر تو اپنے راز پر کہ جو تیرے اندر ہے خوف کرتا ہے۔ تو اپنے جسم کو جنگلوں اور میدانوں کے دریا میں ڈال۔ اور اپنے اہل اور دوستوں سے جدا ہو۔ وہ عورت تجھ سے نہایت بہتر ہے کہ جس نے اپنے بچے کو دریا میں ڈالدیا۔ اور تو وہ قدم چل کر ڈرتا ہے۔ یہ سب برائی تیرے ایمان کے ضعف کے باعث ہے۔ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا (اگر ہم اس کے دل پر پٹی نہ باندھتے) اسی طرح اگر تو اپنی مراد اور مقصود کے دور ہونے کے وقت مخلوق میں خوف کریگا۔ حتیٰ کہ مخلوق اور سبب کی طرف رجوع کرنے لگے گا تو تیرے دل کو (رابطہ) تقویت دی جائے گی۔ توحید اور علم اور تقوےٰ کے ناقص! تم کہاں اور ہر حال میں توبہ کہاں ہے۔ بدبخت! دین کے بدلے کھانا نفاق ہے۔ اور صنعت کے ساتھ کھانا سنت ہے۔ اس سنت کے ساتھ بیٹھ تاکہ ایمان آجائے۔ اپنے ہاتھ میں صنعت کو لے۔ اور قلب سے مخلوق کے دروازے بند کر۔

اس وقت اس کے علم کے گھر میں اپنے دل کے ساتھ بیٹھ یا نکل۔ بہرہ اور اندھا ہو۔ حق کے سوا نہ سن۔ اور فضل کے سوا نہ دیکھ۔ پھر کو توال کے ساتھ اطراف عالم کی سیر کر ٭

حق سے حاصل کرنا بمقابلہ مخلوق بدرجہا بہتر ہے ولی اللہ سے لگا

عام لوگو! اگر تم میں سے کسی کو کوئی چیز ملے کیا اس کو لیتا نہیں ہے؟ مخلوق سے حاصل کرنے کے لئے غربت اختیار کرتا ہے اور سفر کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سے لینا یہی حقیقت ہے لیکن جب اس کا درجہ ترقی کرتا ہے اور اس کی ولایت ثابت ہو جاتی ہے تو اس کے دل میں لینے اور دینے کا خطرہ نہیں پڑتا ہے۔ اس کے پاس چیزیں آتی ہیں۔ حالانکہ وہ ان سے غائب ہوتا ہے۔ ان کا تناول اس کے مقسوم میں ہوتا ہے۔ موسےٰؑ کی والدہ! جب تم ان پر خوف کرو۔ تو ان کو دریا میں ڈال دینا۔ اور تو جب اپنے دین پر خوف کرے۔ تو اپنے دل کو اللہ کی طرف ڈال۔ اپنا دل اور اہل اسی کے سپرد کر دے۔ اور اس طرح عرض کر۔ کہ تو ہی سفر میں ساتھی اور اہل اور اولاد میں رکھوالا ہے۔ تیری اللہ کے ساتھ معرفت اور محبت کی ایسی مثال ہے کہ جیسے تیری کمر پر ہمیانی بندھی ہے۔ تو جدھر بھی جائے وہ تیرے پاس ہے۔ قدر کے ساتھ سورہ اور قدرت اور قادر کی بات سن ٭

اللہ کی قسم! اور پھر اللہ کی قسم! کہ اولیاء اللہ کے احوال نبیوں کے حالات کے مشابہ ہیں لیکن ان کے لقب ان کے لقبوں کے علاوہ ہیں۔ نبیوں اور رسولوں کے پاس منکر اور نکیر نہیں آتے ہیں۔ کیونکہ وہ مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی حساب نہیں لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مخلوق میں سے خاص ہیں۔ طمع اور حرص کے بندے! تعریف اور ثنا کے بندے! مقسوموں پر قلم خشک اور علم سابق ہو چکا ہے۔ ان کا پورا ہونا ضروری ہے۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ مقسوموں کو اپنے ساتھ لینا ہے اللہ نے تجھ کو وجود عنایت کیا اور توحید کے ساتھ بٹھاتا ہے۔ بندے کے دل میں حق کے رازوں سے ایک راز ہے کہ جس پر شیطان اور عقل اور فرشتہ اطلاع نہیں پا سکتا

ہے۔ اپنے فنا کے دروازے سے قرب کو طلب کر۔ جب تو راضی ہوگا۔ تو تجھ سے محبت کریگا۔ اور جب محبت کریگا تو مطلع کریگا۔ اور اپنا مصاحب بنائیگا۔ اور تو اپنے علم کے ساتھ ہمیشہ اس کی صحبت میں رہیگا۔ اور عابد اپنی عبادت کے ساتھ اسکی صحبت میں رہتا ہے۔ عارف کے سوا مرید صادق کو کوئی نہیں پہچانتا ہے۔ تو اسکی تسخیر میں ہے۔ اگر تو نے اس میں اللہ کی موافقت کی تو بہتر ورنہ تو مردود ہے +

مفہوم ترک

ہم ذرے کی طرح ان کے پیچھے چلا کرتے تھے تا کہ ان سے ربانی داخلے کے کلمات کا فائدہ اٹھائیں۔ جو شخص اپنی رائے کے ساتھ بے پرواہ ہوا وہ بہکا۔ پھر آپ نے کچھ کلام کر کے ارشاد فرمایا۔ اور یہ شخص متابعت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ ترک کرتا ہے پھر ترک کیا جاتا ہے۔ اور پھر لیا جاتا ہے۔ ترک کی چیز کا تارک اور لینے کی چیز کا لینے والا ہے۔ تیرے لئے امر صبح صادق کی صداقت کی طرح روشن ہوگا۔ بندے کو دو نئے کپڑے بدلوا تار رہتا ہے۔ گاہے وجود کا گاہے فنا کا۔ گاہے گم ہوتا ہے تو حق اس پر توجہ کرتا ہے۔ اور گاہے موجود ہوتا ہے تو حق سے خبر دیتا ہے +

حقوق اللہ و حقوق مخلوق

میرے دل نے میرے رب سے روایت کی ہے کہ اپنی خلوت کے دو دروازے بنا۔ ایک دروازہ مخلوق کی طرف اور دوسرا دروازہ حق تعالےٰ کی طرف مخلوق کے حق ادا کر۔ اور خالق کے حق ادا کر۔ مخلوق کی مصاحبت حق کے لئے کر۔ تو مخلوق کے شر سے محفوظ اور حق کے قرب میں ہمیشہ رہے گا۔ حق کے ماسوا کا نام مخلوق ہے۔ اور یہ معنی سب احوال کو شامل ہیں۔ اور مخلوق کی صحبت کے یہ معنی ہیں کہ حق کی صحبت کے بعد ان کو نصیحت کر خلقت کی مصاحبت کر۔ جب مخلوق کی صحبت حق کی صحبت کے بعد کریگا تو تو حق کے ساتھ ہے مخلوق کے ساتھ نہیں ہے۔ مخلوق کی صحبت کی یہ علامت ہے کہ

مخلوق کی طرف سے نفع اور نقصان کو نہ دیکھ۔ بلکہ سب تیرے اوپر مسلط اور مسخر ہیں۔ یہی دل ہیں کہ جنہوں نے اللہ کے فضل کا طعام کھایا۔ اور اس کی بات سُنی۔ اور اس کے قرب کی خوشی دیکھی۔ اُن کے دلوں کو اللہ نے دنیا میں موت کے پہلے مخاطب فرمایا ہے اور قیامت میں بھی وہ مخاطب ہیں۔ اور یہ خاص افراد ہیں کہ جو دنیا میں مخاطب کئے جاتے ہیں ۔

ارشادات حضرت جنید بغدادیؒ۔ جو تمثیلاً بیان کئے گئے

حضرت ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں نے چالیس ابدال کی شہادت کے بعد لوگوں پر کلام کی ہے من جملہ ان کے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ اور ابدالوں کے فرمان کے علاوہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ ارشاد فرماتے ہیں۔ یَا جُنَیْدُ تَکَلَّمْ عَلَی النَّاسِ فَاِنَّہٗ قَدْ اٰنَ لَکَ اَنْ تَتَکَلَّمَ اَلْاٰنَ (جنید! لوگوں کو وعظ سناؤ۔ کیونکہ تمہارے لئے وقت آگیا ہے کہ اب کلام کرو) اگر تو حق اور زیادتی اور ثابت قدمی کو چاہتا ہے تو ہماری نصیحت پر عمل کر ۔

تجھ پر افسوس ہے۔ نماز کے وقت قبلہ رو ہوتا ہے۔ تجھے چاہئے کہ بلا کے وقت بھی رو بقبلہ ہے۔ اس طرح کہ اپنے دل کے چہرے کو حق کی طرف متوجہ کرے۔ جیسے اپنے چہرے کو کعبہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اگر تو آفتوں کے وقت اپنے چہرے کو مخلوق کی طرف متوجہ کریگا۔ تو تیرا ایمان جاتا رہیگا۔ کیونکہ ایمان کے وقت بلا ٹوٹنے والی ہے۔ ایماندار کے لئے دلوں کا توڑنا گناہ کبیرہ ہے عام لوگوں کے دل دنیا کیلئے ٹوٹتے ہیں۔ اور خاص کے آخرت کے حظ کے لئے ٹوٹتے ہیں۔ اور خاص الخاص کے مولیٰ کی جدائی کے لئے یا کشف کے بعد حجاب واقع ہونے سے ٹوٹتے ہیں۔ ہر ایک کا دل ٹوٹنے کے لئے خاص سبب ہے۔ اور خاص افراد امت کی دل شکنی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۔

قبولیت دعائے سادہ۔ بناوٹی الفاظ سے پرہیز چاہیئے

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کی بابت سوال کئے گئے
لَا يُقْبَلُ اللّٰهُ دُعَاءً مَلْحُوْنًا (اللہ تعالیٰ شرارت کی دعا کو قبول نہیں کرتا ہے)
یعنے اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو قبول نہیں کرتا ہے کہ جس میں بناوٹ اور تنگ بندی
ہو۔ اَنَا وَالْاَتْقِيَاءُ مِنْ اُمَّتِیْ بُرَاءُ مِنَ التَّكَلُّفِ (میں اور میری امت کے پرہیزگار
تکلف سے بیزار ہیں) لگا ہے مومن پر اُمید غالب آتی ہے اور اپنے گناہوں کے دفتر کو
دیکھتا ہے۔ اس میں وہ کسی گناہ کو نہیں پاتا ہے۔ اپنے بچپنے کی حالت سے نیکی
کی تلقین کیا گیا ہے۔ اس کی تقدیر میں منبر اور محراب درج ہے۔ ایسا لگا ہے ہوتا ہے
اور یہ بہت کم ہے۔ لہٰذا اپنے لئے گناہ کو نہیں دیکھتا ہے۔ اور حکموں کے دفتر میں
اپنے لئے کوئی حکم متروک نہیں دیکھتا ہے۔ اب اس پر ایک قسم کے گناہ کا حکم لگا دیا
جاتا ہے تاکہ (غرور سے) ہلاک نہ ہو۔ پھر اس کا تدارک کر کے توبہ کر لیتا ہے۔ یہ
گناہ اس کا تقدیری ہوتا ہے۔ جیسے پہاڑ سر پر آپڑا ہے۔ یہ لغزش اس سچے مومن
کے حق میں حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کے مشابہ ہے۔ یہ بھی بہت کم ہے۔
اس کی طرف توجہ اور اعتبار نہیں کیا جاتا ہے۔ نفس کے لئے دو ارادے ہیں۔ اور
دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ایک حق کے ماسوا کا ارادہ اور دوسرا حق کا
ارادہ ہے۔ یہ دونوں کبھی صلح کر لیتے ہیں اور کبھی لڑ پڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ چالیس
سال کی عمر پوری ہو جائے۔ اور یہی مطلب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ارشاد کا ہے۔ مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ شَرَّهُ فَلْيَتَجَهَّزْ
اِلَى النَّارِ (جس شخص کی عمر چالیس سال کو پہنچے اور اُس کی نیکی بدی پر غالب نہ آئے
تو اُس کو چاہیئے کہ دوزخ کے لئے تیار رہو رہے) اسی اصل کی طرف آنحضرت کا اشارہ
ہے۔

تمثیل

طریقوں کے بیان کرنے کے منکر! ظاہر پرندہ ہے۔ باطن کا دیدار قطام دیکھے گ

دودھ چھوڑنا) ہے۔ جب تک تو ماسوی اللہ کو پہچانتا اور تجھ کو پہچانتے ہیں۔ تو تو مجسم حرص ہے۔ گاہے تو لوگوں کا تابعدار ہوتا ہے۔ اور گاہے ان کے لئے ذلیل ہوتا ہے اس گھر کی طرف دو راستے ہیں۔ ولی کی علامت یہ ہے کہ ہر ایک شئے میں اللہ کے ساتھ غنی اور ہر ایک شے میں اللہ کے ساتھ صابر اور ہر ایک شئے میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔ اگر تیرا نفس انکار کرے۔ تو ولایت کا دعوےٰ نہ کر۔ اور ان خصلتوں کے ساتھ اس کو محارو کر۔ اگر وقوف نہ ہو تو تو ولی نہیں ہے ؞

احتراز صحبت شاہاں

عالم کو بادشاہوں کے پاس جانا مناسب نہیں ہے مگر اپنے ایمان کو پکا کرنے کے بعد اور اللہ کے ساتھ قوت علم اور مخلوق سے زہد اور معرفت کے قرار پکڑنے اور اللہ کے ساتھ انس حاصل کرنے کے بعد۔ قوت کے ساتھ ان کے پاس جائیں۔ اور قوت کے ساتھ اُن کے پاس سے نکلیں ؞

میں ایک شیخ کی خدمت میں رہتا تھا۔ جو معاملہ میرے ساتھ پیش آتا۔ آپ سب کی مجھ کو اطلاع دے دیا کرتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا پھرا کرتا تھا۔ اور بادشاہوں کی طرف بھی جایا کرتے تھے۔ ان ہر دو معاملوں سے میرے دل میں کچھ خطرہ پڑا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرے بچے یہ لڑکا مسافرخانہ میں رہتا ہے اور میں ڈرتا ہوں۔ کہ اگر اس کو وہیں چھوڑوں تو لوگ اس کے ساتھ تباہ ہونگے۔ اور میرا بادشاہوں کے پاس جانا میری اپنی غرض کیلئے نہیں ہے۔ صرف ان کے پاس نصیحت اور عدل کے طریقوں کے اظہار کیلئے جاتا ہوں۔ تمہاری صحبت میں خلل ہے۔ اور ہم ان کی صحبت میں ادب کے ساتھ رہتے تھے ؞

طعام حلال و حرام کی بابت تشریح

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں کسی نے سوال کیا۔ اگر کھانا ملا جلا ہو تو روزے اور نماز کیسے صحیح ہو سکتے ہیں؟ آپ نے جواب میں ارشاد

فرمایا۔ حلال ظاہر ہے۔ اور حرام ظاہر ہے۔ شرع نے خوب واضح کر دیا ہے۔ اور کچھ وقفہ بھی کر۔ اگر دل کہے کہ نہیں تو حرام ہے۔ اگر دل ہاں کہے تو حلال ہے۔ اگر خاموش رہے ہاں یا نہیں کچھ نہ کہے تو مشتبہ ہے۔ اگر الفت کی چیزوں کو ترک کرے اور تیرا نفس صبر کرے تو یہی قناعت ہے۔ تو جانتا ہے کہ اس کے پاس کتنی عبادتیں اور نماز روزے ہیں۔ ان کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مراد یہ ہے۔ کہ دل کدورت اور غبار سے پاک ہو۔ جو زاہد منافق ہے۔ اس کا ظاہر صاف اور باطن مکدر رہے۔ اُس کے رخساروں کی زردی اور کندھوں کی عاجزی اور صوف کا جبہ اور اس کے زہد نے ہاتھوں کو روک رکھا ہے۔ اور اس کا باطن بھیک مانگتا ہے۔ اس کا نفس تعریف اور ثنا کی طرف راغب ہے۔ اُس کی آنکھ لوگوں کے مال پر پڑ رہی ہے۔

لیکن عارف کا ظاہر مقسوم کے ساتھ آلودہ ہے۔ کچھ اس کا ذاتی نصیب ہے۔ اور باقی بادشاہ کے مصاحبوں کے تعلق کا ہے۔ گویا کہ وہ اس کے گھر کا کارندہ اور لشکر کا سپہ سالار ہے۔ ساتھ ہی اس کا باطن صاف اور دل سالم اور اللہ کے دربار میں بیدار کرنے والا ہے۔ علم کی موجیں اس پر تلاطم کر رہی ہیں۔ اور دنیا کے سمندر اس کے دل کو پر نہیں کر سکتے ہیں۔ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی آبادی اور تمام موجودات اس کے دل کی نسبت ناچیز ہیں۔ یہ عارف کی صورت اور وہ زاہد کی صورت ہے۔ تیرے پاس اس حال کی خبر نہیں ہے۔ تو پھر اپنی زبان کو مخلوق میں برے ظن سے کیوں نہیں روکتا ہے۔ دنیاداروں کے ہاتھوں سے آخرت کے راستے سے دنیا کو چھیننے والو! حق سے نادانو! ان عام لوگوں کی نسبت تم خود توبہ کے زیادہ حقدار ہو۔ تم گناہوں کے اقرار کے زیادہ مستحق ہو۔ یہ لوگ کون ہیں! تمہارے پاس نہ خیر نہ نفع نہ روح نہ نجات نہ نور اور نہ دین ہی ہے۔ اور تمہاری دنیا بھی باقی نہ رہیگی جس کو کہ اپنی خواہشوں اور حرصوں سے حاصل کرتے ہو۔ دنیا کو دنیا کے لئے لیتے ہو۔ آخرت کے لئے نہیں۔ میرا شغل تمہارے ساتھ اور میری کلام تم پر ہے۔ آپ اس سب تقریر کے ساتھ اپنے شہر اور زمانے کے واعظوں پر اشارہ فرماتے تھے۔ بہرے ہوگئے اور انہوں نے جان لیا کہ

کوئی کلام کرنے والا نہیں ہے۔ گویا کہ کلام تمہارے غیر کے لئے ہے۔ میری زبان آج کے دن مانگی گئی ہے اور میرا جسم آج کے دن مانگا گیا ہے۔ غربت اور خلوت کے ساتھ انس حاصل کرنا قرب الٰہی کی چابی ہے۔ خلوت میں خاموش رہنے والے تیری عزت محفل کی خاموشی میں ہے ÷

نصائح

بیٹا! خلوت ہے پھر محفل ہے خاموشی ہے پھر گویائی ہے۔ بادشاہ پر توجہ کرنا اور پھر نوکر پر توجہ کرنا ہے۔ بعض صدیقین نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْحَلَالُ الْمُطْلَقُ فِی الرُّوحَانِیِّیْنَ (حلال مطلق خوشبوؤں میں ہے) تو چاہتا ہے کہ میں روحانیوں سے ہو جاؤں۔ یہاں تک کہ تیرا حال روحانیوں میں ہو جائے۔ اچھے اور برے میں تمیز کرنے لگ پڑے۔ تیرے باطن کا چراغ اور تیری معرفت کا آفتاب اور تیرے قرب کا چاند تیرے رب سے ہے۔ حرام تیرے نفس کے وجود کے وقت ہے۔ اور شبہ دل کے وجود کے وقت ہے۔ اور حلال مطلق باطن کی صفائی کے وقت ہے۔ یہ حال عقلوں سے بالاتر ہے۔ جب وہاں نفس ہے تو حرام کھاتا ہے اور جب وہاں دل ہے تو مشتبہ کھاتا ہے۔ اور اگر وہاں باطن صفا ہے تو تو حلال مطلق کھاتا ہے ÷

آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ارشاد کیوں ہوا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (یقیناً نفس برائی کا امر کرنے والا ہے) کیونکہ پرواہ نہیں کرتا ہے کہ تو نے کہاں سے کھایا ہے۔ جیسے کہ بری عورت اپنے خاوند سے کہتی ہے۔ چوری کر اور مجھے کھلا۔ وہ حلال اور حرام میں کچھ بھی تمیز نہیں کرتا ہے ÷

اسی واسطے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ عَلَیْكَ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ ذَاتُ الدِّیْنِ تُعِیْنُكَ عَلٰی اُمُوْرِ اٰخِرَتِكَ (دیندار عورت کی تلاش کر۔ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ دیندار عورت آخرت کے کاموں پر تیری مدد کرے گی) ÷

نفس کی باطنی حالت اس بری عورت کے مشابہ ہے۔ تو چاہتا ہے کہ حلال اور حرام میں تمیز کرے۔ اور اگر حلال مطلق تیرے سامنے حاضر ہو اگرچہ تیرے کسب سے ہو تو توقف کر۔ اور سمجھ کہ روٹی اور سالن پکا نہیں ہے۔ تو قلب کے ذریعے باطن کا وسیلہ حاصل کر اور باطن کے ذریعے اپنے رب کا وسیلہ حاصل کر۔ اللہ تعالیٰ تیرے دل کی طرف ایک فرشتے کو متوجہ کریگا۔ اگر حلال ہوگا۔ تو تیرے لئے کہیگا۔ کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ (پاک چیزیں جو ہم نے عنایت کی ہیں ان کو کھاؤ) یہ آیت تیرے دل پر تلاوت کی جائے گی۔ اس وقت کھالے۔ اور اگر حرام اور مشتبہ ہے تو کہیگا وَلَا تَاۡکُلُوۡا مِمَّا لَمۡ یُذۡکَرِ اسۡمُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ (اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو نہ کھاؤ) یہ حرام ہے اس کے نزدیک نہ جانا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس سے بہتر عنایت فرمائے گا۔ اس کی قضا اور قدر کے سامنے تسلیم کے ساتھ بیٹھ۔ یہاں تک کہ اس کے فضل کا ہاتھ آئے مقسوم پورا کرنے کے لئے تیرے ہاتھ کو کھینچیگا۔ زہد ایک گھڑی کا عمل ہے۔ اور پرہیزگاری دو گھڑی کا عمل ہے اور معرفت ہمیشگی کا عمل ہے۔ جب ہم پہلے لوگوں کے ساتھ تیرے احوال کا موازنہ کرتے ہیں۔ تو ان کے احوال سے تجھ میں کوئی چیز بھی نہیں پاتے ہیں۔ تو نے اپنے نفس کو کھا نادیا۔ اس نے تجھی سے مخالفت کی۔ تو نے اس کی شہوتیں پوری کیں۔ اس نے تجھی پر دست درازی کی۔ کاش کہ تو اس کے مقاصد کو کاٹتا۔ اور اس کے توڑنے میں مشغول ہوتا۔ بلکہ تو نے اس کی خواہشیں پوری کیں۔ اور تو نے اپنے شیطان کے لئے دروازہ کھولدیا۔ کیونکہ وہ اس کو تمنا کی تلقین کرتا ہے۔ اس کے لئے زبان نہیں ہے۔ بلکہ اس کی طرف جن کا شیطان القا کرتا ہے۔ اور تجھ پر انسانی شیطانوں کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہوتا ہے۔ اگر تو اس کو فضول سے روکتا اور اس کے مادے کو دور کرتا اور اس کو حرام اور مشتبہات اور شبہے سے الگ کرتا۔ تو اس کا شعلہ ضرور بجھ جاتا۔ اگر تو مباح کو کم کرتا تو فضولیات میں اس کی تیاری گلجاتی۔ نفس کی خواہشیں اکھڑ جاتیں۔ اور اس میں خوف اور امید کے درخت پیدا ہوتے۔

اس کے باطن کا اندھیرا روشن ہوتا۔ اور اس کے دل کی طرف اطمینان آتا۔ اور پکارا جاتا۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (اطمینان والے نفس اپنے رب کی طرف رجوع کر۔ اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے) عام لوگ اس طرح موت کے وقت پکارے جاتے ہیں۔ تجھے قرب کے دستر خوان اور دربار کے کمرے سے کیا حاصل ہے۔ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ (اور بے شک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور باعظمت لوگوں میں سے ہیں) تیرا قلب صفانہ ہوگا۔ جب تک کہ تیرا نفس عفانہ ہو۔ یہاں تک کہ اصحاب کہف کے کتے کی طرح تابعدار ہو کر دروازے کی دہلیز میں چوکڑی مار لے۔ تاکہ قلب دربار میں حاضر ہو جائے۔ حالانکہ وہ ظاہر شرع کے ساتھ اپنے پر تیرے نکلنے کا منتظر ہو۔ ایمان کی کمزوری کے وقت کتاب اور سنت سے رخصت حاصل کر۔ یہاں تک کہ جب ایمان قوی ہو جائے۔ تو تجھ پر لازم ہے کہ عزیمت اور قوت پر سواری کرے۔ اگر تو اپنے نفس پر سوار ہو جائے تو قدرت اور موافقت کے ساتھ سیر کرے گا ۔

شیخ حلاج جس وقت سولی دئے گئے۔ تو کسی نے سوال کیا کہ آپ مجھے وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا۔ نَفْسُكَ اِنْ لَّمْ تَشْغَلْهَا وَاِلَّا شَغَلَتْكَ (اپنے نفس کی حفاظت کو۔ اگر تو اس کو مشغول نہ کریگا تو وہ تجھے مشغول کریگا) ۔

مقسوم بہر صورت پہنچتا ہے

شروع حال میں میرے پاس ایک قمیص بیش قیمت تھی۔ میں اس کو کئی مرتبہ بازار میں لے کر گیا۔ اس کو کسی نے نہ خریدا۔ آخر میں نے ایک شخص کے پاس ایک دینار (اشرفی) کے عوض رہن رکھ دی۔ اتنے میں عید کا دن آ گیا۔ اچانک وہی شخص قمیص لے کر میرے پاس آیا۔ اس نے کہا لو! اور اس کو پہنو۔ اور میں نے اپنا دینار معاف کر دیا۔ میں نے نہ لی۔ اس نے کہا کہ اس کو بالکل لے لو۔ ورنہ میں جلا ڈالوں گا۔ اس طرح اس شخص نے مجھے قمیص پہننے پر مجبور کیا۔ اس وقت میں نے جان لیا کہ یہ میرا مقسوم ہے۔ اس میں میرے لئے زہد نہیں ہے ۔

اللہ کے غیر کا علم سکھانے سے انکار

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ بعض عالموں کے قول کی بابت سوال کئے گئے تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ فَاَبٰى اَنْ يَّكُوْنَ اِلَّا لِلهِ (ہمیں آپ اللہ کے غیر کا علم سکھائیں۔ انہوں نے انکار کیا کہ ہم تو صرف اللہ ہی علم سکھائیں گے) آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ یہ قول اللہ والوں کے حق میں تباہی ہے کیونکہ اللہ کے غیر کی تعلیم شرک ہے۔ اور اس کا دوسرا مطلب اور بھی ہوسکتا ہے۔ کہ سائل کی مراد غیر کے علم سے آخرت کا علم ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک نقص ہے۔ اللہ کے علم پر ہمیشہ عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ علم ان کو اللہ کے پاس لایا۔ اور اس کے قریب کردیا۔ انہوں نے ظاہر کو باطن سے اور فرع کو اصل سے حاصل کیا۔ پہلے وہ عام لوگوں کے دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ پھر وہ فضل کے طعام کے ساتھ خاص کئے گئے۔ انہوں نے ایک ہی حالت میں دو کھانے کھائے۔ عوام کے عطیے میں بھی شریک ہو گئے۔ اِذَا اَرَادَكَ لِاَمْرٍ هَيَّاَكَ لَهٗ (جب تجھ سے کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے تجھ کو تیار کرلیتا ہے جس شخص نے میرا شروع کا حال جانا اور مجھ سے دور بیٹھ رہا۔ تو ایسا شخص حقیقی گناہگار ہے۔

خرق عادت کی بابت

اگر کوئی شخص آپ سے کوئی کرامت (خرق عادت) دیکھتا۔ تو آپ فرماتے کہ تو نے اس کو دیکھا۔ اپنا ہاتھ لاؤ۔ آپ اس سے خدا کو حاضر ناظر کر کے اقرار لیتے کہ مرتے تک کسی پر ظاہر نہ کرے۔ ایک مسکین آدمی اللہ کے لئے کچھ دنوں تک عمل کرتا ہے یہاں تک کوئی راز اس کے پاس اللہ کی طرف سے اس کو آتا ہے۔ اور وہ راز کو لوگوں کو بتا دیتا ہے۔ تو اللہ آئندہ کے لئے اس حال کو سلب کرلیتا ہے۔ اللہ کی قسم ایک ہے اور علم اور کرامت بھی ایک ہی چیز ہے۔ کرامت والے کو کرامت کے چھپانے کا حکم ہے۔ یہاں تک کہ قضا اور قدر میں اس کے اظہار کا وقت آجائے۔ اور ساتھ ہی

حق تعالے کیساتھ قلب اور باطن کی بھی حفاظت رہے۔ اگر تیرے دل میں دنیا کا حسن اور زینت آپڑے تو اس سے دور بھاگ۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بھی تیرا پیچھا کریگی ؎

فطام یعنی بچے کا دودھ چھوڑانے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سوال کیا گیا۔ اَلْفِطَامُ صَعْبٌ (بچے کا دودھ چھڑانا نہایت مشکل ہے) آپ نے ارشاد فرمایا۔ خود ہوشیار رہو۔ کیونکہ دودھ چھڑانا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ مگر ایسے بچے پر کہ جو اپنی ماں کے سوا دوسرے کو نہیں پہچانتا ہے۔ لیکن جو بچہ ہوشیار اور کھانا اور پینا جانتا ہے۔ وہ اس دودھ میں کہ جو پستان سے گویا کہ سوئی کے ناکے سے نکلتا ہے پرہیز کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! بھاگ اور دروازے خداوندی کا ارادہ کر۔ امید ہے کہ تو اس کے ولیوں اور برگزیدوں میں سے ہو جائے۔ اور دنیا کو تجھ سے روکے گا۔ یہاں تک کہ تیرا دل اس سے صاف ہو جائے اور اس کا ذکر تیرے دل سے دور ہو جائے۔ اور دنیا کو تیرے الگ ہو جانے کی ہمیشہ حسرت ہے۔ اور دنیا کی محبت کی بجائے مالک کی محبت آ جائے۔ یہاں تک کہ جب تیرا دل رب کی محبت اور اس کے اُنس سے پُر ہو جائے۔ اور اسباب کا سلسلہ ٹوٹ جائے۔ تو دنیا خادمہ بن کر حاضر ہوگی۔ اور تو اس کے شر سے زرہ پہنے ہوئے ہوگا۔ اور تیرے ساتھ محافظ اور نگہبان ہونگے۔ اور دنیا کا زہریلا مادہ نکالا گیا ہو۔ اور محبت کی زبان کے ساتھ آئے گی خادمہ عرض کرے گی کہ آپ کا نصیب فلاں جگہ اور فلاں جگہ ہے۔ غلانے کی لڑکی آپ کی قسمت میں ہے۔ ہر ایک گھڑی میں زیادہ در زیادہ کرکے جُرم کرتی رہے گی ؎

عراق کے باشندو! دنیا کے مالکو! دنیا کے بادشاہو اور پہننے والو اور والیو! میرے گھر میں کپڑے لٹکائے ہوئے ہیں۔ جن سے میں چاہوں پہن لیتا ہوں۔ میری بابت بہتر ہے کہ اپنی سلامتی مانگو! ورنہ میں ایسا لشکر لاؤں نگا۔ کہ جس کا تم مقابلہ نہ کر سکو گے۔ والسلام ؎

ترک زہد عارف غلام وغیرہ کی بابت ارشادات

ترک زہد ہے اور لینا معرفت ہے۔ پہلے لوگوں کی باتوں کو چھوڑو۔ ہر ایک اپنے زمانے کا شیخ ہے۔ اور زاہد عارف کا غلام ہے ہمیشہ دنیا اور ما فیہا میں ایک قسم کی خبر ہے۔ اور آخرت طمع اور حرص کے بقیے کی ایک قسم ہے۔ کیا تیرے پاس یہ ترک ہے۔ اگر قلب دنیا کو لیتا ہے تو سب کو اپنے سے نکال کر لیتا ہے۔ اور اپنی رگوں سے سب کو اکھیڑ دیتا ہے۔ زہد ختم ہوا۔ اور معرفت آئی۔ کدورت گئی اور صفائی آئی۔ سبب ٹوٹا۔ حق اور مسبب آیا۔ اب اللہ کی طرف کا ثبات رجوع کرتا ہے۔ اور اس کو اپنے گھر کے دروازے پر بٹھاتا ہے خلقت کو امر اور نہی کرتا ہے۔ تیرے ساتھ گناہ لپٹ گئے ہیں۔ اور دشمنوں کے دل ٹھنڈے ہیں۔ اگر تو دشمنوں کی سرکوبی کرنا چاہتا ہے تو ابھی توبہ کر۔ اور اپنی آخرت میں مشغول ہو۔ اللہ تجھ پر شاہد ہے۔ اور جدھر تو جائے وہ تیرے ساتھ ہے +

حضرت ابن عطارؒ کی دعا

حضرت ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ اس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ غُرْبَتِیْ فِیْ دُنْیَائِیْ (اے خدا! میری دنیا میں میری غربت پر رحم فرما) موت بھی دو قسم کی موت ہے۔ ایک موت عام لوگوں کی ہے۔ وہ موت مقرر ہے۔ اور دوسری خاص لوگوں کی موت ہے۔ وہ خواہشوں اور نفسوں اور حرصوں اور عادتوں کی موت ہے۔ پھر دل زندہ ہوتا ہے۔ جب دل زندہ ہوا تو قرب آیا۔ جب قرب آیا تو ہمیشہ کی زندگی آئی۔ اس وقت اس کے اور موت کے ذکر کے درمیان حجاب آجاتا ہے۔ اس کے باطن میں ایک چیز اسی کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس کا ظاہر لوگوں کو موت کی یاد دلاتا ہے۔ اور وہ ان کے ساتھ ظاہری حکم کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے ظاہر وحدانیت کی شہادت دیتے ہیں۔ اور تمہارے باطن

بالعکس ہیں۔ تمہارے چہرے کعبے کی طرف اور تمہارے دل روپے اشرفی کی طرف ہیں۔ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ (جس نے خوف کیا وہ داخل ہوا) خوف کہاں ہے؟ اے خدا نجات عنایت فرما۔ جو قلب تنہا اللہ کی مخلوق میں اور اللہ کی زمین پر عبادت کرنے والا ہے۔ اُس کے پاس شیطان ہتھکڑی لگے ہوئے آتا ہے +

ذکرِ خدا کا پھل

جب تو اللہ کو یاد کرے تو محب ہے اور جب اللہ کو اپنا ذکر کرتے ہوئے سُنے تو محبوب ہے۔ جب تو زبان سے ذکر کرے تو توبہ کرنے والا ہے۔ جب تو قلب سے ذکر کرے تو سالک ہے۔ اور جب تو باطن سے ذکر کرے تو عارف ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ صالحین کی صحبت بُرے اخلاق کو مہذب کر کے کرے۔ ورنہ جب تک تیری نفسے اور کپڑے میں ادل بدل ہے تو ان کی صحبت سے پرہیز کر کیونکہ ان کی صحبت میں تیرا فساد ان کی اصلاح پر غالب آ جائیگا۔ اپنے آپ سے غروروں کو ترک کر۔ غیر سے محبت نہ رکھ اور غیر سے صحبت نہ کر۔ غیر کی طرف نسبت نہ کر۔ تجھ پر تیری اپنی شامت ہے +

خبیثوں کے خبیث! نادان! میرے نزدیک تجھ سے یہودی اور نصرانی اچھا ہے۔ دجال جو خراسان سے آئیگا جس کا ظاہر صاف اور تجھ سے سمجھ دار ہوگا۔ وہ بھی میرے نزدیک تجھ سے بہتر ہے +

انتباہ دائمی زندگی دائمی نعمت کی طرف رغبت دلاتا

اللہ کے بندو! ہوشیار ہو جاؤ! ہمیشہ کی زندگی کی طرف ہمیشہ کے جاری چشمے کی طرف ہمیشہ کے کھلے دروازے کی طرف چلے آؤ۔ ہمیشہ کے سائے کی طرف اور پھل جو کبھی کم نہ ہو اس کی طرف لپکو۔ لَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ (اس کی بازگشت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے) شہوتوں اور لذتوں کے پلے ہوئے! حرص کے پالتو! خیر تیرے پیچھے ہے۔ ہمارے ارادے کی صداقت کی آگ سے جل۔ ہمارے اور تیرے

درمیان حجاب اور دروازے کھل جائینگے۔ تیرے اور ہمارے درمیان حجاب رہیگا۔ ہماری طرح اُس کو وہ بجھیگا۔ اب نصیبوں کا حاصل کرنا صحیح ہے۔

ولایت کے مدعی ادعاے نہ کر۔ کیونکہ وہ ایک نشان ہے کہ جو تیرے سر پر بلند کیا جاتا ہے اور اللہ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے۔ ولایت فعلوں کا نام ہے قولوں کا نام نہیں۔ باطن کی بنا ہے۔ اور اس کی عمارت قلب کا واصل ہوتا ہے اس کی چاہئیں ایمان اور اس کی حقیقت ہے۔ تیرے پاس ولایت کی کوئی خبر نہیں ہے۔ کسی برگزیدہ اور کسی مطمئن نفس والے کا دامن پکڑ۔ اور ان سے کوئی لقمہ نہ مانگ۔ تاکہ اپنے کپڑے پہنانے اور خدمت میں کھڑے ہونے کی تجھے اجازت دیں جب اس حال پر رہیگا۔ تو امید ہے کہ تجھے اپنے قریب کرکے اپنے کلمات کا پھٹا پرانا لباس پہنا دیں۔ اور اپنے کسی حال پر اطلاع بخشیں۔ تیرا دل ثابت اور تیرا مقام بہتر ہوگا جب تو حقانی فیض اپنے دل کی طرف دیکھے تو اپنی آنکھیں بند کر۔ اور عاجز ہو۔ غیر کی طرف اس کے راز کو ظاہر نہ کرنا۔ اُن کے دلوں پر حقانی فیض ان کے مقام اور احوال کے اختلاف کے باعث مختلف ہوتا ہے۔ ان کے باطنوں کے بدلنے کے سبب ان کے ظاہر بدلتے رہتے ہیں۔ اور جو مرید ان اسرار پر مطلع ہو اس کو چاہئیے کہ اندھا اور بہرا اور مست بن رہے۔ یہاں تک کہ جب اس کی شرافت اس کے نزدیک ظاہر ہو جائے۔ اور ادب ثابت ہو جائے۔ اور راز کو چھپائے۔ تو امید ہے کہ مرید کے دل کو اپنا کوئی کپڑا پہنا دے۔ اور اس کا ظاہر اپنے دل کے ساتھ مرید کے لئے اللہ تعالٰے سے دعا مانگے۔ جس طرح کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں رہے تھے۔

اشیاء چند روزہ ملکیت ہیں

بیٹا! جو چیز تیری ملک میں نہیں وہ تیرے قبضے سے باہر ہے۔ وہ حال سے خالی نہیں یا تیرے لئے ہے یا تیرے غیر کے لئے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرے مقسوم میں ہے یا کسی دوسرے کے مقسوم میں ہے۔ اگر تیرے ہی مقسوم میں ہے۔ تو

عنقریب تجھے مل جائیگا خواہ تو سویا ہی پڑا کیوں نہ ہو۔ لہٰذا یہ مشقت کہ جس میں اپنے دین کو نقصان دیتا ہے۔ کیوں ہے؟ اگر تو ہمیشہ علم کو سنتا اور دینداروں اور اہل عرفان کی صحبت میں رہتا اور آیندہ حالت میں فکر کرتا تو تجھ پر اور بہت سے رلیوں کی ترک سہل ہوتی۔ اخلاص کے بعد مخلوق کے لئے عمل کو ترک کرنا ریا ہے۔ لیکن مخلوق کی طرف دیکھنے کی ترک۔ تاکہ اخلاص پر کامیابی حاصل ہو تو بہتری کی امید ہے۔ جب تک تو مرید ہے تو تجھ پر شروع کے حکم کی ملازمت ضروری ہے تاکہ تیرا عمل علم کی طرف پہنچائے۔ کہ اس علم کو تیرے اعضا اور قلب اور باطن استعمال کریں علم تجھے امر کرے اور منع کرے۔ اے خدا! ہم میں سے ہر ایک تجھی کو چاہتا ہے۔ لیکن آفتیں ہم کو تیری طرف سے روکتی ہیں ؂

اللہ کے احکام تجھ پر فرض ہیں۔ اگر قدرت کے ساتھ تو نے اختیار کئے تو مظلوم ہے اگر تو نے ترک کئے تو کافر ہے۔ دنیا سے بقدر حاجت حاصل کر۔ کھیل اور جمع کیلئے نہ لے۔ جب تیرا اسلام تسلیم کے ساتھ ثابت ہو جائے۔ تو اپنے نفس کو تو نے قدر کے ہاتھ سپرد کر دیا جو تیرے قلب کو اور پھر ظاہر اور باطن کو پہنائے گی۔ اور تو اسی دن تمام درجے اور مراتب طے کر کے مر جائیگا۔ پھر تجھے زندہ کریگا۔ پھر تجھ سے ناپاکیوں اور کدورتوں کو نکالیگا جب مخلوق کو دیکھیگا تو مریگا۔ اور جب حق کو دیکھیگا تو عیش کریگا جب مخلوق کو دیکھیگا تو حقیر اور ذلیل اور محتاج نظر آئے گی۔ عادت اس کو نگل لے گی۔ اور جب حق کو دیکھیگا تو عیش کریگا اور حرکت کریگا اور بلند ہو گا۔ مخلوق اور نفس اور وجود سے غائب ہو گا۔ حق کے ساتھ عیش کریگا اور مخلوق سے مریگا۔ صادق مریدوں کے یہ فرائض ہیں۔ کہ جب اُن کے پاس کوئی مرید آتا ہے۔ تو اس کو محو کا امر کرتے ہیں۔ کہ مخلوق اور نفس اور دنیا اور آخرت سے محو ہو جائے۔ جب یہ حال تمام ہو جائے۔ تو حق کا پٹا دینے کی اس طرح چاہیے پلٹا دیتا ہے۔ اگر تو اس مقام پر ترقی کرنا چاہتا ہے تو حرام اور مشتبہ کی شرط کو لازم پکڑ۔ جب یہ بھی پورا ہو جائے تو حلال اشتراک اور پھر مباح کی ترک کر۔ پھر حلال مطلق کو لازم پکڑ۔ یہی حکم اور علم ظاہر اور باطن کا اجماع ہے۔ یہ اپنے اختیار کی بات نہیں ہے۔

جیسے کہ جنگلوں اور میدانوں اور دریا کے کناروں کی رہائش ہے۔ تیرے پاس آئیگا حالانکہ تو اس کے انتظار اور اہتمام سے غائب ہے۔ تیرے پاس لقمے آئینگے حالانکہ تو سویا پڑا ہے۔ تیرے دل کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور تو اپنے آس پاس فرشتوں اور نبیوں کی روحوں کو دیکھیگا اور علم تجھے اس کے تناول کا فتوٰے دیگا۔ اور قرب کے سلامت رہنے کی ضمانت دیگا۔ مخلوق سے فارغ ہو۔ اُن کی مدح اور برائی اور صحبت اور معنی کی اُمید نہ رکھ۔ اللہ کا احسان تجھے حرکت دیگا۔ پھر قرب اور غنا آئیں گے ہمیشہ مصاحبت میں رہے گا۔ مخلوق سے دوری اور وجود سے فنا ہوگا۔ اثبات کے بعد محو اور وجود کے بعد عدم اور دوری کے بعد قرب اور کدورت کے بعد صفائی اور جدائی کے بعد وصل اور گم ہونے کے بعد ملاقات طلب کرو۔ دل کی صحت بغیر زبان کے اور باطن کی صحت بغیر دل کے اور باطن الباطن کی صحت بغیر وجود کے ہو جائے گی۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (وہاں پر صرف اللہ تعالےٰ ہی کی سلطنت ہے) جب چاہے تو اُس کو مخلوق کی طرف واپس کردے۔ تاکہ اُس کے ذریعے بندوں کی اصلاح اور قربت ہو ⁂

پند و نصائح

بہودے امجد حرص! اسباب کو کاٹ اور ربوں کو نکال۔ تو ضرور واصل ہوگا جو تو نے ترک کیا ہے آئیگا۔ وہاں پر سب کھانے طباق میں ہیں۔ محبوب کے گھر میں قرب کے گھر میں طبیب ہے ⁂

ارشادات دربارہ نفس و خواہش نفس دنیا و آخرت کے حصول نعمت پر بحث

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کھڑا ہوا کسی مسئلہ کا سوال کرنے لگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ٹھیر۔ تیرا سوال تیرے نفس اور خواہش سے نکلا ہے۔ میرے ساتھ خطرے میں نہ پڑ میں تلوار کا چلانے والا اور قتل کردینے والا ہوں۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ (اور اللہ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے) لیکن تو عام لوگوں میں سے

ہے۔ تو اللہ تجھ کو اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ اور خاص کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے۔ اور خاص الخاص کو اللہ تعالٰے اپنے تصرفات سے ڈراتا ہے۔ اور تجھ کو اے عامی ڈراتا ہے۔ کہ تیرے کان اور آنکھ اور سب قوتوں اور مال اور اولاد کو تباہ کرے۔ اور پھر آخرت کی طرف لیجا کر مواخذہ کرے اور خاص الخاص کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ چاہیئے کہ درجہ بدرجہ خوف کے قدم پر ثابت رہے۔ اور غفلت نہ کرے۔ حق تعالٰے اپنے راز تیرے باطن میں ڈالیگا۔ اور ارشاد فرمائیگا۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ (کہ میں ہی اللہ ہوں خوف نہ کر اور ڈر نہ رکھ) جب یہ حال تمام ہو جائیگا تو جب خوف کریگا تو وہ رو کے گا۔ جب مکدر ہو گا۔ تو اس کی صفائی خوف کے عوض امن عطا کرے گی۔ جب قلب کی صحت کامل ہو جاتی ہے۔ تو آسمان اور زمین کے درمیان کی آبادی کچھ مضر نہ ہوگی۔ یہ حال لباس اور تمنا اور تکلف سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ اہلیت کے ساتھ ہے۔ کہ جو آسمان سے آتی ہے اور قیام کے ساتھ فعل ترقی دیتا ہے۔ تیرے دل میں زہد ہو تو تجھ پر اور تیرے اہل مجالس پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالٰے کی طرف سے (فرشتوں پر) فخر اور شاباشیں متواتر ہوتی ہیں *

تمثیلی حکایت

ایک مرید حکیم کے پاس آیا۔ اور اُس کے سامنے بیٹھا۔ اُس نے عرض کی۔ کہ میں صرف ایک مکان جنت میں چاہتا ہوں۔ اور زیادہ کی طلب نہیں ہے۔ حکیم نے اس کو فرمایا کاش کہ تو دنیا میں بھی قناعت کرتا جیسے کہ آخرت میں قناعت کرتا ہے *

اگر موت حق ہے اور اس کا آنا ضروری ہے تو ابھی مرجا۔ مردے کے لئے میل جول عطا اور منع اور امید اور دوستی اور دشمنی نہیں رہا ہے۔ صرف سکون اور خاموشی ہے۔ نفع کے حصول اور ضرر کے دفع میں میت کی طرح ہو جا۔ کیونکہ میت کلام نہیں کرتی ہے پھر جب حق تعالٰے چاہیگا۔ تو تجھے گویائی عنایت فرمائیگا۔ اس حال میں کہ راضی ہوا ہے جب تو اپنے آپ اور مخلوق سے مر جائیگا۔ تو ایسی کلام کے ساتھ بولیگا۔ کہ جو بالکل سچی اور حق

ہو گی۔ کیونکہ میت حق اور صدق کے سوا کوئی خبر نہیں دیتی ہے ❊

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف کسی شخص کا رقعہ لکھا گیا۔ کہ جو کچھ مانگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بیہودہ ہے صوفی مخلوق سے صفا ہے صوفی ان کو نہیں دیکھتا ہے۔ صوفی سے کوئی آکر مانگتا ہے اور صوفی کسی سے نہیں مانگتا ہے ❊

پیوند لگانے کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رح کی خدمت میں کسی نے عرض کی۔ جب پیوند لگانے والے پر روزن وسیع ہوں تو کیا کرے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ خاموش اور موافق ہو کر بیٹھے۔ یہاں تک کہ مقدر اس کے ہاتھ میں روزن کی فراخی کے برابر چیتھڑا رکھے۔ یا کوئی اور شخص بند کر دے۔ جب تیرے ہاتھ سے چابی کھوئی جائے۔ تو دروازے پر دہلیز پر سو رہ۔ تو مخلوق کا بندہ ہے۔ جب مخلوق توجہ کرے تو موٹا ہوتا ہے۔ اور جب منہ پھیرے تو دبلا ہوتا ہے۔ تو ہلاک ہونے والا تو مشرک ہے۔ تیرا دل توحید سے خالی ہے۔ تو مخلوق کا بندہ ہے۔ تو خیرات سے خالی ہے۔ تو شمار سے باہر ہے۔ تیری عالموں اور محبوں اور محبوبوں اور صالحین میں گنتی نہیں ہے۔ اگر مجھے حق تعالےٰ سے حیا نہ ہوتا تو میں ہر ایک کے دروازے پر جاتا اور اس سے عیافت طلب کرتا۔ اور میں اس کی گوشمالی کر کے ادب اور تہذیب سکھاتا۔ یہ محبت کیا ہی عجیب ہے۔ کہ اپنے ناظر کو اپنی طرف گھسیٹتی اور پھنسا لیتی ہے ❊

احتراز دنیا طلبی

تجھ پر افسوس! تو مجھ سے دنیا طلب کرتا ہے حالانکہ دنیا مشرق میں ہے اور میں مغرب میں ہوں۔ میں دنیا سے اپنا مقسوم توحید کے ساتھ حاصل کرتا ہوں۔ تو مجھ سے آخرت اور حق تعالےٰ کا قرب طلب کر۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دین کی دیواریں گر رہی ہیں۔ اور اس کی بنیاد بکھر رہی ہے۔ زمین کے باشندو! آؤ۔

گرے کو بنائیں اور پڑے کی مرمت کریں۔ یہ چیز تمام نہیں ہوتی ہے۔ چاند! سورج! دن! سب نے کہا کہ ہم حاضر ہیں! بعض حلال سے جھپایا جاتا ہے۔ ہم قدر کے آنے تک رہیں۔ بسم اللہ! پھر آپ نے کرسی کی طرف تکیہ لگایا۔ اور اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور آنکھیں بند کیں۔ اور تھوڑی دیر اسی حال پر ٹھیرے۔ پھر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا تم خبطی اور دیوانے ہو۔ مجھ سے آگاہ ہو کر بے عذر بیٹھنا تمہارے سرمایہ میں خسارہ ہے۔ حرص نہ کر۔ تیرے شرک کی شرارت اور غرور تجھ پر غالب نہ آجائے۔ تو عنقریب مرنے والا ہے ؛

حکایت و تشریح و باہمی خدمت کی نسبت بیان

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی محفل میں محل کا استاد امام عزالدین بن عبدالسلامؒ مع خادموں اور غلاموں کے یک لخت حاضر ہوئے۔ اور اس سے پہلے کبھی حاضر خدمت نہ ہوا تھا۔ اور نہ کبھی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے آنے کے وقت حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ ہر ایک تم میں سے ایک دوسرے کی خدمت کرتا ہے! اللہ کا خادم کون ہے؟ تم سب مخلوق ہو! وہی موجود ہے۔ مرے ہوئے! مٹی تو مٹی ہو جائیگا! اور تیری قبر روندی جائیگی (تیری حقیقت مٹی سے مٹی تک! اور گہوارے سے لحد تک ہے۔ سب کے حال کی تجھ کو خبر نہیں ہے۔ تو بہرا! گونگا! خبطی دیوانہ ہے! موت کے بیدار کرنے سے پہلے بیدار ہو جا! اپنے نفس کو وعظ کر اور اس کو روند! اپنے مال سے جدا ہو۔ تو لاچار سفر کریگا۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ (جب انکی موت آتی ہے۔ تو ایک گھڑی نہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہو سکتے ہیں) جس چیز کا تو مالک ہے اور جو چیز تجھے عظمت دیتی ہے! اور جو چیز تجھے غرور میں ڈالتی ہے۔ سب کا تیرے اوپر وبال ہے۔ تیرا دوست وہی ہے کہ تجھے ڈرائے۔ اور تیرا دشمن وہی ہے کہ جو تجھے غرور میں ڈالے۔ اے خدا! ہم کو غافلوں کی نیند سے بیدار کر۔ اور ہمیں ایک کو دوسرے سے نفع عنایت فرما۔ تو ہمارے ساتھ مشغول ہو اور ہمیں اپنے ساتھ مشغول کر۔ یہاں تک کہ ہمارے نفسوں کی اصلاح ہو جائے! اور تیرے ساتھ ہدایت پائیں۔ اور باقی

حصہ عمر کا تیرے ساتھ مشغول رہیں۔ تیرا غیر کو واعظ ہونے کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ تو خود ایماندار ہو۔ بندے کے لئے لائق ہے کہ مخلوق کے حق کی طرف اپنے واصل ہونے کے بعد بلائے دکھاوا دکھی کا کام نہ کر ؀

مذمت خیانت

افسوس! خیانت کرنے والا اپنے نفس اور اپنے رب اور اپنے نبی کی خیانت کرتا ہے۔ دوسرے کو امر کرتا ہے۔ اور خود امر کی تعمیل نہیں کرتا ہے۔ دوسرے کو روکتا ہے اور خود نہیں رکتا ہے۔ کہتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا ہے۔ تیرے گندھوں کے جمع کرنے اور موچھوں کے کترانے اور چہرے کو زرد کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے! ایمان اسی جگہ ہے۔ (آپ نے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ جو محل کے اُستاد کے گرد تھے اور اُن کی یہی صفت تھی) اللہ والوں کے ہر ایک دل پر ایک کوتوال ہے۔ نفس اور حرص اور خواہش اور اللہ کے رستہ لوٹنے والوں سے لڑائی کرتے ہیں ؀

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ رَاَیۡتُ اَقۡوَامًا تُقۡرَضُ شِفَاهُهُمۡ بِالۡمَقَارِیۡضِ فَقُلۡتُ مَنۡ هٰٓؤُلَآءِ قَالَ عُلَمَآءُ اُمَّتِكَ (میں نے کئی گروہوں کو دیکھا کہ اُن کے ہونٹ مقراضوں سے کترے جاتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ جواب ملا کہ آپ کی اُمت کے عالم ہیں) ؀

استدعا بدرگاہ خدا

اے خدا! سب کی اصلاح کر۔ اے خدا! ہم کو صالح بنا۔ اور ہمارے ذریعے دوسروں کی اصلاح فرما۔ ہماری حاجتیں اپنے تک رکھ۔ اور ہمیں اپنی طرف متوجہ کر۔ اُٹھ اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ۔ (آپ نے یہ اشارہ محل کے اُستاد کی طرف کیا) تاکہ ہم اپنے رب کی طرف اس خراب گھر اور مال اور اولاد سے بھاگیں۔ حق تعالٰے اور عمل کی طرف گوشہ اختیار کر۔ عنقریب حق کی طرف واپس ہوگا۔ تیرے اعمال کا تجھ سے سوال کریگا۔

تجھ کو اپنی توحید کے لئے پیدا کیا ہے۔ دنیا اور آخرت کے لئے تجھ کو پیدا نہیں کیا ہے۔
دنیا تیرا پیٹ نہ بھریگی۔ اور نہ سیر کریگی۔ بے وفا مکار ہے۔ تیرا نفس کے لئے دیکھنا
آفت ہے۔ دنیا کے چہرے کی طرف نظر یہ تیرے نفس کی تدبیر ہے۔ کیونکہ نفس دنیا کا
وزیر ہے۔ ایماندار باتدبیر ہے۔ بدبخت نہیں ہے۔ جب تو اپنے نفس سے خالی ہوگا۔
تو تیرا دل تجھ سے کلام کریگا۔ پھر تمہیں دونوں کو باطن ملا دیگا۔ یہ تمہارا دونوں کا
حق تعالےٰ والی ہوگا۔ پھر تو بندوں اور شہروں کا کوتوال ہو جائیگا۔ اور اس نفس کو
اس کے شغل سے معزول کر دے۔ جب تو شیخ کو دیکھے تو اپنے دل میں اس طرح خیال کر۔
کہ اس نے مجھ سے پہلے اللہ تعالےٰ کی عبادت کی ہے۔ اور صالح اور فاسق اور چھوٹے اور
بڑے سب اللہ کے بندے ہیں۔ اس کے ساتھ تیرا نفس معزول اور تیرے قلب سے
دنیا دور ہوگی۔ تیرے دل کی آنکھ کو آخرت لیگی۔ اور تجھے قرب کے دروازے سلطان
کے دروازے کبریائی اور جلال کے دروازے میں پھینک دیگی۔ اور آخرت بھی تیرے
دل کی آنکھوں سے گر جائیگی۔ اللہ کی محبت اور اس کی ملاقات کا مشتاق ہوگا۔ دنیا
کی طرف نظر کریگا۔ اور اس کو اللہ کی تمام مخلوقات سے وحشت ناک دیکھیگا۔ لہذا دل سے
نکل جائیگی۔ اور ایسی عورت کی طرح ہوگی۔ کہ جس کے بہت سے عیب دیکھنے سے طلاق
دیگئی ہو۔ نفس اس سے لڑیگا۔ پھر آخرت مزین ہو کر آئے گی۔ اور دست قدرت اس کے
عیبوں کو ظاہر کریگا۔ کہ وہ تو پیدا اور مخلوق ہے۔ اور اس میں یہود اور نصاریٰ
شریک ہیں۔ جب اسلام لائیں تو جنت میں ہیں کہ جو نقد حق تعالےٰ کے قرب اور انس اور
وصول کے لئے صاف ہے۔ ان حریصوں کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ دنیا سے جاہل ہوتے
اور اس کو طلب کیا۔ اور آخرت سے ناواقف ہوئے۔ اور اس کو طلب کیا۔ مخلوق
سے جاہل ہوئے۔ تو ان کی طرف ٹھیرے۔ اے قوم ان سے بچو!

مواخذہ غفلت

اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کی طرف وحی کی۔ اِحْذَرْ اَنْ لَّا اٰخُذَكَ عَلٰى غِرَّةٍ

(اس بات سے ڈر کہ میں تجھے غفلت میں نہ پکڑوں)۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے حضرت یوسف علیہ السلام پر روتے تھے۔ پھر اپنے نفس پر رونے لگ پڑے۔ آپ نے ان میں نبی ہونے کا نشان معلوم کر لیا تھا۔ ان کی عصمت پر ان کے حسن و جمال کے باعث خوف کرتے تھے۔

وعظ صوفیانہ

گونگے۔ بہرے۔ اندھے ہیں۔ تمہارے سروں کے کان ہیں۔ دلوں کے کان نہیں ہیں۔ دوزخ کے ایندھن! عامیو! جاہلو! تم حرص میں ہو۔ اَلَا اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ (خبردار! سب کام اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں) میں تمہارا نگہبان ساقی محافظ ہوں میں نے تمہارے وجود اور تمہارے نفع اور نقصان کی طرف نہ دیکھنے سے یہاں تک ترقی کی ہے۔ بعد اس امر کے کہ میں نے سب کو توحید کی تلوار سے کاٹا۔ میں نے اس مقام کی ملازمت کی۔ اس حال میں کہ تمہاری حمد اور تعریف اور تمہارا آنا اور نہ آنا میرے نزدیک برابر ہے۔ کتنے ہیں کہ میری برائی کرتے ہیں۔ پھر اس کی برائی تعریف کی طرف پلٹ جاتی ہے۔ دونوں باتیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس کی طرف سے نہیں ہیں۔ میری توجہ تمہاری طرف اور تم سے لینا صرف اللہ کے لئے ہے۔

اگر ممکن ہوتا تو میں تمہارے ہر ایک کے ساتھ قبر میں داخل ہوتا۔ تو تم پر رحمت اور شفقت کر کے ہر ایک کی طرف سے منکر اور نکیر کو جواب دیتا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ تو اپنا وجد اور شوق اس بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ کی حکایت اُن کے ارشادات

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس کی عجیب کلام سنی تو سات مرتبہ انتظار کرتے رہے۔ ان کے دلوں کی طرف قرب کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ان کو مخلوق

کے ساتھ سوائے پانچ نمازوں اور آدمیت بشریت کے لقب کے جمع نہیں کرتا ہے۔ ان کی صورتیں انسان کی صورتیں ہیں۔ اور ان کے دل قدر کے ساتھ اور ان کے سر اُن مالک کے ساتھ ہیں۔ تیری عبادتیں تیرے چہرے کپڑوں اور ظاہر پر ہیں۔ اور تیری خلوت میں بے دینی اور تیرے باطن پر کفر ہے۔ اور تیرا دل نفاق اور غرور اور مخلوق کے ساتھ بدظنی سے پر ہے۔ تجھ کو نہ پاکہ کر یگی مگر تلوار یا توبہ۔ شریعت نے ہم کو سکوت اور رازداری اور چھپانے کا حکم دیا ہے۔ ورنہ میں تیرے پکڑوانے کا اشارہ کرتا اور تجھے آستین سے پکڑ کر باہر نکالتا۔ ہماری کلام تمہارے ظاہر میں اور ہمارے دل تمہارے باطن میں عمل کرتے ہیں۔ جو شخص مجھ پر تہمت لگائے اور جھٹلائے اللہ تعالےٰ اُس کو جھٹلائے گا۔ اگر توبہ نہ کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے اور اس کے عیال اور مال اور شہر کے درمیان تفرقہ ڈالے گا۔ میں ہر ایک نماز کے لئے چاہتا ہوں کہ کسی کو خلیفہ بنا دوں کہ جو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آتا ہے۔ تو امامت کے لئے میں ہی تیار کیا جاتا ہوں۔ اسی طرح ہر ایک مجلس کے وقت میرا ارادہ ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ (اے خدا! ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال کہ جس کے اٹھانے کی ہم میں برداشت نہیں ہے) جو شخص خوشی کرتا ہے اُس کے ساتھ خوشی نہ ہو۔ بلکہ جو شخص غم کرتا ہے۔ اس کے ساتھ غم کر۔ جو شخص ہنستا ہے اُس کی ہنسی میں شریک نہ ہو۔ بلکہ جو شخص روتا ہے اس کے ساتھ رونے میں شریک ہو۔ بلند ہمتوں کے ساتھ سیر کرو۔ اپنا مقسوم اس کے دروازے پر اس کے قرب کی دہلیز پر کھاؤ۔ عقل تیرے پاس تک نہیں پھٹکی ہے۔ دنیا جو کچھ حاصل کرتی ہے اُس سے اعراض کر۔ اور اپنے عیال کے تعلقات میں دنیا کو ان کے لئے حاصل کر اپنے لئے نہیں ❖

صدقات کا مصرف

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ آلہ واصحابہ وسلم صدقے لیتے اور اُن کو فقیروں اور مسکینوں اور مجاہدوں پر تقسیم فرماتے تھے۔ پھر اپنی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف

تشریف لاتے۔ اور ارشاد کرتے۔ کیا کوئی چیز آئی ہے؟ ہمارے پاس کوئی چیز آئی ہے؟ اگر عرض کی جاتی کہ نہیں! آپ فرماتے۔ اِنِّی اِذاً صَائِمٌ (میں اس وقت روزے دار ہوں) آپ چیز کے رکنے سے تعلیم پاتے۔ کہ حق تعالےٰ روزہ رکھوانا چاہتا ہے۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے۔ گاہے ارادہ کرتا ہے۔ کہ گھر کی چھت پر چڑھ کر گرمی کی شدت سے بچکر سو جائے۔ اسی خیال میں دروازے پر سیڑھی لگی ہوئی دیکھتا ہے۔ اور جان لیتا ہے کہ حق تعالیٰ اُس کے سونے کو چاہتا ہے۔ اور گاہے اپنے گھر کا دروازہ کھلا دیکھتا ہے۔ اس سے جان لیتا ہے کہ حق تعالےٰ اس کو جنگل اور میدان کی طرف نکالنا چاہتا ہے۔ تو وہ نکل جاتا ہے۔ یہ ہے نبوت اور اس کے نشان مخلوق میں باقی ہیں۔ اس کا فائدہ اور مطلب اولیاء اللہ کے دلوں پر منقسم ہے۔ نبوت کھانا اور پینا تھا۔ لہذا انبیوں کا پس خوردہ باقی ہے۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حرام خور سود خواروں کو دھتکارنا

حرام خورو! سود خورو! میرے پاس سے نکل جاؤ۔ مَیں قاضی نہیں ہوں۔ مَیں توحید اور اخلاص کا مربی ہوں۔ تمہاری کثرت کو کیا کروں! تم میں منفعت نہیں ہے۔ تمہارے اعمال اچھے ہوں یا برے تمہارے چہروں پر آواز دیتے ہیں۔ خاموشی بہتر ہے انتظاری ہے کہ شاید تیرے چہرے سے محو ہو جائیں۔ شاید کہ تیری خلوت متغیر ہو جائے۔ اور تیرے چہرے سے سیاہی کا داغ مٹ جائے۔

توبہ

کوئی شخص اہل شہر سے حج کر کے میرے پاس آیا۔ مَیں نے اس کو کہا کہ اللہ کی طرف توبہ کر۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ مَیں نے حج کرتے ہوئے توبہ کی تھی۔ لیکن اس کا زنا اور فسق و فجور اپنی جگہ رہا۔ توبہ نہ ہوئی۔ جب وہ شخص مرا۔ تو مَیں نے جنازہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ کہ گویا وہ شخص تابوت سے نکلا۔ اور اُس نے میرا دین پکڑ لیا۔ مَیں نے اس کو کہا کہ مَیں اسی بات سے تجھ کو ڈراتا تھا۔

تمہارا اپنے دعووں میں جھوٹ اور فریب کس قدر بڑھ گیا ہے۔ تیرا ضرور کوئی شیخ

ہوگا۔ اس کی طرف رجوع کر تاکہ تجھے بھاری کتاب دے۔ کہ تو نیکی اور عبادت سے کمزور ہو جائے۔ تو اس کو موت اور قرآن کے وقت پڑھے۔ میں آج کے دن تمہاری شفاعت کی اُمید کرتا ہوں۔ کیونکہ تو نے بچپنے سے توحید کے شرک میں پرورش پائی ہے آج اس کو دور کر۔ مجھ پر دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ میں اس کو بند کر کے تمہیں بھلا دونگا۔ پھر محبت اور کرامت کام نہ آئے گی ؂

ریا و اخلاص

کوئی شخص آپ کی مجلس میں چیخا اور اس نے اللہ کا نعرہ مارا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ تو عنقریب اس امر سے سوال اور حساب لیا جائے گا۔ کہ تو نے ریا اور نفاق اور شرک سے کہا ہے یا اخلاص سے۔ یہ صاف گوئی کا دن ہے۔ جو شخص چاہے نکلے۔ اور جو شخص چاہے بیٹھے۔ پھر آپ نے چیخ ماری۔ اور بہت لوگ آپ کی طرف کھڑے ہوئے۔ کہ تو یہ کرتے اور چیختے اور روتے تھے۔ ناگاہ ایک چڑیا آ کر حضرت کے سر مبارک پر بیٹھ گئی۔ آپ نے اس کے لئے سر جھکایا۔ اور اسی طرح ٹھیرے رہے۔ اور وہ چڑیا سر پر ہے۔ اور لوگ کرسی کی سیڑھی پر آپ کے گرد بدستور چیختے ہیں اور اپنی جگہ سے نہ ٹلی۔ یہاں تک کہ آپ کے اصحاب میں سے کسی نے اُس کی طرف ہاتھ دراز کیا۔ تو اُڑ گئی۔ پھر آپ نے دعا مانگی۔ اور لوگ توبہ اور دعا اور رونے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ کرسی پر سے اُترے۔ اور اسی حال میں (مسجد) جامع اصافہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور آپ کے پیچھے بہت خلقت گریہ زاری کرتی اور چیخیں مارتی اور وجد کرتی اور کپڑے پھاڑتی جا رہی تھی ؂

بُرے زمانہ سے دعائے پناہ

پھر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اے خدا! ہم اس کی شرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ ایک چیز چمکتی ہے۔ پس اُس سے بھاگنے

کی تمنا کرتا ہوں لیکن قضا اور قدر موافقت کرتی ہے۔ دنیا تیرے دین کو نہ لے جائے۔ اپنی آبرو کی حفاظت کر۔ کسب کر تاکہ تیری ہمت جمع ہو جائے۔ اللہ سے لینے کا وہی دروازہ ہے اس کے ذریعے مخلوق سے بے پرواہ ہو جا۔ سبب مسبب کو اور ظاہر باطن کو خطاب کرتا ہے۔ مشقت سے اس کو فراغت ہوئی کیا کسی نئی چیز کو شروع کرتا ہے۔ اُس کو کہا جاتا ہے کہ ہمارے ساتھ کھڑا ہو مسبب مددگار اصل کی طرف چلیں۔ قضا اور قدر کے کواڑوں کو کھٹکھٹائیں۔ علم کے دروازے پر ٹھیریں۔ فضل کے پہاڑ کی چوٹی پر نہر جاری پر چلیں۔ اس کی اصل پر آئیں۔ جب وہ نہر کی اصل پر آئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ پانی فضل کے پہاڑ کی جڑ سے نکلتا ہے۔ وہیں خیمہ لگا کر بیٹھ گئے کفایت اور عنایت آئی۔ ہدایت اور معرفت آئی۔ اور سب طرح کے علم آئے۔ ہمارے واسطے مختلف دروازے ہیں کہ ان سے ہم داخل ہوتے ہیں۔ تو یا ادب رہ ÷

حضرت ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں چند روز جنگل میں رہا۔ اس میں میں نے کسی کو نہ دیکھا سیر کرتے کرتے میں ایک مکان پر گذرا۔ کہ جس سے مجھے از حد وحشت ہوئی۔ اچانک ایک جوان وہاں پر کھڑا ہوا ملا۔ میں نے اس سے تعجب کیا۔ میں نے اس سے سوال کیا۔ مِنْ اَیْنَ (کہاں سے آیا) اس نے جواب دیا۔ ھُو (ہُو سے آیا) پھر میں نے پوچھا۔ اِلیٰ اَیْنَ (کہاں جائیگا۔ اُس نے جواب دیا۔ ھو (ہُو کو جاؤں گا) میں نے کہا۔ اگر تو سچا ہے تو اپنی جان اُس پر قربان کر۔ اُس نے نہایت زبردست چیخ ماری اور گر پڑا۔ میں آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مر گیا ہے۔ میں الگ ہو کر کنکر پتھر جمع کرنے لگا کہ اُس کی نعش کو چھپا دوں۔ میں واپس آیا تو اس کو نہ پایا۔ اچانک میں نے ندائے غیبی سُنی کہ ابراہیم! یہ وہی شخص ہے۔ کہ جس کو ملک الموت نے طلب کیا اور نہ پایا۔ جس کو جنت نے طلب کیا اور نہ پایا۔ جس کو دوزخ نے طلب کیا اور نہ پایا۔ میں نے سوال کیا کہ یہ شخص کہاں گیا ہے؟ ہاتف نے آواز دی!

فِی جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (جنتوں میں اور نہر میں صدق کی منزل میں نزدیک بادشاہ با اقتدار کے) ؛

وعظ

مجسم حرص! غفلت نہ کر۔ گھروں کو ان کے دروازوں سے آؤ۔ شیخوں کے دروازوں سے آؤ۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کی طاعت میں فنا ہو گئے ہیں۔ صاحب منزل اور اللہ کے قرب کے گھر میں بیٹھے ہیں۔ شاہی مہمان ہیں۔ ان پر صبح کو ایک طباق اترتا ہے اور شام کو دوسرا اترتا ہے۔ اور ان پر کئی قسم کے خلعت بدلتا ہے۔ اور ان کو اپنی سلطنت اور آسمانوں اور زمینوں اور اسرار اور معرفت کی سیر کراتا ہے ؛

وعظ

تو دیوار کے پیچھے ہے! جس کا صرف عرض ایک فرسنگ ہے۔ اور تیرے پاس ایک سوئی ہے۔ تو اس میں سوئی سے کیسے نقب لگائیگا۔ اولیاء اللہ جب اس دیوار کی طرف پہنچتے ہیں۔ تو ان کے لئے پورا ایک ہزار دروازہ کھل جاتا ہے۔ ہر ایک دروازہ ان کو اپنے اندر داخل ہونے کیلئے بلاتا ہے۔ نعمت کو لے۔ اور نعمت دینے والے کی طرف بھاگ۔ نعمت کو چھوڑ اور اس میں قید کرنے والے کو بھی ترک کر۔ نعمت کے چہرے کی طرف نظر کر۔ کہ وہ واقعی نعمت ہے یا عذاب ہے یا رحمت ہے۔ اس کے ظاہر پر دھوکے میں نہ آ۔ داہنے اور بائیں نظر نہ کر۔ نعمت دینے والے سے آنکھوں کو نہ پھیر۔ دنیا کے ہاتھوں سے نہ کھا۔ شاید کہ وہ چیز زہر ملی ہو۔ جب تیرے پاس کھانا لائے۔ تو اپنے دونوں وزیروں کتاب اور سنت کی طرف نگاہ کر۔ ان دونوں سے مشورہ حاصل کر۔ اگر جواز کا فتوےٰ دیں تو بھی توقف کر جلدی سے شرارت نہ کر۔ اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ (اپنے نفس سے فتوےٰ حاصل کر۔ اگرچہ مفتیوں نے جواز کا فتویٰ دے دیا ہو۔ نفس جس وقت روکے اور مخالفت کرے تو دل کے ساتھ گھل کر ایک جان ہو جاتا ہے۔ اس وقت

پکارا جائیگا۔ اور خطاب ہوگا۔ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ (اطمینان والے نفس) نفس کے پاس دل سے خبر اور دل کے پاس باطن سے خبر اور باطن کے پاس حق تعالےٰ سے خبر ہوگی۔ پرہیزگاری کا حق پورا کر پھر کھا اور پرواہ نہ کر۔ تقوے کا حق پورا کر۔ پھر کھا اور کسی طرح کی پرواہ نہ کر ؎

ارشادات غوث اعظمؓ قاصد مرید طالب و محب کے بیان میں

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے خدا! ہم تجھے ہی چاہنے والے اور قاصد اور مرید اور طالب اور محب اور ارادہ کرنے والے ہیں۔ ہماری اولاد اور اہل اور گھروں پر نظر رحمت کر۔ ہمیں سوا نہ کر۔ اللہ کے غیر کا شغل رکھنا کھیل ہے۔ اور نفس کے ساتھ گناہ ہے۔ اور مخلوق کے ساتھ اس کے دروازے سے منہ پھیرتا ہے ؎

بعض اولیاء اللہ میں سے ایسے ہیں۔ کہ اُن کے لئے فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت میں مشکیں کسے ہوئے پڑے ہیں۔ اولیاء اللہ میں سے خاص افراد ہیں کہ جو فرشتوں کو دیکھتے ہیں ؎

حکایت

ایک صالح ملک شام کی کسی مسجد میں بھوکا بیٹھا ہوا تھا۔ اپنے دل میں خیال کرنے لگا۔ کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر مجھے اسم اعظم آتا۔ اچانک دو شخص اُترے اور اُس کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے کو کہا۔ کہ تو اسم اعظم سیکھنا چاہتا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ اللہ کہو۔ اس صالح شخص نے یہ واقعہ سن کر اپنے دل میں کہا۔ کہ میں تو اللہ کہتا ہوں۔ اُس آنے والے نے کہا۔ کہ اس طرح کا کہنا مفید نہیں ہے۔ ہماری مراد یہ ہے کہ تو اللہ کہے اس حال میں کہ تیرے دل میں اس کا غیر نہ ہو۔ پھر وہ دونوں میرے بالمقابل آسمان کی طرف چڑھ گئے ؎

وعظ

اپنے ظاہر کو مخلوق میں اور قلب کو آخرت میں اور باطن کو دنیا اور آخرت سے نکال کر حق تعالےٰ کے ساتھ کھڑا کر۔ اگر ہو سکتا ہے تو ایسا کر ورنہ سلامتی سے مُنہ پھیر لے ؎

میدانوں اور جنگلوں میں بھاگ۔ خلوتوں اور صحراؤں اور ویرانوں میں ایمان کو حاصل کر پھر مخلوق میں داخل ہو۔ مخلوق کی طرف چلنے سے پہلے اپنی خلوت میں رفیق کو طلب کر۔ حقانی کلام کے بعد کیا غیر کو طلب کرتے ہیں؟ بانٹتے ہیں اور تقسیم کرتے ہیں۔ وہ لوگ معنی کے ساتھ قائم ہیں۔ تجھ سے لے کر تیرے ہی اوپر صدقہ کرتے ہیں ؎

مرید اللہ تعالےٰ سے لیتا ہے۔ اور عارف مخلوق سے لیتا ہے۔ کیونکہ وہ عامل اور کارندہ اور بادشاہ کا نائب ہے۔ مخلوق سے دُوسرے کے لئے لیتا ہے۔ اور اس کا طباق بادشاہ کے ساتھ ہے۔ اس کے سامنے دروازوں اور حجابوں کے پیچھے ہے۔ اُس کی شہوتیں اُس کے قدموں کے نیچے ہیں۔ اور سب مخلوق اُس کے زیرِ قدم ہے ؎

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے سب کو نگل لیا۔ اور اس میں کسی قسم کا تغیر اور تبدل نہ ہوا۔ اگر میرے ہاتھ پر نجات حاصل نہ کرلیگا تو تیرے لئے کبھی نجات نہیں ہے۔ میں تجھے تیرے طباق کے لئے تعلیم نہیں دیتا ہوں۔ اور نہ تیرے دبدبے اور زور سے خوف کھا کر تجھ سے عصا کو اُٹھاؤں گا۔ جو شغل تجھ کو میرے سے روکتا ہے وہ تجھ پر شامت ہے۔ عنقریب تیری شامت تیرے عیال پر پڑے گی۔ تو وہ بھیک مانگیں گے ؎

صالح اور منافق کی پہچان

صالح شخص اپنے عیال اللہ کے توکل پر اللہ کے سپرد کرتا ہے۔ اور منافق بدکار اپنے عیال کو اپنے روپے اور اشرفی کے سپرد کرتا ہے۔ اور اپنی جائداد اور صنعت پر چھوڑتا

ہے۔لہٰذا ان کا انجام تنگدستی ہوتی ہے۔تو جاہل غصہ کیا گیا اللہ سے دور اور ملعون ہے۔تیرے دل میں دنیا کے بچھڑے کی محبت پلائی گئی ہے +

استدعا بدرگاہ کبریا

اے خدا! جو شخص دنیا کو دین کی مدد کے لئے طلب کرے اس کو عنایت فرما۔ اور جو شخص آخرت کو صرف تیرے ہی لئے طلب کرے اس کو بھی عطا کر۔ اور جو کوئی آخرت کو ریاکاری کے واسطے طلب کرے اس کو محروم رکھ۔ اور جو کوئی دنیا کو دنیا کے لئے طلب کرے اس کو نہ عنایت کر۔ کیونکہ دنیا اور آخرت تجھ سے حجاب ہیں۔ کاش کہ تم میں سے کوئی شخص نجات پاتا۔ تو قیامت کے دن ہم اس کا دامن پکڑ لیتے +

وعظ

جب کوئی میرے پاس صالح شخص آتا ہے۔ تو میں اس سے کہتا ہوں کہ اگر قیامت کے دن تیرے پاس کوئی چیز ہو تو ہمیں بھی اپنی صحبت میں رکھنا اور اپنی دعوت میں بلانا۔ اور اگر ہمارے پاس کچھ ہوگا۔ تو ہم اس میں سے تجھے بھی دینگے اخلاص سے میرے وعظ کو سنو۔ اور کوئی غرض نہ رکھنا۔ تو نجات حاصل کرو گے۔ اگر یہ صحیح ہوا۔ تو تم کامیاب ہوئے۔ اور میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور اگر اس کے خلاف ہوا تو تم کامیاب ہوئے۔ اور میں خسارے میں رہا۔ مخلوق تین قسم پر ہے۔ فرشتہ ہے اور شیطان ہے اور انسان ہے۔ فرشتہ تو بالکل خیر ہے۔ اور شیطان محض شرارت ہے۔ انسان ملا جلا خیر اور شر سے مرکب ہے۔ اگر نیکی غالب ہوئی۔ تو فرشتوں سے ملا۔ اور اگر بدی غالب ہوئی تو شیطانوں سے ملا +

شکایتِ اسلام

لوگو! اسلام روتا ہے اور فریاد کرتا ہے۔ اس کا ہاتھ سر پر ہے۔ اس کو شکایت

اِن بدکاروں فاسقوں سے ہے - ان اہل بدعت اور گمراہی سے ہے - اِن ظالموں سے ہے کہ جو فریب کا جامہ پہنتے ہیں - اور ایسی چیز کا دعوٰے کرتے ہیں - کہ جو ان میں موجود نہیں ہے - پہلے لوگوں کی طرف اور ان لوگوں کی طرف کہ جو تیرے ساتھ تھے نگاہ کر - گویا کہ وہ امر کرنے والے اور منع کرنے والے اور کھانے اور پینے والے نہ تھے تیرے دل کو کس چیز نے سخت کر دیا ہے؟ کُتا اپنے مالک کا شکار اور زراعت اور چوپائے اور حفاظت میں خیر خواہ ہے - اور اس کو دیکھ کر دم ہلاتا ہے - اور مالک شام کے وقت ایک نوالہ یا چند نوالے یا کوئی تھوڑی سی چیز اُس کو کھلاتا ہے - اور تو اللہ کی نعمتوں کو کھاتا اور ان سے سیر ہوتا ہے - اللہ کی ان نعمتوں سے مطلوب کو نہیں دیتا ہے - اور نہ اُن کا حق پورا کرتا ہے - اس کے امر کو رَدّ کرتا ہے - اور اس کی حدوں کی حفاظت نہیں کرتا ہے ؛

وعظ

بیٹا! فقر اور صبر اور سلامتی کے برابر کسی چیز کو نہ کر - اپنے فقر میں اللہ کے ساتھ غنی ہو - کیونکہ غنا رب کو بھلا کر سرکش کرتی ہے - تو نے دنیا کی زندگی اور خواہش حرص کو اللہ کے امر سے مقدم سمجھا ہے - افطار کو روزے پر - حرام کو حلال پر - غفلت کو بیداری پر - گناہ کو توبہ پر ترجیح دے رکھی ہے ؛

تجھ پر افسوس! تیری بدکاریں ظاہر ہیں - ان سے شرم کر - حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے - کہ آپ نے ارشاد فرمایا - لَاَنْ تَسْمَعَ بِرَجُلٍ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَاْتِيَهٗ وَلَاَنْ تَاْتِيَهٗ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَخْبُرَهٗ فَاِذَا اَخْبَرْتَهٗ مَقَتَّهٗ وَمَقَتَّ عَمَلَهٗ (کسی شخص کا حال سُن لینا اُس کے پاس جانے سے بہتر ہے - اور اُس کے پاس جانا اُس کے آزمانے سے بہتر ہے - جب تو اس کو آزمائیگا تو اس کو بُرا جانے گا اور اس کے عمل پر ناراض ہوگا) یہ زمانہ خود اثر کرنے والا ہے - مخلوق کی کثرت تجھ پر آفتیں ہیں - ان کا ظاہر باطن کی طرف پھٹا ہوا

ہے۔ ویرانے پر قفل ہے۔ کندہ ناتراش بوسیدہ ہے ایندھن کے سوا اور کسی مصرف کا نہیں ہے ÷

ایمان دار کی شان

ایماندار دنیا میں بادشاہ اور آخرت میں بھی بادشاہ ہے۔ عبادت کا عامل اور گناہ کا تارک ہے خلوت اور محفل میں اللہ کی توحید کرتا ہے۔ دنیا سے ناراض ہو کر اس کو طلاق دے دی ہے۔ اور وہ اس کے پیچھے پیچھے پکارنے والی ہے۔ بیٹا! اپنا دانہ اور پانی لو؟ ایماندار جواب دیتا ہے۔ کہ میں نہ کھاؤنگا یہاں تک کہ آخرت کے دروازے پر پھر آؤں۔ ممکن ہے کہ یہ کھانا زہریلا ہو۔ مائی! جو کچھ تیرے پاس ہے گرا دے تاکہ آخرت کا داروغہ آئے۔ اور تیرے کھانے کی تفتیش کرے۔ اور مزہ چکھے اور سونگھے۔ تب میں اس کے ہاتھ سے کھاؤں گا۔ آخرت آکر تجھے اپنی طرف لے جائے گی۔ اپنا کھانا کھلائے گی۔ اور اپنا پانی پلائے گی۔ تیرے اور آخرت کے درمیان دنیا بند کر دی جائے گی۔ تو اسی حال میں ہو گا۔ کہ غیرت خداوندی کا ہاتھ تیرے تسبیح والے مونہہ ہاتھ کو پکڑ لے گا۔ اور کہے گا کہ میرے غیر کی طرف تیرے ٹھیرنے کا کیا مقصد ہے وہ آخرت تو مخلوق ہے۔ اور سب بناوٹ کا کارخانہ ہے۔ تو گھر سے پہلے ہمارے پاس کیوں نہ آ گیا؟ یہاں تک کہ جب تجھے علم عنایت فرمائے اور خلعت پہنائے اور تجھ سے انس کرے اور تریاق کھلائے۔ اور توفیق کی زرہ پہنائے اور نگہبانی اور حفاظت کرے۔ تو اس کی صحبت میں دنیا کی طرف نکلے گا۔ تیرے لئے ایک مسند بنائی جائے گی۔ اور تو اہل دنیا اور آخرت کو خطاب کرے گا۔ تیرے لئے کیا ہے؟ تو اُس کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ تجھ سے ایک گھر کے لئے بخار دُور کیا جاتا ہے۔ تجھے موت آتی ہے جو تجھ سے دور کر دیتی ہے۔ اور ایسا اوقات یہ ایک گھڑی کے بعد ہوتا ہے ÷

اللہ والوں سے لپٹ جا۔ ان کے نزدیک دیوانے دنیا کے دریا میں ڈوبے ہوئے

ہیں۔ وہ بیماروں کا علاج کرتے ہیں۔ اور ڈوبلوں ہوؤں کو نجات دیتے ہیں۔ اور اہل عذاب پر رحمت کرتے ہیں۔ اللہ والے کو پہچانے تو اس کے پاس رہ۔ اور اگر تو اس کو نہ پہچان سکے تو اپنے نفس پر روتا رہ۔ جو لوگ راضی برضا ہیں اُن کے چہروں پر قدر مسکراتی ہے۔ اور ان کے ہاتھ پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے جاتی ہے۔ اور دروازہ ان کے لئے کھلواتی ہے۔ اور ان کو بادشاہ کے مقرب بنا دیتی ہے۔ اس وقت وہ اللہ تعالےٰ کے گروہ میں سے ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ حرص ہے؟ اس کی اصل کامل ہے۔ قدر کی موافقت کرو۔ اُس کے ساتھ جھگڑا اور نزاع نہ کرو۔ موافقت کے معنی موفقت ہیں ؛

صدیقوں کا کلام وحی ربّانی ہے

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ صدیقوں کی کلام جو رسولوں کے قائمقام اور ان کے اسرار کے ابدال ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی ہے۔ اُن کی کلام اللہ سے اور اللہ کے ساتھ اور اللہ میں ہے۔ قبرستان میں بیٹھ کر مُردوں سے اس طرح خطاب کر۔ تم نے کس سے ملاقات کی؟ تم کس حال پر ہو؟ اہل کہاں۔ اولاد کہاں۔ مال کہاں۔ دوست کہاں۔ خواہشیں کہاں ہیں۔ تجھ سے گویا کہ وہ اس طرح خطاب کریں گے۔ جو کچھ ہم نے چھوڑا اُس پر نادم ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے آگے بھیجا اس پر خوش ہیں۔ جب تو قبروں کی زیارت کرے۔ دوستوں اور مردوں اور عورتوں سے خلوت ہو۔ تو اسی طرح تصور کر۔ عقل مند بنو۔ تم عنقریب مرنے والے ہو ؛

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک دن کسی جنازے کو لائے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم اس میت کی طرف نہیں دیکھتے ہو؟ جب اس پر موت وارد ہوئی۔ تو اس کو دہشت میں ڈالا۔ اور اس کی ہدایت کو غائب کر دیا۔ یہاں تک کہ اپنے قریبیوں میں سے کسی کو بھی نہ پہچانتا تھا۔ یہی حال معرفت الٰہی کا ہے۔ جب یہ ماندار کے دل پر وارد ہوتی

ہے۔ تو اس کو دہشت میں ڈالتی ہے۔ اور اُس کی قوت تمیز غائب ہو جاتی ہے۔
یہاں تک کہ اپنے رب کے سوا کسی کو بھی نہیں پہچانتا ہے ؎

وصال حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات شریف کا اس طرح ذکر ہے کہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کی مرض الموت میں وصیت طلب فرمائی۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کے تقوےٰ اور اطاعت کو لازم پکڑو۔ اُس کے سوا کسی سے خوف اور امید نہ رکھو۔ اپنی سب حاجتیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کرو۔ اور اسی سے مانگو۔ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ اور اعتماد نہ کرو۔ اللہ کی ذات پاک ہے۔ یاد رکھو! توحید۔ توحید۔ توحید۔ سب کی جامع توحید ہے ؎

نیز آپ نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا۔ جب اللہ تعالےٰ کے ساتھ دل صحیح ہو جائے۔ تو اُس سے کوئی چیز خالی نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ کوئی چیز اُس سے نکلتی ہے۔ مَیں صرف مغز بے پوست ہوں۔ اور آپ نے اپنی اولاد کو ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے الگ ہو جاؤ۔ کیونکہ مَیں ظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور باطن میں تمہارے غیر کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے اور سب مخلوقات کے درمیان اتنی دُوری ہے کہ جتنی زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ فَلَا تَقِیْسُوْنِیْ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَا تَقِیْسُوْا اَحَدًا عَلَیَّ (میرے اوپر کسی کو قیاس نہ کرو اور مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو) ؎

نیز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ میرے پاس تم سے علاوہ اور لوگ بھی حاضر ہوتے ہیں۔ اُن کے لئے کشادگی کرو۔ اور ان کے ساتھ باادب رہو۔ اس جگہ زبردست ہجوم ہے۔ اُن پر مکان کو تنگ نہ کرو ؎

اور حضور کے کسی صاحبزادے نے مجھے خبر دی کہ آپ اس طرح فرماتے تھے۔ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ (تم پر بھی اللہ کا سلام اور رحمت اور برکتیں نازل ہوں) اللہ تعالٰے میرے اوپر اور تمہارے اوپر بخشش کرے۔ اور مجھ پر اور تم پر رجوع فرمائے بسم اللہ رخصت نہ کئے جاؤ۔ آپ اسی طرح ایک دن اور ایک رات فرماتے رہے ❖

اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ تم پر افسوس! (کیوں غم کرتے ہو) مجھے کسی چیز اور فرشتے اور ملک الموت کی پرواہ نہیں ہے۔ ملک الموت! دور ہو جا۔ ہمارے لئے تیرے سوا دوسرا والی ہے۔ اُس کے بعد آپ نے نہایت زور سے نعرہ مارا۔ یہ اس دن کا واقعہ ہے۔ کہ جس کی عشا کو حضور رح نے وصال فرمایا ❖

آپ کے کسی فرزند نے سوال کیا۔ کہ آپ کا کیا حال ہے۔ حضور رح نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ سے کوئی شخص کسی چیز سے سوال نہ کرے۔ اَنَا ھُوَ ذَا اَتَقَلَّبُ فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (میں وہی ہوں اللہ تعالٰے کے علم میں پلٹے کھا رہا ہوں) ❖

حضور نے اپنے فرزند شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔ تم خواب میں ہو یا بیدار ہو۔ مُوْتُوْا فَقَدِ انْتَبَہْتُمْ (مرے میں مرو تو ٹھیک بیدار ہو جاؤ گے) ❖

مَیں اور ایک جماعت آپ کی اولاد میں سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس حال میں کہ آپ کے صاحبزادے شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ حضور کے فرمان کو لکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ (خلیفہ) عفیف (رحمۃ اللہ علیہ) کو قلم دوات دو کہ تحریر کریں۔ مَیں نے قلم دوات لی اور لکھا۔ سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا (اللہ تعالٰے عنقریب سختی کے بعد آسانی ظاہر کریگا)

صفات الٰہی کی بابت جو احادیث آئی ہیں۔ اُن کو تسلیم کرو۔ حکم بدلتا ہے اور علم نہیں بدلتا ہے۔ حکم منسوخ ہوتا ہے۔ اور علم منسوخ نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰے کا علم حکم کے ساتھ نہیں ٹوٹتا ہے ❖

اور آپ کے صاحبزادوں شیخ عبد الرزاق اور شیخ موسٰی رحمۃ اللہ علیہما نے مجھے

خبر دی - کہ حضور اپنا ہاتھ اُٹھاتے اور دراز کرتے اور فرماتے تھے - وعلیکم السلام وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ (تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں)۔ رجوع کرو اور صف میں داخل ہو جاؤ - وہ ابھی تمہارے ساتھ چلے گا - اور آپ فرماتے تھے رفاقت کرو رفاقت کرو - پھر اس کے پاس حق اور موت کی مستی آئی - اور فرمانے لگے - اِسْتَعَنْتُ بِلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَلَا یَخْشَی الْفَوْتَ۔ سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَھَرَ عِبَادَہٗ بِالْمَوْتِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (میں مدد چاہتا ہوں اللہ کے ساتھ کہ جس کے ساتھ دوسرا کوئی معبود نہیں ہے - زندہ ہے قائم رہنے والا ہے جو نہ مریگا اور نہ اس کو فوت ہونے کا خوف ہے - پاک ہے کہ جو قدرت کے ساتھ غالب آیا اور موت کے ساتھ اپنے بندوں کو کمزور کیا - نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے - محمد اللہ کا رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے ‡

اور مجھے آپ کے فرزند شیخ موسٰی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی - کہ جب حضور نے لفظ تعزز کہا - تو آپ کی زبان اُس کو صحت کے ساتھ ادا نہ کر سکی - آپ اس لفظ کو دہراتے رہے - یہاں تک کہ آپ نے تعزز کہا - اور اس سے آواز کو کھینچا - اور تشدید کو خوب ظاہر کیا - یہاں تک کہ آپ کی زبان اس کے ساتھ صحیح ہو گئی - پھر حضور نے فرمایا اللہ، اللہ اللہ - پھر آواز آہستہ ہوتی گئی - اور آپ کی زبان مبارک حلق کی چھت سے چسپاں ہو گئی - بعدہٗ حضور نے وصال فرمایا - اللہ آپ سے راضی ہو - اور آپ اللہ سے راضی ہوئے - اور ہمارے اور آپ کے درمیان جمع فرمائے - فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ (صدق کے مقام میں نزدیک بادشاہ با اقتدار کے) ‡

اور سب حمد اللہ ہی کے لئے ہے - کہ جو سب جہانوں کا پروردگار ہے - اور اللہ کی رحمتیں نبیوں کے سردار اور شفیعوں کے پیشوا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو سب مخلوق سے بہتر ہیں - اور آپ کی آل اور اصحاب سب پر نازل ہوں -

وَالسّلام خیر ختام ٭

حَامِداً وَّ مُصَلِّیاً

کتاب فتح الربانی والفیض الرحمانی کا اُردو ترجمہ مسمےٰ بہ وعظ محبوب سبحانی مع ارشادات محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور پیران کرام کی برکت سے اختتام کو پہنچا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَّ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا۔ میرے مولا تو نے توفیق اور رحمت عنایت فرمائی۔ اب اس کو اپنے فضل اور کرم سے مقبول خاص و عام فرما۔ بحرمت سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار۔ المترجم غلام غلامان محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب ربانی شاہ جیلانی قدس سرہ العزیز۔ فقیر حقیر پر تقصیر محمد عبد العزیز حنفی القادری ابن معدن الفضل والکمال ماہر شریعت و طریقت ماحی بدعت و ضلالت ہادی صراط مستقیم جناب مولوی حافظ شیخ عبد الرحیم چشتی قادری ادام اللہ فیوضہم و برکاتہ العمیم۔ ۲۰ شوال ۱۳۳۳ھ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

آمین

رَبی سے اُردو ترجمہ کتاب تذکرہ غوث الاعظم رح

ت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوث صمدانی محی الدین سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ہے جو سب سے پہلے حضرت غوث پاک رح کے حالات میں لکھی گئی۔ کیونکہ یہ گنجینہ اسرار معانی اس بات کی شہادت
س قدر کتب یا رسائل لکھے گئے سب کا یہی منبع ہے۔ اور بڑی بھاری خوبی یہ ہے۔ کہ جس طرح
ی صلے اللہ علیہ وسلم روایتاً جمع کی گئی اُسی طرح غوث صمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ متبرک حالات بھی
سناد کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ بڑی تحقیق اور صحت سے لکھے گئے ہیں۔ چونکہ یہ متبرک کتاب
تھی۔ اس لئے ہم نے بپاس خاطر عاشقان سرکار عالیہ غوثیہ بصرفِ زر کثیر بامحاورہ اُردو ترجمہ کراکر
رجہ کے کاغذ پر عمدہ خوش خط صحت اور صفائی کے ساتھ طبع کرائی ہے۔ تاکہ دلدادگان دربار قادریہ
ض باطنی سے بہرہ اندوز ہوکر اپنے دلی مقصد کو حاصل کریں ؛ قیمت صرف ۔۔۔ ۱۲ ر

عربی سے اردو ترجمہ کتاب تفریح الخاطر

ں ستر مناقب تاج الدین برہان الاصفیاء القطب الربانی والغوث الصمدانی السید عبدالقادر جیلانی
ہیں۔ ان مناقب کے پڑھنے سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے جاہ وجلال اور عظمت کا
کہ حضور کس پایہ کے محبوب الٰہی ہیں۔ کتاب کیا ہے غلامان دربار غوثیہ کا دین و ایمان ہے۔
نے سے پیران پیر کی درگاہ عالیہ کی ارادتمندی نصیب ہوتی ہے۔ قیمت ۔۔ ۸ ر

عربی سے اردو ترجمہ کتاب تحفہ مرسلہ شریف

بے نظیر کتاب ہے۔ جو تحفہ حضرت ابو سعید مبارک علیہ الرحمۃ نے اپنے لائق مرید روحانی فرزند
عبدالقادر جیلانی قدس سرالعزیز کو بھیجی تھی۔ اس میں حضرت رح نے تصوف کے نہایت دقیق
رمائے ہیں۔ اور رموزات نہانی سے غوث پاک رح کو واقف فرمایا ہے۔ ذات اور صفاتِ الٰہیہ کے
و شرح بیان فرماکر ارمغان معرفت کے طور پر پیشکش سرکار غوثیہ کیا۔ اس تحفہ میں اہل بصیرت کیلئے
ح پرور نعمتیں ہیں۔ مضامین آبِ حیات کے چشمے ہیں۔ تصوف کے مراتب مدارج اس خوبی سے
یں کہ انہی کا حق ہے۔ وجود حق پر نہایت مدلل بحث فرمائی ہے تعین و حدیث وحدت الوجود کی
ور عبارت لکھی ہے۔ قابل مطالعہ ہے۔ بے نظیر تحفہ ہے + قیمت صرف ۔ ۔ ۔ ۱۲ ر